علم الٰہی کے اُصول

عوام الناس کے لئے

مشن فرخ آباد بابو ایشری داس مسیحی کی تصنیف

Lectures on Theology

FOR THE

ILLITERATE.

BY

BABOO ISHUREE DASS OF FUTTEHGURH

PRIZE ESSAY

The subjects, treated of in these Lectures, were pointed out by the Donor of the Prize himself. It was also his wish, that Truth should be broken into the simplest elements, and presented with illustrations, and that passages from the Scriptures need not be introduced as is usually done in Theological works meant for Christian readers.

LODIANA.

PRINTED, AT THE AMERICAN PRESBYTERIAN MISSION PRESS:

THE REV. A. RUDOLPH, SUPERINTENDENT.

1863

Price 2 Rs. For sale at the Furrukhabad and Allahabad Stations of the American Presbyterian Mission.

فہرستِ ابواب

صفحہ

چھٹواں باب

ساتواں باب

آٹھواں باب

نواں باب

دسواں باب

گیارھواں باب

بارھواں باب

صفحہ

صفحہ

بیسواں باب

اکیسواں باب

بائیسواں باب

تیئسواں باب

چوبیسواں باب

پچیسواں باب

چھبیسواں باب

علمِ الٰہی اصول

پہلا باب

خدا کی شان وقدرت کا بیان جو دنیا وانسان کی پیدایش اور انتظام میں ظاہر ہے

شکر وستایش اُس خداے پاک کو جس نے ہماری روحوں کو غیر فانی پیدا کرکے ہمیں عقل عنایت کی تاکہ ہم اُسے پہچانیں اور اُس کی عبادت کرکے عاقبت کی نیکبختی حاصل کریں + غرض اِس بات کے سب ہی قایل ہیں کہ انسان کی روح کبھی نہیں مرتی پر بعد بدن سے جدا ہونے کے یا تو سدا کے سُکھ میں رہتی ہے یا ہمیشہ کے دُکھ میں + اور یہہ بھی ہر کوئی مانتا ہے کہ جیسا بھلا

کرینگے ویسا عاقبت میں پاوینگے اگر یہاں خدا کی عبادت کرینگے تو عاقبت میں خوشحال رہینگے لیکن اگر یہاں
اُس کی حکم عدولی کرینگے تو آگے کو عذاب میں پڑینگے ✦ چنانچہ یہہ بڑی ضرورت اور دانائی کی بات ہے
کہ جب تک موقع اور فرصت ہے خدا کو پہچانیں اور اُس کی اطاعت کریں تاکہ عاقبت بخیر ہو ✦ اِس
تصنیف میں ہمارا یہی منشا ہے کہ اُس راہ کا بیان کریں جس سے آیندہ کی نیکبختی حاصل ہو سکتی ہے ✦ یا
پروردگار تو ہی ہدایت کر ✦

ابتدا میں خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ✦ ایک وقت ایسا تھا جب کہ آسمان و زمین
اور یے سب چیزیں جو دیکھنے میں آتی ہیں موجود نہ تھیں لیکن کسی وقت جب کہ خدا کی مرضی ہوئی اُس
نے سب کچھ پیدا کیا ✦ جب کہ خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تو ایسی کسی چیز سے خلق نہ کیا جو آگے
موجود تھی مثلاً لکڑی پتھر مٹی پانی سے پیدا نہ کیا کیونکہ تب یے چیزیں کہاں تھیں ✦ خدا نے
سب چیزوں کو نیست سے ہست کیا آگے کچھ نہ تھا لیکن اُس نے اُس کے موجود ہونے کا حکم کیا
اور اُس کے حکم کے نکلتے ہی سب چیزیں موجود ہو گئیں غرض ایسی کو پیدا کرنا کہتے ہیں ✦ جاننا
چاہئے کہ پیدا کرنے اور ایک چیز سے دوسری چیز بنانے میں بڑا فرق ہے سوا خدا کے کوئی کسی چیز کو پیدا
نہیں کر سکتا یہہ کام اِنسان کا نہیں اُس سے یہی ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز لیکر اُس سے دوسری چیز
بنالیوے ✦ مثلاً جب کوئی بڑھی ایک صندوق بنایا چاہتا ہے تو یہہ نہیں کہتا کہ اَی صندوق
بن جا لیکن اُس کے بنانے کو لکڑی لاتا ہے اور لکڑی کے کاٹنے اور صاف کرنے اور جوڑنے کو اوزار
کام میں لاتا ہے تب صندوق بنتا ہے چنانچہ وہ صندوق کو نیست سے ہست نہیں کرتا پر لکڑی سے
بناتا ہے جسے خدا نے پیدا کیا ہے اور لوہے کو بھی کام میں لاتا ہے کہ اُسے بھی خدا نے پیدا کیا ہے

یہی حال اَور سب چیزوں کا ہی جنھیں اِنسان اپنے استعمال میں لاتے ہیں؛ اُنھیں چیزوں
کو لیتے ہیں جنھیں خدا نے پیدا کیا ہی اور اُن کی صورت بدل کے اپنے مطلب کے موافق بنا
لیتے ہیں آدمی نے نہ آج تک کوئی چیز پیدا کی ہی نہ کبھی کر سکیگا + پر خدا نے آسمان و
زمین کو یوں پیدا نہیں کیا اُس نے صرف حکم کیا اور سب چیزیں پیدا ہو گئیں +

چونکہ خدا نے سب چیزوں کو نیست سے ہست کیا ہی ظاہر ہی کہ اُس میں قدرت ہی
اگر قدرت نہ ہوتی تو ذرہ سی چیز کو بھی پیدا نہ کر سکتا + یہہ بات خوب ظاہر ہی کہ کوئی چیز
آپ سے نہیں بن سکتی جب کسی چیز کو بنانا ہوتا ہی تو اُس کے لئے طاقت درکار ہوتی ہی اُن
تمام چیزوں سے جنھیں لوگ اپنے گھروں اور دوکانوں اور کھیتوں میں کام میں لاتے ہیں
صاف معلوم ہوتا ہی کہ وے کاریگر جنھوں نے یے سب چیزیں بنائیں اپنے جسم میں کچھ طاقت
رکھتے تھے بغیر طاقت کے کب بنا سکتے مثلاً بڑھئی جس نے سونے کے لئے چارپائی بنائی اپنے
جسم میں کچھ طاقت رکھتا ہوگا تب تو پایوں اور پٹیوں کے بنانے اور چکنانے کو بسولہ
اُٹھایا اور رندہ پھیرا اِسی طرح ٹھٹھیرا بھی جس نے کھانا کھانے کے لئے تھالی بنائی
طاقت رکھتا ہوگا تب آگ کی آنچ سہی اور اُس کے پیٹنے کو ہتھوڑا اُٹھایا کیا ذرا سا
بچہ بھی یہہ کام کر سکتا ہی ہرگز نہیں کیونکہ اُس میں طاقت کہاں + ہر چیز کے بنانے
میں البتہ حکمت بھی چاہئے پر یہاں صرف طاقت کا ذکر کرتے ہیں + جس طرح کہ اِنسان
میں طاقت ہی اُسی طرح خدا میں قدرت ہی جیسا کہ اِنسان سب چیزوں کو اُس طاقت سے بناتا ہی جو خدا
نے اُسے دی ہی ویسا ہی خدا سب چیزوں کو اُس قدرت سے پیدا کرتا ہی جو اپنی ذات میں رکھتا ہی +

انسان کی طاقت تو ذری ہی سی ہے پر خدا کی قدرت بے حد ہے اِسی سبب بے حد قدرت سے اُس نے یہہ عجیب خلقت پیدا کی ہے جسے ہم چوگرد دیکھتے ہیں یعنے سورج و چاند و ہزارہا ستارے اور یہہ کشادہ زمین معہ اُن تمام عجیب چیزوں کے جو اُس میں پائی جاتی ہیں اور اگرچہ یہہ خلقت ایسی بڑی ہے کہ عنقریب بے نہایت ہے تو بھی اُس کے پیدا کرنے میں اُسے کچھہ تکلیف نہیں ہوئی اور سبب اِس کا یہی ہے کہ اُس کی قدرت بے حد ہے اگر قدرت بے حد نہ ہوتی تو یے تمام چیزیں پیدا کرنا محض ناممکن ہوتا + جب خدا نے خلقت پیدا کرنے چاہی تو بہت دنوں تک سوچتا نہ رہا کہ کیسے پیدا کروں اُس نے صرف فرما دیا اور سب کچھہ موجود ہوگیا + ہندؤں کی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جب خدا نے خلقت کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اُسے معلوم نہ تھا کہ کیسے پیدا کروں اور برس روز تک اِسی غور و فکر میں پڑ رہا + اُس کے حق میں ایسا خیال کرنا کفر ہے جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں بڑا گناہ کرتے ہیں اور اُن کی بڑی سزا ہوگی اُس کے حق میں ایسا گمان کرنا اُسے اِنسان کی طرح کم زور سمجھنا ہے + اُس کی قدرت ایسی بے نہایت ہے کہ تمام خلقت کو صرف حکم سے پیدا کر دیا ہے مثلاً جب اُس نے روشنی کو پیدا کرنے چاہا تو یہی کہا روشنی ہو اور فوراً روشنی ہوگئی اور جب پانی کو پیدا کرنے چاہا تو کہا پانی ہو اور پانی موجود ہوگیا اور اِسی طرح ہر چیز کے ہونے کا حکم کیا وہ چاہے تو کروڑوں اور ایسی خلقتیں پیدا کر سکتا ہے اور اگر چاہے تو دم بھر میں اُنہیں نیست کر سکتا ہے +

غرض دو چار چیزوں پر جن کے پیدا کرنے میں خدا نے اپنی قدرت ظاہر کی ہے تھوڑا غور کرو چنانچہ یہہ دنیا ایسی بڑی ہے کہ اگر کوئی اُس کے چوگرد سفر کرے تو کتنی برس لگ جائیں

اِس سے خدا کی بڑی قُدرت ظاہر ہوتی ہی ٭ یہہ مُلک ہندوستان کا کچھہ بہت بڑوں میں شمار نہیں ہی تو بھی کیسا وسیع ہی جب کہ کوئی اُس کے ایک بھرے سے دوسرے بھرے تک سفر کرتا ہی تو کیسا تھکا ماندہ ہو جاتا ہی اگر کوئی اُس کی پوربی حد سے پچھمی حد تک سفر کرے اور بارہ کوس روز چلے تو کہیں دو مہینے میں سفر تمام ہو ٭ یہہ تو ایک ہی مُلک ہوا پر جب دُنیا کے تمام مُلکوں پر غور کرو تو کیسی وسیع معلوم ہوتی ہی پس خدا نے اِس بڑے کُرہ کو اپنی قُدرت سے پیدا کیا ہی ٭ بڑے بڑے اونچے پہاڑوں کو بھی جو دنیا میں ہیں دیکھو اُن میں اُس کے ہزاروں لاکھوں مخلوق رہتے ہیں اور اُس نے اُن کی بُنیاد کو ایسا قایم کیا ہی کہ ہرگز ٹل نہیں سکتی چنانچہ ظاہر ہی کہ وہ واجب الوجود جس نے اِن بڑے بڑے پہاڑوں کو بنایا اور اُنھیں جابجا ایسا قایم کیا بڑی قُدرت والا ہی ٭ جب کہ لوگ مکانوں میں لگانے کو کوئی چٹان کا ایک ٹکڑا کاٹتے ہیں اور اپنے یہاں لے جانے چاہتے ہیں تو کتنا زور لگانے پڑتا ہی بہت سے لوگ مِلکر اُٹھاتے ہیں اور بڑا شور مچاتے ہیں تب کہیں اُٹھتا ہی ٭ پر خیال کرو کہ اُس ذرا سے ٹکڑے کی ایک بڑے پہاڑ کی نسبت کچھہ بھی حقیقت نہیں اِس سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ اِنسان کی طاقت بہت ہی کم ہی ٭ لیکن دُنیا کے تمام پہاڑ خدا کے نزدیک کچھہ نہیں وے اُس کے حکم سے اپنی اپنی جگہہ قایم ہیں اور اگر وہ فرما دے تو دم بھر میں سب اُکھڑ کر زمین پر لُڑھکنے یا ہوا میں اُڑنے لگیں ٭

پھر وہ بڑا سمندر بھی جو اِس دُنیا میں پایا جاتا ہی خدا کی عجیب قدرت کو آشکار کرتا ہی ایسا وسیع ہی کہ زمین کی سطح کی دو تہائیاں اُس سے ڈھنپی ہیں پانی اُس میں ایسی

کثرت سے بھرا ہے کہ کوئی اُس کا حساب نہیں کر سکتا جو لوگ جہازوں پر جاتے ہوئے مہینوں
خشکی نہیں دیکھ پاتے اور جب کنارے سے کچھ دور جاتے ہیں تو چاہے کتنے ہی ہزار گز
رسیاں ڈالیں اُس کی تھاہ نہیں ملتی اُس کی بڑی وسعت اور عجیب گہرائی دونوں
سے خدا کی قدرت آشکارا ہے ✤ برسات میں جب کہ کہیں باڑھ آتی ہے اور دور تک
پانی ہی پانی نظر آتا ہے تو کیسا خوف معلوم ہوتا ہے بڑے بڑے مضبوط دل والے بھی اُس
میں پیرنے یا اُسے سمجھانے سے ڈرتے ہیں پھر سمندر تو ایسی ایسی باڑھوں سے کہیں بڑا اور
خوفناک ہے اُس سے تو زمین کی دو تہائیاں ڈھنپی ہیں اور اُس کی تھاہ ہی نہیں
ملتی ✤ پھر جس قدرت سے خدا نے اِس سمندر کو پیدا کیا ہے اُسی قدرت سے اُس
کی حد بھی باندھ دی ہے اور وہ اِن حدوں کے پار نہیں ہوتا اگر اُس کی حد نہ باندھتا
اور اُسے نہ فرماتا کہ اِس کے پار نہ جانا تو تمام جہان کو ڈبا دیتا کیونکہ اُس میں پانی ایسی کثرت
سے بھرا ہے ✤ ایک دفعہ جب کہ اِنسان کا گناہ بہت بڑھ گیا تھا خدا نے آٹھ آدمیوں
کو جو اُس کی عبادت کرتے تھے بچا کر تمام جہان کو ایک طوفان سے ہلاک کر دیا تھا اُس
وقت خدا نے کئی روز کی جھڑی لگائی پر سمندر کو بھی حکم دیا کہ اپنی حدوں سے پار
ہو جائے چنانچہ اُس نے چاروں طرف پھیلکر سطح زمین کو ڈھانپ دیا اور سب
جانداروں کو ہلاک کیا اِس طوفان میں پانی بڑے بڑے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی
پندرہ ہاتھ چڑھ گیا ✤ پس جیسا کہ سمندر کے پیدا کرنے میں خدا کی بڑی قدرت
ظاہر ہوتی ہے ویسا اُسے حدوں کے اندر رکھنے میں بھی آشکارا ہے اگر اِس بات پر غور

وہ بھی اپنی قدرت موقوف کر دے تو سمندر چاروں طرف فوراً بڑے زور و شور سے پھوٹ
نکلے اور تمام جہان کو ڈبا دیوے ✣

سمندر مانند ایک بڑے دیو کے ہے اور سوا قادرِ مطلق کے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا ✣
طوفان کے وقت بڑا زور و شور کرتا اور گرجتا ہے اگر اُس وقت جہان کے سارے باشندے
اُس کے کناروں پر جائیں اور اُسے خاموش ہونے کو کہیں تو ہرگز اُن کی نہ مانے اگر دنیا کے
تمام بادشاہ بھی اپنی زبردست فوجیں لیکر وہاں جاویں اور اُسے ڈرانے کو ہزاروں توپیں
داغیں تو بھی اُن کی نہ سُنے بلکہ گویا اُن کی حماقت پر ہنسے اور اگر خدا اجازت دے تو دم بھر
میں سب بادشاہوں کو مع اُن کی فوجوں اور توپوں کے نگل جائے جب کہ جنابِ باری
نے اُسے اجازت دی ہے وہ ہزاروں بار بڑی بڑی جہازی فوجوں کو نگل گیا ہے طوفان
میں بڑا زور و شور مچاتا ہزاروں لہریں آسمان کی طرف اُٹھاتا اور گویا اپنے خالق سے یہہ
دعا مانگتا ہے کہ اے قادرِ مطلق مجھے اِس قید سے رہائی دے اُن لوگوں کو جو اُسے ایسی حالت
میں دیکھتے ہیں فوراً یقین ہو جاتا ہے کہ صرف خدا کی قدرت اُسے تابع رکھ سکتی ہے چنانچہ
وے لوگ جو جہازوں میں جاتے ہیں خدا کے اِس زبردست مخلوق کی یہہ تمام کیفیت دیکھا
کرتے ہیں ✣ طوفان میں بڑے بڑے جہازوں کو بھی ایسے زور سے اِدھر اُدھر ٹپکتا
ہے کہ گویا بڑے غصہ میں ہے اور اگر پروردگار کی پناہ نہ ہو تو ایک ساعت میں اُنھیں ہلاک
کر ڈالے ✣ لوگ جہازوں کو ایسی مضبوطی سے بناتے کہ موٹے موٹے سموچے لٹھے لگا دیتے
اور سیکڑوں من لوہا اور تانبا خرچ کرتے ایسا کہ ایک ایک بڑے جہاز کے بنانے میں دو دو لاکھ

سو پیٹے لگ جاتے تھے اُن میں ہزاروں من اسباب بھرا جاتا اور اکثر سیکڑوں آدمی سوار ہوتے تو بھی یہہ بڑے بڑے بھاری جہاز طوفان کے وقت سمندر پر سوکھے پتّے کی طرح مارے پھرتے ہیں جب کہ ایک بھی بڑی موج مارتی ہے تو جہاز ایک سرے سے دوسرے سرے تک تھرا جاتا ہے ۔ ایسے وقت اِنسان کی کچھہ بھی حقیقت نہیں ہوتی اُس کا سارا غرور بھاگ جاتا ہے اور ایسے زبردست مخلوق سے رہائی پانے کے لئے اُسے خاص خدا ہی سے پناہ مانگنی پڑتی ہے ۔ سمندر چاروں طرف کناروں پر موجیں مارا کرتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر چھوٹنے پاوے تو گویا بڑا خوش ہو پر وہ خدا کے حکم سے اُن حدوں کے اندر قید ہے اور کسی صورت سے اُس کے پار نہیں ہو سکتا جب کہ خدا نے اُسے پیدا کیا یہہ فرمایا کہ یہاں تک تو آنے پاویگا اور آگے نہ بڑھیگا اور یہیں تیری موجوں کا غرور تھنبھیگا (ایوب ۳۸ باب ۱۱ آیت) ۔ پس اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ واجب الوجود جو سمندر کا پیدا کرنے اور روکنے والا ہے بے حد قدرت رکھتا ہے ۔

پھر جس طرح کے درختوں اور سبزی کے پیدا ہونے میں بھی خدا کی عجیب قدرت صاف صاف ظاہر ہے سمندر تو بہت کم لوگوں نے دیکھا ہوگا اور شاید بڑے بڑے پہاڑ بھی ہر ایک نے نہ دیکھے ہوں پر جہان میں ایسا کون ہے جس نے درختوں اور گھاس پات کو نہ دیکھا ہو چنانچہ جس میں ذری بھی عقل ہو کہہ دیگا کہ ان کے جمنے اور بڑھنے میں خدا کی قدرت آشکار ہے ۔ اِنسان ذرا سا سوکھا بیج زمین میں ڈالتا ہے بیج کے ڈالتے وقت زمین میں کچھہ ایسی نمی بھی نہیں معلوم ہوتی کہ بیج ہمارے سامھنے بھیگ جاوے پہلے تو بیج سڑ گلسا ہے

پھر اُس میں انکور نکلتے ہیں کُچھ تو نیچے گھُستے چلے جاتے ہیں اُنھیں سے جڑ ہوتی ہی کُچھ اوپر آتے ہیں اُن سے ڈالیاں اور پتّیاں ہوتی ہیں جب بڑھتے بڑھتے پورا درخت یا پودھا ہو جاتا ہی تو اُس میں پھل یا دانہ لگتے ہیں اور اُسی قسم کے جو بویا گیا تھا ہزاروں لاکھوں بیج پیدا ہوتے ہیں + پس سوچا چاہئے کہ سوا قادر مطلق کی بے حد قُدرت کے کون ایسے اچنبھے کر سکتا ہی + جب کہ کسی اناج کا ایک دانہ مثلاً چنے یا گیہوں کا زمین میں پڑتا اور مٹّی سے ڈھنپ جاتا ہی تو ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اب کھو گیا لیکن کیا ہی عجیب قدرت ہی وہ جو اُس دانہ سے ہزاروں اَور دانے اُسی کی طرح پیدا کرتی ہی اور تماشہ یہہ ہی کہ اُن دانوں سے بھی جو پیدا ہوئے ہزاروں لاکھوں اَور دانے پیدا ہو سکتے ہیں یہہ خدا کی قُدرت کا کارخانہ ہی +

لوگ درختوں اور پودھوں اور گھاس پات کو بچپن سے دیکھتے چلے آتے ہیں اِس لئے غور نہیں کرتے کہ اِن کے جمانے اور بڑھانے میں خدا کی بے حد قُدرت ظاہر ہی یہہ بات بہت نامناسب ہی + جب کہ کوئی بازیگر تماشہ کرتا اور گھنٹہ بھر میں ایک درخت لگا کر اُس میں پھل بھی دکھا دیتا ہی تو لوگ بڑا تعجب کرتے اُس سے بہت خوش ہوتے اور اگرچہ مُنہہ سے نہیں کہتے پر دل میں سوچتے ہیں کہ اِس میں ایک طرح کی لیاقت ہی تب ایسے کام کر سکتا ہی لیکن خوب جانتے ہیں کہ یہہ سب فریب اور چالاکی ہی + اِنسان کے فریب اور چالاکی پر تو اِتنا دھیان لگاتے اور ایسا خوش ہوتے ہیں پر خدا کی قُدرت کو جو درختوں اور ہر طرح کی سبزی کے پیدا کرنے میں ایسی ظاہر ہی اور جس میں فریب اور چالاکی کو کچھ بھی دخل نہیں ذرا خیال میں نہیں لاتے +

لوگ درختوں وغیرہ کو ذرہ ذرہ سے بیجوں سے جمتے اور بڑھتے بچپن سے دیکھتے آتے ہیں اِسی لئے سمجھتے

ہیں کہ اِس میں کچھ بڑی بات نہیں ایسا تو ہوتا آیا ہی اور ہمیشہ ہوگا لیکن جب کہ لوگ ایسا
خیال کرتے ہیں تو کچھ اِنسانوں کی طرح نہیں سمجھتے جن کو عقل عنایت ہوئی ہی پر حیوانوں
کی طرح بنتے ہیں ✢ حیوانوں کو خدا نے ہماری برابر عقل نہیں بخشی اِسی سبب سے وے
کبھی اپنے خالق کی بابت خیال نہیں کر سکتے پر صرف کھاتے پیتے اور مر جاتے ہیں ✢ لیکن
اِنسان کو خدا نے اچھی طرح عقل عنایت کی ہی پس جب کہ وہ اِس تمام خلقت کو اپنے چوگرد
دیکھتا ہی جس کے پیدا کرنے میں ایسی قُدرت ظاہر ہی اُسے چاہئے کہ اُس واجب الوجود کے باب
میں غور کرے جو اِس بے حد قُدرت کا رکھنے والا ہی ✢ سوچا چاہئے کیا اِنسان ایسی کوئی
چیز بنا سکتا ہی جس سے خود بخود ایک اَور ویسی ہی چیز بن جائے مثلاً اگر لکڑی کا ایک ٹُکڑا
زمین میں گاڑ دے تو کیا اُس سے ایک درخت پیدا ہو جائیگا یا اگر ایک تھالی یا آبخورہ گاڑ دے
تو کیا تھالی یا آبخورہ پیدا ہو جائیگا یا اگر ایک صندوق گاڑ دے تو کیا اُس سے ایک اَور صندوق
پیدا ہو جائیگا ہرگز نہیں یہہ بات ناممکن ہی کیونکہ اِنسان میں یہہ قُدرت نہیں بیج درختوں
اور پودھوں واَور بیجوں کو کچھ آپ سے پیدا نہیں کرتے پر خدا کے حکم سے لیکن اِنسان اپنی بنائی
ہوئی کسی چیز کو ایسا حکم نہیں دے سکتا پس اُس کی بنائی چیزوں سے اَور چیزیں پیدا
نہیں ہو سکتیں ✢

اور پھر یہہ بھی دیکھو کہ ذرہ ذرہ سے بیجوں سے کیسے بڑے بڑے درخت پیدا ہوتے ہیں
غرض اِس سے بھی ثابت ہی کہ خدا کی قُدرت بے حد ہی اور وہ جو چاہے کر سکتا ہی ✢ مثلاً
اِملی کے درخت پر غور کرو کیسا موٹا اور مضبوط ہوتا ہی اُس کی جڑیں گہری چلی جاتی ہیں اور

چاروں طرف زمین کے نیچے نیچے دور تک پھیلتی ہیں اُس سے ہزارہا ڈالیاں پھوٹتیں جو پتوں سے بھری ہوتی ہیں اُن ڈالیوں میں جتنی چڑیاں چاہیں بسیرا کر سکتی ہیں اگر ہم لوگوں نے کبھی کسی طرح کے درخت اور اُن کے بیج نہ دیکھے ہوتے تو یوں سمجھتے کہ ایسے بڑے درخت کے لئے بھلا دو تین مَن کا بیج تو چاہئے اگر سو آدمی ملکر املی کے ایک بڑے درخت کو اُٹھایا چاہیں تو بھی اُٹھا نہ سکیں پس ہم لوگ سمجھتے کہ ایسے بڑے درخت کے بیج کے اُٹھانے کو دو تین آدمی چاہئیں پر دیکھئے عجیب قدرت خدا کی کہ وہ ایسے بڑے درخت کو ایک ذرہ سے بیج سے جس کا وزن ادھیلا بھر بھی نہیں پیدا کرتا ہے + پیپل کے درخت کو بھی دیکھو کہ املی کے پیڑ سے چھوٹا نہیں ہوتا بلکہ بعضے بعضے پیپل نہایت ہی موٹے اور بلند ہوتے ہیں اور دور تک بڑی بڑی ڈالیاں نکالتے ہیں ان ڈالیوں میں ہزاروں چڑیاں بسیرا لیتیں اور اُن کے سایہ میں سیکڑوں حیوان و انسان بیٹھتے ہیں ایسے ایسے درخت سو سو برس سے کھڑے رہے ہیں اور نہایت بزرگ معلوم ہوتے ہیں ان کے بیج املی کے بیجوں سے کہیں چھوٹے ہوتے ہیں پس ان کے پیدا کرنے میں بھی خدا کی قدرت ظاہر ہے + یہہ قدرتِ الٰہی برگت کے درخت کے پیدا ہونے میں بھی آشکار ہے یہہ پیپل سے بھی بڑا ہوتا اور نہایت ہی چھوٹے بیج سے پیدا ہوتا ہے اُس کی ڈالیوں سے بھی ہزارہا چڑیاں اور سیکڑوں بندر پناہ و خوراک حاصل کرتے اور انسان و حیوان بھی مینھ بوندی اور دھوپ سے بچنے کو اُس کے تلے بیٹھتے ہیں + غرض یوں ہی دُنیا کے تمام درختوں اور پودھوں اور گھاس پات کے پیدا ہونے میں حق تعالیٰ کی قدرت عیاں ہے + اگر خدا اپنی قدرت سے بیجوں میں ایسی زندگی نہ ڈالتا جس سے اور درخت پیدا ہوتے ہیں تو مدّت سے دُنیا

میں گھاس پات اور پودے اور درخت نظر نہ آتے کیونکہ جب وے درخت جنہیں خدا نے پہلے پیدا کیا تھا پُرانے ہو کر سڑ جاتے تو اور درخت اُن سے پیدا نہ ہوتے +

بعضے لوگ ایسے بیوقوف ہیں کہ درختوں مثلاً پیپل تلسی وغیرہ کو پوجتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وے اپنی عقل کو ذرہ بھی کام میں نہیں لاتے کیونکہ اگر لاتے تو درختوں کو نہیں پر اُس کو پوجتے جس نے درختوں کو بنایا ہے +

پھر ہر قسم کے پھولوں کے پیدا کرنے میں بھی خدا کی قُدرت ظاہر ہے وے دیکھنے میں نہایت ہی خوشنما اور ہر رنگ اور صورت شکل کے ہوتے ہیں + ایک ذرہ سا سیاہ سفید زرد یا سرخ بیج زمین پر گرتا ہے اُس سے ایک چھوٹا سا پودھا یا درخت پیدا ہوتا اُس میں بہت سے خوشنما پھول نکلتے ہیں طرح طرح کے بیجوں سے طرح طرح کے رنگین یعنے سیاہ زرد سرخ اور سفید پھول پیدا ہوتے ہیں لوگ جو خدا کی خلقت پر غور کیا کرتے ہیں اِن پھولوں کو بڑے تعجب اور خوشی سے دیکھتے خالق کی قُدرت کو یاد کرتے اور اُس کی حمد و ثنا میں مشغول ہوتے ہیں + پھولوں کی خوشبو سے بھی خدا کی قُدرت آشکار ہے چنانچہ گلاب بیلا گیندا چنبیلی جوہی اور سیکڑوں اور پھولوں کو دیکھو + خدا نے درخت اور پھول کی بُنیاد بیج میں رکھی ہے تو بھی خوشبو بیج میں پائی نہیں جاتی پر پھول میں معلوم ہوتی ہے کیا ہی عجیب قُدرت ہے اُس کی +

غرض خدا نے سب طرح کے حیوانوں کے پیدا کرنے میں بھی اپنی بڑی قُدرت ظاہر کی ہے ہاتھی سے لے چونٹی تک سب اُسی کی قُدرت سے موجود ہوئے + اگر خدا صرف ایک ہی قسم کے حیوان پیدا کرتا تو اُس میں بھی اُس کی قُدرت آشکار ہوتی پر ایک کا کیا ذکر اُس نے تو ہزارہا

قسم کے پیدا کئے ہیں سیکڑوں اُن میں سے چارپائے ہیں سیکڑوں زمین پر رینگنیوالے ہیں سیکڑوں دریاؤں اور سمندروں میں پھرتے اور سیکڑوں ہوا میں اُڑتے ہیں + ہزاروں انسان کی خدمت کرتے لاکھوں جنگلوں میں آزاد پھرتے اور پھر لاکھوں دریاؤں اور سمندروں میں مزے کرتے ہیں + چونکہ جناب باری نے حیوانوں کو ایسی کثرت سے پیدا کیا ہی کہ جہان اُن سے معمور ہی اور چونکہ اُن کی قسمیں ایسی زیادہ ہیں کہ عنقریب بےشمار ہیں ظاہر ہی کہ اُس کی قدرت بےحد ہی اور کہ وہ چاہے تو ہزاروں اَور قسم کے بھی پیدا کر سکتا ہی + چونکہ حیوان آپ سے پیدا نہیں ہوئے پر خدا نے اُنھیں پیدا کیا ہی وے لوگ جو کسی حیوان کو پوجتے ہیں بڑی حماقت ظاہر کرتے ہیں + البتہ ہاتھی بڑا جانور ہی اور اُس میں بڑی طاقت ہوتی ہی پر وہ واجب الوجود جس نے اُسے پیدا کیا اُس سے بےحد درجہ بڑا اور قدرت والا ہی تو پھر اُس خالق کو چھوڑ کر ہاتھی کو کیوں پوجیں + اِسی طرح گاے اَور حیوانوں کے پوجنے میں بھی حماقت اور گناہ ہوتا ہی + اگر لوگوں سے پوچھئے کہ اِن جانوروں کو کیوں پوجتے ہو تو اکثر یہی بیہودہ جواب دیتے ہیں کہ کیا خدا نے اُنھیں پیدا نہیں کیا + پر قادر مطلق نے صرف ہاتھی اور گاے اور اُن حیوانوں کو جنھیں وے پاک سمجھتے ہیں پیدا نہیں کیا بلکہ جہان بھر کے تمام جانوروں کو پیدا کیا ہی اور اِس دلیل سے تو چاہئے کہ کسی کو بھی نہ چھوڑیں پر کُتا بلّی سور اور اَور سب حیوانوں کو پوجیں + تمام حیوان حق تعالیٰ کی قدرت سے موجود ہوئے ہیں اور ہمیں لازم ہی کہ حیوانوں کی نہیں پر اُس کی عبادت کریں جس نے اُن کے پیدا کرنے میں اپنی قدرت ظاہر کی ہی +

خدا کی قُدرت اِس میں بھی آشکارا ہی کہ اُس نے سب حیوانوں کو اِنسان کے تابع کر دیا ہی اِسی لئے اِنسان ہاتھی کو بھی جو کہ ایسا بڑا جانور ہی زیر رکھتا ہی ❖ جب کہ مہاوت ہاتھی کی گردن پر بیٹھتا ہی تو اُس کی نسبت کیسا چھوٹا معلوم پڑتا ہی اگر ہاتھی چاہے تو دم بھر میں اُسے سونڑ سے نیچے پٹک کے ذرہ سے کیڑے کی طرح کچل ڈالے لیکن خدا نے اپنی قُدرت سے اُس کے اندر اِنسان کا خوف ڈالا ہی اِسی لئے وہ اُس کے تابع رہتا اور اُس کی خدمت کرتا ہی یوں ہی اور سب حیوان بھی اُس کے حکم میں رہتے اور اُس سے ڈرتے ہیں ❖

جناب باری کی قدرت اُس تدبیر سے بھی آشکارا ہی جو اُس نے سب جانداروں کی نسل کے قایم رہنے کے لئے رکھی ہی ❖ چنانچہ جیسا کہ بیجوں سے درختوں اور پودھوں اور گھاس پات کے اُگانے میں خدا کی بڑی قدرت ثابت ہی اِسی طرح اِس بات میں بھی ہی کہ وہ نر و مادہ کی مباشرت سے مادہ کے پیٹ میں سب جانداروں کے بچے پیدا کرتا ہی ❖

خدا کی قُدرت اِنسان کے جسم و عقل اور روح کے پیدا کرنے میں بھی ظاہر ہی چنانچہ اُس نے اپنی قُدرت سے اُسے ایسا جسم دیا ہی جیسا چاہئے اُس کا قد سیدھا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ اِس جہان کے اور سب جانداروں سے بڑا ہی ❖ اُس کے چلنے کو پانْوں کام کرنے کو ہاتھ اور پکڑنے کو اُنگلیاں ہیں اور دیکھنے سُننے سونگھنے اور کھانے کو آنکھیں اور کان اور ناک اور دانت اور مُنہہ بھی رکھتا ہی اُس نے اُسے ایک کھوپڑی بھی دی ہی جس میں اُس کا بھیجا محفوظ رہتا ہی اور اُسی میں اُس کے تمام حواسوں کی بُنیاد ہی ❖ سر دھڑ میں ٹانگیں جانگھوں میں بانہہ بدن میں ہاتھ بازوؤں میں اور اُنگلیاں ہاتھوں میں ایسے قبضوں سے جڑی ہیں جو دیکھنے میں نہیں

آتے اور نہایت آسانی سے گھومتے ہیں اِس سے بھی خدا کی قدرت آشکارا ہی ✣ یہہ تمام قبضے گوشت کے بنے ہیں تو بھی ستر ستر اسّی اسّی ابرسو سو برس بنے رہتے ہیں ✣ لوگ لوہے اور پیتل کے قبضے بناتے ہیں اگرچہ یہہ دھات مضبوط ہوتی ہیں تو بھی اُن کے قبضے چند برسوں میں گلجاتے ہیں لیکن گوشت کے قبضے جو خدا بناتا ہی سو اسّی اسّی اور سو سو برس بنے رہتے ہیں ✣ ہمارے جسم کے اندر بھی ہردم ایک عجیب کاریگری بنی رہتی ہی اِس کاریگری میں ایسی پتلی پتلی جھلیاں ہیں کہ بعضی اُن میں سے کاغذ کی طرح باریک ہیں تو بھی برسوں کام کرتی ہیں اور نہیں پھٹتیں چنانچہ کھانے کا ہضم ہونا جسم میں خون کا گردش کھانا دم کا چلنا یہہ تمام عجیب باتیں ہیں اور ہردم ہمارے جسم میں ہوتی رہتی ہیں ✣ جب اِنسان کوئی پیچیدار کل بناتا ہی تو وہ بار بار بگڑجاتی ہی لیکن خداوند کی کل جتنے برسوں وہ چاہے جیئوں کی تیوں قایم رہتی ہی ✣ یہہ کاریگری تمام جانداروں میں بھی پائی جاتی ہی اب دو چار ایسی باتوں کا ذکر کرتے ہیں جن سے بھی خدا کی بڑی قدرت ظاہر ہی اور جو خاص اِنسان ہی میں پائی جاتی ہیں ✣

غرض خدا نے اِنسان کو عقل عنایت کی ہی ✣ جانوروں کو اُس نے ایک طرح کی سمجھہ دی ہی جس سے وے خوراک حاصل کرتے اور اپنے بچوں کو پالتے ہیں پر اُنھیں اِنسان کی سی عقل عنایت نہیں ہوئی ہی اِسی لئے وے کسی بات کی بابت غور نہیں کر سکتے ✣ لیکن اِنسان اُس عقل سے جو خدا نے اُسے بخشی ہی اپنے اور اَور چیزوں اور خدا کے باب میں غور کر سکتا ہی اور اِس طرح اُسے بہت واقفیت حاصل ہو سکتی ہی ✣ پس اِس عقل سے ثابت ہوتا ہی کہ خدا بے حد قدرت رکھتا ہی اور جس طرح کے مخلوق چاہے پیدا کر سکتا ہی ✣ کٹھہ پتلیوں کے تماشے میں ایسا معلوم ہوتا ہی کہ

گویا پُتلیاں ایک دوسرے سے باتیں کرتی ہوں اور کچھ [...] رکھتی ہوں لوگ اِس تماشے کو دیکھکر تعجب
• لیکن اِس بات میں کچھ قُدرت پائی

نہیں جاتی کٹھ پُتلی والوں میں یہہ قُدرت نہیں کہ کٹھ پُتلیوں کو جان اور عقل دیویں ✤ پر
اِنسان میں حقیقی عقل پائی جاتی ہی اور اُسی سے دُنیا کے سب کاروبار ہوتے ہیں ✤ ایسی قُدرت
کے ظہور کے واسطے چاہئےکہ ہم ہمیشہ حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کیا کریں ✤ ہم لوگ بندر اور ہاتھی اور
کُتّے اور اَور جانوروں کی سمجھ پر بڑا تعجب کرتے ہیں اُن کی سمجھ سے البتہ خدا کی قُدرت ظاہر ہوتی ہی
پر اُس عقل سے جو اُس نے اِنسان کو بخشی ہی اُس کی قُدرت اَور بھی آشکار ہی اِسی عقل سے اِنسان
سمجھتے بوجھتے اور سب کاروبار کرتے اور کتابیں بھی تصنیف کرتے ہیں اور اِسی کی معرفت خدا اپنی روح
القُدس اور کلام پاک اور عجیب خلقت سے ہمیں اپنی بابت سکھلاتا ہی ✤ غرض اِس عقل سے اُس
کی بے حد قُدرت ظاہر ہی اور ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ اُس کی تعریف میں مشغول رہیں ✤

عقل کے ساتھ خدا نے اِنسان کو بولنے کی طاقت بھی دی ہی اگر بولنے کی طاقت نہ دیتا تو
عقل سے بہت فایدہ نہ ہوتا سب بندروں کی طرح گونگے سے رہتے اور ایک دوسرے کے ساتھ کچھ
بات چیت نہ کر سکتے دُنیا میں سیکڑوں قومیں ہیں پر سب اپنی اپنی بولی رکھتی ہیں پس بولنے کی طاقت
اور بولیوں کی کثرت سے بھی خدا کی قُدرت ثابت ہی ✤

پھر حق تعالیٰ نے اِنسان کو غیر فانی بھی بنایا ہی اُس کی روح کبھی نہیں مرتی پر ہمیشہ
جیتی رہتی ہی کروڑوں برس کے بعد بھی جیوں کی تیوں بنی رہیگی اور اُن کے لئے مرنے کا کہیں
نام و نشان بھی نہ ہوگا اور سب جاندار تو اِسی جہان کے ہیں پر اِنسان اُن کی طرح یہاں تلک

نہیں ہو جاتا چنانچہ خدا کے سوا کون ایسی چیز بنا سکتا ہی جو ہمیشہ قایم رہے کیا فرشتے و انسان دونوں بلکہ ایسی کوئی چیز بنا سکتے ہیں جو کبھی نہ مٹے ہرگز نہیں اُن میں یہہ قُدرت نہیں ہی ◆ انسان کی مضبوط سے مضبوط چیزیں پکّی عمارتیں اور بڑے بڑے مینار ہوتے ہیں ◆ لوگ اِن میں عُمدہ مصالہ لگاتے اور اُنھیں خوب مضبوط بناتے ہیں تو بھی تو وے ہمیشہ بنی نہیں رہتیں بعضی اُن میں سے تو خود انسان ہی سے برباد ہو جاتی ہیں بعضی ایسی ہوتی ہیں کہ اگر کوئی اُنھیں نہ چھوے تو سیکڑوں برس کھڑی رہتی ہیں بعد اِس کے گرنے لگتی ہیں اور بعضی عمارتیں ایسی مضبوط ہوتی ہیں کہ ہزاروں برس بھی کھڑی رہتی ہیں پر اِس سے کچھہ یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہمیشہ کھڑی رہینگی اگر اُس جگہہ بڑا زلزلہ ہو یا زمین پھٹ جائے تو اُسی دم گر پڑیں لیکن اگر کچھہ بھی نہ ہو تو بھی روز آخر میں برباد ہو جائینگی تب تو خود دُنیا ہلاک ہو جائیگی تو عمارتیں کہاں رہینگی ◆ پر انسان کی روح ایسی ایک شی ہی جو ہمیشہ باقی رہیگی خدا کی مرضی یوں ہی ہی اِسی لئے وہ ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی پر ہمیشہ جیتی رہیگی ◆ خدا نے انسان کو عقل والی اور غیر فانی روح دیکر اُسے عاقبت کے لئے مقرر کیا ہی اِس میں بھی اُس کی قُدرت ظاہر ہی اور حق تعالیٰ نے انسان کو عقل اور بقا اِسی لئے بخشی ہی کہ یہاں اور عاقبت میں بھی اُس کی عبادت کرے ◆ غرض انسان کی پیدایش ہر صورت سے جناب باری کی قُدرت کو ظاہر و آشکار کرتی ہی ◆

اگرچہ یہہ زمین معہ سمندر اور بڑے بڑے پہاڑوں اور سب قوموں کے بہت بڑی ہی تو بھی خدا کے حضور اِس کی کچھہ حقیقت نہیں ہم لوگوں کے نزدیک البتہ اِس میں اُس کی بے حد قُدرت ظاہر ہی لیکن وہ ایسے ایسے کروڑوں اور جہان پیدا کر سکتا ہی ◆ اگرچہ وہ سمندر جو دُنیا میں

پایا جاتا ہی ایسا وسیع اور گہرا ہی کہ اِنسان کو اُس کے دیکھتے ہی ڈر لگتا ہی تو بھی کلام پاک فرماتا ہی کہ قادر مطلق نے اُس کا تمام پانی اپنے چُلّو میں ناپ لیا ہی ✦ جاننا چاہئے کہ خدا روح ہی اور اُس کے جسم اور ہاتھہ پاؤ نہیں پس چُلّو میں ناپنے کے یہی معنی ہیں کہ اُس کی قُدرت بےحد ہی اور کہ سمندر کے تمام پانی کی اُس کے نزدیک کچھہ حقیقت نہیں ✦ چنانچہ کیا ہی عجیب قدرت ہی اُس واجب الوجود کی جو ایسے بڑے سمندر کو جس سے زمین کی دو تہائیاں ڈھپنی ہیں چُلّو میں تھانبھہ سکتا ہی ✦ اِنسان کے نزدیک گھڑا بھر بلکہ لوٹا بھر پانی بھی کچھہ وزن رکھتا ہی لیکن تمام سمندر قادر مطلق کے نزدیک لوٹا بھر پانی کے برابر بھی نہیں ہی شاید ایک لوٹے میں بیس یا تیس چُلّو ہوں جب کہ کوئی لوٹے سے چُلّو چُلّو بھر پانی لیتا ہی تو اُسے کچھہ وزن معلوم نہیں ہوتا غرض جیسا کہ ایک چُلّو پانی اِنسان کے نزدیک ہی اُسی طرح تمام سمندر کا پانی خدا کے نزدیک ہی یعنے اُس کی کچھہ بھی حقیقت نہیں ✦

پھر آسمان کو ہم دیکھتے ہیں کہ بڑا کشادہ ہی اِنسان دیکھہ نہیں سکتا کہ اُس کا آخر کہاں ہی یہی آسمان یہاں دیکھہ پڑتا ہی اور اگر کوئی ہزاروں کوس سفر کرے تو ہر دم یہی آسمان دیکھنے میں آویگا اور اگر زمین کے سرے تک چلا جائے تو وہاں بھی یہی دیکھہ پڑیگا وہ ایسا وسیع ہی کیا اِنسان اپنے علم سے اُس کی پیمایش کر سکتا ہی ہرگز نہیں اگر کوئی اِس بات کا دعوی کرے تو پورا احمق گِنا جائے ✦ لیکن قادر مطلق فرماتا ہی کہ میں نے آسمان کو بالشت سے ناپا ہی ✦ اُس کی قُدرت ایسی عجیب ہی کہ تمام آسمان جو ہزاروں کوس تک پھیلا ہی اُس کے نزدیک ہاتھہ بھر بھی نہیں ✦ جب لوگ کوئی کھیت یا زمین ناپتے ہیں تو بڑی بڑی جریبیں کام میں لاتے

ہیں اور زمین پیمایش میں کئی بیگہہ بسوہ نکلتی ہے یہہ انسان کے حساب میں بڑی بات ہی اور پیمایش میں کچھ عرصہ بھی لگتا ہی لیکن جب خدا آسمان کو ناپتا ہی جو ہزاروں کوس تک پھیلا ہی تو اُسے صرف بالشت رکھہ دیتا ہی اور وہ دم بھر میں نپ جاتا ہی ✣

خدا نے آسمان کو زمین کے اوپر پردہ کی طرح بھی پھیلایا ہی اور دیکھئے کہ یہہ کیسا عالی شان پردہ ہی ✣ جب لوگ لنبے چوڑے پردوں کو بادشاہوں اور امیروں کے محلوں میں لگا دیتے ہیں تو اُن پردوں اور اُن کے لگانیوالوں کو بھی بڑا سمجھتے ہیں لیکن اِس عجیب پردے کو دیکھو جسے خدا نے اپنی بے حد قدرت سے زمین کے اوپر پھیلایا ہی اُسے پھیلے ہزاروں برس ہو چکے ہیں تو بھی جیوں کا تیوں نیا بنا ہی کچھہ کیل کانٹوں سے بھی نہیں جڑا تو بھی جیسا ایک دفعہ پھیلا دیا ویسا ہی اب تک پھیلا ہی اور اونچا ایسا ہی کہ لوگ جتنی چاہیں اُتنی بلند عمارتیں بنا دیں کبھی اُسے چھو نہیں پاوینگے اور وہ اُن کی عمارتوں کی بلندی کا مزاحم نہ ہوگا اور کشادہ ایسا ہی کہ ساری زمین کو ڈھانپے ہی ✣

پھر قادر مطلق فرماتا ہی کہ میں نے آسمان کو خیمہ کی طرح پھیلایا ہی اور دیکھئے خیمہ بھی کیا عجیب ہی غرض وہ لایق اپنے پیدا کرنیوالے کے ہی ✣ جب بادشاہوں اور راجاؤں کے واسطے ڈیرے بنتے ہیں تو اُن کے لئے قیمتی بناتیں خرچ ہوتی ہیں وے بلند اور کشادہ ہوتے ہیں اور اُن میں جھاڑ فانوس لگتے ہیں لوگ اُنھیں خوب غور سے دیکھتے اور اُنھیں بڑی بات سمجھتے ہیں لیکن بڑے بڑے بادشاہوں کے خیموں کی خدا کے اِس عجیب خیمہ کی نسبت کیا حقیقت ہی یہہ خیمہ ایسا کشادہ ہی کہ تمام زمین کو ڈھانپے ہی ایسا بلند بھی ہی کہ کوئی اُسے چھو نہیں سکتا ✣ لوگ اپنے ڈیروں میں چوبیں اور سیکڑوں رسیاں اور میخیں لگاتے ہیں تب کہیں کھڑے ہوتے

ہیں لیکن جناب باری کے خیمہ میں اِن کا نام و نشان بھی نہیں وہ اپنی قدرت سے اُسے سنبھالتا اور پھیلائے رکھتا ہی + طوفان میں اِنسان کے ڈیرے گر جاتے ہیں لیکن بڑے بڑے طوفان قادرِ مطلق کے اِس خیمہ کو ذرہ ہلا بھی نہیں سکتے بلکہ تمام اُس کے تلے چلتے ہیں اور اُسے چھو بھی نہیں سکتے + پھر خداوند نے اپنے خیمے کو لاکھوں اور کروڑوں عالی شان چراغوں یعنے سورج و چاند اور ستاروں سے آراستہ کیا ہی اُن جھاڑ فانوس کی جو اِنسان اپنے ڈیروں میں لگاتے ہیں حق تعالیٰ کے اِن چراغوں کی نسبت کیا حقیقت ہی + اِنسان کے چراغوں سے اکثر ڈیروں میں آگ لگ جاتی ہی لیکن اگرچہ خدا کے چراغ ایسے روشن ہیں اور کئی ہزار برس سے چلتے چلے آتے ہیں تو بھی اُس کے خیمہ میں اُن سے کبھی آگ نہیں لگی + پھر اِنسان کے ڈیرے چند برسوں میں پرانے ہو جاتے ہیں اور اُن کی مرمت کرنی پڑتی ہی اور پھر مرمت کے بعد بھی کئی برسوں میں ایسے پرانے ہو جاتے کہ بالکل بے کام ہو جاتے ہیں + لیکن اگرچہ قادرِ مطلق کا خیمہ کئی ہزار برس سے کھڑا ہی تو بھی ذرا بھی پرانا نہیں ہوا پر آگے کی طرح نیا اور مضبوط بنا ہی +

اِس تمام زمین میں مٹی ایسی کثرت سے ہی کہ کوئی اِنسان اُس کا حساب نہیں کر سکتا تو بھی خدا اِس ساری مٹی کو ایسی آسانی سے ناپ سکتا ہی جیسے کوئی آدمی کسی برتن میں ایک چھٹانک اناج ناپے اُس کے نزدیک اُس کی کچھ حقیقت نہیں + پہاڑ ایسے بڑے بڑے ہیں کہ اگر دُنیا کی سب قومیں ایک جگہہ جمع ہوں اور ایک پہاڑ کو اُٹھایا چاہیں تو اُٹھانے کا کیا ذکر اُسے ہلا بھی نہ سکیں لیکن قادرِ مطلق کے نزدیک یہہ پہاڑ ایسے ہلکے ہیں کہ ترازو میں تُل سکتے ہیں اگر حق تعالیٰ پہاڑوں کو بڑی بڑی ترازوؤں میں ڈالکر تولے تو اُسے ذرہ بھی بھاری معلوم نہ ہوں اُس کی قدرت

ہوسی بے حد ہی کہ اِن پہاڑوں کا وزن اُس کے نزدیک چھٹانک بھر کا بھی نہیں +

پھر دُنیائی تمام قوموں کی بھی خدا کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں + جہان بڑی بڑی آبادی ہی ایسا کہ اُس میں کروڑوں لوگ بستے ہیں تو بھی خدا کے نزدیک اُن کا شمار کچھ نہیں + جب کہیں میلا لگتا ہی لوگ چاروں طرف سے دوڑتے ہیں اور اُن کا شمار بہت بڑھ جاتا ہی جب کوئی میلے کے بیچ میں کھڑا ہوکر چوگرد دیکھتا ہی تو انسان ہی اِنسان نظر آتے ہیں اور اُسے تعجب لگتا ہی کہ مُلک کے ذرہ سے کونے میں اِتنے لوگ پائے جاتے ہیں تو بھی یہہ لوگ جو میلے میں آئے ہیں اُنھیں اطراف کے لوگوں سے جو نہیں آئے بہت کم ہیں پھر اُن اطراف کے تمام لوگ دُنیا کے سب باشندوں کی نسبت حقیقت میں کچھ بھی نہیں اگر دُنیا کے تمام باشندے ایک جگہہ جمع ہوں تو زمین کے برابر وں لاکھوں بیگھے اُن سے چھپ جاویں اگر کوئی اُن سب کو ایک دم سے دیکھہ سکے تو اُن کی کثرت کے مارے حیران ہو جائے لیکن قادرِ مطلق فرماتا ہی کہ یہہ تمام باشندے میرے نزدیک ایسے ناچیز ہیں کہ میں اُنھیں ڈول کی بوند کی طرح سمجھتا ہوں جب کہ ایک بوند پانی ڈول میں رہ جاتا ہی تو ایسا ناچیز ہی کہ اگر ڈول کو اوندھا کر اُسے گرادو تو معلوم نہیں پڑتا + پس جیسا ایک بوند پانی اِنسان کے نزدیک ویسا ہی دُنیا کی تمام قومیں خدا کے نزدیک ہیں + پھر قادرِ مطلق فرماتا ہی کہ میں سب قوموں کو ترازو کی دھول کی طرح سمجھتا ہوں + جب کوئی چیز تُل جاتی ہی تو جو دھول ترازو میں لگی رہتی ہی ایسی ناچیز ہوتی ہی کہ اُس کا کچھہ وزن نہیں ہوتا اور اُسے کوئی خیال میں بھی نہیں لاتا اِسی طرح سب قومیں خدا کے نزدیک ہیں + سب قومیں اپنی

اپنی زبردست فوجوں کو بڑی بات سمجھتی ہیں جب کوئی دو چار فوجوں کو میدان جنگ پر لڑائی کے لئے آراستہ دیکھتا ہے تو اتنی سپاہ ایک جگہہ جمع دیکھکر حیران ہوتا ہے تو بھی قادر مطلق کی قدرت کی نسبت ان ساری فوجوں کی طاقت کچھ بھی نہیں ✣ اگرچہ جہان کی ساری فوجوں میں کروڑوں سپاہ ہوں اور اپنے تئیں بڑا زبردست سمجھیں تو بھی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہہ سب میرے نزدیک ذرہ ذرہ سے ٹڈوں کی مانند ہیں جو گھاس میں چھپے بیٹھے رہتے ہیں اور ذری سی آہٹ سنکر بھاگتے ہیں ✣ یہہ بات تو خوب ظاہر ہے چنانچہ جب تک خدا نہیں بولتا فوجیں بہت پھولتی ہیں اور اپنے تئیں بڑی زبردست اور غیر مغلوب سمجھتی ہیں لیکن جب کہ لڑائی کے لئے تیار ہوں اگر خدا اُس وقت آندھی پانی اور بجلی کا ایک سخت طوفان بھیجے تو کیسی جلد سب تتر بتر ہو جاتی ہیں یا اگر پانی نہ پہنچا دے یا قحط یا وبا بھیجے تو کیسی جلد بڑی بڑی زبردست فوجیں پست ہو جاتی ہیں انھیں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہہ خدا کی قدرت ہے اور اُس کے حضور اُسی طرح کانپنا پڑتا ہے جیسا ٹڈے انسان کے پانو تلے کانپتے ہیں ✣ پس اس سے بھی خدا کی بے حد قدرت آشکارا ہے ✣

پھر ذرا غور کرو کہ اتنی بڑی دُنیا معہ تمام قوموں اور جنگلوں اور پہاڑوں اور سمندر کے کس طرح سدھی ہے اگر ایک آدمی پر دو تین من بوجھہ رکھہ دیجئے تو دب جائے اور ہم کہہ چکے ہیں کہ اگر دُنیا کی سب قومیں ملکر ایک پہاڑ کو اُٹھایا چاہیں تو اُسے ہلا بھی نہ سکیں اُس کی بنیاد تو مضبوط ہی ہے پر سوا اس کے وہ نہایت بھاری بھی ہے ✣ زمین تو خود بخود بھاری ہے پر سوا اس کے اُس کی سطح پر بڑے بڑے پہاڑ اور سمندر اور کروڑوں انسان اور سب طرح کے جاندار

ہیں اِن سے اَور بھی بھاری ہی ✣ پس ایسی بھاری زمین کس طرح سدھی ہی کیا کسی مخلوق
میں یہہ طاقت ہی کہ اُسے تھانبھے ہرگز نہیں وہ صرف قادر مطلق کی قُدرت سے سدھی ہی اُس کے
کلام میں لکھا ہی کہ اُس نے زمین کو سُنسان میں لٹکا دیا ہی وہ اُس کی قُدرت سے اُس جگہہ میں
جو اُس نے اُس کے لئے مقرر کی ہی قایم ہی اور کسی چیز پر رکھی اور کسی سے لگی نہیں ✣ ہندو کہتے
ہیں کہ وہ کسی جانور پر رکھی ہی کوئی تو کہتے ہیں کہ گاے کے سینگھ پر رکھی ہی اور کوئی کہ کچھوے کی
پیٹھ پر اور بعضے کہتے ہیں کہ ایک ناگ پر سدھی ہی اگر اُن سے پوچھئے کہ یہہ جانور کس پر سدھے ہیں
تو کہینگے کہ اُن کے تلے اَور کچھ ہی اور اگر اسی طرح پوچھتے جائیے تو آخر کو خدا کی قُدرت کا ذکر کرنے
پڑیگا تو پھر پہلے ہی سے اُس کی قُدرت کا اقرار کیوں نہیں کرتے ✣ غرض زمین کسی جانور کی
پیٹھ یا سر پر نہیں رکھی کیونکہ کوئی جانور ایسے بھاری بوجھ کو اُٹھا نہیں سکتا ✣ ہمارے
درمیان ہاتھی سب سے بڑا اور مضبوط جانور ہی لیکن وہ اپنے ڈیل کے برابر بھی بوجھ اُٹھا نہیں سکتا
جب لوگ اُس پر زیادہ بوجھ رکھنے لگتے ہیں تو چلّاتا ہی تو پھر کوئی جانور زمین کو کیسے سادھ سکتا
ہی ✣ شاید کوئی کہے کہ خدا میں قُدرت ہی کہ ایسے بڑے جانور کو پیدا کرے جو زمین کا بوجھ اُٹھا سکے
ہاں ہم بھی کہتے ہیں کہ اُس میں یہہ قُدرت ہی لیکن ایسے جانور کے پیدا کرنے کی ضرورت کیا اُس
کی قُدرت اُسے تھانبھے ہی اور اِس طرح بغیر وسیلے کے اُسے سادھنے میں اُس کے پاک نام کو جلال
بھی زیادہ ہوتا ہی ✣ سوا اِس کے زمین ایک جگہہ نہیں ٹھہری پر گھومتی ہی اور اِس سبب سے
اُس کا کسی جانور کے سینگھ یا پیٹھ پر رہنا نہیں ہو سکتا ✣ پس زمین کسی چیز پر نہیں ٹھہری
پر صرف حق تعالیٰ کی قُدرت سے سدھی ہی ✣

دوسرا باب

خدا کی قدرت کا بیان چلا جاتا ہے

سوا اِس دُنیا کے اَور بھی دُنیائیں ہیں جن کے پیدا کرنے میں خدا کی بے حد قُدرت ظاہر ہے چنانچہ سورج اور چاند اور بیشمار ستارے جو آسمان میں چمکتے ہیں بڑی بڑی دُنیا ہیں اور قادر مطلق کی قُدرت کو آشکار کرتے ہیں ✦

پس آفتاب کو دیکھئے کہ کیا ہی عجیب قُدرت حق تعالیٰ کی دکھاتا ہے۔ اُس نے اِسے اِس لئے پیدا کیا ہے کہ دِن کو روشنی دیا کرے وہ ایک بڑی دُنیا ہے اور اِس زمین سے کئی درجے بڑا ہے ✦ ایسا چھوٹا وہ اِس سبب سے معلوم ہوتا کہ ہم سے بڑی دور ہے اُسی سے ہم کام کرنے اور چلنے پھرنے کو روشنی پاتے ہیں اور اُسی سے وہ گرمی بھی حاصل کرتے جو ہماری زندگی کے قایم رہنے اور خوراک کے پیدا ہونے کے واسطے ضرور ہے اُس میں ایسی زیادہ روشنی پائی جاتی ہے کہ آنکھ اُس پر ٹھہر نہیں سکتی اگرچہ ہم سے کروڑوں کوس دور ہے تو بھی اِس فاصلہ پر ہماری آنکھ اُس کی روشنی کی برداشت نہیں کر سکتی سوا خدا کی قُدرت کے ایسی روشنی والی دُنیا کو کون پیدا کر سکتا ہے ✦ وہ اِس دُنیا کے لئے ایک چراغ ہے اور ایسا چراغ کہ بہت سے مُلکوں کو ایک دم سے روشنی دیتا ہے ✦ قادر مطلق کے اِس عجیب چراغ کو اِنسان کے چراغوں سے مقابلہ کر کے دیکھو کہ کیسا فرق پایا جاتا ہے ✦ اِنسان کے چراغ کیسے ہی تیز روشنی والے کیوں نہ ہوں دِن کے وقت جب کہ خدا کا یہہ چراغ جلتا ہے کُچھ بھی نہیں ہیں ✦ اِنسان کے چراغ کی روشنی تو تھوڑی ہی دور جاتی ہے اور اگر رات کو کوئی

بہت چھوٹی چیز دیکھنی ہوتی ہے تو چراغ بہت ہی نزدیک رکھنے پڑتا ہے لیکن خدا کے چراغ کی روشنی ایسی تیز ہے کہ جو گرد لاکھوں کوس پھیلتی ہے اور اُس سے نہایت ہی چھوٹی چیزیں بھی بڑی صفائی سے دیکھ پڑتی ہیں + انسان کا چراغ جلکر تھوڑی دیر میں بُجھ جاتا ہے اور جیوں جیوں تمامی پر آتا جاتا اُس کی روشنی دُھندھلی ہوتی جاتی ہے لیکن خدا کا چراغ ایسا عجیب ہے کہ اگرچہ ہزاروں برس سے جلتا چلا آتا ہے تو بھی اب تک نہیں بُجھا اور اُس کی روشنی بھی کچھ دُھندھلی نہیں ہوئی پر شروع کی طرح تیز ہے + جب لوگ فایدۂ عام کے لئے روشنی کرتے ہیں تو چراغوں کو بلندی پر رکھتے ہیں اور ایسی جگہہ جہاں کچھ خطرہ نہ ہو + حق تعالیٰ نے اپنے چراغ کو ایسی بلندی پر رکھا ہے کہ سیکڑوں مُلک اُس سے ایک دم سے روشنی پاتے ہیں اور اُس سے نہ اِس دُنیا کو نہ اَور کسی دُنیا کو کچھ خطرہ ہے + روپئے والے لوگ جب کچھ خوشی کیا چاہتے ہیں تو اکثر آتش بازی چھوڑواتے ہیں لیکن اُن کی آتش بازی خداوند کی اِس آتش بازی کے نزدیک کیا ہی ایسی ناچیز ہے کہ اگر دن کو چھوڑا دیں تو معلوم بھی نہ ہو اِسی واسطے رات کو چھوڑواتے ہیں + آتش بازی میں جب غبارے یا اَور کھلونے بلندی پر چڑھتے ہیں تو لوگ اُنھیں دیکھکر خوش ہوتے ہیں لیکن کون اُن کا کھلونا اِتنی بلندی تک پہنچ سکتا ہے جہاں قادرِ مطلق کی یہہ آتش بازی موجود ہے + انسان کی آتش بازی جلد اُٹھکر تمام ہو جاتی ہے پر خداوند کی یہہ آتش بازی ہزاروں برسوں سے جیوں کی تیوں چلی آتی ہے + غرض جس طرح چاہو دیکھ لو آفتاب سے خدا کی عجیب قدرت آشکار ہے + اگر اُس میں بیحد قدرت نہ ہوتی تو ایسی بڑی دُنیا کو پیدا نہ کر سکتا جو اِس زمین سے کئی درجے بڑی ہے اُسے ایسی تیز روشنی بھی نہ دے سکتا نہ ایسی بلندی پر رکھ سکتا اور اُس کی روشنی بھی ہزاروں برس قایم نہ رہتی +

کیا اِنسان بھی آفتاب کی مانند کوئی چیز بنا سکتا ہے زمین کے بادشاہ بڑے مغرور ہوا کرتے ہیں اور ایسا خیال رکھتے ہیں کہ ہم سے سب کچھ ہو سکتا ہے کیا آفتاب کی مانند بھی کوئی چیز بنا سکتے ہیں + اگر سب بادشاہ معہ اپنے بڑے بڑے کاریگروں کے ایک جگہہ جمع ہوں اور اپنے ہیرے جواہرات بھی اکٹھا کریں تو کیا سورج کی مثل کچھ بنا سکیں + سورج کا کیا ذکر ایک ذرے سے ستارے کی مانند بھی تو کچھ نہ بنا سکیں کیونکہ یہہ چھوٹے چھوٹے ستارے بھی جو آسمان میں چمکتے ہیں اِس زمین کی طرح بڑی بڑی دُنیائیں ہیں + لیکن فرض کیا کہ وے ایک مینار کی طرح کوئی بڑی گول چیز بنا سکیں جو ہم لوگوں کی نظر میں بہت بڑی معلوم ہو اور اسے ایسی ہی بلندی پر رکھیں کہ لاکھوں کروڑوں آدمی ایک دم سے دیکھہ سکیں تو کیسے رکھیں + اُس کے رکھنے کے واسطے کتنی اونچی جگہہ بناویں چنانچہ کوس بھر کی بلندی تک بھی تو نہ اُٹھا سکینگے بڑی عمارتوں کے بنانے میں جن کی بلندی پاؤ کوس بھی نہیں ہوتی لوگ بڑا بکھیڑا کرتے ہیں اور کاریگر اکثر گر پڑتے اور مر بھی جاتے ہیں تو پھر آفتاب کی بلندی تک جو ہم سے نو کروڑ بچھتر لاکھہ کوس دور ہے کیسے کوئی عمارت اُٹھا سکینگے + اور اگر فرض بھی کر لیں کہ لوگ ایسی ایک مینار اُٹھاویں جس کی بلندی کوس بھر ہو تو پھر اپنے بنائے کُرہ کو جو ایک بڑی عمارت کے برابر ہو اُس پر کس طرح چڑھا سکیں + جب مکانوں ہی میں لگانے کو دو چار گز کا لنبا چوڑا پتھر اُٹھاتے ہیں تو بڑا زور کرنا پڑتا ہے اور نہایت شور مچاتے ہیں تو پھر بڑے کُرہ کو کیونکر اُٹھاوینگے + غرض قادر مطلق نے آفتاب کو اپنی بے حد قدرت سے پیدا کیا ہے اور اُس جگہہ مقرر کیا ہے جس میں اب تک موجود ہے + اُس کی از حد روشنی سے حیران ہو کر ہندؤں نے اُسے دیوتا سمجھہ لیا ہے اور اسی لئے اُس کی پوجا کرتے ہیں لیکن اِس میں اُن لوگوں نے بڑی غلطی کی ہے اُسے دیکھکر اُنھیں

جانیے سمجھا کرو۔ یافت کرتے کہ اِس جلال والے کرّہ کا خالق کون ہی خدا کے پہچاننے کی یہہ ایک صورت تھی ✣

اِسی طرح چاند کے پیدا کرنے میں بھی خدا کی قدرت ظاہر ہی یہہ وہ چراغ ہی جو خدا نے رات کے لئے مقرر کیا ہی اور جب کہ لوگ رات کو اُسے دیکھتے ہیں تو چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی قدرت کو یاد کریں ✣ اگرچہ چاند میں روشنی ہی پر اُس میں گرمی نہیں اِس بات میں بھی خدا کی بڑی قدرت آشکار ہی ✣ رات خدا نے آرام کے لئے بنائی ہی اور اگر چاند کی روشنی میں گرمی ہوتی تو لوگ اچھی طرح آرام نہ کر سکتے گرمی کے موسم میں جب لوگ اپنے سامھنے یا قریب چراغ رکھتے ہیں تو کیسی بے آرامی سے سوتے ہیں یہہ بے آرامی اُس گرمی کے باعث ہوتی ہی جو چراغ سے نکلتی ہی ✣ اِنسان قدرت نہ رکھنے کے باعث ایسا کوئی چراغ جلا نہیں سکتا جس میں روشنی ہو پر گرمی نہ ہو لیکن خدا نے چاند کو بغیر گرمی کے پیدا کیا ہی بلکہ گرمی کے موسم میں اندھیری رات کی بہ نسبت چاندنی رات میں کم گرمی پائی جاتی ہی ✣

پھر تمام بیشمار ستارے جو رات کو آسمان میں چلتے نظر آتے خدا کی قدرت کو آشکار کرتے ہیں وے سب بڑی بڑی دنیا ہیں اور عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ اُن میں باشندے ہیں وے شمار میں ایسے زیادہ ہیں کہ کوئی اُن کا حساب نہیں کر سکتا اور سوا اُن کے جو رات کو دکھائی پڑتے ہیں اَور بہت سے ہیں جو بغیر دوربین کے نظر نہیں آتے اور جب خدا کی بے حد قدرت پر خیال کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہی کہ کروڑہا اَور بھی ہونگے جو بسبب فاصلہ کے اچھی اچھی دوربینوں سے دکھائی نہیں پڑتے ✣ حق تعالیٰ کو خلقت کے پیدا کرنے میں کچھہ مشکل نہ تھی اِسی لئے اُس کی خلقت بے حد ہی ✣ جب اِنسان کوئی بڑا کام اُٹھاتا ہی

تو اُس کے کرنے میں مُدت لگتی ہی اور اکثر کرکے اِنسان زندگی بھر میں صرف ایک ہی بڑا کام کر سکتا ہی
اور جب اُسے تمام کرلیتا ہی تو اُس کا دل اُسی کے تصوّر میں لگا رہتا ہی اور وہ سمجھتا ہی کہ میں نے
بڑی بات کی ہی اور اَور لوگ بھی یہی سمجھتے ہیں + وے بڑے بڑے کام جو لوگوں نے اِس دُنیا
میں کئے ہیں شمار میں بہت کم ہیں یعنے اُن کی طرح بہت دیکھنے میں نہیں آتے چنانچہ اِس مُلک میں
آگرہ کے تاج محل کی مانند کوئی دوسری عمارت نہیں دہلی کی جامع مسجد کی طرح بھی اَور مسجدیں نہیں
ہیں کلکتہ کا قلعہ بھی لاثانی ہی اور جون پور کے پُل کی مانند جو دریاے گومتی پر بنا ہی بڑے بڑے دریاؤں
پر ایسے پُل دیکھنے میں نہیں آتے + غرض اِس سے اِنسان کی ناطاقتی ظاہر ہوتی ہی اگر اُس میں قُدرت
ہوتی تو زندگی بھر میں سیکڑوں ایسے بڑے بڑے کام کرلیتا اور ہر ولایت اُن سے معمور رہتی + پر خدا کی
قُدرت بے حد ہی اِسی لئے اِس کی خلقت بھی بے حد ہی خلقت کے پیدا کرنے میں اُسے ذرہ بھی مشکل نہوئی
پر جیسا پتجھڑ میں درختوں سے پتے جھڑتے ہیں اُسی طرح اُس کے فرماتے ہی خلقتیں موجود ہوگئیں +

حق تعالیٰ کی بے حد قُدرت پروردگاری اور اِنتظام کے کاموں میں بھی ظاہر ہی + خدا کا
سب مخلوقوں کی پرورش اور حفاظت کرنا اور اُنھیں اور اُن کے تمام کاروبار اور ساری باتوں کو
اپنے قبضہ اور اختیار میں رکھنا اُسی کو پروردگاری اور اِنتظام کا کام کہتے ہیں + جناب باری نے
خلقت کو پیدا کرکے چھوڑ نہیں دیا اور صرف اُس کی پیدایش میں اپنی قُدرت ظاہر نہیں کی بلکہ یہہ
قُدرت اُسے ہر دم قایم اور محفوظ رکھنے میں بھی آشکارا ہی + جب خدا نے خلقت کو پیدا کرلیا تو اُسے
قُدرت تھی کہ اپنی مخلوقات کے لئے ایک راہ اور طور مقرر کردیتا اور وے اُسی پر چلے جاتے جیسا کہ ہم
نے زمین کی گردش کے باب میں حکم کردیا ہی اور دن رات ہوتے رہتے اور موسم بھی بدلتے رہتے ہیں

لیکن اُس کی یہی مرضی ہوئی کہ ہر دم اپنی مخلوقات پر خیال رکھے اور اگرچہ کڑوڑہا جہان ہیں اور باشندوں سے بھی معمور ہیں اور اُن میں سے ہر ایک اُس کی خبرداری اور نگہبانی کا حاجتمند ہی وہ سب کی خبر لیتا اور سب کو محفوظ رکھتا ہی ✣ اگر وہ اپنی مخلوقات کو پیدا کر کے اُن کے قایم رہنے کے لئے ایک راہ اور طور مقرر کر دیتا اور ہر دم اُن کی خبر نہ لیتا تو اُس طرح بھی اُس کی قُدرت ظاہر ہوتی پر ہر دم اُن کی خبر لینے سے اور بھی آشکار ہی ✣ اگرچہ لکھوکھہا عالم ہیں اور ہر ایک میں کڑوڑہا باشندے ہیں جو اُس سے حفاظت اور پرورش کے لئے عرض کرتے اور اُسی پر آسرا رکھتے ہیں تو بھی وہ اُن کے سوالوں سے نہیں گھبراتا اور اُن کی خبرداری کرنے سے نہیں تھکتا اور سبب اِس کا یہہ ہی کہ اُس کی قُدرت بے حد ہی ✣ اگر کسی نہایت ہی دانا اور عاقل شخص سے آٹھہ یا دس آدمی ایک ہی ساتھہ اپنے اپنے علیحدہ سوال کرنے لگیں اور اُس سے بجد ہوں اور کہیں کہ ہم سب کی ایک دم سے سنو اور ایک ہی ساتھہ سب کا جواب دو تو وہ بالکُل گھبرا جائیگا سب کا مُنہہ دیکھنے لگیگا اور نہ کسی کی سُن پاویگا نہ کسی کو جواب دے سکیگا ✣ اِس کا باعث یہی ہی کہ انسان میں قُدرت نہیں ہی اُس سے ایک ہی ایک کام ہو سکتا ہی اور وہ دو چار باتوں کی طرف ایک دم سے متوجہ نہیں ہو سکتا اِسی لئے جب کسی کو کچھہ فیصلہ کرنا ہوتا ہی تب اُسے لوگوں کی ایک ایک کر کے سُننی پڑتی ہی اور اگر دو چار ایک دم سے بولیں تو اُن کی بات سمجھہ میں نہیں آتی اور اُنھیں روکنا پڑتا ہی لیکن خدا اپنی بے حد قُدرت سے اپنی کڑوڑہا مخلوقات کی ہر دم سُنتا اور اُن کی حفاظت اور پرورش کرتا ہی اور اِس باب میں اُس کی قُدرت ہر ساعت آشکار ہی ✣ وہ صرف اِنسانوں کی نہیں بلکہ ہر قسم کے اور جانداروں کی بھی حفاظت اور پرورش کرتا ہی سب سے بڑے سے لے سب سے چھوٹے تک ہاتھی سے

ذرہ ذرہ سے کیڑوں تک جو ایسے چھوٹے ہیں کہ دیکھنے میں نہیں آتے سب اُس سے خوراک حاصل کرتے اور وہ سب کی خبرداری کرتا ہے + سب مخلوقات کی زندگی اُس کی بے حد قُدرت پر موقوف ہے اگر اُس میں بے حد قُدرت نہ ہوتی تو وہ سب مخلوقات کی خبرداری نہ کر سکتا اور اُن میں سے بہت تھوڑی ہی دیر میں ہلاک ہو جاتے + اُس میں صرف بڑی ہی قدرت کا پایا جانا کافی نہیں بلکہ نہایت ضرور ہے کہ یہہ قُدرت بے حد ہو + اگر خدا کی قُدرت صرف بڑی ہوتی اور بے حد نہ ہوتی تو صرف اِنسانوں کی خبرداری کر سکتا اور حیوانوں کی نہیں اِس صورت میں حیوان مر جاتے یا صرف بڑے بڑے جانداروں کی خبرداری کر سکتا مثلاً مرد و عورت اور ہاتھی گھوڑے وغیرہ کی تو چھوٹے چھوٹے جاندار مثلاً لڑکے اور چھوٹے چوپائے اور کیڑے مکوڑے ہلاک ہو جاتے + جب تک کہ اِنسانوں کی عرض سُنتا اور اُنھیں خوراک پہنچاتا حیوان مر جاتے یا جب تک کہ حیوانوں کو خوراک پہنچاتا اِنسان مر جاتے یا جب تک کہ ایک مُلک کے حیوانوں اور اِنسانوں کی خبر لیتا اَور مُلکوں کے ہلاک ہو جاتے + دیکھتے ہو اُن لوگوں کو کہ جن کے مقدمے کچہریوں میں ہوتے ہیں کیسی تکلیف ہوتی ہے اگرچہ ہر ضلع میں مقدموں کے فیصلہ کے واسطے کئی حاکم ہوتے ہیں تو بھی اُنھیں جلد طے نہیں کر پاتے لوگوں کو کچہریوں میں کئی دن بلکہ ہفتوں ٹھہرنا پڑتا ہے اور یہہ اُن کے لئے بڑی تکلیف و وقت اور نقصان کا باعث ہوتا ہے + یہہ اِنسان کی ناچاری کی ایک ثبوت ہے اگر خدا بھی ایسا ہی ہوتا اور اُس میں بے حد قُدرت نہ ہو تو تمام جہان دم بھر میں نہایت ہی مصیبت اور آفت سے چھا جائے اور سارے جاندار سطح زمین پر سے جلد مٹ جائیں + پر جناب باری اپنی بے حد قُدرت سے سب کی حفاظت اور پرورش کرتا ہے وہ صرف ہفتہ میں ایک یا دو بار اُن کی خبر نہیں

بلکہ روزمرہ اور دن بھر میں صرف ایک یا دو بار نہیں پر ہر دم ✦ خدا کسی مخلوق کو کیسا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو نہیں بھولتا انسانوں کے درمیان بڑے بڑے بادشاہوں سے لے نہایت ہی حقیر فقیروں تک اور اور جانداروں کے درمیان بڑوں سے لے ذرہ ذرہ سے کیڑوں مکوڑوں تک سب کو یاد رکھتا ہے اور سب کی حفاظت اور پرورش کرتا ہے ✦ وے تمام چوپائے جو انسانوں کے درمیان رہتے اور جنگلوں میں پھرتے ہیں وے تمام مچھلیاں اور پانی کے اور جاندار جو تالابوں اور دریاؤں اور سمندر کے ہر حصہ میں بلکہ اُن حصوں میں بھی جہاں انسان کے جہاز کبھی نہیں پہنچے رہتے ہیں اور سب کیڑے مکوڑے جو تمام جہان میں اوڑتے اور رینگتے پھرتے ہیں سب ہر دم ہی کی بے حد قُدرت سے موجود رہتے ہیں اگر ایک ساعت بھی اپنی قُدرت کو موقوف کر دے تو سب مر جائیں اور ایسے مٹ جائیں گویا کبھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اور تمام دُنیا سُنسان ہو جائے ✦

جیسا کہ خدا نے اپنی قُدرت سے سب مخلوقات کو پیدا کیا ہے اور اُن کی حفاظت اور پرورش کرتا ہے اُسی طرح اپنی قُدرت سے اُنھیں ہر دم اپنے اختیار میں بھی رکھتا ہے ✦ یہہ اختیار اور حکومت صرف اِنسانوں پر نہیں بلکہ تمام حیوانوں پر بھی ہے چیونٹی سے لے ہاتھی تک سب اُسی کے قبضہ میں ہیں ✦ البتہ حیوانوں میں اِنسانی عقل نہیں ہے اور اِسی لئے خدا اُنھیں اپنے حکم نہیں سُناتا جیسے اِنسان کو سُناتا ہے لیکن اپنی قُدرت سے اُن کے چلنے پھرنے اور سب باتوں کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور صرف وہیں جانے دیتا جہاں اُس کی مرضی ہوتی اور فقط وہی کراتا ہے جو چاہتا ہے ✦ دُنیا میں ہزاروں بڑے بڑے جنگل پڑے ہیں اور اُن میں ہر طرح کے جانور پھرے

ہیں مثلاً شیر تیندوہ چیتا بھالو ہاتھی وغیرہ خداوند اِن سب کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہی اور اُن سے صرف وہی بات کرواتا جو وہ چاہتا ہی جب یہہ حیوان اپنے سے کم زور اور چھوٹے جانوروں پر چوٹ کرتے ہیں اور اُنھیں پکڑ پاتے ہیں تو صرف اُسی کی مرضی سے اور جب وہ نہیں چاہتا کہ چھوٹا جانور بڑے کے ہاتھہ لگے تو اُسے کسی نہ کسی طرح سے بچا دیتا ہی مثلاً چوہے اور گلہریاں اکثر کُتّوں اور بلّوں کے پنجوں سے بچ جاتے ہیں + یہہ بڑی بات ہی کہ خداوند اِن وحشی جانوروں کو اپنے قبضہ میں رکھتا اور اُنھیں روکتا ہی کیونکہ اگر ایسا نہ کرے تو یہہ جلد جنگلوں سے نکلکر اِنسان پر حملہ کریں اور بڑا نقصان پُہنچا دیں + خدا صرف جنگل کے جانوروں کو نہیں بلکہ اُن جانوروں کو بھی قبضہ میں رکھتا اور روکتا ہی جو اِنسان کے درمیان رہتے ہیں مثلاً گاے بیل کُتّا بلّی وغیرہ + اِس بات کے بیان میں کہ خدا سب حیوانوں پر بھی حکومت کرتا ہی اور کہ وے صرف وہی بات کرنے سکتے ہیں جو وہ چاہتا ہی ہم کئی مثالیں دینگے +

غرض ہمیں معلوم کیا چاہئے کہ تمام گھریلے جانور ایسے سیدھے نہیں ہیں جیسا ہم سمجھتے ہیں + ہم اُن سے ہر دم صرف خدا کی قُدرت کے سبب محفوظ رہتے ہیں + اِس مُلک میں بیل کثرت سے ہوتے ہیں وے کاشتکاری اور تجارت اور اَور کئی باتوں میں کام آتے ہیں وے وحشی نہیں ہوتے تو بھی اکثر اپنے مالکوں اور اَور لوگوں کو بھی جو اُن کے نزدیک جائیں نقصان پُہنچایا چاہتے ہیں سر اُٹھاکر بلاتے اور مارنے چاہتے ہیں اور اُن میں طاقت بھی ایسی ہوتی ہی کہ بڑی آسانی سے اِنسان کی جان لے سکتے ہیں + جب کہ بیل آدمی کے پیٹ یا پانجر میں سینگھہ مارتا ہی تو آدمی جلد مر جاتا ہی + اگر خدا اپنی قُدرت سے اِس حیوان کو نہ روکے تو بار بار ایسی حرکت کیا کرے + جب بیل کسی آدمی کو مارتا ہی

اور اُس کا زخم قاتل نہیں ہوتا تو اُس کا قاتل نہ ہونا صرف خدا کی قُدرت سے ہی اُس نے زخم کو ہلکا لگنے دیا یا ایسی جگہہ جس سے جان نہ جائے ✤ اِنسان بیل کے حملہ سے کُچھ اپنی ہوشیاری سے نہیں بچتا کیونکہ اُسے ہمیشہ اِس بات کا خیال نہیں رہتا دم بھر کی غفلت میں جان جا سکتی ہی ✤ بیل کے سیدھے پن پر بھی بہت یقین نہ کیا چاہئے سیدھے بیل بھی اکثر غیروں بلکہ اپنے لوگوں کو بھی مارنے چاہتے ہیں ✤ جب آدمی چارہ دینے کو بیل کے آگے جُھکتا ہی اگر وہ اُس وقت اتفاقاً سر ہلا دے تو سینگھہ آنکھہ میں لگے اور آنکھہ پھوٹ جائے یا ایسی نازک جگہہ چوٹ لگے جس سے آخر کو جان جائے ✤ غرض صرف خدا کی قُدرت اِس حیوان اور اُس کی تمام حرکتوں کو قبضہ میں رکھتی اور لوگوں کو اُس سے بچاتی ہی ✤ یہہ بیان جو بیل کی بابت ہوا گاے اور بھینس کے حق میں بھی ٹھیک ہی ✤ جب گاے بیاتی ہی اور اُس کا بچھڑا ساتھہ ہوتا ہی تو بڑی تُند ہو جاتی ہی اور اگر خدا کی قُدرت اُسے روکے نہ رہے تو بڑا نقصان کرے ✤ بھینس کو اکثر سفید اور نہایت رنگین کپڑوں سے چڑ ہوتی ہی اور وہ بارہا اُن لوگوں پر جو ایسے کپڑے پہنے ہوتے ہیں حملہ کرتی ہی ✤ ایک دفعہ کا ذکر ہی کہ ایک شخص سڑک پر پالکی میں چلا جاتا تھا ایک بھینس اُسے دیکھکر اُس پر جھپٹی اور پالکی ہی میں اُسے مار ڈالا یہہ بات کب کسی کے خیال میں آتی ✤ اگر خدا اِن حیوانوں کو اپنی قُدرت سے روکے نہ رہے تو اکثر ایسی حرکت کیا کریں دہات کے گانوں میں گلیاں نہایت تنگ ہوا کرتی ہیں اور لوگوں کو گائیوں بیلوں اور بھینسوں کے پاس ہی سے ہو کر نکلنا پڑتا ہی اگر خدا اپنی قُدرت سے اُنھیں روکے نہ رہے تو بہتوں کی جان لیا کریں ✤

اِس باب میں دوسری مثال یہہ ہی کہ خدا کُتّے کو بھی قبضہ میں رکھتا ہی اور یہہ جانور بھی نِسبۃً

اُس کی مرضی کے کسی کا کچھ کو نہیں سکتا + دیوانہ کُتّا بڑا خوفناک ہوتا ہی اور جب کسی کو کاٹتا تو ایک
بڑی موت کا باعث ہوتا ہی + دیوانے کُتّوں کی خوشی اِسی بات میں ہوتی ہی کہ لوگوں کو کاٹیں اور
اُن پر دُکھ پُہنچاویں اگر خدا اپنی قُدرت سے جہان بھر کے تمام دیوانے کُتّوں کو روکے نہ رہے تو بہتوں کو کاٹ
کھائیں اور اُن کے مرنے کا باعث ہوں + گلیوں میں ہمیشہ بہت کُتّے ہوتے ہیں اور پہلے پہل معلوم نہیں
ہوتا کہ اِن میں کون دیوانہ ہی اگر حق تعالیٰ اُنھیں روکے نہ رہے تو بہت لوگ اُن سے نقصان اُٹھایا کریں +
غرض یوں ہی خدا گھوڑے اور ہاتھی اور اُن کی سب حرکتوں کو بھی اپنے قبضہ اور روک میں رکھتا ہی +
ہر کسی کو معلوم ہی کہ گھوڑے کے سوار کی زندگی کا کچھ ٹھکانہ نہیں اکثر سُننے میں آتا ہی کہ لوگ گھوڑوں پر سے گرکے
بڑی چوٹ کھاتے ہیں اور مر بھی جاتے ہیں جس وقت کہ بڑے سے بڑا دلیر اور ہوشیار سوار گھوڑے پر بیٹھتا
ہی تو یہہ نہیں کہہ سکتا کہ میری جان سلامت ہی + گھوڑے کے سیدھے پن پر کچھ یقین نہیں ہو سکتا +
وہ شاید ناگہان چونکے اور سوار غفلت میں ہو کر گر پڑے جس وقت کہ گرے گھوڑا اُس کے پیٹ
یا سینہ یا سر پر پیر رکھ دے اور وہ مر جائے + یا جب کہ بڑی تیزی سے دوڑتا جاتا ہو ٹھوکر لے اور
سوار بڑے صدمہ سے زمین پر آرہے اِس صدمہ سے شاید اُس کی کھوپڑی پھٹ جائے یا اَور طرح سے
بڑی چوٹ لگے + جب سیدھے گھوڑے پر یہہ حال ہوتا ہی تو شریر کا ذکر کرنا کیا ضرور وہ تو ظاہرا
اِنسان کا دشمن ہی اور جو خطرہ سوار کو اُس سے ہی سو خود بخود ظاہر ہی + چنانچہ خدا جہان بھر
کے تمام گھوڑوں کو اپنے قبضہ اور روک میں رکھتا ہی اور وے بغیر اُس کی مرضی کے کسی کو نقصان
نہیں پُہنچا سکتے + ہاتھی بھی خطرناک جانور ہی اور خدا اپنی قُدرت سے اُسے بھی روکتا ہی اور
اُن لوگوں کو نقصان نہیں پُہنچانے دیتا جو اُس کی خبرداری کرتے اور اُس پر سوار ہوتے اور

گلیوں اور سڑکوں میں اُس کے پاس سے ہو کر نکلتے ہیں اُس میں بڑی طاقت ہوتی ہے اور جب چھُٹتا ہوتا ہے اگر چاہے تو بہت سے آدمیوں کو تھوڑی دیر میں مار ڈالے لیکن قادر مطلق اپنی قدرت سے ہاتھیوں کو بھی روکتا ہے اور وے بغیر اُس کی مرضی کے کسی کا کچھ کر نہیں سکتے + یہ سب مثالیں گھریلے جانوروں کی بابت اِسی واسطے دی ہیں کہ معلوم ہو کہ اگر خدا اپنی قدرت سے اُنھیں اپنے قبضہ اور روک میں نہ رکھے تو ہمیشہ لوگوں کو نقصان پہنچایا کریں چنانچہ اس بات میں بھی جناب باری کی قدرت صاف صاف ظاہر ہے +

اب اِس بیان میں دو چار مثالیں زہردار کیڑوں میں سے دیتے ہیں + اِس مُلک کی آب و ہوا گرم ہے اور اِس میں زہردار کیڑے بہت ہیں خدا اُن کو بھی اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور انسانوں کو اُن سے بچاتا ہے اگر ایسا نہ کرے تو انسان ہمیشہ اُن سے تکلیف پایا کریں + ہر کسی پر ظاہر ہے کہ گرمی کے موسم میں بچھو اور کنکھجورے گھروں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں وے خاص کر پُرانے پھوس کے چھپروں میں بہت ہوتے ہیں اور رات کو گھروں میں اِدھر اُدھر رینگتے پھرتے ہیں + چونکہ ہندوستانی زمین پر بیٹھتے ہیں اِس سبب سے اِن کیڑوں سے اُن کو خطرہ زیادہ رہتا ہے + وے ایسے چھوٹے بھی ہیں کہ رات کو اچھی طرح معلوم نہیں ہوتے گھر میں جہاں چاہتے چلے جاتے ہیں اور جہاں چاہتے چھپ رہتے ہیں بلکہ اکثر برتنوں اور کپڑوں میں بھی چھپ رہتے ہیں + جب ہم لوگ سو رہتے اور بالکل بے خبر ہو جاتے ہیں وے اکثر ہماری چارپائیوں پر چڑھ جاتے اور چھپر سے بھی ہمارے اوپر گرتے ہیں لیکن خدا کی قدرت اُنھیں روکے رہتی ہے اور وے بغیر ہمیں نقصان پہنچائے ہمارے قریب سے بلکہ ہمارے اوپر سے چلے جاتے ہیں + گرمی کے موسم میں لوگ تمام کپڑے جو ضرور نہیں اُتار پھینکتے

ہیں اگر بیہوشی کے عالم میں جب کہ بچھو یا کنکھجورا چارپائی پر ہو کروٹ لیں تو اگر بچھو ہو ڈنک مارے
اور کنکھجورا ہو تو اپنے موذی پیروں سے بدن میں چپٹ جائے دونوں طرح سے نہایت ہی تکلیف
ہو + لیکن خداوند اپنی قدرت سے لوگوں کو جب کہ کوئی زہردار کیڑا چارپائی پر چڑھ جاتا ہے
یا اوپر سے گرتا ہے کروٹ لینے نہیں دیتا اور کیڑے کو جلد وہاں سے ہٹا لیجاتا ہے + اگر یہہ زہردار کیڑے
ذرہ ذرہ سے بچوں کو ڈنک ماریں اور اُن میں چپٹ جائیں تو لوگوں کو اَور بھی زیادہ تکلیف اور رنج
ہو اور بچوں کو نہایت ہی درد ہو + اور لڑکوں کو نقصان پہنچنے کی صورت بھی زیادہ ہوتی ہے
کیونکہ ہر کہیں دوڑتے پھرتے ہیں پر خداوند سوتے اور جاگتے بچوں اور سیانوں دونوں کو بچاتا ہے +
اِس مقدمہ میں دوسری مثال یہہ ہے کہ جناب باری اپنی قدرت سے سانپ کو بھی اپنے قبضہ اور
روک میں رکھتا ہے + سانپ اِنسان کا بڑا دشمن ہے اور اکثر جب کہ لوگ اُس سے نہیں بھی بولتے
انھیں نقصان پہنچایا چاہتا ہے + سانپ ہر موسم میں ہر کہیں داخل ہو سکتے ہیں لیکن خاص کر برسات
میں بہت نکلتے ہیں اِس موسم میں کسی شخص یا کسی گھر سے دور نہیں رہتے اور اِنسانی تدبیر سے کوئی
اُن سے سلامت نہیں رہ سکتا غریبوں کی جھونپڑیوں کا کیا ذکر بادشاہوں کے محلوں میں بھی
گھس جاتے ہیں + وے بڑے سیانے بھی ہوتے ہیں چوہوں کے بلوں میں پیٹھ جاتے اور لوگ
اُنھیں دیکھ نہیں سکتے پس خدا اِس کیڑے کو بھی نقصان پہنچانے سے روکے رہتا ہے + خاص کر
گرمی اور برسات کے مہینوں میں اُن سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے کیا جانئے رات کو جب ہم سوتے
ہیں وے اندھیرے میں ہماری چارپائیوں کے چوگرد پھرتے ہوں وے جانتے ہیں کہ لوگ چارپائیوں
پر سوتے ہیں اور اگر خدا اُنھیں روکے نہ رہے تو معلوم نہیں ایک ہی رات بھر میں کتنے لوگوں کی

جان لیں ✦ بعض وے سمجھتے ہیں کہ سانپ چارپائی پر ہرگز نہیں چڑھیگا اور اُن لوگوں کو جو چارپائیوں پر سوتے ہیں اُن سے کچھ خطرہ نہیں لیکن اُن کا یہ گمان محض غلط ہے سانپ درختوں پر چڑھ جاتے ہیں تو کھاٹ پر چڑھنے کو کیا ہوا ✦ لوگ سمجھتے ہیں کہ سانپ کو ایک آن ہے اسی واسطے کھاٹ پر نہیں چڑھتا لیکن یہہ خیال بھی غلط ہے صرف خدا کی قدرت اُنھیں روکے رہتی ہے ✦ پھر یاد کیا چاہئے کہ ہزاروں لوگ ایسے غریب ہیں کہ اُنھیں ایک سڑی سی کھاٹ بھی میسر نہیں ہوتی وے سدا اپنے بال بچوں کے اپنی اندھیری کوٹھریوں میں زمین پر پڑے رہتے ہیں اور سانپ اور اَور زہردار کیڑے اُن کے چوگرد رینگتے پھرتے ہیں لیکن جناب باری اپنی قدرت سے اُنھیں روکے رہتا ہے اور وے اُن بیچاروں کو چھونے نہیں پاتے ✦ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ سانپ اور اَور زہردار جانوروں سے بہت بچ جاتے ہیں اور جب ایسی بات وقوع میں آتی ہے سمجھتے ہیں کہ ہماری بڑی قسمت ہے اپنے بچ جانے پر تعجب کرتے اور اکثر اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے اُس کا ذکر کرتے زندگی بھر اِس بات کو یاد رکھتے اور جب کبھی ایسی باتوں کا چرچا ہوتا ہے اِس کا بھی تذکرہ پیش کرتے ہیں ✦ جب کبھی لوگ اِس طرح بچ جاتے ہیں اُنھیں چاہئے کہ فوراً حق تعالیٰ کی قدرت کو جو اِن جانداروں کو روک میں رکھتی ہے یاد کریں اور جناب باری کی درگاہ میں شکر ادا کریں ✦

غرض اِسی طرح خدا اُن سب وحشی جانوروں کو بھی قبضہ میں رکھتا ہے جو اِنسان کو ہلاک کیا چاہتے ہیں مثلاً بھیڑیا یا شیر تیندوے وغیرہ ✦ اِس مُلک میں بعض بعض جگہہ بھیڑیے کثرت سے ہوتے ہیں وے رات کو گانو کے چوگرد آتے اور شکار کی تلاش میں پھرتے ہیں خدا لڑکوں کو

اُن سے بچائے رہتا ہے حقیقت میں بعضے وقت لڑکے اُن سے بہت ہی بچ جاتے ہیں ✤ شیر اور چیتے اور
اور وحشی جانور بھی بغیر خدا کی مرضی کے کسی کو چھو نہیں سکتے ✤ یوں ہی پانی کے جاندار بھی
مثلاً مگر ناکے وغیرہ بغیر خدا کے حکم کسی سے بول نہیں سکتے اور ملاحوں اور دریا کے نہانے او پار ہونے
والوں کو چھو نہیں سکتے ✤ اگر خدا اپنی قدرت سے اِن جانداروں کو روکے نہ رہے تو اِس کثرت
سے بڑھ جائیں کہ کوئی دریاؤں کے نزدیک جا نہ سکے ✤

کبھی کبھی یہہ جاندار جن کا ہم ذکر کر آئے ہیں اور اَور بھی خواہ خشکی میں رہیں خواہ تری میں
لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں لیکن جب ایسا کرتے ہیں تو صرف خدا کے حکم سے کرتے ہیں ✤ قادر
مطلق دُنیا کا حاکم ہے اور جب وہ کسی پر اُس کے گناہوں کے سبب مصیبت پہنچایا چاہتا ہے تو کبھی
کبھی اِن جانداروں میں سے کسی کو حکم کرتا ہے کہ اُس کو نقصان پہنچاویں اور جب اِن جانوروں
سے کسی کی جان جاتی ہے تو اِس سے بھی حق تعالیٰ کی یہی مرضی ہے کہ اُس کے رشتہ داروں اور اَور لوگوں
کو جو یہہ حال سُنیں نصیحت اور عبرت ہو ✤

کسی کو یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ خدا صرف انھیں جانداروں کو قبضہ اور روک میں رکھتا ہے جن کا ہم
نے ذکر کیا ہے یہہ صرف دو چار مثالیں دی ہیں ✤ وہ جہان کے تمام جانداروں پر حکومت کرتا ہے
ہاتھی سے لیکر ذرہ ذرہ سے کیڑوں تک جو ایسے چھوٹے ہیں کہ دیکھنے میں نہیں آتے سب اُسی کے قبضہ اور
روک میں ہیں اور بغیر اُس کی مرضی کے ذرہ ہِل بھی نہیں سکتے ✤

غرض خدا اپنی قدرت سے اِنسانوں پر بھی حکومت کرتا ہے اُن کے درمیان ایسی کوئی بات
واقع نہیں ہوتی جسے وہ نہیں جانتا اور جو خواہ اُس کے حکم یا اجازت سے وقوع میں نہیں آتی چنانچہ

دُنیا کے بندوبست اور انتظام کے کام میں بھی خدا اپنی قُدرت آشکار کرتا ہی یہہ بات ایسی ظاہر ہی
کہ اُس کے سمجھانے کے لئے صرف دو ہی تین مثالیں لکھینگے ✤ پس جب وہ عالی درجہ کے لوگوں کو
پست کر دیتا ہی تب اُس کی قُدرت صاف صاف معلوم ہوتی ہی ✤ جب لوگ بڑے عالی
عہدوں تک پہنچتے ہیں مثلاً بادشاہ یا نواب یا بڑی بڑی فوجوں کے سردار ہو جاتے ہیں تب اکثر بھول
جاتے ہیں کہ ہم انسان ہیں وے دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی روزمرہ ہمارے آگے جھکتے ہیں اور ہماری
تعریف کرتے ہیں ✤ اسی سبب سے وے اپنے تئیں بہت ہی بڑا سمجھتے ہیں بلکہ اپنے تئیں انسانوں
سے باہر شمار کرتے ہیں ✤ وے سمجھتے ہیں کہ ہم اس عالی درجہ کو اپنی ہی طاقت سے پہنچے ہیں اور
اپنے تئیں اس میں رکھ سکتے ہیں اور ہمیشہ اسی حالت میں بنے رہینگے ✤ غرض وے نہایت ہی
مغرور ہو جاتے اور بھول جاتے ہیں کہ خدا نے ہمیں اس عالی درجہ تک پہنچایا ہی اور کہ وہ دم بھر میں
ہمیں گرا سکتا ہی ✤ جب کہ انگریز اس مُلک میں نہیں آئے تھے یہاں بڑے بڑے راجہ اور نواب
تھے وے ہی اس مُلک کے حاکم تھے اور لاکھوں آدمیوں کو اپنی تابعداری میں رکھتے تھے
مُلک کئی صوبوں میں تقسیم تھا اور ہر صوبہ میں ایک زبردست راجہ یا نواب تھا ✤ یہہ راجہ اور
نواب بڑی شان و شوکت میں رہتے اور شاید سمجھتے تھے کہ ہم اپنے عالی مرتبوں میں خوب قایم ہیں
اور ہرگز ٹل نہ سکینگے ✤ اُن کا غرور اس بات سے اور بھی ثابت ہوتا تھا کہ جو دل میں آتا کرتے تھے
اور کسی کو اپنے اوپر نہ سمجھتے تھے کیونکہ دہلی کے بادشاہ سے سب پھر گئے تھے لیکن اب وے کہاں ہیں
اور اُن کی اولاد بھی کس حالت میں ہی ✤ ان راجاؤں اور نوابوں کے زمانہ سے عرصہ بہت ہو گیا
ہی اور البتہ اُن کی زندگی اب تک نہ رہتی لیکن اُن کی اولاد تو اب تک اُن کی جگہہ بنی اور حکومت

کرتی رہتی پر ایسا دیکھنے میں تو نہیں آتا اُن کی عملداری کیا ہوئی + اُن کے گناہوں کے سبب سے قادر مطلق نے انھیں اپنے غضب میں مارا اور اُس عالی مرتبہ سے گرا دیا اور وے بڑے بڑے راجہ اور نواب جو کسی کو اپنے سے بڑا نہ سمجھتے تھے مرنے کے پیشتر ایسے پست ہوئے کہ سرکار انگریزی سے پنشن پا گئے اور اُن کی اولاد بھی جا بجا اب تک اُسی حالت میں ہے + خدا اِس دُنیا کے کاروبار کا بندوبست کرتا ہے اور اِس بات میں اُس کی قُدرت کو دیکھ لو + خود دہلی کے بادشاہ کے حال پر ذرہ غور کرو ایک زمانہ ایسا تھا کہ وہ اِس بڑے مُلک کا مالک تھا اور بڑی شان و شوکت میں رہتا تھا تمام راجہ و نواب پیشتر بغاوت کے اُس کے حضور اُسی طرح کھڑے رہتے تھے جیسے نوکر اپنے مالکوں کے آگے بلکہ اِس سے بھی زیادہ تعظیم کرتے تھے لیکن کیا اب بھی مُلک کا مالک ہی نہیں اب نہیں ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے سلطنت اُس سے لے لی ہے + جو بادشاہ اُس سے آگے ہو گئے ہیں سو زبردست تھے اور تمام مُلک کو تابع کئے رہتے تھے لیکن جب سلطنت کے ہاتھ سے جانے کا وقت آیا راجہ اور نواب اُس سے بغاوت کرنے لگے اور آخر کار بیچارہ بادشاہ تنہا اور ناچار رہ گیا + حقیقت حال یہہ ہے کہ خدا نے سلطنت لے لی راجاؤں اور نوابوں کی بغاوت صرف ایک وسیلہ تھا اِس میں بھی خدا کی قُدرت آشکار ہے + سب راجہ اور نواب ایک دم سے نہیں پھر گئے تھے پر ایک ایک کر کے اور یہہ بات ایسی روشن ہے کہ پڑھنیوالے کو بھی اِس مقدمہ میں ضرور کچھ نہ کچھ معلوم ہوگا +

دُنیا کے بندوبست کی بابت خدا نے حال میں مُلک لاہور کی عملداری کی تبدیل میں اپنی قُدرت ظاہر کی ہے اور ہر ذی ہوش پڑھنیوالے کو یہہ بات خوب یاد ہوگی + لاہور کے گدّیوالے راجہ زبردست تھے یہاں کے اور راجاؤں اور نوابوں کی طرح نامرد نہ تھے پر خوب لڑنیوالے تھے لیکن خدا کی مرضی ہوئی کہ

اِس خاندان کو آخر کرے اِسی واسطے اُس نے اُن راجاؤں کو جو مُلک کے واسطے لڑتے اور سعی و کوشش کرتے تھے ایک ایک کرکے تمام کر دیا ✣ وہ قوم جس پر وے حکومت کرتے تھے زبردست تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اُنھیں فتح نہ کر پاویگا لیکن جب خدا کسی بات کو چاہتا ہی تو کون اُسے روک سکتا ہی آخر کار ایسا اِتفاق ہوا کہ قوم سکھ انگریزوں سے لڑنے لگی اور اگرچہ بڑی بہادری کی تو بھی آخر کو شکست کھا گئی اور سلطنت انگریزی میں شامل ہو گئی ✣ پس ظاہر ہی کہ حق تعالیٰ بادشاہوں کو اور زبردست قوموں دونوں کے پست کرنے میں اپنی قدرت کو آشکارا کرتا ہی ✣ اور ملکوں کی بابت ہم سیکڑوں اِسی مثالیں پیش کر سکتے ہیں لیکن پڑھنیوالا اُن مُلکوں کی تواریخ سے ناواقف ہی اِس لئے اُن کا پیش کرنا کچھ ضرور نہیں پر یقین ہی کہ اِنھیں مثالوں سے جو مذکور ہوئی ہیں اِس بات کو جس کا بیان ہوتا ہی سمجھ لیگا ✣ اِسی مُلک میں بارہا ایسا ہوا ہی کہ خدا نے بڑے بڑے بادشاہوں کو ایک دم سے نہایت محتاج اور فقیر کر دیا ہی اور اِسی طرح بڑی بڑی زبردست قوموں کو بھی پست کیا ہی پس دُنیا کے بندوبست اور اِنتظام میں بھی اُس کی بے حد قُدرت صاف صاف ظاہر ہی ✣

غرض جیسا کہ عالی مرتبہ والوں کے پست کرنے میں خدا اپنی قُدرت ظاہر کرتا ہی ویسا ہی غریبوں اور حقیروں کے سرفراز کرنے میں بھی آشکارا کرتا ہی اُس میں قُدرت ہی کہ ایک غریب مزدور کو ایک بڑے مُلک پر بادشاہ کر دے اُس نے اکثر گڈریوں اور اَور غریب لوگوں کو بادشاہ کر دیا ہی تواریخ میں ہزاروں ایسے تذکرے پائے جاتے ہیں بلکہ خود اِسی مُلک میں اکثر ایسی باتیں ہو گئی ہیں چنانچہ الپتگین نامے یہاں کے ایک بادشاہ کا سبکتگین نامے ایک غلام تھا جب الپتگین مر گیا سبکتگین اُس کے تخت پر بیٹھا ✣ جب سلطان محمود رحلت کر گیا بلبن جو کہ سابق میں اُس کا غلام

تھا بادشاہ ہوا * ہیمو نے جو کہ چھوٹی قوم کا ایک ہندو تھا ایک بڑی فوج جمع کی اور اکبر بادشاہ سے لڑکر اُسے شکست دی اور تھوڑے دنوں تک دہلی میں بادشاہت کی * ہیوا جی ایک کم نام کو ہستانی نے دکھن میں ایک بادشاہت قایم کی اور اگرچہ دہلی کے بادشاہ اور انگریز کی فوجیں اُنیس برس اُس سے لڑتی رہیں تو بھی اُسے پست نہ کرسکیں اور اُس کی بادشاہت کے قایم ہونے کو روک نہ سکیں * نادر شاہ بھی جو ایک زبردست بادشاہ تھا جس نے دہلی اور اور کئی شہروں کو لوٹا اور جس کے سامھنے ہندوستان تھرتھرا گیا تھا اصل میں ایک غریب گڑریئے کا لڑکا تھا * یہہ سب ہندوستان میں واقع ہوا اور مثالیں لانا کچھہ ضرور نہیں * ان لوگوں کو جو بادشاہ ہوئے البتہ لڑنا اور سعی و کوشش کرنا پڑا تھا لیکن اُن کی لڑائی اور سعی و کوشش صرف ایک وسیلہ تھا جس سے خدا نے اُنھیں سرفراز کیا * جب حق تعالیٰ کسی کو عالی مرتبہ یا تخت تک پہنچاتا ہی تو اُس کے نزدیک یہہ کچھہ مشکل نہیں پر عالی درجے وہ لوگوں کو ایسی آسانی سے دیتا ہی جیسے کوئی اپنے لڑکے کو کھلونے دیوے * بعضی دفعہ خدا دُنیا کے بندوبست میں اپنی قدرت اِس طرح ظاہر کرتا ہی کہ کسی غریب آدمی کو بڑی دولت یا اور کوئی نعمت دے دیتا ہی جس سے وہ شخص مشہور ہو جاتا ہی اور لوگ بلکہ امیر بھی اُس کی عزت کرتے ہیں شاید پڑھنیوالے کو ایسا کوئی شخص معلوم ہوگا جو خواہ اُسی کے گانو یا کسی دوسری بستی یا شہر میں رہتا ہو *

پھر دُنیا کے بندوبست کی بابت خدا اپنی قدرت اِس میں بھی ظاہر کرتا ہی کہ جتنی باتیں جہان میں ہوتی ہیں سب یا تو خاص اُس کے حکم یا مرضی سے ہوتی ہیں * سب باتیں جو دُنیا میں واقع ہوتی ہیں اُسے معلوم ہیں * وہ ہر اِنسان کے روزمرہ کے ہر خیال اور کلام اور کام کو

جاتا ہی اور کوئی خیال یا کلام یا کام بغیر اُس کی مرضی کے نہیں ہو سکتا + اس سے یہہ مراد ہی کہ انسان کے ہر خیال اور کلام اور کام کے باب میں اُسے قدرت ہی کہ چاہے اُسے ہونے دے چاہے روک دے + اس مقدمہ میں بہت کچھ کہنا ہی لیکن اس تصنیف میں اُس کی گنجایش نہیں + غرض ہر انسان کی جو حالت اس جہان میں ہی خود بخود نہیں ہوئی پر جناب باری نے اُسے مقرر کیا ہی + دُنیا میں اتنے باشندے ہیں کہ اُن کے شمار پر غور کرتے ہی عقل حیران ہو جاتی ہی پھر ہر شخص کی حالت دوسرے کے احوال سے فرق رکھتی ہی تو بھی ہر ایک کی حالت خدا ہی کی مقرر کی ہوئی ہی + جب کسی کے پاس دولت آتی ہی تو اُسی کی بھیجی ہوئی آتی ہی + جب کوئی مُفلس ہوتا ہی تو مُفلسی بھی اُسی کے حکم سے آتی ہی + اگر کسی پر کسی طرح کا غم ہوتا ہی تو غم کا بھیجنیوالا وہی ہی + جب کوئی خوشحال ہوتا ہی تو خوشحالی بھی اُسی کی طرف سے آتی ہی + جب کسی کے لڑکے ہوتے ہیں لڑکوں کا دینیوالا وہی ہی + جب کسی کے اولاد نہیں ہوتی تو اولاد کا باز رکھنیوالا وہی ہی + جب کوئی سفر کو نکلتا ہی اور رستہ میں لُٹ جاتا ہی تو یہہ مصیبت اُس شخص کی نصیحت اور عبرت کے لئے خدا ہی کی طرف سے آتی ہی + جب کوئی کہیں دور نوکری کو جاتا ہی اور وہیں بغیر اپنے لڑکے بالوں کو دیکھے مر جاتا ہی تو یہہ بات بھی خدا ہی کی مرضی سے ہوتی ہی + جب کہ انسان صبح کو اُٹھتا اور اپنے روزمرہ کے کام میں مشغول ہوتا ہی تو قادر مطلق ہی اُسے گھر کے باہر نکالتا اور کام کے لئے طاقت دیتا ہی + جب کھانے پر بیٹھتا ہی تو کھانا وہی دیتا ہی + اگر اُس کھانے سے اُس کو طاقت ہو تو طاقت کے دینیوالا وہی ہی لیکن اگر اُس سے بیمار ہو جائے تو بیماری کے بھیجنیوالا وہی ہی + اگر دن بھر سلامت رہے تو وہی محفوظ رکھتا ہی لیکن اگر کسی آفت اور مصیبت میں پڑے تو اُس کی نصیحت

اور بہتری کے واسطے آفت خدا ہی بھیجتا ہے ÷ جب کہ انسان سوجاتا ہے تب بھی خدا کے ہاتھ میں ہے اور جو اُس کی مرضی ہوتی ہے اُس سے کرتا ہے ÷ غرض حق تعالیٰ ہر بات اور ہر کام میں جو انسان سے ہوتا اور اُس سے تعلق رکھتا اپنی قدرت ظاہر کرتا ہے ذرہ ذرہ سی بات بھی نہیں چھوٹتی پر سب اُس کے اِنتظام میں شامل ہے ÷ یقین ہے کہ پڑھنیوالا اِن دو چار مثالوں سے جو مذکور ہوئی ہیں جناب باری کی پروردگاری اور بندوبست کے کاموں کو کچھ کچھ سمجھ لیگا معلوم کیا چاہئے کہ اُس کے یہہ کام موافق اُس کی صفتوں کے بے حد ہیں اور انسان بسبب اپنی کم عقلی کے اُن کا بیان نہیں کرسکتا ÷

چونکہ سب باتیں یا تو خدا کے خاص حکم یا مرضی سے ہوتی ہیں وے لوگ بڑے بیوقوف ہیں جو بعضے دنوں کو اچھا اور بعضوں کو بُرا سمجھتے ہیں ÷ جب کوئی بڑا کام یا سفر شروع کرنے پر ہوتے ہیں تو نجومیوں سے پوچھتے ہیں فلانہ دن اچھا ہے یا نہیں اور ہمارا مقصد پورا ہوگا کہ نہیں یہہ سب واہیات ہے انہیں چاہئے کہ ہر بات میں اپنی عقل اور دلوں سے پوچھیں کہ یہہ کام جو ہم کرنے پر ہیں اچھا ہے یا بُرا اور اگر کام عظیم ہو تو ضرور ہے کہ خدا سے بھی ہدایت کے لئے دعا مانگیں ÷ اگر اُن پر ظاہر ہو کہ کام مناسب اور اچھا ہے تو بغیر لحاظ دن کے اُنھیں چاہئے کہ اُسے بے اندیشہ شروع کردیں اور اگر کام بُرا ہو تو اُس کی طرف ذرہ بھی خیال نہ کریں اِسی طرح اور بھی خام خیالی ترک کر کے صرف خدا ہی پر یقین رکھنا چاہئے ÷÷

جب کسی کسے پاس نوکر بہت ہوتے ہیں اور اِن نوکروں کو کام اور اختیار بڑا ہوتا ہے تو اِس بات سے لوگ ایسے نوکروں کے مالکوں کو بھی بڑا سمجھتے ہیں چنانچہ اِس بات میں بھی خدا کی

بزرگی بے حد ہی ✤ اُس کے کروڑہا نوکر ہیں بلکہ اُن کی کثرت ایسی ہی کہ شمار میں نہیں آسکتے ✤ دُنیا کے تمام باشندے معہ بڑے بڑے بادشاہوں کے سب اُس کے خادم ہیں اور جب کہ وہ قدرت اور جلال کے ساتھہ حکم کرتا ہی کوئی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ✤ لیکن اِنسان کے سوا خدا کے کروڑہا اور بھی خادم ہیں ✤ سب پاک فرشتے اُس کے نوکر ہیں اور وے اِنسان سے بہتر خادم ہیں کیونکہ اُنھوں نے کبھی گناہ نہیں کیا ✤ وے روحانی اور نورانی وجود ہیں اور ہمیشہ حق تعالیٰ کی عبادت میں نہایت ہی سرگرم رہتے ہیں اور اُس کے حکموں کے بجا لانے میں ایسے تیز ہیں کہ یہہ تیزی ہمارے خیال میں نہیں آسکتی ✤ بڑے بڑے بادشاہوں کی درباری شان و شوکت ایک فرشتے کے جلال کی نسبت بھی کچھہ نہیں اور اُن کی بڑی بڑی زبردست فوجوں کی طاقت بھی ایک فرشتے کی طاقت کے مقابلہ میں کچھہ حقیقت نہیں رکھتی ✤ لکھا ہی کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ نے خدا کو غصہ دلایا جناب باری نے اُس کی فوج کے مارنے کو ایک فرشتہ بھیجا اُس فرشتہ نے ذری ہی دیر میں اُس کی فوج کے ایک لاکھہ پچاسی ہزار سپاہ کو قتل کیا ✤ غرض ہر فرشتے میں یہہ طاقت ہی کہ ہماری سی ہزاروں دُنیاؤں کو ہلاک کر ڈالے اگر خادم میں ایسی طاقت ہی تو خداوند میں کیسی کچھہ ہوگی اُس کی قدرت تو حقیقت میں بے حد ہی ✤

سوا فرشتوں کے خدا کے اَور بھی خادم ہیں اور وے بھی نہایت زبردست ہیں فرشتوں کو تو ہم دیکھہ نہیں سکتے لیکن ان خادموں کو اکثر اپنے مالک کے حکم بجا لاتے دیکھتے ہیں اِن میں فرشتوں کی طرح جان و عقل نہیں ہوتی تو بھی فرشتوں سے طاقت میں کچھہ کم نہیں ہیں ✤ چنانچہ گرج اور بجلی اِس قسم کے نوکروں میں شمار ہیں ✤ کیا تُم نے کبھی راجاؤں اور نوابوں اور عالی درجہ کے

حاکموں کے لئے سلامی بھی دغتے سُنی ہے ضرور سُنی ہوگی اور سُنکر سوچے ہوگے کہ یہہ لوگ جن کے لئے یہہ توپیں دغتی ہیں اِس دُنیا میں بڑے مرتبہ والے ہیں توپ کی آواز بھی بہ ہیبتناک ہوتی ہے اور دل میں خود بخود یہہ خیال پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن کیا کبھی خداوند کے بھی گرج کو سُنا ہے اُس کا گرج کیسا خوفناک ہوتا ہے ۔ یہہ خادم خاص کر برسات میں خداوند کی قُدرت ظاہر کرتا ہے اور اُس وقت اُس کا شور ضرور تمھارے سُننے میں آیا ہوگا ۔ جب بادل نہایت زور سے گرجتا ہے اور گویا اِس دُنیا کے گنہگار باشندوں سے اپنے مالک کے باب میں باتیں کرتا اور اُس کی قدرت کو آشکار کرتا ہے تو کیا اُس سے بڑے بڑے مضبوط دل والوں میں بھی ایک طرح کا خوف پیدا نہیں ہوتا ۔ جب کہ ساون بھادوں کی اندھیری رات میں تم اپنے بستر پر پڑے ہوتے ہو اور اُس وقت بادل بڑے زور و شور سے گرجتا ہے بلکہ کبھی کبھی اِس کیفیت کے ساتھ ایکاایک بھی گرج اُٹھتا ہے تو کیا اُس وقت حق تعالیٰ کی شان وقُدرت تمھیں یاد نہیں آتی ۔ حقیقت میں اُس وقت اُس کی بے حد بزرگی اور انسان کی ناچیزی دونوں صاف صاف ظاہر ہوتی ہیں ۔ ہم آگے کہہ چکے ہیں کہ فرشتے خداوند کے بڑے زبردست خادم ہیں لیکن ہم اُنھیں نہ دیکھ سکتے نہ اُن کی آواز سُن سکتے ہیں پر اِس خادم کی آواز تو اکثر سُنا کرتے ہیں ۔ چنانچہ بجلی کی چمک بھی دیکھ سکتے ہیں جب بڑی تیزی سے چمکتی ہے انسان کی آنکھہ اُس کی برداشت نہیں کرسکتی ۔ کیا تم نے قادرِ مُطلق کے ان خوفناک نوکروں کی عجب کیفیت اکثر نہیں دیکھی ضرور دیکھی ہوگی ۔ شاید بجلی کو معہ زور و شور کے گرج کے تیزی سے چمکتے اُس وقت بھی دیکھا ہوگا جب باہر کھیت میں یا اَور کہیں کام کرتے ہوگے اُس وقت کیا تمھیں ڈر نہیں لگا اور یہہ اندیشہ دل میں پیدا نہیں ہوا کہ کہیں ہم کو بجلی نہ مارے تم نے اکثر سُنا ہوگا کہ بجلی

آدمیوں جانوروں درختوں اور مکانوں پر گرتی ہی اور یہہ بات یاد کرکے اور بھی ڈرے ہونگے جیسے
جب بجلی گرتی ہی کیسا بڑا شور ہوتا ہی اور اُس کی تیزی بھی ایسی ہوتی ہی کہ گرتی ہاور پل بھر میں کام
تمام کر دیتی ہی ÷ جب بادل بڑے زور سے گرجتا ہی اور بجلی بڑی تیزی سے چمکتی ہی کیا کسی بادشاہ
میں یہہ قدرت ہی کہ گرج کو حکم کرے کہ خاموش ہو اور بجلی کو فرماوے کہ اپنی ایسی تیز روشنی یہاں سے
دور لیجا ÷ جب کوئی بادشاہ بجلی اور گرج کے وقت محل میں بیمار پڑا ہوتا ہی تو کیا گرج کو یہہ حکم
کر سکتا ہی کہ میرے محل سے دور چلا جا اور یہاں شور مت کر اور کیا آسمان پر پردہ کھینچ سکتا ہی کہ
بجلی کی روشنی اُس کی آنکھوں کو نہ ستاوے ÷ کیا قادر مطلق کے یہہ خوفناک خادم بادشاہوں
کو کیسے ہی بڑے کیوں نہوں کچھ خاطر میں لاتے ہیں ÷ نہیں کچھ بھی نہیں ÷ وے تو
حق تعالیٰ کے نوکر ہیں اور اُسی کی مرضی بجایا چاہتے ہیں اور کسی کی مرضی سے اُنھیں کیا کام اسی لئے
وے بادشاہوں کے محلوں کے اوپر بھی خوب شور و غل مچاتے اور اپنے خالق کی قدرت اور شان
کو ظاہر کرکے بادشاہوں کے دل میں بھی خوف پیدا کرتے ہیں ÷ چنانچہ اِن خادموں سے بھی خدا
کی بے حد بزرگی آشکار ہی ÷

پھر بارش یعنے مینہہ بھی خداوند کا ایک زبردست نوکر ہی ÷ مینہہ تو اصل میں اُس
کی رحمت کا ایک وسیلہ ہی پر خدا اُسے کبھی کبھی اِنسان کی سزا کے لئے بھی بھیجتا ہی اور اِس سے
بھی اُس کی قدرت ظاہر ہوتی ہی ÷ ایک دفعہ خدا نے اِنسان کے گناہ کے سبب آٹھ آدمیوں
کو چھوڑ کر تمام دُنیا کو ایک پانی کے طوفان سے غارت کر دیا تھا ÷ لکھا ہی کہ اُس وقت خدا
نے سمندر کے سب چشمے کھول دئے تھے اور چالیس دن رات کی جھڑی بھی لگائی تھی تمام وادی اور

ترائیاں پانی سے ڈھنپ گئی تھیں اور اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی پانی پندرہ ہاتھ چڑھ گیا تھا + تم نے کبھی چار پانچ روز کی جھڑی بھی دیکھی ہوگی اُس وقت اِس خادم کے وسیلے خدا کی قدرت ظاہر ہوئی تھی تم روز سُنتے ہوگے کہ بہت مکان گر پڑے لوگ اُن میں دبکر مر گئے اور بہت سے ندیوں نالوں اور دریاؤں میں بھی بہہ گئے + پانی میں اِس قدر طاقت ہی کہ اگر اُس کے خالق کی مرضی ہو تو بڑے بڑے محلوں کو بھی گرا دے + جب کئی روز کی خوب جھڑی لگتی ہی تو اِنسان کا باہر کا کاروبار اور چلنا پھرنا سب بند ہو جاتا ہی اور جب حق تعالیٰ کا یہہ خادم اُس کی قدرت کو ظاہر کرتا ہی تب بادشاہوں کو بھی ہرچند کہ وے اپنے تئیں بہت بڑا سمجھتے ہیں محلوں میں بند رہنا پڑتا ہی + خاصکر اُس وقت بڑا تماشہ ہوتا ہی جب میدانِ جنگ پر لشکر پڑا ہوا ہی اُس وقت بادشاہوں اور اُن کی سپاہ کی ناچاری اور ناچیزی خوب ظاہر ہوتی ہیں ایسے وقت چھوٹے سے لے بڑے تک کوئی اُس سے نہیں بچتا اُن کے ذرہ ذرہ سے ڈیروں سے کچھہ کام نہیں نکلتا بارش تمام فوج کو دق کرتی ہی اور بادشاہوں اور سرداروں کی سب تدبیروں کو جو اُنھوں نے اپنے فایدہ کے لئے کی تھیں باطل کر دیتی ہی + کیا تم نے کسی دریا کو ایسے وقت بھی دیکھا ہی جب بڑی بارش یا برف کے پگھلنے سے وہ بہت بڑھ جاتا ہی + بعضی دفعہ بڑے بڑے دریا بھی مثلاً گنگا اور جمنا بہت بڑھ جاتی ہیں اور کناروں کے اوپر سے بہکر دور تک پھیل جاتی ہیں ایسے وقت پر کیسی خوفناک معلوم ہوتی ہیں + ایسا جان پڑتا ہی کہ دریا خود سمندر ہی اور دوسرے سمندر میں گرنے کو چلا جاتا ہی اور بہتا بھی کیسے زور سے ہی حقیقت میں اپنے خالق کی قدرت اور شان کو ظاہر کرتا ہی گویا اپنی طاقت کے سبب پھولتا ہوا خوشی میں چلا جاتا ہی اور

دُنیا کی کسی چیز کو خاطر میں نہیں لاتا ÷ بعضی دفعہ باڑھ میں گانو کے گانو بہے چلے جاتے ہیں اور اُن کا پتا نہیں لگتا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اگر بڑے بڑے شہر بھی اُس کے سامھنے پڑیں تو اُن کو بھی غارت کر دے ÷ کیا اِنسان میں طاقت ہی کہ ایسے دریا کو روک سکے اِنسان پر تو وہ گویا ہنستا سا ہی ÷ بڑے دریا کا کیا ذکر لوگ تو نالوں سے ڈرتے ہیں جب کہ بارش سے اُن میں پانی بھر جاتا ہی اور وے تیزی سے بہتے ہیں ÷ ہر کسی کو معلوم ہی کہ دِہات میں بہت سڑکیں اور پُل نہیں ہوتے برسات میں ندی نالے بھر جاتے اور تیزی سے بہتے ہیں اور اِس سبب سے اِدھر اُدھر آنے جانے میں مشکل اور خطرہ بھی ہوتا ہی ÷ بعضی دفعہ کہیں کہیں ایسی باڑھ آتی ہی کہ کئی گانو ڈوب جاتے ہیں اور اِس طرح بارش سے ہزاروں کو سزا پہنچتی ہی پس اِس میں بھی خدا کی قُدرت ظاہر ہی ÷

طوفان بھی حق تعالیٰ کے زبردست نوکر ہیں ÷ وے اِس مُلک میں مشہور ہیں ہر سال ہوا کرتے ہیں خاصکر گرمی میں جب کہ اُن کے ساتھ بہت دھول بھی اُڑتی ہی ÷ گرمی کے طوفان اکثر تیسرے پہر اُٹھتے ہیں ÷ جب بڑا طوفان اُٹھتا ہی تو اُس کا ایک سرا زمین کی اُتر کی طرف ہوتا ہی اور دوسرا دکھن کی طرف رفتہ رفتہ بلند اُٹھتا چلا جاتا ہی اور اندھیرا بھی ہوتا جاتا ہی ÷ وہ دیکھنے میں ہیبتناک معلوم ہوتا ہی اور چاہئے کہ جب اُسے دیکھیں ہمارے دل میں خدا کی نسبت کُچھ خوف پیدا ہو ÷ بڑے طوفان میں ایک عجیب شان اور کیفیت ہوتی ہی اُس کے ساتھ دھول اِس کثرت سے ہوتی ہی کہ آفتاب کی روشنی بالکُل چھپ جاتی اور اُس کی عوض رات کی سی تاریکی ناگہانی چھا جاتی ہی ÷ جب زور و شور سے آ پہنچتا ہی کیسا زبردست معلوم ہوتا ہی لوگ گھروں میں چھپنے کو بھاگتے ہیں اُس وقت ایسا جان پڑتا ہی کہ گویا تمام خلقت لوٹ پوٹ

ہوئی جاتی ہے اُس کا گرج بھی کیسا خوفناک ہوتا ہے گویا قادرِ مطلق کے دشمنوں سے بدلہ لینے کو آیا ہے اور اُن سے پکار کے کہتا ہے اے گمراہو ہوشیار ہو جاؤ اگر تم اُس واجب الوجود کی شان و قدرت دیکھو جسے خاطر میں نہیں لاتے اور جس کی حکم عدولی کرتے ہو + وہ ایک بڑے ہلاک کرنیوالے دیو کی مانند جان پڑتا ہے جو ابھی قید سے چھوٹا ہے اور اِس جہان کے گنہگار باشندوں پر غضب میں آ پہنچا ہے + حقیقت میں وہ خداوند کا ایک بڑا زبردست خادم ہے اور جب حق تعالیٰ اُسے اِس زمین پر چھوڑتا ہے تو وہ اپنی خوفناک طاقت میں نہایت خوشی سے آتا ہے اور اگر قادرِ مطلق اُسے روکے نہ رہے تو بےقیاس نقصان کرے + بڑے بڑے طوفانوں میں کیا کیا نقصان ہوتا ہے تم نے سنا ہوگا چنانچہ بڑے بڑے درخت ٹوٹ جاتے اور جڑھوں سے بھی اُکھڑ جاتے ہیں بعضے بعضے گھر گر پڑتے اور کتنوں کے چھپر اُڑ جاتے ہیں حیوان بھی اُڑ جاتے اور کوئی کوئی اُن میں سے کوؤں میں گر پڑتے ہیں بعضی دفعہ اِنسان بھی اِسی طرح نقصان اُٹھاتے ہیں اور تمام چڑیاں اور چوپائے اور سب اَور حیوان مارے خوف کے دیوانے ہو جاتے ہیں + طوفان دریاؤں پر اَور بھی خوفناک ہوتے ہیں چنانچہ یہہ بات کشتی کے چلانیوالوں پر خوب ظاہر ہے وہاں حقیقت میں جان و مال دونوں کا بےقیاس نقصان ہوتا ہے + پس اِس خادم میں بھی حق تعالیٰ کی شان و قدرت خوب آشکارا ہے +

آگ بھی قادرِ مطلق کے زبردست نوکروں میں شمار ہے + ہر کسی کو معلوم ہے کہ جب اچھی طرح لگتی ہے تو لیسا ایک طرف سے صاف کر چلتی ہے + آگ اکثر گرمی کے موسم میں لگا کرتی ہے اور جب کسی بڑے مکان میں لگتی ہے تو چھتوں کے گرنے اور کڑیوں اور شہتیروں کے جلنے

اور ٹوٹنے سے کیسا شور ہوتا ہے لوگ بھی کیسا غل مچاتے ہیں دوڑ دھوپ تو بڑی کرتے ہیں لیکن جب آگ بہت بڑھ جاتی ہے تو کچھ کر نہیں سکتے ✢ ایسے وقت ایسا معلوم ہوتا ہے گویا آگ میں عقل ہو جاتی ہے اور اُس کا شور ایسا جان پڑتا ہے گویا بولتی ہے اور انسان کی طاقت کو ناچیز جانتی اور اُن کی دوڑ دھوپ پر ہنستی ہے ✢ اُس کی آنچ بھی کیسی تیز ہوتی ہے کوئی بے نقصان اُٹھائے اُس کے نزدیک جا نہیں سکتا اور دوڑتی بھی ایسی جلد ہے کہ قیاس میں نہیں آسکتا ✢ بعضے ملکوں میں جہاں سب طرح کے جانوروں سے بھرے بڑے بڑے جنگل ہوتے ہیں شکاری اکثر اُن میں آگ لگا دیا کرتے ہیں اور کبھی کبھی درختوں کی رگڑ سے بھی آگ لگ جاتی ہے ✢ جب دو چار درختوں میں لگ کے زور پکڑتی تو نہایت تیزی سے پھیلتی اور بڑے بڑے درختوں کو گراتی اور شور مچاتی ہے ایسے وقت جنگل کے سب جانور مارے ڈر اور گھبراہٹ کے دیوانے ہو جاتے اور پناہ کے لئے ایک ساتھ بھاگتے ہیں ✢ اِس مخلوق اور خادم کے سامھنے جو ایسا زبردست ہے وحشی جانور بھی اپنی ذات بھول جاتے اور شیر تیندوے چیتے بھیڑئے بھینس جنگلی گھوڑے ہرن جنگلی بکریاں خرگوش اور ہر قسم کے اور جانور سب ملے جُلے بھاگتے ہیں کہ کسی طرح ایسی آفت سے بچیں ✢ غرض حق تعالیٰ کی قدرت آگ سے بھی آشکار ہے ✢

قحط یعنے اکال بھی خداوند کا ایک زبردست نوکر ہے اور جب جناب باری اُسے کام پہ بھیجتا ہے تو وہ بڑے بڑے ملکوں کو تباہ کر دیتا ہے ✢ حق تعالیٰ نے اکثر اِس خادم کو اپنی مرضی کے پورا کرنے کو بھیجا ہے اور جب کبھی آیا ہے اپنے مالک کی بے حد قدرت اور انسان کی ناچیزی دونوں کو خوب ثابت کر دیا ہے جب اپنی تلوار نکالتا ہے ہزاروں لاکھوں اُس کے سامھنے گر جاتے ہیں اور ذرہ بھی اُس کا مقابلہ نہیں

کر سکتے ✦ یگانوں اور عزیزوں کی محبت جاتی رہتی ہے ماں باپ لڑکوں کو بیچ ڈالتے ہیں اور جب نہیں بک سکتے تھا اور لاچار چھوڑ دیتے ہیں بلکہ اکثر ماں باپ نے لڑکوں کو مار مار کھا بھی لیا ہے ✦ بادشاہوں اور حاکموں کی تدبیروں اور حکمت کو بھی باطل کر دیتا ہے اور آخرکار انھیں ضرور پڑتا ہے کہ ایسے زبردست خادم کے ہاتھ سے اپنی رعایا کے بچانے کے لئے صرف خدا ہی سے دعا مانگیں اور عرض کریں ✦

پھر وبا بھی ایک نہایت زبردست خادم ہے ✦ جب لوگ بہت بد ہو جاتے اور اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کرتے خداوند قحط کی طرح اس زبردست نوکر کو بھی اُن کی سزا کے واسطے بھیجتا ہے اور وہ تھوڑی ہی دیر میں ہزاروں لاکھوں انسان کو مٹی میں ملا دیتا ہے ✦ وہ کسی کے مرتبہ اور ظاہری حالت پر خیال نہیں کرتا پر چھوٹے بڑے ادنیٰ اعلیٰ غریب اور امیر سب پر حملہ کرتا ہے اور سب کوئی بلکہ بڑے بڑے بادشاہ بھی اُس کے سامھنے تھرتھراتے ہیں ✦ جب وہ حاضر ہوتا ہے سب انسانی کاروبار بند ہو جاتے ہیں ہر فن اور پیشہ کے لوگ اپنا اپنا کام موقوف کر دیتے ہیں اور بادشاہ و حاکم مُلک کا بندوبست بھول جاتے ہیں سبھوں کے دل میں ڈر بیٹھ جاتا ہے عزیزوں اور یگانوں کی محبت جاتی رہتی ہے اور سب اپنی اپنی جان لیکر بھاگتے ہیں ✦ بڑے بڑے طبیب اور حکیم اُسے روک نہیں سکتے پر آپ بھی اُس کے آگے کانپتے اور اُس کے پنجہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں ✦ حقیقت میں وبا خداوند کی بڑی زبردست نوکر ہے اور اگر حق تعالیٰ خود اُسے نہ روکے تو اُس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوتی زمین اُس کے آگے تھرتھراتی ہے اگر نوکر ایسا زبردست ہے کہ دُنیا کے تمام باشندوں کو تھوڑی ہی دیر میں ہلاک کر سکتا ہے تو اُس کا مالک کیسا کچھ ہوگا اُس کی قدرت تو حقیقت میں بے پایان ہے ✦ غرض اب ہم نے

کسی طرح سے دیکھ لیا ہے کہ حق تعالیٰ کی بزرگی اور قدرت بے حد ہے چاہیئے کہ سب مخلوق جنھیں عقل عنایت ہوئی ہے اُس کے حضور ڈرتے اور کانپتے رہیں اور دل وجان سے اُس کی اطاعت اور عبادت کریں چنانچہ اُن سے یہہ اُس کا حق بھی ہے اگر ایسا نہ کرینگے تو اُس کے قہر اور غضب میں پڑکے ہمیشہ سزا اُٹھاوینگے ✣

تیسرا باب

قادر مطلق کی حکمت کا بیان جیسا کہ دنیا اور انسان کی پیدایش اور بندوبست و انتظام کے کاموں میں ظاہر ہے

اِس باب میں ہم خدا کی حکمت کا کچھ بیان کرتے ہیں ✣ حکمت یا دانائی اُس وقت ظہور میں آتی ہے جب کوئی کچھ کام واجب اور فایدہ مند مقصد اور لایق وسیلوں سے کرتا ہے ✣ حکمت میں یہہ دونوں باتیں شامل ہیں پہلے تو جو کام کوئی کرے چاہیئے کہ وہ واجب اور فایدہ مند ہو دوسرے اُس کام کو ایسے وسیلوں اور تدبیروں سے کرے کہ وہ بخوبی انجام کو پہنچے ✣ جہان میں دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی کسی واجب اور فایدہ مند کام کو کیا چاہے اور اُس کے لئے لایق وسیلوں اور تدبیروں کو کام میں نہ لاوے تو اُسے عقلمند اور دانا نہیں کہتے ✣ پھر اگر کوئی کسی کام کو اچھے وسیلوں اور تدبیروں سے کرے بھی پر وہ کام خود واجب اور فایدہ مند نہ ہو تو ایسے شخص کو بھی عقلمند اور دانا نہیں کہتے دونوں طرح سے وہ پورا احمق کہلاتا ہے ✣ لیکن جب کام واجب اور فایدہ مند ہوتا ہے اور

اُس کے کرنے کے وسیلے اور تدبیریں بھی ایسی ہوتی ہیں جن سے بی انجام ہو سکے تو اُس کا کرنیوالا بیشک عقلمند اور دانا کہلاتا ہے ۔ اِس مقدمہ میں ایک سنو ۔ اگر کسی آدمی سے جو کلکتہ میں رہتا ہو کوئی عالی مرتبہ کا حاکم یہہ بات کہے کہ تم تھوڑے دنوں کے لئے اپنے لڑکے بالوں سے جدا ہو اور لاہور میں جا کر دو تین مہینے رہو وہاں تمہیں ایسی بھاری ملیگی کہ تھوڑے ہی عرصہ میں بڑی دولت پیدا کر لوگے اور بعد اُس کے آکر بڑے سکھہ میں اپنے لڑکے بالوں کے ساتھہ رہیو اور زندگی بھر بے اندیشہ اُن کی پرورش کریو تمہارے سفر کے لئے اِتنے دن بھی جتنے میں لوگ وہاں پہنچتے ہیں ٹھہرائے گئے ہیں اور تمہیں فلانے مہینے کی فلانی تاریخ کو وہاں پہنچنا ضرور ہے ۔ اگر وہ شخص اِس بات کو منظور کرے اور وہاں جانے کا قصد کرے تو البتہ مقصد اُس کا اچھا ہے لیکن اگر اپنی سواری کے واسطے ایک مڑوا سا ٹٹو لیوے جو دس سیر بوجھہ بھی لاد نہ سکے اور دن بھر میں دو کوس بھی نہ چل سکے تو وہ اِس بات میں کچھہ عقلمندی نہیں دکھلاتا اور ہر کوئی بلکہ جو نہایت ہی بیوقوف ہوگا یہی بات کہیگا کیونکہ اگرچہ بات اُس نے اچھی ٹھہرائی لیکن اُس کے لئے لایق وسیلے کام میں نہ لایا اگر اِس بات کے ٹھہرانے کے ساتھہ ایسی کوئی سواری لیتا جس سے ٹھیک وقت پر لاہور کو پہنچتا تو البتہ دانا ظاہر ہوتا ۔

لیکن اگر کوئی شخص جانتا ہے کلکتہ میں جتنا ہے صرف اُس کا آدھا لاہور میں کما سکے اور پورے کو چھوڑ کر آدھے کے لئے جان بوجھہ کے لاہور کو جائے اور اِس بات کے لئے اچھی سواری بھی کرے جس سے تھوڑے ہی دنوں میں وہاں پہنچ جائے تو اِس میں بھی بڑا احمق ٹھہرے کیونکہ اگرچہ وہ وہاں پہنچنے کے لئے اچھے وسیلے اور تدبیریں کام میں لایا پر مطلب کچھہ واجب

اور فایدہ مند نہ تھا اِسلیے آدمی کو بھی ضرور ہے۔ کوئی احمق کہیگا +

ایک اور مثال سنو + اگر کوئی شخص ایک بڑا محل اُٹھایا چاہے اور اُس کے بنانے کے لئے ذرہ ذرہ سے چھوکڑوں کو لگا دے تو اُس کی اِس بات میں ذرہ بھی عقلمندی ظاہر نہ ہوگی کیونکہ اُس کا وسیلہ کام کے پورے کرنے کے لایق نہ تھا ذرہ ذرہ سے لڑکے بڑے بڑے محل اُٹھا نہیں سکتے + پھر اگر وہ ایک بڑے محل کے اُٹھانے کے واسطے اچھے اچھے کاریگر لگا دے جو کہ اُس کام کو بخوبی کر سکیں اور اُس کے واسطے لاکھوں روپیے خرچ کرے پر محل کو صرف گاے بیل اور بکریوں کے لئے بنوا دے تو اِس بات میں بھی بڑا احمق ٹھہریگا کیونکہ اگرچہ محل کے اُٹھانے کے لئے اُس کے وسیلے اور تدبیریں اچھی تھیں پر اُس کے اُٹھانے کا مقصد اچھا اور لایق نہ تھا کیونکہ لاکھوں روپئے کے بڑے بڑے محل گاے بیل اور بکریوں کے لئے نہیں بنتے + شاید کوئی کوئی اُس کی خوش آمد کے لئے کہیں کہ آپ بہت بڑے آدمی ہیں کہ ایسا محل گاے گورو کے واسطے بناتے ہیں لیکن اِس خوش آمد سے وہ حقیقت میں کچھ عقلمند نہ ٹھہریگا ہر کوئی جو ذرہ بھی عقل رکھتا ہو اُسے پورا احمق کہیگا + لیکن اگر وہ ایسا محل اپنے لڑکے بالوں کے آرام کے لئے یا دربار اور اُٹھنے بیٹھنے کے واسطے یا کسی نیک کام کے لئے بناوے تو البتہ عقلمند کہلاویگا + غرض جاننا چاہئے کہ جہاں حکمت اور دانائی ہو وہاں یہہ دونوں باتیں ضرور ہیں پہلے چاہئے کہ کام واجب اور فایدہ مند ہو دوسرے اُس کے پورے کرنے کو ایسے وسیلے اور تدبیریں ہوں جن سے وہ اچھی طرح انجام کو پہنچے +

معلوم کیا چاہئے کہ علم اور عقل دو علیحدہ باتیں ہیں اِن دونوں میں بڑا فرق ہے + علم فقط باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں لیکن حکمت یا عقل یا دانائی وہ شی ہے جس سے ہم کسی واجب اور

فایدہ مند کام یا مقصد کو ٹھانتے ہیں اور اُس کے پورے کرنے کے واسطے لایق وسیلوں اور تدبیروں کو کام میں لاتے ہیں + اُس حقیقی عقلمندی اور دانائی میں جو نیک لوگ رکھتے ہیں خدا کی محبت اور بندگی بھی شامل ہے + علم تو کتابوں کے پڑھنے اور لوگوں کی زبانی تقریر اور گفتگو کے سُننے سے حاصل ہوتا ہے لیکن عقل و دانائی اکثر اُن باتوں پر جن کی بابت ہم پڑھتے یا سُنتے ہیں یا جن کا خیال ہمارے دل میں پیدا ہوتا ہے غور اور دھیان کرنے سے حاصل ہوتی ہے + دُنیا میں ایسے بہت لوگ ہیں جو بہت پڑھے ہیں اور بڑا علم رکھتے ہیں لیکن عقل اُن میں ذرہ بھی نہیں اسی واسطے جان بوجھ کے گناہ کرتے ہیں + اُن لوگوں نے اپنا تمام علم کتابوں سے پایا ہے اور اُسے اپنے ذہن میں جمع کر رکھا ہے لیکن اُس سے اُنھیں کچھ عقل حاصل نہیں ہوئی پس وے خدا کو نہیں پہچانتے ایسے لوگ ایک مزدور کی مانند ہیں جو اپنے سر پر روپیوں کا ایک توڑا لادے جاتا ہے پر اُس سے اُس کو کچھ فایدہ نہیں ہوتا +

پھر دُنیا میں بہت ایسے لوگ بھی ہیں جو بہت نہیں پڑھے اور اُن میں کچھ علم نہیں تو بھی وے عقلمند اور دانا ہیں اور عقلمند اسی صورت سے ہیں کہ سب باتوں کے حق میں اپنے دل میں خوب غور کرتے ہیں ہر بات کی اصل اور اُس کے پھلوں اور انجام کو دریافت کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ اُس سے کونسا فایدہ اور کونسا نقصان ہوگا ایسے لوگ اپنے آگے پیچھے دیکھتے ہیں + علم سے عقل کا درجہ بڑا ہے چنانچہ کہاوت ہے کہ اگر سیر بھر علم ہو تو اُس کے ساتھ سوا سیر عقل چاہئے +

خدا کی تمام خلقت اور کارخانہ میں سب باتیں درست اور فایدہ مند ہیں اور اِن سب باتوں کے پورا کرنے کو اُس نے وسیلے اور تدبیریں بھی ایسی ٹھہرائی ہیں جن سے وے بخوبی پوری ہوتی ہیں + خدا سب باتوں کو جانتا ہے پر اُس کا بیان آگے ہوگا یہاں صرف اُس کی حکمت کا ذکر کرتے ہیں +

غرض جاننا چاہئے کہ خدا کی حکمت بے حد اور بے پایان ہے + وہ حکمت اور دانائی کا چشمہ ہے تمام دانائی اور عقل جو فرشتوں اور انسانوں میں پائی جاتی ہے اُسی سے نکلی ہے + اور حکمت خدا میں ایک ضروری صفت بھی ہے اُس نے اپنی بے حد قُدرت سے لکھوکھہا و کروڑہا عالم پیدا کئے ہیں ان عالموں اور اُن کے تمام کاروبار کے چلانے اور درست رکھنے کے واسطے بے حد حکمت بھی ضرور ہے اگر اُس میں حکمت نہ ہو تو اُن کا بندوبست نہ کر سکے پس وے سب ہلاک ہو جائیں + یہہ کروڑوں کُرّے ایسی تیزی سے گھومتے ہیں جو توپ کے گولے کی تیزی سے کہیں زیادہ ہے اِس لئے اُن کی گردش کے بندوبست کے واسطے بڑی ہوشیاری چاہئے اگر خدا میں حکمت نہ ہو تو اُن کا بندوبست کس طرح کر سکے + جب کسی بادشاہ کا مُلک بہت بڑا ہوتا ہے تو اُس کے انتظام کے لئے بڑی دانائی بھی ضرور ہوتی ہے جب بادشاہ میں عقل نہیں ہوتی تو مُلک میں بڑی بے بندوبستی اور ابتری ہو جاتی ہے اور سب پر نہایت آفت پڑتی ہے لیکن جب بادشاہ دانا ہوتا ہے اور اُس دانائی کو اپنے مُلک کے بندوبست کے لئے کام میں لاتا ہے تو سب باتیں درستی سے ہوتی ہیں اور اُس کی رعایا بھی خوش رہتی ہے + خدا کی خلقت بے حد ہے اُس کی قُدرت نے جو کہ بے پایان ہے ایک بے حد خلقت کو پیدا کیا ہے اور اِس بے حد خلقت کے بندوبست کے واسطے بے حد حکمت بھی چاہئے سورج اور چاند اور یہہ زمین اور لاکھوں کروڑوں ستارے جو آسمان میں رات کو چمکتے ہیں سب ایک ایک عالم ہیں اور اُن کے انتظام کے لئے بے حد حکمت ضرور ہے + اِس جہان میں دیکھتے ہیں کہ جتنا ہی بڑا کام کسی آدمی کو دیا جاتا ہے اُتنی ہی زیادہ عقل اُس کام کے انجام کے واسطے اُس آدمی میں درکار ہوتی ہے اِسی لئے ایک بیچارہ جاہل مزدور ایک بادشاہ کا کام نہیں کر سکتا کیونکہ اُس میں اِتنی دانائی نہیں + ان لاکھوں

کروڑوں عالموں کو چلانا اور اُن کے کاروبار کا بندوبست کرنا ایسا بڑا کام ہی کہ بڑے سے بڑے فرشتہ کی سمجھ میں بھی نہیں آسکتا ❖ پس معلوم کیا چاہئے کہ اِس کام کے لئے بے حد حکمت ضرور ہی اور یہہ خدا میں موجود ہی آسمان و زمین میں جدھر آنکھہ پھیرئے اُس کی حکمت کے کارخانے نظر آتے ہیں ❖ یہہ زمین اور یہہ تمام روشن کرّے جو آسمان میں چمکتے ہیں ہزاروں برسوں سے موجود ہیں ❖ اس زمین پر انسان ہزاروں برسوں سے رہتے چلے آتے ہیں اور اُنھوں نے اپنی کتابوں میں جو لکھہ گئے ہیں اِسی سورج اور اِسی چاند اور اِسی زمین کا جس پر ہم رہتے ہیں اور اُنھیں ستاروں کا جنھیں ہم ہر رات دیکھتے ہیں بیان کر گئے ہیں ❖ تو سوچا چاہئے کہ یہہ سب اِتنے ہزاروں برسوں سے جیوں کے تیوں اپنی اپنی جگہہ کس طرح موجود ہیں ❖ بیشک یہہ خدا کی حکمت کا کام ہی ❖ دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اِن کرّوں میں حرکت ہی چاہو یہہ مانو کہ زمین چلتی ہی چاہو کہ سورج چاند اور ستارے چلتے ہیں دونوں طرح سے کسی کا چلنا ثابت ہی ❖ یہہ حرکت ہزاروں برسوں سے موجود ہی لیکن آج تک اُن میں آپس میں کہیں صدمہ اور دھکہ نہیں لگا اور کوئی اِس باعث سے ٹوٹ پھوٹ نہیں گیا اِس میں صاف صاف خدا کی بے حد حکمت ظاہر ہی ❖ غرض خدا کی بے حد حکمت، تمام کرّوں کی حرکت اور بندوبست میں نہایت عجیب طرح ظاہر ہی لیکن شاید پڑھنے والے کو وہ علم نہیں معلوم جس میں اِن تمام عالموں کا بیان ہی اِس واسطے ہم خدا کی حکمت سمجھانے کے لئے اُن سے کوئی مثال دے نہیں سکتے بس اِس جہان سے مثالیں دینگے جس میں رہتے ہیں ❖ پر اِس ایک عالم میں بھی ہر کہیں بے حد حکمت آشکار ہی جدھر چاہو اُس کی حکمت کے کارخانے دیکھہ لو ❖ چونکہ خدا کی حکمت بے حد ہی اور انسان کی سمجھہ بہت تھوڑی کس کی مجال ہی

کہ اس کا پورا بیان کرے چنانچہ اُس کے سمجھانے کے لئے صرف تھوڑی سی مثالیں لکھتے ہیں ٭

خدا کسی چیز کو بیفایدہ پیدا نہیں کرتا پر ہر چیز کو کسی نہ کسی مقصد سے خلق کرتا ہی پس اِس بات میں اُس کی حکمت آشکارا ہی ٭ یہہ دُنیا جس میں ہم رہتے ہیں بہت وسیع ہی پر خدا نے اُسے بیفایدہ پیدا نہیں کیا لیکن جانداروں سے معمور کیا ہی ٭ اگر کوئی آدمی ایک بڑا اور عمدہ مکان بناوے مگر اُس میں نہ آپ رہے نہ کسی کو رہنے دے نہ اُسے کسی لایق کام میں آنے دے تو اپنے تئیں عقل سے بالکل خالی ظاہر کرے لیکن اگر اُسے کسی عجب کام میں لاوے تو معلوم ہو کہ اُس میں عقل ہی ٭ پس جب خدا نے اِس وسیع دُنیا کو پیدا کیا تو اُسے ویران اور سنسان نہ چھوڑا پر ہزاروں طرح کے جانداروں سے معمور کیا ٭ اِن تمام جانداروں سے اُس کی عجیب حکمت ظاہر ہی اُس کی بیشمار رعایا میں جو اِس کُرہ میں پائی جاتی ہی وے سب شامل ہیں دُنیا اُن سے بھری ہی کوئی تو پیروں سے چلتے ہیں کوئی زمین پر رینگتے ہیں کوئی ہوا میں اُڑتے ہیں اور کوئی دریاؤں میں پیرتے ہیں غرض خلقت کی ہر بات سے جو حق تعالیٰ کی قدرت کو ظاہر کرتی ہی اُس کی حکمت بھی آشکارا ہی ٭ اگر وہ سب مخلوقوں کو صرف خشکی پر رہنے کے قابل پیدا کرتا تو ہزاروں دریاؤں اور سمندروں میں کوئی جاندار نہ ہوتے پس اِس دُنیا کا زیادہ حصہ بغیر جانداروں کے سنسان پڑا رہتا کیونکہ زمین کی سطح کی دو تہائیوں پر پانی ہی ٭ اور اگر سب جاندار جو اب پانی میں رہتے ہیں خشکی پر رہتے تو خشکی پر سب طرح کے مخلوقوں کے لئے جگہہ نہ ہوتی ٭ اور اگر سب مخلوق معہ اِنسانوں کے پانی میں رہنے کے قابل پیدا کئے جاتے تو خشکی پر کوئی جاندار نہ ہوتے اور اِس صورت میں خشکی سنسان اور بیفایدہ پڑی رہتی تو گانو بستیاں اور شہر نہ ہوتے کشتکاری بھی نہ ہوتی اور یہہ ہرے ہرے کھیت جن سے زمین کی سطح ایسی خوشنما معلوم ہوتی ہی

نظر نہ آتے درختوں کا بھی کچھ کام نہ ہوتا اور غالب ہے کہ پیدا بھی نہ کیے جاتے اِس طرح زمین کا ایک بڑا حصہ اُوسر بنجر کی مانند ہوتا اور بالکل بیفائدہ پڑا رہتا ✦ اور اگر قادرِ مطلق سب جانداروں کو ایسا پیدا کرتا کہ صرف زمین پر چلتے اور دریاؤں میں رہتے تو چڑیاں نہ ہوتیں اور یہہ تمام اُڑنیوالے جاندار جن میں سے ہزاروں قسم کے نہایت ہی خوبصورت اور خوشنما ہیں دیکھنے میں نہ آتے اور اُن کی آوازیں اور راگ جن سے باغ و جنگل آباد رہتے اور اِنسان کے دل شاد ہوتے ہیں سُننے میں نہ آتے اِس طرح بھی زمین کے بہت حصے سُنسان معلوم ہوتے ✦

پس یہہ دُنیا جس میں ہم رہتے ہیں بڑی حکمت کے ساتھ بنی ہے ✦ اُس کی سب چیزیں بخوبی اُن مقصدوں کے پورے کرنے کے لائق ہیں جو خدا اُن سے چاہتا ہے ✦ چنانچہ اُس کی سطح پر ایک بڑا وسیع سمندر ہے جس سے اُس کی دو تہائیاں ڈھپنی ہیں اِس سمندر سے بخار اور کُہر اُٹھتا ہے اور تمام جہان میں پھیلتا ہے اُسی سے بادل بنتے ہیں اِن بادلوں سے مینہہ برستا اور خشک زمین کو تر کرتا ہے اور اُسی سے حیوان و اِنسان کی پرورش کے واسطے خوراک پیدا ہوتی ہے ✦ سمندر شاید بہت کم لوگوں نے دیکھا ہوگا خیر دیکھا نہیں تو کیا ہوا ہر کسی کو معلوم کیا چاہیے کہ زمین کی سطح پر ایک بڑا سمندر موجود ہے اور اُس سے بڑا کام نکلتا ہے اگر سمندر نہ ہو تو بادل بھی نہ ہوں اور اگر بادل نہ ہوں تو مینہہ کہاں سے برسے اور جب مینہہ نہ برسے تو زمین سے کچھ پیدا بھی نہ ہو سکے اور اِنسان و حیوان جلد مٹ جائیں اور تمام دُنیا سُنسان بیابان کی طرح ہو جائے ✦ اگر سمندر نہ ہو تو دریا نہ ہوں اور پہاڑوں میں چشمے بھی نہ ہوں کیونکہ جب زمین سوکھ جائے تو اِن میں پانی کہاں سے آوے ✦ سوا اِس کے سمندر سے لوگ سوداگری بھی جلدی اور آسانی سے کر سکتے ہیں اور ایک مُلک کے لوگ دوسرے مُلک سے اچھی چیزیں

منگواتے ہیں جو اُن کے یہاں پیدا نہیں ہوتیں ٭ خشکی سے تجارت ایسی آسانی سے نہیں ہو سکتی مثلاً جب کوئی ایک گاڑی بھر کے اسباب کلکتہ سے لاہور کو پہنچایا چاہتا ہے تو کیسی دقت ہوتی ہے کتنا عرصہ لگتا اور خرچ بھی کیسا زیادہ ہوتا ہے اگر ان دونوں جگہوں کے درمیان کوئی سمندر ہوتا تو ایک جہاز میں ہزارہا من اسباب لد کر اور ہوا موافق پا کر چھہ روز کے عرصہ میں اس مسافت کو طے کرتا ٭ پس خدا کی بڑی حکمت اس میں ظاہر ہے کہ اُس نے ایسا وسیع سمندر پیدا کیا ہے اُس سے تجارت بآسانی ہوتی ہے اور اس سے بھی بڑی بات یہہ ہے کہ اُس سے زمین سیراب اور زرخیز ہوتی اور انسان وحیوان کی پرورش کے واسطے خوراک پیدا ہوتی ہے ٭

پھر پہاڑوں کے پیدا کرنے میں بھی حق تعالیٰ کی حکمت آشکارا ہے زمین کی سطح یکساں نہیں ہے کہیں برابر ہے کہیں پہاڑ پہاڑیاں ہیں ٭ پہاڑوں سے بھی دُنیا میں بڑا کام نکلتا ہے دریا اور چشمے انھیں سے جاری ہوتے ہیں وے اپنی بلندی سے بادلوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور جب اُن کے اوپر بادل اکٹھے ہوتے مینہہ برستا ہے اس مینہہ کو وے جذب کر کے اپنے اندر جمع کرتے اور پھر اسی سے دریا جاری کرتے ہیں یہہ دریا ملکوں کے درمیان سے بہکر زمین کو سیراب کرتے انسانوں اور حیوانوں کی پیاس بجھاتے ہزارہا کو اُن میں سے خوراک پہنچاتے اور تجارت کے کام بھی آتے ہیں ٭ اگر پہاڑ نہ ہوتے تو دریا بھی نہ ہوتے اور بہت بارش بھی نہ ہوا کرتی کیونکہ پہاڑوں کے نہ ہونے کے سبب بادل زمین کے ہر حصہ کو نہ پہنچتے اور جو کچھ تھوڑا بہت مینہہ برستا بھی اِدھر اُدھر سے راہ کاٹ کے جلد پھر سمندر میں داخل ہو جاتا تو انسان وحیوان نہ جی سکتے اور تمام دُنیا ویران بیابان ہو جاتی ٭ سوا اس کے پہاڑوں میں ہزاروں طرح کے جانور بھی رہتے ہیں ٭ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہمیشہ سردی ہوا کرتی ہے

اور بعضے جانور جو گرمی میں نہیں رہ سکتے وہ نہیں رہا کرتے ہیں + غرض پہاڑوں کے پیدا کرنے میں ہر صورت سے خدا کی حکمت ظاہر ہے +

جناب باری کی حکمت بڑے بڑے جنگلوں کے پیدا کرنے میں بھی آشکارا ہے اُس کے لاکھوں کھا حیوان اُن میں رہتے ہیں وحشی اور وے بھی جو وحشی نہیں رینگنیوالے کیڑے مکوڑے اور ہزاروں طرح کی چڑیاں سب اُن میں بستے ہیں ان جنگلوں میں وے دھوپ اور مینہہ سے پناہ پاتے اور خوراک حاصل کرتے ہیں + اگر جنگل نہ ہوں تو یہہ سب جاندار کہاں رہیں اور کیا کھا کر جییں مارے گرمی اور سردی اور بھوکھ کے جلد مر جائیں + انسان کے ساتھہ شہروں اور بستیوں میں نہ رہ سکیں اس صورت میں انسانوں اور تند حیوانوں کے درمیان بڑی لڑائی ہو ہزارہا انسان مارے جائیں اور دُنیا کی آبادی کچھہ دن کے لئے کم ہو جائے آخر کار انسان اپنی عقل کی حکمت سے اُنھیں بالکل ہلاک کر ڈالیں اور اُن کا نام و نشان بھی نہ رکھیں اس طرح خدا کے بہت جاندار سطح زمین سے مٹ جائیں + اور اُن جانداروں کو تو جو وحشی اور تند نہیں ہیں انسان بہت ہی جلد ہلاک کر ڈالیں یوں بھی خدا کے آدھے مخلوق جاتے رہیں اور دُنیا کچھہ کچھہ سُنسان ہو جائے + سوا اس کے یہہ سیدھے جاندار انسان کے درمیان رہکر خوراک کہاں سے پاویں اس طرح بھی بھوکھ کے مارے مر جائیں اور انسان کے سوا دنیا میں صرف تھوڑے ہی جاندار رہ جائیں + پس جنگلوں سے حیوان پناہ اور پرورش دونوں حاصل کرتے ہیں اور اُن کے پیدا کرنے میں خدا کی حکمت آشکارا ہے +

پھر سب طرح کے درختوں کے پیدا کرنے میں بھی حق تعالیٰ کی حکمت آشکارا ہے + جنگلوں سے تو حیوانوں کو فایدہ ہوتا ہی ہے پر درختوں سے بھی دُنیا میں بڑا کام نکلتا ہے + اُن سے البتہ انسانوں

کے وسیلے بہت قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں لیکن اِس وقت اِس سے ہماری مراد نہیں + اِس
باب میں وے بعضے حیوانوں کے لئے نہایت ہی ضرور ہیں مثلاً بندر اور لنگور اور کئی قسم کے جانور اور بہت
طرح کی چڑیاں اکثر میوہ ہی کھاکر جیتی ہیں + بعضے جانور ایسے ہیں کہ سوا پھلوں کے اَور چیزیں بھی
کھاتے ہیں اور جب اَور چیزیں نہیں ملتیں تو پھل ہی کھاکے رہتے ہیں مثلاً گیدڑ میوہ اور گوشت دونو
کھاتے ہیں جب گوشت نہیں ملتا تو بیر اور ایسی ایسی چیزیں جو اُنھیں مل سکتی ہیں کھاکر جیتے ہیں +
غرض بہت جاندار جن میں چوپائے چڑیاں اور کیڑے مکوڑے سب ہی شامل ہیں پھل ہی کھاکر جیتے ہیں
اگر درخت نہ ہوں تو پھل بھی نہ ہوں پس یہہ سب جاندار مر جائیں + سوا اِس کے درختوں سے
چوپایوں چڑیوں اور اِنسانوں کو پناہ ملتی ہی + جنگل کے درختوں سے جو فایدہ ہوتا ہی اُس کا تو
ذکر ہی چکے ہیں اب معلوم کیا چاہئے کہ درختوں سے اِنسان کو بھی پناہ ملتی ہی + چنانچہ جب
کوئی گرمی کی موسم میں سفر کرتا ہی اور اپنے سامھنے کوسوں کا ایک میدان دیکھتا ہی جس میں ایک
درخت بھی نہیں جس کے تلے بیٹھکر ذرہ آرام کرے اور تازہ دم ہولے تو کیسا گھبراتا ہی اور اُسے کیسی
تکلیف ہوتی ہی ایسے مسافر کو اگر ذرہ سا بھی درخت ملے تو اُسے بھی غنیمت سمجھے + اِنسانوں کو
درختوں تلے بارش کے صدمہ سے بھی پناہ ملتی ہی . بعضے وقت ایسا ہوتا ہی کہ لوگ کسی مکان کے
نزدیک نہیں ہوتے اور موسلا دھار مینھہ برسنے لگتا ہی اُس وقت کسی درخت تلے پناہ لینے میں بیچ کے
بھیگ تو جاتے ہیں پر پانی اُن پر صدمہ سے نہیں گرتا + اُن درختوں اور باغوں سے جو شہروں
اور بستیوں کے چوگرد ہوتے ہیں سب کو بڑا آرام ملتا ہی آدمی اُن کے تلے بیٹھکر باتیں کرتے اور لڑکے
وہاں کھیلتے ہیں چوپائے بھی جب کہ کام پر یا چراگاہ میں نہیں ہوتے دوپہر میں اُن کے تلے آرام

رتے ہیں چڑیاں بھی دن بھر اُن کی ڈالیوں پر بولتی اور رات کو وہیں بسیرا کرتی ہیں ان سب باتوں سے خدا کی حکمت آشکارا ہے ✦ پر سوا ان سب باتوں کے مکانوں کے بنانے میں بھی درخت انسان کے بڑے کام آتے ہیں اگر لکڑی نہ ہو تو مکان کیسے بنیں بادشاہوں کے محلوں سے لیکر فقیروں کی جھونپڑیوں تک سب میں لکڑی درکار ہوتی ہے ✦ شہتیر اور دروازے اور تختے اور سیکڑوں اَور چیزیں مکانوں کے بنانے میں چاہئے یہہ سب درختوں سے اور اَور چیزوں سے جو زمین سے جمتیں حاصل ہوتی ہیں ✦ چنانچہ جس میں ذرہ ہی عقل ہوگی دریافت کریگا کہ درختوں کے پیدا کرنے میں بھی حق تعالیٰ کی حکمت آشکارا ہے وے اُس کام کے لئے جو خدا اُن سے پورا کیا چاہتا ہے بہت ہی لایق وسیلہ ہیں ✦

جھاڑیوں اور پودھوں سے بھی باری تعالیٰ کی حکمت ظاہر ہے ان میں سے بہتوں میں چڑیوں اور اَور جانداروں کی پرورش کے لئے پھل پیدا ہوتے ہیں اور اُن کے تلے کیڑے مکوڑوں اور چھوٹے چھوٹے چوپایوں مثلاً خرگوش لومڑیوں وغیرہ کو پناہ ملتی ہے ایسے ایسے چھوٹے چوپائے بڑے بڑے درختوں تلے سلامت و بے خوف نہ رہ سکیں ✦

پھر خدا کی حکمت اس میں بھی ظاہر ہے کہ وہ انسان کی پرورش کے واسطے غلہ پیدا کرتا ہے ✦ اور جانداروں کی طرح انسان کو بھی خوراک چاہئے سو وہ اُن کی پرورش کے لئے غلہ پیدا کرتا ہے ✦ اگر سب کو گوشت ہی پر چھوڑ دیتا تو اتنا گوشت کہاں سے آتا دُنیا میں کڑوڑہا باشندے ہیں تھوڑے ہی عرصہ میں سب حیوانوں کو کھا لیتے بلکہ سانپ چھپکلی وغیرہ کو بھی نہ چھوڑتے کیونکہ جب کھانے کی نہایت تنگی ہوتی ہے تب لوگ ایسے جانوروں کو بھی کھا لیتے ہیں ✦ تھوڑے ہی عرصہ میں

سب حیوان آخر ہو جاتے تب اِنسان مارے بھوکھ کے مرجاتے ✤ لیکن اگر خدا روز مرہ ہر ملک میں لکھو کھہا جانور اِنسان کی پرورش کے واسطے پیدا کرتا تو بھی سب گوشت کھا کر نہ رہ سکتے گرم ملکوں کے لوگ بسبب گرمی کے اُسے ہضم نہ کر سکتے اور بیمار ہو کر مر جاتے ✤ سوا اِس کے صرف گوشت ہی کھانے سے اِنسان وحشی ہو جاتے چنانچہ وے لوگ جو کشتکاری کر کے غلہ پیدا نہیں کرتے پر فقط گوشت ہی کھا کر رہا کرتے ہیں کم و بیش وحشی اور تُند ہوا کرتے ہیں ✤ اگر اِنسان صرف میوہ ہی کھاتے تو اِتنا میوہ بھی کہاں سے آتا اور پھر میوہ کھا کے بہت مضبوط بھی تو نہ ہوتے آم امرود کیلے وغیرہ کھاتے ہیں پر صرف یہی کھا کے نہیں رہ سکتے طاقت کے لئے روٹی کھانی پڑتی ہے ✤ خدا نے اپنی حکمت سے ایسا بندوبست کیا ہے کہ اِنسان کی پرورش کے واسطے ہر مُلک میں زمین سے غلہ پیدا ہوتا ہے ✤ غلہ کے پیدا کرنے میں اِنسان کو محنت بھی رہتی ہے اگر محنت نہ رہتی تو سب بہت سُست ہو جاتے ✤ پھر سوا خوراک کے اِنسان کو پوشاک بھی چاہئے خدا نے اپنی بے حد حکمت سے ایسا بندوبست کیا ہے کہ زمین سے دونوں پیدا ہوتے ہیں چنانچہ کپاس وغیرہ جن سے اِنسان کی پوشاک بنتی ہے سب زمین ہی سے پیدا ہوتے ہیں ✤ سرد ملکوں کے لوگ اُونی کپڑے پہنتے ہیں پر اُون کہاں سے آتی ہے ✤ بھیڑوں کے بدن سے ✤ بھیڑیں گھاس کھاتی ہیں اور گھاس زمین سے اُگتی ہے یہی اُن کپڑوں کی بابت سمجھنا چاہئے جو اور جانوروں کے بالوں یا چمڑوں سے بنتے ہیں ✤ کیا ہی عجیب حکمت ہے اُس کی کہ ذرہ ذرہ سی باتوں سے ایسے ایسے بڑے کام نکالتا ہے کروڑہا جانداروں کو جن میں سب اِنسان و اکثر چوپائے اور چڑیاں اور کیڑے مکوڑے بھی شامل ہیں ذرہ ذرہ سے پودھوں سے جو زمین سے اُگتے ہیں خوراک و پوشاک پہنچاتا ہے ✤ معلوم کیا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے حیوانوں کو

بھی ایک پوشاک دی ہے + قادر مطلق نے غلہ کے پیدا ہونے کے واسطے ہر ملک میں بڑے
بڑے میدان چھوڑ دیئے ہیں اگر زمین کی سب سطح پر پہاڑ ہوتے تو کشتکاری اچھی طرح نہ ہو سکتی اور
اگر تمام سطح پتھریلی ہوتی تو بھی کچھ پیدا نہ ہو سکتا لیکن خدا نے اُسے نرم رکھا ہے تاکہ غلہ خوبی پیدا ہو پس
اِس میں بھی اُس کی بے حد حکمت آشکارا ہے +

حیوانوں کی ہزاروں قسموں سے بھی خدا کی بے حد حکمت ظاہر ہے اگر وہ صرف ایک ہی طرح
کے حیوان پیدا کرتا اور اُن کے لئے آرام سے رہنے اور کھانے پینے کا بندوبست کرتا تو بھی اُس کی
حکمت ظاہر ہوتی پر ایک کا کیا ذکر اُس نے ہزاروں قسم کے پیدا کئے ہیں اور اُن کے رہنے اور خوراک
حاصل کرنے اور اُن کے بچّوں کے پیدا ہونے اور پلنے کا بندوبست کیا ہے اس سے صاف ظاہر
ہے کہ اُس کی حکمت بے حد ہے کس کی مجال ہے کہ اُس کی تمام حکمت کا بیان کرے اگر کوئی زندگی
بھر بیان کرتا رہے تو بھی اُس کا ہزارواں حصّہ بیان نہ کر سکے پس اِس مقدمہ میں صرف تھوڑی
سی تمثالیں لکھتے ہیں +

غرض جیسا خدا نے قسم قسم کے جاندار پیدا کئے ہیں ویسا اُس نے اُنھیں طرح طرح کی خوراک بھی
دی ہے + کوئی تو گھاس کھاتے ہیں اُن کے لئے گھاس پیدا کی ہے کوئی پھل کھاتے ہیں اُن
کے لئے پھل پیدا کئے ہیں کوئی گوشت کھاتے ہیں اُنھیں فرمایا ہے کہ چھوٹے جانوروں کو شکار کیا کریں +
اگر بڑے جانور چھوٹے جانوروں کو شکار نہ کریں تو وے بہت بڑھ جائیں اور اُن کی کثرت محض
بیفایدہ ہو اس لئے خدا نے اپنی حکمت سے حکم کیا ہے کہ بڑے جاندار چھوٹوں کو شکار کیا کریں پکڑے
اور مارے جانے میں البتہ اُن کو دہشت اور درد معلوم ہوتا ہے پر یہہ صرف ذری دیر کے لئے ہے دم

صر میں تمام ہو جاتا ہے + بعضے اُن میں سے مثلاً گیدڑ جنگلی کتّے گِدھ کوّے وغیرہ مُردہ کھاتے ہیں
یہہ بھی خدا کی حکمت کا کام ہے اگر یہہ جانور مُردار نہ کھالیں تو اُس سے ہوا خراب ہو جاے اور بیماری
پیدا ہو + جب کسی گانوں یا بستی کے نزدیک کوئی کُتّا یا بلّی یا اور کوئی جانور مرتا اور سڑ جاتا ہے تو کیسی
بدبو پھیلتی ہے اِس بدبو سے ہوا خراب اور لوگ بیمار ہو سکتے ہیں لیکن یہہ جانور اُس مُردار کو نہایت
خوشی اور مزے سے کھا لیتے ہیں اور یوں وہ دفع ہو جاتا ہے + سوا اِس کے خدا نے ہر قسم کے جانداروں
کے منہہ اور پیٹ کو اُس خوراک کے لایق کیا ہے جو وے کھاتے ہیں اِس میں بھی بڑا فرق پایا جاتا
ہے + چنانچہ گوشت خوروں کے دانت اور چونچیں تیز ہوتی ہیں لیکن گھاس اور دانہ کھانیوالوں
کی چونچیں اور دانت اتنے تیز نہیں ہوتے پس گھوڑے اور بلّی کے دانتوں میں اور کبوتر اور گِدھ کی
چونچوں میں بڑا فرق پایا جاتا ہے + جگالی کرنیوالوں مثلاً بیل اور بھیڑ کے دانت اور چوپائیوں کے
دانتوں کی بہ نسبت جو جگالی نہیں کرتے بہتیرے ہوتے ہیں اور اُن کے جو جگالی نہیں کرتے مثلاً گھوڑے
وغیرہ کے ذرہ تیز ہوتے ہیں + انسان کنکر نہیں کھاتے اور دانہ سموچا نہیں نگلتے اِس لئے اُن کے
پتھری نہیں ہوتی اُن چڑیوں کے جو کنکر اور دانہ سموچا کھاتے ہیں پتھری ہوتی ہے جس سے یہہ چیزیں
ہضم ہوتی ہیں + ہاتھی کی گردن ایسی چھوٹی ہوتی ہے کہ اُسے زمین تک لا نہیں سکتا اِس لئے اُسے سونڈ
ملی ہے جس سے کھانا اُٹھاتا ہے + اُس کی گردن لمبی نہ ہو سکتی کیونکہ لمبی گردن پر اُس کا بھاری
سر سدھ نہ سکتا + اونٹ کی ہر چند کہ وہ اونچا جانور ہے لمبی گردن ہوتی ہے اور اُسے سونڈ
درکار نہیں اُس کی گردن لمبی اِس واسطے ہے کہ اُس کا سر چھوٹا ہے اور اُس پر سدھ سکتا ہے
یہہ بھی خدا کی حکمت کا کام ہے + بگلہ کو اُتھلے پانی میں کھڑے ہو کر خوراک تلاش کرنی پڑتی ہے

اِس واسطے اُسے پانی میں چونچ ڈبونے کو لنبی گردن ملی ہے اور پانی میں کھڑے ہونے کو لنبی ٹانگیں بھی ہیں چنانچہ بطامیں
کی بھی لنبی گردن اور لنبی ٹانگیں ہوتی ہیں + مرغابیاں وصل پا ہوتی ہیں تاکہ اچھی طرح پیر سکیں اگر اُن کے پنجے
اور چڑیوں کے پنجوں کی طرح ہوتے تو پیر نہ سکتیں اُن کی چونچیں بھی پانی میں چلانے کے لایق چپٹی ہوتی ہیں + چڑیاں
دانہ وغیرہ کھاتی ہیں اِس لئے اُن کی چونچ نوکدار ہوتی ہیں پر اِن کی نہیں + حیوانوں کو کوئی پانی
میں پیرنا سکھا نہیں سکتا اِس لئے خدا ہی نے اُنھیں پیدایش سے سکھا دیا ہے اور جب کبھی انھیں
پانی میں پیرنے کی ضرورت ہوتی ہے پیر جاتے ہیں پس گائے بیل بھینس کتے بلی اور غرضکہ سب جانور
پیر سکتے ہیں انسان کو خدا نے عقل دی ہے اِس واسطے وہ بغیر سیکھے پیر نہیں سکتا + باری تعالیٰ
کی حکمت نے یہہ فرق کر دیا ہے + سوا اِس کے خدا نے سب جانوروں کو ایک طرح کی پوشاک بھی دی
ہے اور یہہ پوشاک اُس آب ہوا کے لایق ہے جس میں وے رہتے ہیں سرد ملکوں میں اُن کے چمڑے
موٹے اور بال لنبے ہوتے ہیں اور گرم ملکوں میں چمڑے پتلے اور بال بھی چھوٹے ہوتے ہیں +

خدا نے حیوانوں کو بھی ایک طرح کی سمجھہ دی ہے جس کے باعث وے آرام سے رہتے ہیں + اسی
سمجھہ سے وے اپنے لئے رہنے کی جگہہ تلاش کرتے یا بنا لیتے ہیں اور اپنے بچوں کے واسطے مفید خوراک حاصل
کرتے بچوں کو پالتے اور خطرے سے دور رہتے ہیں + اِس سمجھہ سے جنگلی جانور اپنے آرام کے واسطے ماندیں
ڈھونڈھہ لیتے اور اکثر پنجوں سے بنا بھی لیتے ہیں + چڑیاں اپنے اور بچوں کے واسطے گھونسلے بناتی ہیں
اور بناتی بھی ایسی جگہہ میں جہاں کسی کی بہت آمد و رفت نہیں ہوتی + اور انڈے دینے کے پیشتر
گھونسلے بنانے لگتی ہیں اُن میں یہہ دور اندیشی ہے اور یہہ خدا نے اُنھیں دی ہے اِس میں بھی اُس کی
حکمت ظاہر ہے اگر خدا اُنھیں گھونسلے بنانے کی یہہ دور اندیشی نہ دیتا تو اُن کے انڈے سینے نہ جاتے

اور اِس طرح تھوڑے ہی عرصہ میں تمام چڑیوں کی نسل مٹ جاتی گھونسلے بھی بہت اچھی طرح نرم نرم چیزوں سے بناتی ہیں ۔ کیڑے مکوڑوں کو بھی سمجھ ملی ہے اُسی سے وے آرام سے رہنے کی جگہہ اور خوراک کی تلاش کرتے اور اپنے تئیں سلامت رکھتے ہیں مثلاً چونٹیاں کیسی عجیب ہوشیاری اور دوراندیشی سے گرمی کی موسم میں برسات اور جاڑے کے واسطے کہ جب آرام سے باہر نکل نہیں سکتیں دانہ جمع کرتی ہیں چنانچہ کبھی کبھی چار پانچ سیر دانہ اُن کے سوراخ میں نکلتا ہے اس میں بھی خدا کی حکمت ظاہر ہے وے دور تک کی بو بھی لیتی ہیں اور جہاں اُن کے کھانے کے لایق کچھ رکھا ہوتا ہے جلد پہنچتی ہیں اور کام بھی خوب مل جل کے کرتی ہیں ۔ شہد کی مکھیوں میں بھی عجیب سمجھ ہوتی ہے موم کے خانوں کو ایسی خوبی اور حکمت سے بناتی ہیں کہ انسان ویسا ہرگز نہ بنا سکے اور پھولوں سے شہد بھی کیسی اچھی طرح نکال کے جاڑے کے واسطے رکھ چھوڑتی ہیں یہہ بھی دوراندیشی ہے اور اُس سے خدا کی بے حد حکمت ظاہر ہے ۔

جناب باری کی حکمت اِس میں بھی آشکار ہے کہ اُس نے سب جانداروں کو نر و مادہ پیدا کیا ہے تا کہ اُن کی نسل دُنیا میں بڑھے اور جاری رہے اگر ایسا نہ کرتا تو کچھ مدت بعد جب پہلے جاندار مر جاتے دُنیا میں اَور نہ رہتے بشرطیکہ خدا اُنھیں ہمیشہ نیست سے ہست کیا کرتا پر اُسے پسند آیا کہ اُنھیں بنا چکے اور اُن کی نسل کے قایم رہنے کے لئے بھی تدبیر رکھے چنانچہ اِس سے اُس کی مرضی بخوبی پوری ہوتی ہے اور دُنیا سب طرح کے جانداروں سے معمور رہتی ہے ۔ سوا اِس کے اِس مقدمہ میں ایک اَور بات ہے جس سے بھی خدا کی حکمت بہت صاف صاف ظاہر ہے یعنے اُس نے ماباپ میں بچّوں کی بابت محبت پیدا کی ہے اگر محبت پیدا نہ کرتا تو وے بچّوں کی خبرداری نہ کرتے اور اِس طرح بھی تمام جاندار دُنیا سے

مٹ جاتے پس اُنھیں نر و مادہ پیدا کرنے سے کچھ فایدہ نہ ہوتا حیوانوں میں یہہ محبت خدا نے صرف نسل ہی کے جاری رہنے کو پیدا کی ہے اُس سے اور کچھ مقصد نہیں کیونکہ جب بچے بڑھ جاتے ماباپ سے علحدہ ہو جاتے ہیں بلکہ اُنھیں پہچانتے بھی نہیں * خدا اپنی حکمت سے سب جانداروں کے بچوں کے لئے خوراک طیار کرتا اور پہنچاتا ہے چوپایوں کے بچوں کے لئے دودھ طیار کرتا اور یہہ دودھ لایق اُن کی پرورش کے ہے اگر اُس سے کچھ موٹی خوراک ہوتی تو نہ کھا سکتے خدا اپنی حکمت سے بچوں کو بتلاتا ہے کہ دودھ کس طرح پینا ہوتا ہے اور کون جگہہ ملتا ہے چنانچہ پیدا ہوتے ہی دودھ کے واسطے مُنہہ بڑھانے لگتے ہیں * چوپایوں کی مادہ اپنے بچوں کو بڑی محبت سے چاٹتی ہے اُن کے بچانے کو بڑی تُند ہوتی اور اُن کے دیکھنے سے بہت خوش ہوتی ہے * یہہ محبت اُسی لئے ہے جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے * سینگھوالے جانوروں کے بچوں کے جب تک دودھ پیتے ہیں سینگھ نہیں ہوتے کیونکہ اگر سینگھ ہوں تو دودھ پینے وقت مادہ کے چوٹ لگے پس وے دودھ نہ پینے پاویں اور مر جاویں * غرض اِس میں بھی خدا کی حکمت آشکار ہے * پھر چڑیاں بڑے صبر سے انڈوں پر بیٹھتی ہیں اور نر و مادہ باری باری بیٹھتے ہیں جب کہ مادہ خوراک تلاش کرنے یا اِدھر اُدھر پھر کے تازہ دم ہونے جاتی ہے نر انڈوں پر بیٹھا رہتا ہے چنانچہ کبوتروں وغیرہ کے حال سے یہہ بات ظاہر ہے * جب بچے نکل آتے ہیں تو بڑی محبت سے اُنھیں کھلاتے اور پالتے ہیں بچوں کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ اِنھیں چڑیوں سے جو گھونسلے میں ہمارے دیکھنے میں آتی ہیں ہمیں کھانا ملتا ہے اِسی واسطے اُنھیں دیکھکر چیں چیں کرتے اور مُنہہ پھیلاتے ہیں * اُن جانداروں کے درمیان جو دودھ پلاتے ہیں صرف مادہ پرورش کرتی ہے اور اُس کا دودھ بچوں کے واسطے کافی ہوتا ہے لیکن اُن چڑیوں کے درمیان جنھیں بچوں کے لئے خوراک جمع کرنی پڑتی ہے نر بھی مادہ کی مدد

کرتا ہے کیونکہ مادہ اکیلی اپنے اور بچوں کے لئے کہاں تک جمع کرے + اُن چڑیوں کو جن کے بچے انڈوں سے نکلتے ہی چگنے لگتے ہیں خوراک جمع کرنی نہیں پڑتی + پھر چوپایوں میں ایک اور بات بھی لائق لحاظ کے یہہ ہے کہ اُن مادوں کے جن کے صرف ایک یا دو بچے ہوتے ہیں مثلاً بکری گھوڑی وغیرہ دو ہی تھن ہوتے ہیں اور یہہ بچوں کے واسطے کافی ہوتے ہیں لیکن اُن کے جن کے تین چار یا اِن سے بھی زیادہ بچے ہوتے ہیں مثلاً کُتا بلّی وغیرہ پیٹ پر کئی تھن ہوتے ہیں + حق تعالیٰ نے سب جانوروں کو بچاؤ کے وسیلے بھی دئے ہیں کسی کو سینگھ دئے ہیں مثلاً گائے بیل بارہ سنگھا وغیرہ کسی کو تیز پنجے اور تیز دانت دئے ہیں مثلاً کُتا بلّی شیر وغیرہ کسی کو ڈنک دئے ہیں مثلاً بچھو شہد کی مکھی بر وغیرہ کسی کو تیز پر مثلاً کنکھجورا کسی کو زہردار دانت مثلاً سانپ اور اُن کو جو بذات ہی سیدھے ہیں اور جنھیں ایسے وسیلے نہیں ملے اُس نے بھاگنے کی تیزی دی ہے مثلاً ہرن خرگوش وغیرہ + غرض خدا تعالیٰ کی سب جانداروں کی پیدایش میں بے حد حکمت ظاہر ہے انسان کہاں تک بیان کرے یہہ صرف تھوڑی سی مثالیں دی ہیں +

پھر اِس نسبت سے جو خدا نے اِس زمین اور سورج و چاند اور ستاروں کے درمیان رکھی ہے اُس کی بے حد حکمت آشکارا ہے + اُس نے سورج کو دن کے واسطے اور چاند و ستاروں کو رات کے لئے مقرر کیا ہے + ہمیں روشنی درکار تھی سو اُس نے یہہ چراغ دئے ہیں اور اپنی حکمت سے دو طرح کے چراغ مقرر کئے ہیں ایک طرح کا تو دن کے لئے اور دوسری طرح کا رات کے لئے + ایک ہی چراغ سے کام نہ نکلتا + مثلاً اگر صرف سورج ہی ہوتا تو اُس سے البتہ دن کو اچھی طرح کام کرتے لیکن اُس کی گرمی کے سبب رات کو آرام سے سو نہ سکتے + سو اگرمی کے ایک اور باعث بھی وقت کا ہوتا یعنے سب کے آرام کے لئے ایک ہی وقت مقرر نہ ہوتا کوئی تو سونے کا قصد کرتا اور کوئی اُس کے نزدیک کام کرتا اور غل مچاتا ہوتا اِس طرح سب

کو بڑی تکلیف ہوتی + اگر صرف چاند ہی ہوتا اور سورج نہ ہوتا تو زمین پر کچھ نہ اُگتا کیونکہ چاند میں گرمی نہیں چنانچہ درختوں اور غلہ کے پیدا ہونے کے واسطے کچھ گرمی ضرور چاہیئے + چاند سے بخارا اور کہر نہ اُٹھتا پس بادل نہ ہوتے اور بارش بھی نہ ہوتی کیونکہ آفتاب ہی کی گرمی سے بادل بنتے اور بارش ہوتی ہے جب لوگ کھانا پکاتے تو دیکھتے ہیں کہ آگ کی گرمی کے باعث ہانڈی سے بھاپ نکلتی ہے اسی طرح سورج کی گرمی کے باعث بخار اُٹھتا ہے اور بادل بنتے اور بارش ہوتی ہے + پھر سوا ان سب باتوں کے چاند میں اتنی روشنی بھی نہیں کہ سب کام اُس سے چل سکیں پس خدا نے اپنی بڑی حکمت سے سورج اور چاند دونوں کو مقرر کیا ہے ایک کو دن کے لئے اور دوسرے کو رات کے لئے + اُس نے رات کے لئے ستاروں کو بھی مقرر کیا ہے کیونکہ آدھے مہینے بھر چاند اِس کرہ کے اُدھر حصوں کو روشنی دیتا اور ہماری نظر سے غایب رہتا ہے + اگر ستارے نہ ہوتے تو اندھیرے پاکھ میں ویسی ہی تاریکی ہوا کرتی جیسی بعضی دفعہ ساون بھادوں کی اندھیری رات میں ہوتی ہے جب گھنے بادل آسمان میں چھا جاتے ہیں اور ایک ستارہ بھی نظر نہیں آتا + اندھیرے پاکھ بھر لگاتار ایسی تاریکی سے بھی بڑی تکلیف ہوتی اور کوئی اِدھر اُدھر چل پھر نہ سکتا پس رات کے لئے ستاروں کے دینے میں بھی خدا کی حکمت عیاں ہے + یہہ حکمت ہم اِس بات میں بھی دیکھتے ہیں کہ خدا رات کو ہمیں نیند اور آرام دیتا ہے + آرام سے بدن اور عقل دونوں کو تازگی پہنچتی ہے اور صبح کو ہم کام میں مشغول ہونے کے لئے گویا نئی طاقت سے اُٹھتے ہیں اگر آرام نہ پاویں تو ہرگز نہ جی سکیں + پھر حکمتِ الٰہی اِس بات میں بھی دیکھی جاتی ہے کہ اُس نے آنکھوں کے لئے پلکیں مقرر کی ہیں آرام کے وقت کے لئے سب جانداروں کے واسطے خواہ اِنسان ہوں خواہ حیوان یہہ پردہ ہے اور کوئی جاندار بغیر اُس کے اچھی طرح آرام بھی نہ کر سکتے سب

نیند آتی ہی یہہ پردہ آنکھہ کے اوپر کھینچ جاتا ہی اور اُسے ہر نقصان اور وقت سے بچانے رکھتا ہی اور جاگتے وقت بھی جب آنکھہ کو کچھہ خطرہ ہوتا ہی وہ جھٹ اُس پر کھینچ جاتا ہی +

پھر حق تعالیٰ نے اپنی بڑی حکمت سے اِس زمین کو آفتاب سے اُتنے ہی فاصلہ پر رکھا ہی جتنا چاہئے نہ بہت دور ہی نہ بہت نزدیک + اگر نزدیک ہوتی تو از حد گرمی ہوتی سب جانداروں کو نہایت تکلیف ہوتی دریاؤں اور سمندر کا سب پانی اُڑ جاتا زمین نہایت خشک ہو جاتی اور سب جاندار مر جاتے + اور اگر اِس سے زیادہ فاصلہ پر ہوتی تو نہایت سردی ہوتی ایسا کہ اِنسان و حیوان اُسے برداشت نہ کر سکتے زمین سے کچھہ پیدا بھی نہ ہوتا اور سب جاندار مٹ جاتے + غرض قادرِ مطلق نے اپنی حکمت بے پایان سے ہمیں طرح طرح کے موسم بھی دئے ہیں ایک ہی موسم سے کام نہ نکلتا اگر ہمیشہ بارش اور سردی ہوا کرتی تو زمین بہت تر رہتی اور اُس سے کچھہ پیدا نہ ہوتا اور اگر ہمیشہ گرمی رہتی تو بھی کچھہ پیدا نہ ہوتا پس خدا نے ہمیں سرد اور گرم دونوں موسم دئے ہیں +

پھر حق تعالیٰ کی بے حد حکمت اِنسان کی پیدائش میں ظاہر ہی + تمام جانداروں میں جو اِس دُنیا میں پائے جاتے ہیں صرف اِنسان ہی کو عقل اور بقا عنایت ہوئی ہی + اور جانداروں کو اِنسانی عقل نہیں ملی اور وے بعد مرنے کے جینے کے بھی نہیں + چونکہ اُنھیں عقل عنایت نہیں ہوئی وے اپنے خالق کو پہچان نہیں سکتے اور اُس کی عبادت نہیں کر سکتے اور اگر اِنسان پیدا نہ ہوتا تو اِن سے کچھہ کام نہ نکلتا + اصل میں خدا نے سب جانداروں کو اپنی بزرگی اور جلال کے واسطے پیدا کیا ہی پر حیوان عقل نہ رکھنے کے باعث خود بخود یہہ نہیں کر سکتے اِس لئے اِنسان کو حکم ہی کہ اُنھیں کام میں لاویں اور اُس کی حمد و ثنا کریں + اِسی لئے خدا اِنسان کو سب جانداروں

پر سردار کیا ہی چنانچہ ہاتھی اور شیر بھی جو کہ ایسے زبردست جانور ہیں اُس سے ڈرتے ہیں اِس
میں بھی خداے تعالیٰ کی حکمت ظاہر ہی کیونکہ اگر وہ تمام جانداروں کو اِنسان کے تابع نہ کر دیتا تو ہم
کیونکر اُنھیں کام میں لاسکتے ❖

غرض اِنسان کے بدن کی پیدایش میں بھی خدا کی حکمت آشکار ہی ❖ اَور جاندار تو زمین کی
طرف سر جھکائے چلتے ہیں لیکن اِنسان سیدھا پیدا ہوا ہی اور سر اُٹھاکر چلتا ہی اِس سے گویا یہہ ظاہر
کرتا کہ مجھہ میں ایک غیر فانی روح ہی اور میں بعد بدن کے مرنے کے عاقبت میں ہمیشہ جیتا رہوں گا ❖
اُس کے بدن کا ہر ایک عضو او حصّہ عجیب حکمت سے بنا ہی چہرے سے بدن اور عقل کا حال معلوم ہوتا
ہی اگر اِنسان تندرست اور خوش ہوتا ہی تو چہرے پر بھی خوشی ظاہر ہوتی ہی اگر وہ بیمار یا ناخوش یا
غصّہ میں ہوتا ہی تو چہرے پر بھی افسوس اور رنج و غصّہ معلوم ہوتا ہی ❖ اِس سے یہہ بھی ظاہر ہو جاتا
ہی کہ اِنسان عقلمند ہی یا بیوقوف ❖ سوا اِس کے خدا نے اپنی بڑی حکمت سے اِنسانوں کے چہرے طرح
طرح کے بھی بنائے ہیں پس دُنیا میں ایسے کوئی دو شخص نہیں جن کے چہرے ہر بات میں ایک ہی طرح
کے ہوں ❖ اگر اِنسان کے چہرے ایسے متفرق نہ ہوتے تو دُنیا میں بڑی ابتری اور بھول رہتی لوگ
اپنے یگانوں اور عزیزوں کو پہچان نہ پاتے بے قصور اکثر تقصیر واروں کے عوض گرفتار ہو جاتے اور
آفت میں پڑتے اور تقصیر وار بے سزا بچ جاتے سوا اِن کے اَور بھی بیشمار خرابیاں ہوتیں پس اِس بات میں
سوا خدا کی قدرت کے اُس کی حکمت بھی خوب ظاہر ہی ❖ پھر قادرِ مطلق نے اِنسان کا سر گول
بنایا ہی کیونکہ گول چیز مضبوط ہوتی ہی اگر چوکونا بناتا تو ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا اور اُس کے کونے
بھی چلنے پھرنے میں اِدھر اُدھر لگتے رہتے اُس کی اَور بھی حفاظت کے واسطے خدا نے اُس پر بال بھی جلائے

ہیں + پھر خدا نے دھڑ میں اُسے ایسا جوڑا ہے کہ بآسانی ادھر اُدھر گھوم سکتا ہے اور اُس کے ساتھ تمام بدن کا گھومنا کچھ ضرور نہیں مثلاً جب کوئی داہنے یا بائیں دیکھا چاہتا ہے تو صرف سر پھراتا ہے اور سارے بدن کا گھُمانا ضرور نہیں ہوتا اِس سے بڑا آرام رہتا ہے + بدن گوشت اور ہڈیوں کا بنا ہے اگر صرف گوشت ہوتا تو سیدھا نہ رہ سکتا اور اگر اکیلی ہڈیاں ہوتیں تو بھی کام نہ نکلتا یہہ حکمت اور جانداروں کے پیدا ہونے میں بھی ظاہر ہے پر یہاں صرف انسان کا بیان کرتے ہیں + اُس کے بازو ایسے بنے ہیں اور دھڑ میں ایسے جُڑے ہیں کہ ہر طرف گھوم سکتے ہیں یہہ بات بہت ضرور تھی کیونکہ انسان کو کام کرنا اور ہزار طرح سے ہاتھوں کو چلانا ہوتا ہے اگر ایک ہی طرح گھومتے تو بہت کام نہ آتے + اُنگلیاں بھی نہایت آسانی سے گھومتیں اور اُن سے چیزیں خوب پکڑی جاتی ہیں + بازو ہاتھ وجانگھیں اور ٹانگیں عجیب طرح سے اور بڑی حکمت کے ساتھ جڑی ہیں اگر ہاتھ اور بازو کے درمیان جوڑ نہ ہوتا تو یہہ عضو بھاری بوجھ کے اُٹھانے میں جلد ٹوٹ جاتا اور اگر جانگھ اور ٹانگ کے درمیان جوڑ نہ ہوتا تو انسان بیٹھ نہ سکتے + پیر بھی ایسی حکمت سے بنے ہیں کہ تمام بدن کا بوجھ تھانبے رہتے ہیں بالکل چپٹے نہیں پر کچھ گول اور محرابدار ہیں اور اِسی باعث سے خوب مضبوط ہیں + ہمارے جسم کے اندر ایک نہایت ہی عجیب کاریگری ہے اور اُسی سے ہم ہر دم جیتے ہیں چنانچہ ہر ساعت دل چلتا رہتا ہے اور پھیپھڑا بھی جس سے دم لیتے ہیں + کھانا ہضم ہوتا رہتا ہے اُس سے خون پیدا ہوتا اور چھوٹی چھوٹی رگوں میں بدن کے ہر حصے کو بلکہ ہاتھ پانوں کی اُنگلیوں تک پہنچتا ہے کھانا چاہو جس رنگ کا کھاؤ اُس سے سرخ خون پیدا ہوتا ہے اور اُسی سے نئی طاقت حاصل ہوتی اور زندگی رہتی ہے + چونکہ پڑھنے والے کو اُس عجیب کارخانے کا جو ہمارے جسم کے اندر ہے کچھ حال نہیں معلوم ہم اُس کے باب میں کوئی مثالیں نہیں دے

سکتے ❖ خدا نے اپنی بڑی حکمت سے دیکھنے اور سونگھنے اور چکھنے اور سُننے اور چھونے کے حواس بھی ہمیں دئے ہیں بغیر اِن حواسوں کے ہم نہایت ہی کمبخت رہتے اور جینے سے مرنا زیادہ پسند کرتے ❖ آنکھہ اور کان کے بنانے میں بھی جناب باری کی بے حد حکمت خوب آشکارا ہی چنانچہ کان بڑے فاصلہ سے آواز سن سکتا ہی اور پہچان بھی سکتا ہی کہ کس کی ہی ❖ آنکھہ بھی ہر چند ایسی چھوٹی ہی بہت سی چیزوں کو ایک دم میں دیکھہ سکتی ہی اور بڑے فاصلہ سے بھی ❖ اور کیا ہی دانائی سے خدا نے آنکھہ کو بدن کے سب سے اونچے حصہ یعنے سر میں رکھا ہی جہاں وہ سلامت رہتی ہی اور دور تک دیکھہ سکتی ہی اگر پیٹ پر یا بدن کے اَور کسی حصہ میں ہوتی تو اُس سے اِتنا کام نہ نکلتا ❖ وہ بہت نازک عضو بھی ہی اِسی لئے خدا نے اُسے ایک پردہ دیا ہی اور خطرے کے نزدیک ہوتے ہی یہہ پردہ خود بخود فوراً اُس کے اوپر کھینچ جاتا ہی یہہ بھی حکمت الٰہی کا کام ہی ❖ پھر انسان کا قد بھی اَور جانداروں کی نسبت اُتنا ہی جتنا چاہئے اگر اُس کا قد صرف ہاتھہ بھر کا ہوتا تو اُنھیں تابع نہ کر سکتا اور اُس سے کچھہ بھی نہ ہو سکتا اور اگر بیس گز کا ہوتا تو اُن کے قد کی نسبت بہت ہی زیادہ ہوتا تو بھی جاندار اُس کے بہت کام نہ آتے اور اُسے بڑی تکلیف ہوتی مثلاً گائیوں اور بکریوں کو کیسے دوہتا اور بیلوں سے ہل کیسے چلاتا پس اِس بات میں بھی حق تعالیٰ کی حکمت دیکھی جاتی ہی ❖

چونکہ خدا نے اِنسان کو اَور سب جانداروں پر سردار کیا ہی اور اُسے اپنی حمد و ثنا کا حکم دیا ہی اُس نے اُسے عقل عنایت کی ہی بغیر عقل کے یہہ باتیں نہ ہو سکتیں ❖ عقل کے باعث اِنسان اَور سب جانداروں سے بڑا ہی اُنھیں تابع رکھتا اور اُن سے کام لیتا ہی ❖ عقل ہی کے باعث وہ اِن سب چیزوں کی بابت جنھیں چوگرد دیکھتا ہی دھیان اور غور کر سکتا ہی اور خدا کی بابت بھی خیال کر سکتا ہی عقل سے وہ یہہ دریافت کر سکتا ہی کہ ایک خالق عظیم ہی

جس نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے اور یہہ بھی جان سکتا ہے کہ مجھے اُس کی عبادت کرنا اور اُس کے حضور اپنے سب کاموں کا جواب دینا ہے اگر خدا انسان کو عقل نہ دیتا تو اُسے یہہ حکم نہ کرتا کہ مجھے پہچان اور میری عبادت کر کیونکہ بغیر عقل کے تو وہ ہر طرح سے حیوانوں کی مانند ہوتا + یہہ عقل صرف اسی جہان کے لئے نہیں ہے پر ہمیشہ اُس کے ساتھ رہیگی + عقل کے ساتھ خدا نے اُسے ایک غیر فانی روح بھی دی ہے اگر انسان غیر فانی پیدا نہ کیا جاتا تو عقل کے باعث حیوانوں پر کونسی بڑی فضیلت رکھتا جب تک جیتا تب تک البتہ کچھ فرق رہتا لیکن مرنے پر تو سب برابر ہو جاتے + چونکہ انسان کی روح غیر فانی ہے اُسے حکم ہے کہ خاص کر عاقبت کی طیاری میں اس عقل کو کام میں لاوے + عقل اور بقا دونوں بہت عمدہ باتیں ہیں اور ہمیں کسی نالایق اور ہلکے کام کے لئے عنایت نہیں ہوئیں لیکن ایک خاص و واجب اور بڑے مطلب کے واسطے + اور مطلب یہہ ہے کہ ہم حق تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کریں اور ہمیشہ اُس کی حمد و ثنا میں مشغول رہیں + غرض اس میں بھی خدا کی حکمت ظاہر ہے +

پھر خالق پاک کی حکمت بے پایان دُنیا کے بندوبست اور انتظام میں خوب آشکار ہے ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ دُنیا میں گناہ بھرا ہوا ہے + انسان خدا کا حکم ماننا نہیں چاہتے لیکن سرکش ہیں اور اپنی بدخواہشوں سے اپنی ہی مرضی پر چلنا چاہتے ہیں چنانچہ وے مغرور و بدگمان و حاسد و کینہ ور و حریص ہوتے ہیں اور ہر کوئی اپنے ہی نفع پر متوجہ رہتا ہے + یہہ تمام باتیں اسی لایق ہیں کہ دُنیا کو غارت کردیں جب کسی ملک کے باشندے اپنے بادشاہ سے پھر جاتے ہیں اور جو اُن کے دل میں آتا ہے کرتے ہیں تو اُس مُلک کا حال کیسا خراب ہو جاتا ہے وے چوری کرتے ڈاکہ ڈالتے لڑتے خون کرتے اور بے دھڑک ہر طرح کی بدعت کرتے ہیں ایسا مُلک دوزخ کی طرح ہو جاتا ہے پس اگر خدا اپنی حکمت سے دُنیا کا بندوبست اور انتظام نہ کرے

تو اس کا بھی یہی حال ہو جاوے + تمام انسان مانند شریر لڑکوں کے ہیں جو کسی گھر میں آگ لگایا چاہتے ہیں اُن کے سب کاموں اور باتوں کی یہی تاثیر ہے کہ دُنیا کو غارت کر دیں لیکن خدا اپنی حکمت بے پایان سے ایسا بندوبست کرتا ہے کہ غارت نہیں ہو جاتی پر قایم رہتی ہے + غرض اُن وسیلوں کے درمیان جن سے خدا دُنیا کا بندوبست کرتا ہے انسانی عملداری یعنے حاکموں کی حکومت بھی ایک وسیلہ ہے حق تعالیٰ نے انسان کے دل میں یہہ بات ڈال دی ہے کہ اپنے درمیان یہہ بندوبست رکھیں + کسی کو اُس نے حاکم کیا ہے اور کسی کو رعیت + حاکم اُس نے کئی درجے کے کئے ہیں ایک کے اوپر ایک چلا گیا ہے کسی کو کم اختیار ہے کسی کو زیادہ + سب سے بڑا جو ہے کروڑوں پر حکم کرتا ہے اور سب سے چھوٹا شاید دس ہی پر بلکہ اس سے بھی کم پر + بڑا چھوٹے کے بغیر کچھ کر نہیں سکتا اور اگر بڑا نہ ہو تو چھوٹے کو کون پوچھے بادشاہ سے جو تمام مُلک کا مالک ہے لیکر بیچارے چوکیدار تک سب اِن وسیلوں میں ہیں جن سے خدا بندوبست اور انتظام رکھتا ہے + قادر مطلق نے اپنی حکمت سے بادشاہوں اور حاکموں کا خوف رعایا کے دل میں ڈالا ہے اِسی لئے رعایا اُن سے بھی ڈرتی ہے جو اِن کی طرف سے انتظام کے واسطے مقرر ہوتے ہیں + سب کوئی حاکم نہیں ہو سکتے کیونکہ پھر حکومت کس پر کریں اور اگر سب برابر ہوں تو انتظام کہاں رہے +

پھر انسان کی پرورش کی صورت بھی ایک وسیلہ ہے جس سے خدا اِس دُنیا میں انتظام رکھتا ہے + کوئی تو محتاج ہیں اور کوئی اِس دُنیا کی نعمتوں سے خوش ہیں محتاجوں کو ضرور پڑتا ہے کہ اپنی پرورش کے واسطے اُن کی خدمت کریں جو خوش ہیں + چنانچہ لوگ ایک دوسرے کی خدمت اور تابعداری خاص پرورش ہی کے واسطے کرتے ہیں اگر پرورش کی حاجت نہ ہوتی یا اگر خوراک و پوشاک

اور کسی طرح سے مل سکتی تو کوئی کسی کی تابعداری نہ کرتا بادشاہوں کو بھی کوئی نہ پوچھتا اور اُن کی حکومت کوئی خاطر میں نہ لاتا ✣ بڑے بڑے حاکموں سے جو نوابوں کے درجہ اور خطاب رکھتے ہیں لیکر نہایت ہی کمترین نوکروں تک خواہ سرکاری ہوں خواہ خانگی سب پرورش و آرام کے لئے محنت و مشقت کرتے ہیں ✣ یہہ بات اِس مُلک کے لوگوں پر خوب ظاہر ہے اِسی واسطے اُن کے درمیان یہہ کہاوت مشہور ہے کہ پیٹ نہ ہوتا تو کوئی کسی کی تابعداری نہ کرتا یہہ کہاوت اُس وقت کہا کرتے ہیں جب نوکری میں کچھہ تکلیف یا دقت ہوتی ہے اور اِسی لئے جاہل پیٹ کو نرک و دوزخ بھی کہتے ہیں پس اِس بات میں بھی خدا کی حکمت آشکارا ہے ✣

پھر بدنامی کے ڈر سے بھی بہت لوگ اپنی بدخواہشوں کے پورے کرنے سے باز رہتے ہیں ✣ وے ڈرتے ہیں کہ ہماری بھلمنسی یا عزت میں فرق آویگا اِسی واسطے بہت سی باتوں سے جن کا کرنا دل سے چاہتے ہیں رُکے رہتے ہیں اِسی خوف سے بہت لوگ چوری و سراسر جھوٹھہ اور جھگڑے و لڑائی اور قتل و زنا اور متوالپن وغیرہ سے جن کی تاثیر یہی ہے کہ اِنسان و دُنیا کو غارت کردیں باز رہتے ہیں ✣ پس خداوند اپنی حکمت سے یہہ خوف اِنسان کے دل میں ڈالا ہے ✣

پھر معلوم کیا چاہئے کہ خدا روح ہے اور اِنسان کے دیکھنے میں نہیں آتا اِسی باعث اِنسان اُس کی ہستی و حاضری کے بھولنے کو اکثر رجوع رہتے ہیں پس اِنسان کو اپنی ہستی و حضوری یاد دلانے کو وہ بعضی دفعہ بڑی عجیب باتیں کرتا ہے ✣ لوگ اِن باتوں پر خوب خیال کرتے اور اُنھیں دیکھکر خدا کی ہستی کو ایسا یاد کرتے ہیں گویا وہ کوئی صورت پکڑ کر اُن کے سامھنے حاضر ہے اور یہی کہتے ہیں کہ ایک خدا ہے جو حاضر و ناظر ہے اور سب باتوں کی خبر رکھتا ہے چنانچہ اِس میں بھی اُس کی حکمت

آشکارا ہی + غرض یہہ وسیلے جن سے خدا انسان کو اپنی ہستی وحاضری یاد دلاتا ہی کئی ایک ہیں یہاں صرف دو چار کا ذکر کرتے ہیں +

چنانچہ خدا انسان کو اُس وقت یاد آتا ہی جب کوئی سلطنت اپنے گناہوں کے باعث غارت ہوجاتی ہی اور اُس وقت بھی جب کوئی نئی و زبردست سلطنت پیدا ہوکر دُنیا میں مشہور ہوتی ہی اِن دونوں باتوں سے خدا یاد آتا ہی اور لوگ کہتے ہیں کہ یہہ دونوں اُسی کی طرف سے ہوتی ہیں + کچھ ایسا بہت عرصہ نہیں ہوا ہی کہ اِسی ملک میں کئی ہندوستانی عملداریاں تباہ ہوگئی ہیں سب کہتے ہیں کہ خدا ہی نے اُنھیں تباہ کردیا ہی اور پھر ہر کوئی کہتا ہی کہ خدا انگریزوں کی مدد ہر صورت سے کرتا ہی اور اُن کی سلطنت کو بڑھاتا ہی +

بعض دفعہ خدا کسی جگہہ زلزلہ یا بھونچال بھیجتا ہی اُس سے سیکڑوں مکان گر پڑتے ہیں اور ہزاروں لوگ دب کے مرجاتے ہیں + کبھی کبھی وہ کسی طرح کی وبا بھیجتا ہی مثلاً ہیضہ اور کبھی کبھی قحط + اِن دونوں آفتوں سے ہزاروں لوگ مرجاتے ہیں + شاید لوگوں نے مدت سے خدا کی ہستی اور حاضری کو یاد نہ کیا ہو پر جب یہہ آفتیں دیکھتے ہیں فوراً اُسے یاد کرتے ہیں + بعض دفعہ وہ بڑے بڑے طوفان بھیجتا ہی جن سے خشکی اور تری پر بیقیاس نقصان ہوتا ہی اور بہتوں کی جان جاتی ہی پس اِس سے بھی خدا یاد آتا ہی +

بعض دفعہ لوگ بغیر اپنی تدبیر اور ہوشیاری کے بڑے بڑے خطروں سے بچ جاتے ہیں اِس سے بھی خدا یاد آتا ہی + چنانچہ جب کوئی اندھیری رات میں کہیں چلا جاتا ہو شاید اُس کے پانوں تلے سانپ پڑے پانوں کے پڑتے ہی سانپ پھسکار مارے اور کاٹنے کو سر اُٹھا دے پر پیشتر

اُس مکان کے ٹُوٹنے کے آدمی اُس کے خوف سے اُچھلکر دور بھاگ کرے اور بچ جائے اِس نجات سے حقیقت میں وہ نہایت ہی خوش ہو و خدا کا شکر کرے اور اپنے عزیزوں اور ہمسائیوں سے اُس کا ذکر کرے + پھر شاید کسی کے جانی دشمن ہوں اور کسی خاص جگہہ جہاں سے وہ نکلنیوالا ہو اُس کی گھات میں بیٹھے ہوں پر کسی اتفاق سے وہ اُس روز وہاں سے نہ نکلے اور اِس طرح اُس کی جان بچ جائے جب وہ سُنے تو اِس نجات سے نہایت ہی خوش ہو اور خدا کا شکر ادا کرے + پس بڑے بڑے خطروں سے اِس طرح بچ جانے میں ہمیشہ خدا یاد آتا ہی + بعضی دفعہ خدا ایکایک عجیب طور پر لوگوں کو دولت یا اَور کوئی نعمت دے دیتا ہی کبھی کبھی لوگوں کو زمین یا پُرانے مکان کھودتے وقت روپیوں اور اشرفیوں سے بھرے ہوئے گھڑے اور مٹکے مل جاتے ہیں بعضی دفعہ دریاؤں کی ریت میں بھی اِس طرح دولت مل جاتی ہی جب کوئی اِس طرح یکایک اور عجیب طور پر دولتمند ہو جاتا ہی تو سب کو جو یہہ حال سُنتے ہیں خدا یاد آتا ہی +

پھر خدا کبھی کبھی کسی بڑے بدمعاش پر ناگہانی سزا پہنچاتا ہی یہہ بھی دیکھکر لوگ خدا کو یاد کرتے اور کہتے ہیں کہ وہ سب باتوں کا جاننے اور دیکھنیوالا ہی + شاید کسی جگہہ کوئی بڑا ڈاکو ہو جو حاکم کے قبضہ میں نہ آتا ہو اور لوگوں کو بہت ستاتا ہو خدا اُس پر شاید ناگہانی موت بھیجے یا وہ اندھا ہو جائے یا کسی سخت عارضہ میں گرفتار ہو جائے یا اَور کسی طرح سے سزا کو پہنچے جب ایسا حال ہو لوگ فوراً جان لیویں کہ خدا ہی نے یہہ سزا بھیجی ہی + پھر شاید کوئی زمیندار رعایا پر بڑا ظلم کرتا ہو اور حاکم کے یہاں اُن بیچاروں کا اِنصاف نہ ہونے پاتا ہو خدا شاید ایسے زمیندار پر کوئی بڑی آفت بھیجے اُسے کسی بیماری سے مار ڈالے یا کسی کی معرفت جس نے اُس سے ظلم اُٹھایا ہو قتل کروا دے

یا اور کسی طرح اُس پر سزا بھیجے لوگ یہہ حال دیکھکر فوراً خدا کو یاد کریں اور جان لیں کہ وہ حاضر و ناظر ہی اور یہہ سزا اُسی کی طرف سے آئی ہی +

غرض ایسے ایسے ماجروں سے جو مذکور ہوئے حق تعالیٰ اپنی ہستی اور حاضری انسانوں کو جتلاتا رہتا ہی + اگر ایسے ماجرے وقوع میں نہ آویں تو انسان جلد خدا کی ہستی اور حاضری کو بھول جاویں اور پھر حاکموں کی حکومت سے بھی انتظام اور بندوبست نہ رہے پس اس میں بھی خدا کی حکمت بخوبی آشکارا ہی + لیکن پھر اُس کی حکمت اس میں بھی دیکھی جاتی ہی کہ ایسے ماجروں کو بہت بار بار بھی نہیں ہونے دیتا اگر بہت بار بار ہوا کریں تو لوگوں کی نظر میں عجیب نہ ہوں اور اُن کے دیکھنے سے خدا یاد نہ آیا کرے چنانچہ لوگ سورج و چاند و ستاروں اور اس دنیا کی عجیب خلقت کو روز دیکھتے ہیں پر ان سے خدا یاد نہیں آتا اور سبب اس کا یہی ہی کہ یہہ چیزیں دیکھتے دیکھتے پرانی پڑ گئی ہیں اور وے انھیں کچھ خیال میں نہیں لاتے +

پھر خدا کی حکمت اُس تدبیر میں بھی ظاہر ہی جس سے وہ اس دنیا میں بڑی بڑی باتوں کو ذرہ ذرہ سے وسیلوں سے پورا کرتا ہی + بعضی دفعہ وہ بڑے بڑے کاموں کو ایسے وسیلوں سے انجام دیتا ہی جو دیکھنے میں نہایت ہی ناچیز معلوم ہوتے ہیں + غرض حق تعالیٰ نے انگریزوں کو اس ملک میں ایک بڑی سلطنت دی ہی پر سوچا چاہئیے کہ اُن کے یہاں آنے کی اصل کیا تھی + کوئی جرار فوج لیکر نہیں آئے اور یکایک لڑنے نہیں لگے پر سوداگر ہو کر آئے تھے اور اُن کی بنیاد یہاں رفتہ رفتہ بڑھی اور اب تمام ملک کے مالک ہیں اور اُس بادشاہ کا خاندان جس سے آگے ملک متعلق تھا اب انھیں سے پرورش پاتا ہی اور تمام راجا اور نواب بھی اب انھیں کے تابعدار ہیں + پھر

خدا کبھی کبھی کسی غریب اور گمنام آدمی کو بڑھاتا اور اُس کے وسیلے بڑے بڑے کام پورے کرتا ہے چنانچہ اُسے بادشاہ یا بڑے درجہ کا حاکم یا فوج کا سردار کر دیتا ہے اور اُس کی معرفت یا تو لوگوں کی بہتری کرتا یا اُنھیں سزا پہنچاتا ہے ✦ اِنسان کی خواہشیں نہایت بد ہیں اور صرف بدی ہی کی طرف رجوع رہتی ہیں لیکن خدا اپنی حکمت سے اُن کی بدخواہشوں سے بھی نیکی نکالتا ہے یہہ بات پنجاب کی لڑائی کی اصل میں خوب ظاہر ہے ✦ سکھہ اپنی بدخواہشوں سے تمام مُلک کو فتح کیا چاہتے تھے چنانچہ بے سبب و خواہ مخواہ سرکار انگریزی کی حد میں آکر اُن کی رعایا کے گانو کو لوٹنے اور پھونکنے لگے اِس سے لڑائی واقع ہوئی انگریزوں نے اُنھیں پوری شکست دی اور اُن کے مُلک کو اپنی سلطنت میں شامل کیا جو بے انتظامی اور ظلم وہاں ہو رہا تھا اُسے موقوف کیا اور رعایا کو چین و آرام دیا ✦ خدا اکثر بدوں سے بھی اپنی نیک تدبیریں پوری کرواتا ہے البتہ وے لوگ قصداً اُس کی مرضی کو پورا نہیں کرتے اور اُنھیں اِس بات کا کہ ہم خدا کی تدبیروں کو انجام دے رہے ہیں ذرہ بھی خیال نہیں رہتا پر خدا اپنی قُدرت و حکمت سے اُن سے بھی اپنی تدبیروں کو انجام دلواتا ہے اور یہہ تدبیریں تمام دُنیا میں مُلکوں اور گھرانوں اور علیحدہ علیحدہ شخصوں کے حق میں پوری ہوتی ہیں ✦

پھر اِنسان عاقبت کے بھولنے پر بہت مایل رہتے ہیں ✦ اُن کے تمام خیال اِسی دُنیا کی چیزوں پہ لگے رہتے ہیں اور وے اکثر غفلت میں پڑکر یہہ سمجھنے پر رجوع رہتے ہیں کہ صرف اِسی دُنیا میں جینا ہے بعد مرنے کے مٹ جاینگے اور عاقبت و عدالت نہ ہوگی ✦ یہہ بات اِنسان کی روزمرہ کی چال چلن سے خوب ظاہر ہے چنانچہ اسی لئے وے ہر دم گناہ کرنے پر مستعد رہتے ہیں ✦ لیکن خدا نے اپنی حکمت سے ایک بات رکھی ہے جس سے اِنسان کو عاقبت اور روزِ آخر کی عدالت

ہمیشہ یاد آتی رہتی ہے اور بات یہہ ہے کہ وہ اِس جہان میں اِنسانوں پہ خوشحالی اور مصیبت کے پہنچنے
میں ظاہراً بہت فرق نہیں کرتا یعنے ہمیشہ لوگوں کو اُن کے اعمال کے موافق بدلہ نہیں دیتا پس اِس
دُنیا میں نیک ہمیشہ خوشحال نہیں رہتے اور جب کُچھ خوشحالی ہوتی بھی ہے تو اُس کے ساتھ بھی کُچھ نہ
کُچھ رنج وغم بنا رہتا ہے اور سارے بد لوگ مصیبت میں نہیں رہتے اور جن پر مصیبت پڑتی بھی ہے اُتنی
نہیں پڑتی جتنی کے وے سزاوار ہیں اور پھر وے ہمیشہ مصیبت میں نہیں رہتے + بہت نیک لوگ
بیچارے زندگی بڑی احتیاج ومصیبت وبیماری اور ہر تکلیف میں کاٹتے ہیں اور بد بھی اُنھیں دق کرتے
اور ستاتے ہیں + لیکن یہہ کُچھ اُن کی خداپرستی اور نیکی کا پھل نہیں ہے + خداپرستی اور نیکی
کا بدلہ تو خوشحالی ہے اور اُنھیں خوشحالی چاہئے لیکن اگر اِسی مصیبت میں زندگی تمام ہوئی تو خوشحالی
کب ملیگی + ہر کوئی جس میں ذرہ بھی عقل ہو کہہ دیگا کہ بعد مرنے کے عاقبت وعدالت ہوگی اور یہہ
خوشحالی ونیکبختی وہاں ملیگی + پھر بدوں کو یہاں اُن کی بدی کی سزا نہیں ملتی اکثروں کے پاس
دولت ہوتی ہے اور وے بڑے عیش وآرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اُنھیں دُنیوی مرتبہ اور اختیار
بھی ملتا ہے جس سے لوگوں کو دق کرتے اور ستاتے ہیں اور کوئی اِنسان اُنھیں اُن کی بدی کے لئے
سزا نہیں دے سکتا وے تندرستی اور جسم کی طاقت بھی رکھتے اور تُند وحشی حیوانوں کی طرح اپنے
مقصدوں کو پورا کرتے ہیں نیک بھی بیچارے اُن سے ڈرتے اور تکلیف اُٹھاتے ہیں + یہہ بد
لوگ جب حاکم ہوتے بے اِنصافی کرتے ہیں اور جب کہ یہہ درجہ نہیں رکھتے جھوٹھی گواہی دیکر اور
ہزار طرح سے نفع کے لئے بے اِنصافی کرواتے ہیں اور حق دار کا حق ادا نہیں ہونے دیتے اُن کے یگانے
وحامی بھی بہت ہوتے ہیں اُن کی گروہ زبردست رہتی ہے اور اُن پر بہت تکلیف نہیں پڑتی ہے

قصہ کوتاہ وے خوشحال رہتے ہیں ہم یہہ نہیں کہتے کہ جتنے بدمعاش ہیں سب خوشحال ہیں بلکہ ان میں سے خوشحال رہتے ہیں اور اپنی بدی کی وہ سزا نہیں پاتے جس کے لایق ہیں + اس کی وجہ کیا ہے گناہ کا پھل تو مصیبت ہے اگر اسی طرح عیش و عشرت میں زندگی بسر کرینگے تو مصیبت کب اٹھاوینگے + ہر شخص جس میں ذرہ بھی عقل ہو یہی کہیگا کہ ان کو ان کے گناہوں کا پھل عاقبت میں ملیگا + نیکوں اور بدوں کا یہہ حال دیکھنے سے لوگوں کو عاقبت اور روزِ آخر کی عدالت یاد آتی ہے جہاں سب کو ان کے کاموں کے موافق ملیگا اور جب کوئی بے انصافی سے دکھ اٹھاتا ہے اور کوئی بدمعاش اور ظالم یہاں بے سزا چھوٹتا جاتا ہے تو لوگ کہتے بھی ہیں کہ اس کا انصاف آگے ہوگا + غرض خوشحالی اور مصیبت کے اس طرح ملے جلے رکھنے میں بھی حق تعالیٰ کی حکمت آشکارا ہے + اگر نیک یہاں ہمیشہ خوشحال رہتے اور بد سدا مصیبت اٹھاتے تو لوگ کہتے کہ عاقبت اور روزِ آخر کی عدالت کی کیا ضرورت سب یہیں اپنے اعمال کا بدلہ پاتے جاتے ہیں پس اس طرح یقین نہ کرتے کہ عاقبت و عدالت ہوگی لیکن قادر مطلق کی اس حکمت سے اس بات کا انھیں یقین رہتا ہے +

اس باب میں خدا کی حکمت کا بیان ہوا ہے + پس ظاہر ہوا کہ اس کی حکمت بے حد ہے + چنانچہ اس کے سب کام واجب اور مفید ہیں اور وہ ان کے انجام کے لئے لایق وسیلوں کو کام میں لاتا ہے + چونکہ اس کی حکمت بے حد ہے کوئی اسے فریب نہیں دے سکتا اور ایسی بات نہیں کروا سکتا جو حکمت سے خالی ہو + پس ہمیں چاہئے کہ اسے پہچانیں اس سے محبت رکھیں اس کی عبادت کریں اور دل سے اس پر اعتقاد رکھیں اسی میں ہماری بہتری ہوگی اور ہم ہمیشہ نیکبخت اور خوشحال رہینگے +

چوتھا باب

خدا تعالیٰ کی مہربانی کا بیان جیسا کہ خلقت و انسان کی پیدایش اور دُنیا کے بند و بست و انتظام میں ظاہر ہے

قادر مطلق کی مہربانی بھی بے حد و بے پایان ہے۔ ہر ایک بات جو اُس کی حکمت کو ظاہر کرتی اُس کی مہربانی کو بھی آشکار کرتی ہے۔ پس اس صفت کے بیان میں تھوڑی سی وہی باتیں جن کا ذکر پیچھے کر گئے ہیں پھر دُہراوینگے + غرض اُس کی مہربانی کے نشان ہر کہیں ظاہر ہیں اپنی مہربانی ہی سے اُس نے سب چیزوں کو خلق کیا ہے اور تمام جانداروں کو خوشحالی کے قابل پیدا کیا ہے + اگر اُس میں مہربانی نہ ہوتی تو اُنھیں پیدا نہ کرتا اور اگر پیدا بھی کرتا تو خوشحالی کے قابل خلق نہ کرتا + جب کسی کے پاس کوئی اچھی چیز ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اَور لوگ بھی اُس میں شریک ہوں اور فایدہ اُٹھاویں تو ایسے شخص کو خیر خواہ اور مہربان کہتے ہیں + خدا اپنی ذات میں کامل نیکبختی و سعادت رکھتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ یہہ نیکبختی و سعادت اَوروں تک بھی پُہنچے اِسی لئے لکھوکھہا عالم پیدا کئے ہیں اور اُنھیں جانداروں سے معمور کیا ہے تا کہ وے بھی خوشی اور نیکبختی حاصل کریں + اِن جانداروں کو خوشحال کرنے سے کچھہ خدا کی اُس نیکبختی و سعادت میں کمتی نہیں ہوتی جو وہ اپنی ذات میں رکھتا ہے پر وہ اپنی قُدرت سے اُنھیں خوشحال کرتا ہے + چونکہ اُس کی مہربانی بے حد ہے وہ اُس کی تمام خلقت پر ظاہر ہے کہ وہ بھی بے حد ہے + اُس کی قُدرت اور حکمت کی طرح اُس کی مہربانی بھی دریافت سے باہر ہے اِنسانوں کا تو کیا ذکر فرشتوں کی بھی مجال نہیں

نا اُس کی تمام مہربانی کا بیان کریں چنانچہ اُس کے سمجھانے کے لئے صرف تھوڑی سی مثالیں لکھتے ہیں ✦

غرض اِس دُنیا کی تمام چیزوں یعنے سمندر و دریاؤں و پہاڑوں و کھیتوں وغیرہ سب سے اُس کی مہربانی آشکار ہے ✦ ہماری زندگی اور آرام کے لئے پانی نہایت ہی ضرور ہے سو خدا نے اپنی بڑی مہربانی سے دُنیا میں ایک بڑا سمندر پیدا کیا ہے اور پینے نہانے دھونے اور کھیتوں کے سینچنے کو سب پانی اصل میں وہیں سے حاصل ہوتا ہے اگر وہ چاہتا تو ایک چھوٹا ہی سا سمندر پیدا کرتا تو پھر دُنیا میں تھوڑے ہی دریا اور کوئیں ہوتے اور ہمیں تھوڑا ہی سا پانی ملتا دو تین مہینے میں کہیں ایک ہی دفعہ غسل کر سکتے اور دن بھر میں صرف ایک یا دو دفعہ پینے پاتے ہمارے کپڑے اور برتن دُھل نہ سکتے اور بہت سی زمین بھی سینچ نہ سکتی پس غلہ تھوڑا پیدا ہوتا اور ہمیں دن بھر میں ایک ہی بار کھانے کو ملتا اور اُس سے بھوکھ رفع نہ ہوتی لیکن خدا نے اپنی مہربانی سے ہمارے لئے ایک بڑا سمندر پیدا کیا ہے اور اُس سے ہم کو بہت سا پانی ملتا ہے سمندر ہی سے زمین کے تلے پانی پایا جاتا ہے اور کوئیں کھودنے سے نکلتا ہے ✦ پہاڑوں سے بھی خدا کی مہربانی ظاہر ہے کیونکہ اُن سے زمین کے ہر حصہ میں بادل پہنچتے اور بارش ہوتی ہے اور اُن سے دریا بھی بہتے جن سے اِنسان کو اتنا فائدہ ہوتا ہے اُن میں ہزارہا جاندار بھی آرام سے رہتے اور جنگلوں سے جو اُن پر ہیں خوراک حاصل کرتے ہیں پس اُسی کی مہربانی سے اُنھیں یہ آرام اور خوشی حاصل ہوتی ہے ✦ درختوں سے بھی حق تعالیٰ کی مہربانی آشکار ہے کیونکہ اُن سے اِنسانوں اور چوپایوں اور چڑیوں کو بڑا آرام ملتا ہے اور اکثر حیوان اُن سے پرورش بھی پاتے ہیں اگر جہان میں درخت نہ ہوں تو بہت جاندار خوراک کم نہ پانے سے مرجائیں اور سب کو دھوپ اور سردی سے نہایت تکلیف رہا کرے ✦ اِنسان بھی

بڑی تکلیف اُٹھایا کریں کیونکہ بغیر لکڑی کے گھر نہ بنا سکیں + چنانچہ درختوں سے سب کو آرام رہتا ہے چوپائے اور چڑیاں اُن کے سایہ میں راحت پاتیں انسان اُن سے گھر بناتے اور دھوپ اور بارش کے وقت اُن کے تلے پناہ بھی لیتے ہیں اور اُن کے چوپائے بھی دوپہر میں اُن کے سایہ میں آرام کرتے ہیں + تمام پودھوں اور جھاڑیوں سے بھی خدا کی مہربانی ظاہر ہے اُن سے کئی طرح کے جانداروں کی پرورش ہوتی ہے اور خاصکر کیڑے مکوڑے اُنھیں میں رہتے اور اُن سے خوراک حاصل کرتے ہیں غرض خدا چاہتا ہے کہ میرے تمام جاندار خوش رہیں +

پھر خدا نے سب جانداروں کو ایسا پیدا کیا ہے کہ وے بڑی خوشحالی حاصل کرنے کے قابل ہیں اس میں بھی اُس کی مہربانی ظاہر ہے اگر وہ چاہتا تو اُنھیں صرف گوشت کے سے ڈھیر پیدا کرتا اور آنکھیں اور کان اور پیر اور پر نہ دیتا ایسا کہ وے نہ دیکھ سکتے نہ سُن سکتے اور نہ چل پھر سکتے اور اُسی حالت میں ایک جگہہ ڈالکر اُنھیں اپنی قدرت سے خوراک پہنچاتا لیکن اس طرح وے خوش نہ رہتے + پس اُس نے اپنے سب جانداروں کو وے اعضا دئے ہیں جن کے باعث اُنھیں خوشی حاصل ہوتی ہے انسانوں اور چوپایوں کو ٹانگیں دی ہیں اور چڑیوں اور اُڑنیوالے کیڑوں کو پر دئے ہیں مچھلیوں کو بھی ایک طرح کے پر ملے ہیں پیروں اور پروں سے یہہ جاندار اِدھر اُدھر چلتے پھرتے ہیں + بعضے رینگنیوالے جانداروں کو بھی اُس نے پیر دئے ہیں جن سے وے بہت جلد چلتے ہیں مثلاً کنکھجورا اور جنھیں پیر نہیں دئے اُنھیں جلد سرکنے کی طاقت دی ہے پس وے بھی جہاں چاہتے ہیں چلتے پھرتے ہیں + اُس نے سب کو آنکھیں بھی دی ہیں بغیر آنکھوں کے سب جاندار نہایت ہی کمبخت رہتے ہم اور سب حیوان کیسے دیکھ سکتے اور کیسے چلتے پھرتے چنانچہ اُس نے اپنی

مہربانی سے سب مخلوقوں کو آنکھیں دی ہیں کہ چوگرد دیکھہ سکیں خطرے سے باز رہیں خوراک تلاش کریں اور
جہاں چاہیں چلیں پھریں + پھر سوا اِس کے سب کی آنکھیں اُسی طرح خلق ہوئی ہیں جیسا چاہئے +
انسان و چوپائے اور چڑیاں خشکی پر رہتی ہیں پس اُن کی آنکھیں خشکی پر دیکھنے کے قابل پیدا ہوئی ہیں
لیکن مچھلیوں اور پانی کے اور سب جانداروں کی آنکھیں پانی میں دیکھنے کے قابل خلق ہوئی ہیں +
یہہ جاندار پانی کے اندر دم بھی بخوبی لے سکتے ہیں اگر نہ لے سکتے تو اُنھیں ہر دم پانی کے اوپر سر اُٹھانا پڑتا
پس دن بھر دم لینے کو سر ہی اُٹھایا کرتے اور خوراک کب تلاش کرتے + پھر اِن جانداروں کی آنکھیں
جو رات کو خوراک تلاش کرتے ہیں رات کے دیکھنے کے لایق پیدا ہوئی ہیں مثلاً جنگل کے حیوان اور اُلّو
اور چمگیدڑ وغیرہ یہہ جانور رات کو بڑی دور تک دیکھہ سکتے ہیں اگر اِن جانداروں کی آنکھوں کی
بہ نسبت جو دن کو چلتے پھرتے ہیں اُن کی نظر ایسی تیز نہ ہوتی تو وے خوراک حاصل نہ کر سکتے اور بھوکھ
کے مارے مر جاتے غرض خدا نے اپنی مہربانی سے اُنھیں ایسی تیز نظر دی ہی + پھر خدا نے سب
مخلوقوں کو سونگھنے کی حس بھی دی ہی اُس سے بعضے اُن میں سے خوراک تلاش کرتے ہیں اور بعضے
شکاری جانوروں کی بو پا کر خطرہ سے بھاگتے ہیں + اُس نے تمام جانداروں کو سُننے کی حس بھی دی ہی
جو سب کے اور خاصکر اِنسان کے بڑے کام آتی ہی + بہرے آدمی کو بڑی دقّت ہوتی ہی وہ
صرف لوگوں کو دیکھہ سکتا ہی پر اُن کی گفتگو نہیں سُن سکتا چنانچہ خدا نے اپنی مہربانی سے سب کو
سُننے کی حس بھی دی ہی +

خدا چاہتا ہی کہ سب جاندار خوش رہیں اِسی لئے اُس نے اُنھیں خوشی حاصل کرنے کے قابل
پیدا کیا ہی یہہ بات سب جانداروں کے بچّوں کو دیکھنے سے خوب ظاہر ہی + مثلاً کسی چھوٹے

حلوان کو دیکھو کیسا کودتا پھرتا ہی کودنے سے اُس کا اور کچھ مقصد نہیں پر صرف خوشی کے مارے اُچھلتا ہی + اِسی طرح بلی کے بچے اور چھوٹے پلے اور بھیڑ کے بچے او بچھڑے اور ہرن کے بچے اور اور سب جانداروں کے بچے نہایت خوشی کے مارے کودتے اور اُچھلتے ہیں پس خدا اپنی مہربانی سے اُنھیں ایسی خوشی بخشتا ہی اگر اُس کی ذات میں مہربانی نہ ہوتی تو اُنھیں ایسا پیدا نہ کرتا + اِنسان کے بچوں میں بھی یہی خوشی پائی جاتی ہی جب وے دو یا تین مہینے کے ہوتے ہیں تو مُنہہ سے کچھ آواز نکالنے لگتے ہیں اِس سے اُن کی خوشحالی ظاہر ہوتی ہی اِتنے دن کے ہو کر وے لوگوں اور سب چیزوں پر بھی جو سامھنے پڑتی ہیں دھیان سے دیکھنے لگتے ہیں اِس سے بھی اُنھیں خوشی حاصل ہوتی ہی + جب ذرہ بڑے ہوتے ہیں تو تُتلاتے ہیں جب سہارے سے کھڑے ہونے لگتے ہیں تو پیشتر اُس کے کہ چلنے کے قابل ہوں دوڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور پیشتر اِس کے کہ اچھی طرح بول سکیں تُتلا کے گانے کا قصد کرتے ہیں پس اِن سب باتوں سے صاف صاف ظاہر ہی کہ اُن میں بڑی خوشحالی پائی جاتی ہی اور اِس سے خدا کی مہربانی آشکارا ہی وہ چاہتا ہی کہ میرے سب جاندار خوشی حاصل کریں +

پھر حق تعالیٰ کی مہربانی اِس سے بھی ظاہر ہی کہ اُس نے سب مخلوق کے واسطے کثرت سے خوراک پیدا کی ہی + وہ سب کو خوراک پہنچاتا ہی بڑے بڑے ہاتھیوں سے لیکر ذرہ ذرہ سے کیڑوں تک جو زمین پر رینگتے ہیں اور ایسے چھوٹے ہیں کہ اِنسان کے دیکھنے میں بھی نہیں آتے سب اُس سے پرورش پاتے ہیں اور پھر تھوڑی تھوڑی خوراک نہیں دیتا پر سب کو آسودہ کرتا ہی + جب کوئی دولتمند خیرات دینے اور غریبوں کو کھلانے چاہتا ہی تو بہت نہیں دے سکتا اور اگر بہت بڑھ کے دیگا تو روپیہ سے زیادہ نہ دیگا اور اگر اناج یا آٹا دے تو سیر بھر سے زیادہ نہ دیگا پھر تھوڑے ہی لوگوں کو دے سکتا ہی کچھ

ہزاروں کو روزمرہ نہیں کھلا سکتا اور اُن تھوڑوں کو بھی ہمیشہ نہیں دے سکتا + لیکن خدا
کی مہربانی ایسی نہیں وہ تو بےحد ہے وے مخلوق جو روزمرہ اُس سے خوراک کی اُمید رکھتے ہیں کروڑہا
کروڑ ہیں بلکہ حقیقت میں بےشمار ہیں تمام دُنیا اُن سے معمور ہے کروڑوں تو خشکی پر رہتے ہیں اور کروڑوں
سمندروں اور دریاؤں میں اور پھر وے ہزار قسم کے ہیں + وہ ایک روز بھی کسی کو روزی پہنچانا نہیں
بھولتا پر چھوٹے چھوٹے کیڑوں اور اُن جانداروں کو بھی جو دور ویران بیابانوں میں رہتے ہیں
خوراک پہنچاتا ہے بعضی جگہہ بڑے بڑے میدانوں میں جہاں کوئی شہر و بستی و کھیت نزدیک نہیں
ہوتے چیونٹیوں کے سوراخ نظر آتے ہیں اُنھیں کھانے کو کہاں سے ملتا ہے + خدا اپنی مہربانی سے
اُنھیں پالتا ہے + بعضے ہندو صواب حاصل کرنے کی اُمید سے کبھی کبھی چیونٹیوں کے سوراخ پر
تھوڑا تھوڑا آٹا رکھتے پھرتے ہیں + ان لوگوں کو معلوم کیا چاہئیے کہ اگر وے اُنھیں آٹا نہ دیویں
تو بھی اُنھیں کچھ تکلیف نہ ہو اُن چیونٹیوں کو کون کھلاتا ہے جو ویران بیابانوں اور شہر و بستی سے
دور کے میدانوں میں رہتی ہیں پھر وے اُن چیونٹیوں کو جنھیں آٹا دیتے ہیں روز تو نہیں کھلاتے اُنھیں
روز کون کھلاتا ہے + خدا اپنی مہربانی سے اُنھیں روزی پہنچاتا ہے + غرض دُنیا کے تمام جاندار انسان
اور چوپائے اور جنگل کے جانور اور چڑیاں اور مچھلیاں اور پانی کے اور سب جانور اور خشکی و تری کے کیڑے
مکوڑے سب اُس سے روزمرہ خوراک کے منتظر رہتے ہیں اور وہ ہر روز سب کو روزی پہنچاتا اور خوب
آسودہ کرتا ہے + وہ اپنی قُدرت سے خوراک پیدا کرتا اور پھر اپنی مہربانی سے یہہ خوراک اُنھیں بخشتا
ہے + اگر ذری دیر بھی روزی پہنچانا بھول جائے تو سب جاندار مر جائیں اور خلقت مٹ جائے
پس اُس کی مہربانی جو سب مخلوقوں کو خوراک پہنچاتی اور اُنھیں زندہ رکھتی ہے عجیب اور بے حد ہے +

اُس کی مہربانی اِس میں بھی ظاہر ہے کہ اُس نے طرح طرح کے جانداروں کے لئے طرح طرح کی خوراک پیدا کی ہے + اگر سب کو ایک ہی طرح کی خوراک دیتا تو بہت جاندار اُسے نہ کھا سکتے اور مرجاتے + اِنسانوں اور چوپایوں کے بچوں کے واسطے اُس نے دودھ دیا ہے یہہ خوراک اُن کی عمر کے لایق ہے کیونکہ نرم ہے اور اِس سے اُن کی پرورش بخوبی ہوتی ہے + بچوں کی پیدایش کے پیشتر دودھ کی طیاری ہوتی رہتی ہے اور جب پیدا ہوتے ہیں اُنھیں طیار ملتا ہے + اگر خدا بچوں کے واسطے بھی وہی خوراک مقرر کرتا جو اُن کے ماباپ کھاتے ہیں تو نہ کھا سکتے اور مرجاتے + چڑیوں اور کیڑے مکوڑوں اور اَور جانداروں کے بچوں کے واسطے بھی خدا نے ایسی خوراک مقرر کی ہے جو اُن کی پرورش کے لایق ہے پس وے جیتے اور بڑھتے اور دُنیا کو معمور رکھتے ہیں + جیسا بچوں کے لئے ویسا اُن کے ماباپ کے واسطے بھی خدا نے وہ خوراک مقرر کی ہے جو اُن کی ذات اور پرورش کے قابل ہے غرض جو گھاس کھاتے ہیں اُن کے لئے بہت سی گھاس پیدا کی ہے جو گوشت کھاتے ہیں اُن کے لئے گوشت پیدا کیا ہے جو میوہ کھاتے ہیں اُن کے لئے طرح طرح کے میوہ دار درخت خلق کئے ہیں اور اُن کے لئے جو پھولوں کا رس چوستے ہیں ہزاروں قسم کے پھول موجود کئے ہیں اور کیڑے مکوڑوں کی پرورش کے واسطے سیکڑوں طرح کے پودے اور جھاڑیاں پیدا کی ہیں + پانی کے جانداروں کے واسطے اُس نے پانی میں خوراک پیدا کی ہے اُنھیں یہہ ضرور نہیں ہوتا کہ خشکی پر آ کر خوراک تلاش کریں + جو گوشت کھاتے ہیں اُن کے لئے گوشت ہے اور جو پودے اور سبزی کھاتے ہیں اُن کے لئے یہی چیزیں ہیں + اِنسان کو اُس نے سیکڑوں طرح کی چیزیں کھانے کو دی ہیں یعنے قسم قسم کے اناج و سبزی و گوشت اور میوہ + پرورش کے واسطے صرف غلہ ہی کافی ہوتا لیکن اُس نے اپنی بے حد مہربانی سے سیکڑوں

طرح کی چیزیں دی ہیں تاکہ جو انسان کی خوشی ہو کھا دے چنانچہ جو اُس کی خوشی ہوتی ہے کھاتا ہے +
پھر حق تعالیٰ کی مہربانی اِس سے ظاہر ہے کہ اُس نے سب مخلوقوں کو خوشی حاصل کرنے کے قابل پیدا
کیا ہے اگر اُس میں مہربانی نہ ہوتی تو اُنھیں ایسا پیدا کرتا کہ ہر دم نہایت تکلیف میں رہتے مہربانی سے اُس
نے سب کو خوراک تو دی ہے پر کھانے کے ساتھ خوش مزہ بھی کر دیا ہے اور کھاتے وقت سب کو بڑی
خوشی حاصل ہوتی ہے + اگر وہ چاہتا تو تمام خوراک کو کڑوا پیدا کرتا بھوکھ کے مارے سب اُسے
کھاتے اور پرورش پاتے پر ایسی خوراک سے کھاتے وقت کچھ خوشی حاصل نہ ہوتی + یا اگر وہ
چاہتا تو جانداروں کے مُنہہ کے اعضا ایسے پیدا کرتا کہ کھانا انھیں بالکل پھیکا معلوم ہوتا بھوکھ
کے مارے البتہ اُسے کھا لیتے جیسا قحط کے وقت درختوں کے چھلکوں کو کھا لیتے ہیں پر ایسے کھانے
میں کچھ خوشی حاصل نہ ہوتی تمام جاندار کھانے سے اپنا پیٹ اُسی طرح بھر لیتے جیسا کوئی گھڑے
میں آٹا یا پانی بھرتا ہے + لیکن حق تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے جانداروں کے مُنہہ کے اعضا ایسے
پیدا کئے ہیں کہ اُنھیں کھانا مزہ دار معلوم ہوتا ہے اور اُسے کھاتے وقت نہایت خوشی حاصل ہوتی +
چنانچہ گائے و بیل و بکری و بھیڑ ہی و بہت سے اَور جاندار جگالی کرنے میں بڑا مزہ پاتے ہیں اور اپنا
زیادہ وقت ایسے شغل میں صرف کرتے ہیں + گھوڑے جگالی نہیں کرتے لیکن اُن کو کھاتے
ہی وقت بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے اسی واسطے تمام وقت جو کام کرنے اور سونے سے بچتا ہے کھانے
ہی میں کاٹتے ہیں و اَور جاندار بھی جو جگالی نہیں کرتے مثلاً کُتّے اور بلّی اور جنگل کے شکاری حیوان
کھاتے وقت خوشی حاصل کرتے ہیں اور اُن چیزوں کو جو اُنھیں کھانے میں مزیدار نہیں معلوم
ہوتیں انکار کرتے ہیں + اغلب ہے کہ وے جاندار جو اپنی خوراک ایک دم سے نگل لیتے ہیں

مثلاً چڑیاں مچھلیاں وغیرہ کھانا کھا کر بہت خوشی حاصل کرتی ہیں ✦ اُڑنیوالے کیڑے بھی
مثلاً تتلیاں شہد کی مکھیاں وغیرہ مزے کے باعث دیر تک بیٹھی پھولوں کو چوسا کرتی ہیں اسی
طرح رینگنیوالے کیڑے بھی اُن چیزوں کے کھانے میں چمٹے رہتے ہیں جن سے خوشی حاصل کرتے ہیں ✦
غرض خدا نے اپنی مہربانی سے انھیں ایسا پیدا کیا ہے کہ اتنی خوشی حاصل کرنے کے قابل ہیں
اور صرف خوراک ہی سے نہیں بلکہ اور باتوں سے بھی اُنھیں خوشی حاصل ہوتی ہے ✦ انسان
کے مُنہہ کے اعضا بھی ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ اُسے کھانا بہت اچھا لگتا ہے اگر اُس کی خوراک کھانے
میں مٹی سی معلوم ہوتی تو البتہ بھوکھ کے مارے کھانے پڑتی پر ایسے کھانے میں اُسے کونسی خوشی
ہوتی پر خدا نے اُس کے اعضا ایسے پیدا کئے ہیں کہ اُسے خوشی حاصل ہوتی ہے اور یہہ خوشی طرح طرح
کے کھانوں سے اور بھی بڑھ جاتی ہے ✦ آنکھوں سے بھی اُسے بڑی خوشی ہوتی ہے کیونکہ اُن
سے چوگرد سب چیزوں اور اپنے لڑکے بالوں اور عزیزوں اور یگانوں کو دیکھتا ہے ✦ سُننے کی
حِس سے بھی خدا کی مہربانی ظاہر ہے ✦ کانوں سے لوگ ایک دوسرے کی گفتگو سن سکتے اور معلوم
کر سکتے ہیں کہ دُنیا میں ہر کہیں کیا ہو رہا ہے ✦ وے خوش آوازیں بھی سُن سکتے ہیں مثلاً چڑیوں
کا بولنا اچھے باجوں کا بجنا اور لڑکوں اور عزیزوں کی آوازیں چنانچہ اِن سب سے خوشی حاصل
ہوتی ہے ✦ سونگھنے کی حِس سے بھی خوشی پیدا ہوتی ہے پس ہم ہزاروں طرح کے پھولوں کو
سونگھتے اور اُن سے تازگی پاتے ہیں ✦ اِسی تازگی اور خوشی کے باعث لوگ گلاب کا پانی اور پھولوں
سے کئی قسم کے عطر بناتے ہیں ✦ سبز کھیتوں اور پکے میوؤں کے سونگھنے سے بھی دماغ کو تازگی
پہنچتی اور خوشی حاصل ہوتی ہے ✦ غرض خوراک اور حواسوں اور زندگی بسر کرنے کے طور سے ہمیں

واد سب جانداروں کو بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے اور ان سب باتوں میں حق تعالیٰ کی مہربانی صاف صاف ظاہر ہے +

اُس کی مہربانی اِس میں بھی آشکارا ہے کہ اُس نے روشنی کے لئے ہمیں سورج و چاند اور ستارے دیئے ہیں + بغیر ان کے ہم نہایت ہی کمبخت رہتے بلکہ جی بھی نہ سکتے کیونکہ پیدائش اور آرام کے لئے بغیر روشنی کے کام کیسے کرتے لوگ اگر ہزاروں چراغ بھی جلاتے تو بھی کھیتوں کو اچھی طرح جوت اور بو نہ سکتے اور اُن کی خبرداری نہ کر سکتے اور جب زور کی ہوا چلتی تو چراغوں کو کیسے رکھتے + پس خدا نے اپنی مہربانی سے ہمیں روشنی بخشی ہے اور پھر دو طرح کی روشنی آفتاب کو دن کے لئے اور ماہتاب کو رات کے لئے + دن کو کام کرتے ہیں اور سورج کی روشنی دن کے واسطے اچھی ہے لیکن اُس کی گرمی کے باعث رات کو اُس کی روشنی سے سو نہ سکتے پس خدا نے رات کی روشنی کے لئے چاند دیا ہے اُس کی روشنی میں گرمی نہیں ہے وہ بہت ہی دلپسند اور فرحت بخش ہے اور اُس میں بڑے آرام سے سوتے ہیں + گرمی نہ رکھنے کے حق میں چاند کی روشنی چراغ کی روشنی سے بھی کہیں بہتر ہے چنانچہ گرمی کے موسم میں رات کو چراغ پاس رکھکر آرام سے سو نہیں سکتے پر چاند کی روشنی میں خوب سوتے ہیں بلکہ اُس میں فدہ فدہ سے بچے بھی بڑے آرام سے سوتے ہیں + جب چاند چمکتا ہے لوگ نہایت خوش ہوتے ہیں منظر بھی چوگرد بہت پسندیدہ ہوتا ہے اور لوگ سڑکوں اور گلیوں میں چلتے ہوے خوشی کے مارے گویا بے اختیار گا اُٹھتے ہیں + پس خدا نے اپنی مہربانی ہی سے چاند کی روشنی ایسی پسندیدہ اور فرحت بخش پیدا کی ہے اگر اُس کی روشنی میں گرمی ہوتی تو آرام سے سو نہ سکتے ماندگی کے مارے البتہ کچھ سوتے پر اُس سے بہت تازگی حاصل نہ ہوتی اُس سے اتنا ہی آرام ملتا جتنا لوگوں کو گرمی کے موسم

میں دن کو ہونے سے ملتا ہے + اندھیرے پاکھ میں چاند اِس دُنیا کے اَور حصوں کو روشنی دیتا رہتا ہے سو اِس پاکھ کے واسطے خدا نے ہمیں ستارے دئے ہیں اگر ستارے نہ ہوتے تو بڑی اندھیری ہوا کرتی لوگ رات کو اِدھر اُدھر چل پھر نہ سکتے اور سورج کے ڈوبتے ہی سب کو باہر سے بھاگنا اور صبح تک گھروں میں بند رہنا پڑتا اور اگر کوئی رات کو دو چار قدم چلتا بھی تو اندھوں کی طرح ٹٹولنا پڑتا + غرض ستاروں کے پیدا کرنے میں بھی خدا کی مہربانی ظاہر ہے +

دن کے پیدا کرنے میں جناب باری کی مہربانی آشکار ہے کیونکہ اُس وقت اِنسان اپنی معیشت اور آرام کے لئے محنت کرتے ہیں اور بہت حیوان بھی خوراک تلاش کرتے ہیں + رات کے پیدا کرنے میں بھی خدا کی مہربانی ظاہر ہے کیونکہ اُس وقت وے سب جاندار جو دن کو چلتے پھرتے آرام کرتے ہیں خواہ اِنسان ہوں یا چوپائے یا چڑیاں یا کیڑے مکوڑے + اور رات شکاری جانوروں کے گھومنے اور پھرنے کے واسطے بھی بنی ہے کیونکہ اُسی وقت وے اپنی ماندوں سے نکلتے اور خوراک تلاش کرتے ہیں اگر رات نہ ہو تو یہ نکل نہ سکیں اور خوراک تلاش نہ کر سکیں پس مارے بھوکھ کے مر جائیں چنانچہ رات کے ہونے سے اُن کو بھی فایدہ ہوتا ہے +

خدا نے اِنسان پر بڑی مہربانی کی ہے + اور جانداروں کے آرام کے ذکر میں اُس کا بیان کچھ کچھ آگے ہو گیا ہے + لیکن خدا نے اِنسان پر کئی باتوں میں خاص مہربانی کی ہے اور کئی ایسی نعمتیں اُس کو بخشی ہیں جو اَور جانداروں کو نہیں دیں + چنانچہ خدا نے اِنسان کو عقل دی ہے جو بہت بڑی اور عمدہ شی ہے اور اُسے باقی اَور جانداروں سے عالی کرتی ہے + اگر اِنسان میں عقل نہ ہوتی تو وہ گھوڑے یا بیل یا اَور کسی حیوان سے کونسی بات میں بہتر ہوتا عقل نہ ہوتی تو

بیل کے موافق رہتا اور بیل ہی کے موافق مرجاتا پر عقل کے باعث وہ آرام سے رہتا ہی یعنے گھر بناتا کاشتکاری کرتا اور اپنی خوراک اور پوشاک کے لئے غلہ اور کپاس وغیرہ پیدا کرتا ہی + ہاتھی اور بندر وغیرہ اگرچہ طاقت اور حیوانی سمجھہ بہت رکھتے ہیں پر ایسے کام نہیں کر سکتے + خدا نے انسان کو عقل عنایت کرکے یہہ درجہ دیا ہی کہ اُسے سب جانداروں پر سردار کیا ہی + پھر خدا نے اپنی خاص مہربانی سے انسان کو بولنے کی طاقت بھی دی ہی + اگر بول نہ سکتے تو بڑی دقت ہوا کرتی اِس صورت میں عقل سے بھی بہت فایدہ نہ ہوتا لوگ ایک دوسرے کے ساتھہ گفتگو اور کاروبار نہ کر سکتے اور نہایت جاہل بھی رہتے کیونکہ نہ کتابیں لکھی جاتیں نہ کوئی پڑھ سکتا + انسان کا سب کاروبار بڑی ابتری میں رہتا چنانچہ اگر دس جاہل گونگے کسی بات کی تجویز کے واسطے اکٹھے ہوں تو ایک دوسرے کی بات کے سمجھنے اور سمجھانے میں کیسی دقت ہو خاصکر اُس وقت جب کہ بات ایسی ہو جو اشاروں سے سمجھہ میں نہ آسکے + پس اگر خدا اپنی مہربانی سے انسان کو بولنے کی طاقت نہ دیتا تو وے ہمیشہ اسی طرح کی دقت میں رہا کرتے +

سوا اِس کے حق تعالیٰ نے اپنی خاص مہربانی سے انسان کو سچی دانش دی + اُس نے اُسے اپنی پہچان دی کہ وہ اُس سے محبت رکھے اور اُس کی اطاعت اور عبادت کرے + سچی دانش کے ساتھہ خدا نے عین مہربانی سے اُسے ایک غیر فانی روح بھی دی + اور جاندار تو مرکے یہیں مٹ جاتے ہیں پر انسان بعد بدن کے مرنے کے بھی ہمیشہ جیتا رہتا ہی + سچی دانش اور بقا دیکر خدا نے اُسے ہمیشہ کی سعادت حاصل کرنے کے قابل کیا یہہ سچی دانش اِس واسطے تھی کہ انسان اُس کے وسیلے ہمیشہ کی خوشحالی اور نیکبختی حاصل کرے + خدا نے انسان کو عقل و بقا

اور سچّی کوشش دیکر فرمایا کہ میں تیرا خالق و مالک ہوں تو مجھ سے محبت رکھ اور میری بندگی اور عبادت
کیا کر اسی میں تجھے حقیقی نیکبختی حاصل ہوگی + جناب باری نے اپنی خاص مہربانی سے انسان
کو یہہ عالی درجہ دیا اور اُسے سچی نیکبختی کی راہ بتائی ان سب باتوں سے ظاہر ہی کہ خدا چاہتا ہی کہ انسان
خوش رہے + پھر معلوم کیا چاہئے کہ خدا نے اُسے اپنی محبت و عبادت اور سچی نیکبختی حاصل
کرنے کے قابل پیدا کیا + مراد اس سے یہہ ہی کہ اُس نے اُسے پاک خلق کیا + جب انسان
پیدا ہوا اُس میں ذرہ بھی گناہ نہ تھا پس وہ نیکبختی کی راہ میں چلنے کے خوب قابل تھا تب اُس
کا دل بھی خراب نہ تھا کہ اُسے گناہ کی راہ میں لے جائے + پس اگر وہ چاہتا تو پاکیزگی کی
راہ میں بنا رہتا اور ابدی نیکبختی حاصل کرتا + اگر کوئی کسی لڑکے کے ہاتھ پانو باندھکر اُس سے
تھوڑے فاصلہ پر کوئی اچھی چیز پھینک دے اور اُس سے کہے کہ یہہ میں تجھے دیتا ہوں وہ لڑکے اُسے
اُٹھا لے تو البتہ یہہ لڑکے سے ٹھٹھا کرنا ہوگا لیکن جب خدا نے انسان کو فرمایا کہ تو سچی نیکبختی کے لئے
سعی و کوشش کر جو بہشت میں ملیگی تو اُس سے اِس طرح ٹھٹھا نہیں کیا پر اُسے حقیقت میں اُس نیکبختی کے تلاش
کرنے اور پانے کے قابل پیدا کیا + اُسے پاک خلق کیا اور اگر وہ اُس پاک حالت میں ثابت قدم رہتا
تو البتہ ابدی نیکبختی کو پہنچتا + سوا پاکیزگی کے خدا نے اُسے عقل اور اپنی سچی پہچان بھی دی تاکہ بخوبی
اِس راہ پر چل سکے + اگر اُس میں صرف پاکیزگی ہوتی اور خدا کی سچی پہچان نہ ہوتی تو اُس کو شاید
حق تعالیٰ سے فریاد کی جگہہ ہوتی کہ تو نے مجھے پاک تو پیدا کیا ہی پر اس راہ میں ثابت قدم رہنے کے
قابل خلق نہیں کیا پر اس فریاد کی جگہہ اُسے نہیں کیونکہ قادر مطلق نے اپنی خاص مہربانی سے اُسے اپنی سچی
پہچان بھی بخشی تھی + چونکہ انسان خدا کا بندہ ہی اُس پر یہہ بھی فرض تھا کہ اُس سے محبت

لیے اور اُس کی بندگی و عبادت کرے پر خدا کی ذات میں ایسی مہربانی ہے کہ اُس نے اُسے اِس بات کا خبر بھی دیتے کہا یعنے بہشت میں پہنچانے کا وعدہ کیا ✦ پس اِن سب باتوں سے اُس کی مہربانی آشکار ہے ✦

اِنسان نے خدا کی محبت و بندگی اور پاکیزگی کی حالت میں ثابت قدم رہنا نچاہا ✦ اُس نے گناہ کیا اور اپنے خالق کے پیار اور عبادت کو ترک کر دیا ✦ چنانچہ اب سب اِنسان بڑے گنہگار ہیں اور خدا کے دشمن ہو گئے ہیں اور ہر دم اُس کی حکم عدولی اور وہی باتیں کرتے ہیں جن سے وہ ناراض ہوتا ہے اور اپنے گناہوں کے باعث اِسی لایق ہیں کہ فوراً آتش جہنم میں ڈالے جاویں مگر خدا اب بھی اُنھیں بچاتا ہے اور اپنی مہربانی موقوف نہیں کرتا ✦ جب اِنسان نے گناہ کیا اگر وہ چاہتا تو سب کو فوراً مار کے جہنم میں ڈال دیتا لیکن اُس نے رحم کرکے اُنھیں جیتا رکھا اور اُن کی گنہگار نسل کو دُنیا میں اب تک قایم رکھا ہے اور دُنیا کو معہ اُن تمام چیزوں کے جن سے اِنسان کو فایدہ پہنچتا ہے اب تک برقرار رکھتا ہے ✦ پس اب بھی سب ملکوں میں مینہہ بھیجتا اور اِنسان کی پرورش اور آرام کے لیئے سب چیزیں زمین سے پیدا کرتا ہے یعنے طرح طرح کے اناج اور میوے اور سبزی وغیرہ اور روے جنس بھی جن سے اِنسان پوشاک بناتے ہیں ✦ وہ اب بھی اِس خلقت کو عجیب و خوشنما رکھتا ہے تاکہ اِنسان اُسے دیکھکر خوشی حاصل کریں اور فایدہ اُٹھاویں ✦ چنانچہ وسیع سمندر اونچے اونچے پہاڑ بڑے بڑے دریا خوشنما سبز کھیت ہزاروں طرح کے خوبصورت اور خوشبودار پھول اور دلپسند راگوں کی چڑیاں وغیرہ اب تک دُنیا میں موجود ہیں اور اِنسان اِن سے فرحت و خوشی حاصل کرتے ہیں ✦ اور اگرچہ اِنسان اب سرکشی اور بغاوت کی حالت

میں ہیں تو بھی خدا حیوانوں کو اُن کے تابع رکھتا ہے اور اُن سے خدمت لینے دیتا ہے بغیر اُن کی مدد کے اِنسان اپنی پرورش اور آرام کے لئے بہت کچھ نہ کر سکیں غرض اِن سب باتوں سے خدا کی بیحد مہربانی آشکارا ہے + ایسا کونسا خاوند ہے جو ایسے نوکر کو تنخواہ دیا کرے جو کبھی اُس کا کام نہ کرے اور ایسا کونسا بادشاہ ہے جو ہر وقت ایسی رعیت کی حفاظت کیا کرے جو ہمیشہ اُس سے سرکشی و بغاوت کرتی رہے اور ایسا کونسا آدمی ہے جو ہمیشہ اپنے سنگدل اور جانی دشمن کی بہتری کیا کرے + اِنسان کے درمیان ایسی بات کبھی سُننے میں نہیں آئی پر خدا ہمارے ساتھ یہہ سلوک کرتا ہے حقیقت میں اُس کی مہربانی نہایت ہی عجیب و غریب ہے + اگرچہ ہم اُس سے محبت نہیں رکھتے اور اُس کی عبادت نہیں کرتے حالانکہ یہہ ہم پر بہت واجب اور فرض ہے پر ہمیشہ اُس سے دور رہتے اور اُس کی حکم عدولی کرتے ہیں تو بھی وہ ہر دم ہماری بہتری کرتا ہے چنانچہ روزمرہ ہمیں خوراک و پوشاک دیتا اور ہر ساعت ہماری جانوں کو ہزاروں خطروں سے بچاتا ہے +

پھر اگرچہ ہم نہایت گنہگار اور نالایق ہیں تو بھی اُس نے ہمیں ابدی نیکبختی دینے کا وعدہ کیا ہے بشرطیکہ ہم اِس نیکبختی کو اُس راہ سے قبول کریں جو اُس نے خود مقرر کی ہے اِس راہ کا بیان آگے کرینگے + غرض ہم نے اِس باب میں خدا کی مہربانی کا بیان کیا ہے اور معلوم ہوا کہ اُس کی مہربانی بے حد و بے پایان ہے +

پانچواں باب

خدا کی ذات اور صفات کا بیان

خدا روح ہے + روح ایسی ایک شی ہے جسے ہم دیکھہ نہیں سکتے پر نادیدنی ہونے کے باعث

اُس کی ہستی میں کچھ فرق نہیں آتا اُس کا وجود ہوتا ہی اور وہ سوچتی اور غور کرتی ہی اور اُس سے کام صادر ہوتے ہیں + ہوا ہمارے دیکھنے میں نہیں آتی تو بھی ہمیں خوب یقین ہی کہ وہ ہمارے چوگرد موجود ہی کیونکہ ہم اُسے چلتے دیکھتے ہیں اور جب وہ چلتی ہی تو درختوں کے پتے ہلتے اور دھول اُڑتی ہی اور سوا اِس کے ہم اُس کی تاثیر اپنے بدن پر بھی معلوم کرتے ہیں + چنانچہ خدا روح ہی اُس کے جسم نہیں اور اگرچہ ہم اُسے دیکھ نہیں سکتے تو بھی وہ موجود ہی اُسی نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہی اور ہر دم اُنھیں اپنی قدرت سے سنبھالتا ہی + اُسے نہیں دیکھ سکتے پر اُس کی خلقت کو دیکھتے ہیں اور اِس طرح یقین کرتے ہیں کہ وہ موجود ہی +

اُس کی کئی صفتیں ہیں یعنے حکمت و قدرت و مہربانی و عدل و راستی و سب باتوں کا علم رکھنا و ہر جگہ حاضر رہنا اور پاکیزگی + یہہ سب صفتیں بے حد و بے ابتدا و انتہا اور بے تبدیل ہیں + اُن کی کچھ حد نہیں کبھی شروع نہیں ہوئیں نہ کبھی آخر ہونگی پھر وے ہمیشہ ایک حالت پر رہتی ہیں اور کبھی کم نہیں ہو سکتیں +

غرض حق تعالیٰ خودبخود موجود ہی + اُس نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہی پر وہ خود کسی سے پیدا نہیں ہوا + فرشتے و انسان و اور سب مخلوق آپ سے موجود نہیں ہوئے پر اُس کے حکم سے اُس کے فرمانے سے اُن کی ہستی شروع ہوئی اور اُسی کی قدرت سے سب بحال ہیں + پر وہ خودبخود موجود ہی اور اسی طرح ابد الآباد موجود رہیگا + تمام خلقت کی ہستی تو خدا کی قدرت اور مرضی پر موقوف ہی پر اُس کی ہستی کسی پر موقوف نہیں وہ اپنی ذات سے خودبخود موجود ہی چونکہ قادر مطلق و واجب الوجود ہی + پھر اللہ تعالیٰ روح اکبر ہی اُس کی روح ہماری سی نہیں کلام پاک فرماتا ہی کہ وہ آسمان و زمین کو معمور کیے ہوئے ہی +

حق تعالیٰ ہمیشہ سے موجود ہی اور ابدالآباد موجود رہیگا اُسکا نہ کبھی شروع ہوا نہ کبھی آخر ہوگا + فرشتوں اور انسانوں کی روحیں غیر فانی ہیں اور کبھی نہ مرینگی لیکن یہہ بقا اُن کو صرف خدا ہی کی قدرت سے حاصل ہوئی ہی اگر وہ چاہے تو دم بھر میں اُنھیں مٹا سکتا ہی + اگرچہ وے اب خدا کے حکم سے غیر فانی ہیں پر ہمیشہ سے موجود نہیں ساری خلقت کے ساتھ اُن کی ہستی بھی شروع ہوئی ایک زمانہ ایسا تھا جب کہ سورج و چاند و ستارے اور یہہ تمام خلقت نہ تھی جب سے خدا نے حکم کیا ساری چیزیں موجود ہوئیں پر جناب باری کی ہستی کا کبھی شروع نہیں ہوا وہ ہمیشہ سے موجود ہی اور ابدالآباد موجود رہیگا + خود بخود موجود رہنا اور ابدالآباد موجود رہنا دونوں اُس کی بڑی شان والی صفتیں ہیں اور صرف اُسی کی ذات میں پائی جاتی ہیں + اُس کی ذات کی کوئی بات کسی دوسرے پر موقوف نہیں اور وہ اپنی ذات میں کامل اور بے حد نیکبختی و سعادت رکھتا ہی +

پھر خدا کی ذات غیر تبدیل ہی وہ ہمیشہ یکساں رہتا ہی یہہ بات بھی خاص اُسی کی ذات میں پائی جاتی ہی واور کسی وجود میں نہیں + سب چیزیں زمانہ کے ساتھ کئی باعثوں سے بدلتی جاتی ہیں پر خدا کبھی نہیں بدلتا وہ جیسا اِس دم ہی ویسا خلقت کی پیدایش کے پیشتر بھی تھا اور ایسا ہی جب کہ یہہ خلقت نہ رہیگی ہمیشہ تک بنا رہیگا + وہ تو سب سے بزرگ ہی اور بے حد قدرت رکھتا ہی اور کوئی چیز اُس پر اثر نہیں کر سکتی اور اُس میں تبدیل واقع نہیں کر سکتی + خدا انسان کی طرح نہیں کہ اُس میں تبدیل واقع ہو + اِنسان اور اِس دُنیا کی سب چیزیں ہر دم بدلتی رہتی ہیں چنانچہ اِنسان جب پیدا ہوتا ہی ذرہ سا بچہ ہوتا ہی وہ پالا جاتا اور رفتہ رفتہ بڑھتا ہی تھوڑے دنوں میں بڑا لڑکا ہوتا پھر جوان ہوتا ہی تب آدھی عمر کو پہنچتا پھر ڈھلنے لگتا ہی اور رفتہ رفتہ ضعیف ہوتا

جاتا ہے آخرکار نہایت بوڑھا اور ضعیف ہوکر مرجاتا ہے اور اُس کا بدن سڑ گل کے مٹی ہو جاتا ہے ❊ غرض پیدایش سے مٹی ہو جانے تک اُس میں تبدیل ہی واقع ہوتی رہتی ہے بلکہ دو ساعت بھی یکساں نہیں رہتا ❊ جب کہ اُس کا بدن بدلتا رہتا ہے اُس کی روح میں بھی تبدیل واقع ہوتی رہتی ہے اسی طرح روح بھی ایک حالت پر نہیں رہتی ❊ جب اِس جہان میں آتی ہے اُسے بہت واقفیت نہیں ہوتی ہے یوں جیوں بدن بڑھتا ہے اُسے واقفیت حاصل ہوتی ہے یوں ہی وہ بدلتی ہے پھر کسی وقت اُس میں زیادہ دانائی ہوتی ہے کسی وقت کم کسی وقت زیادہ حماقت ہوتی ہے کسی وقت کم اور کسی وقت خوشحالی زیادہ ہوتی ہے کسی وقت مصیبت زیادہ ❊ کل سے جو گذر گیا آج اُس کی عمر زیادہ ہے اور کل جو ہوگا اور بھی زیادہ ہوگی لیکن خدا میں ایسی تبدیل واقع نہیں ہوتی اُس کی ہستی کا شمار برسوں سے نہیں ہوتا وہ کسی وقت کم و کسی وقت زیادہ عمر کا نہیں ہوتا اُس سال سے سال گذشتہ میں وہ کچھ کم عمر تھا اور اگلے سال کچھ زیادہ عمر کا بھی نہ ہو جائیگا ❊ اُس کا علم اور اُس کی حکمت دونوں بے حد ہیں اور یکساں رہتے ہیں اُسے اِنسان کی طرح سیکھنے نہیں پڑتا اُس کو ہمیشہ سے سب باتوں کا علم ہے اور اُس کے علم و حکمت میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی ❊ اُس کی ذات میں ہمیشہ سے کامل و بے حد سعادت رہی ہے اور ابدالآباد رہیگی وہ اِنسان کی طرح نہیں کہ اُس کی سعادت میں کمی و بیشی ہو ❊ چونکہ وہ اپنی ذات میں کامل سعادت رکھتا ہے اور قادر مطلق ہے ایسی کوئی چیز نہیں جو کسی طرح اُس کی سعادت کو کم کر سکے پھر کبھی ایسی کوئی چیز بھی نہ ہوگی جو اُسے بڑھا سکے کیونکہ وہ تو کامل اور بے پایان ہے ❊ غرض خدا میں کسی صورت کی تبدیل واقع نہیں ہوتی ❊ سورج و چاند و ستارے اور یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں ہر دم بدلتے رہتے ہیں اور ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ بالکل مٹ جائینگے اور

اِن کا نام و نشان بھی نہ رہیگا پر خدا کی ذات میں ذرہ بھی تبدیل نہیں ہوتی وہ ہمیشہ یکساں رہتا ہے * چنانچہ قُدرت و حکمت و مہربانی و عدل و راستی و سب باتوں کا علم رکھنا و سب جگہہ حاضر رہنا و پاکیزگی یہہ سب حق تعالیٰ کی صفتیں ہیں * اُس کی قُدرت و حکمت اور مہربانی کا بیان پیچھے ہو چُکا ہے *

اُس کی حکمت کامل ہے جو کرتا ہے واجب اور مفید مقصد سے کرتا ہے اور اپنی سب باتوں کو ایسے لایق وسیلوں سے پورا کرتا ہے کہ وے بخوبی انجام کو پُہنچتی ہیں * اِنسان نادان ہے اِس لئے اکثر اپنے کاموں میں چوک جاتا ہے پس اُسے اَور تدبیریں کرنی پڑتی ہیں اکثر اُن سے بھی کام نہیں نکلتا اور بعضی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی وسیلے سے اُس کا مطلب پورا نہیں ہوتا * لیکن خدا میں بے حد حکمت ہے اور وہ کسی بات میں نہیں چوکتا وہ ہر کام کے لئے لایق وسیلے جانتا ہے اُنھیں کام میں لاتا اور اُن سے وہ کام بخوبی انجام کو پُہنچتا ہے چنانچہ اِسی سے ظاہر ہے کہ اُس کی حکمت کامل اور بے پایان ہے *

پھر اُس کی قُدرت بھی ایسی ہی بے حد ہے اِس تمام خلقت کو اُس نے اپنے حکم سے موجود کر دیا ہے اور اب اُسے سنبھالتا اور اُس کا بندوبست کرتا ہے * جب اُس نے خلقت پیدا کرنی چاہی تو برسوں سوچتا نہ رہا کہ کیسے کروں پر صرف حکم کر دیا اور وہ موجود ہو گئی اور اب پیدا کر کے اُسے چھوڑ نہیں دیا اور سو نہیں رہا پر اپنی قُدرت سے اُسے قایم رکھتا اور اُس کا بندوبست کرتا ہے *

چنانچہ اُس کی مہربانی بھی بے پایان ہے یہہ بات سب جانداروں کے محفوظ رکھنے اور اُن کی پرورش کرنے میں آشکار ہے * بڑے بڑے فرشتوں سے جنکا نور آفتاب کی روشنی سے

بھی زیادہ ہی لیکر ذرہ سی چونٹیوں تک جو اِس جہان کے ویران بیابانوں میں پائی جاتی ہیں سب اُسی کی مہربانی سے زندہ ہیں + اُسی کی مہر سے سب جاندار چلتے پھرتے اور موجود ہیں +

قادر مطلق کی صفتوں میں عدل ایک صفت ہی + اُس کا عدل کامل ہی اور یہہ نہایت ضروری بھی ہی + وہ تو تمام خلقت کا حاکم ہی اور اگر اُس میں عدل نہ ہو تو اُن پر حکومت کیونکر کرے دُنیوی حاکموں میں عدل ضرور ہوتا ہی پھر خدا تو حاکموں کا حاکم اور بادشاہوں کا بادشاہ ہی اور اُس میں نہایت ضرور ہی + جب کوئی بادشاہ یا حاکم عادل نہیں ہوتا تو اُس کے مُلک پر کیسی تباہی چھا جاتی ہی یا تو وہ خود ظلم اور بے اِنصافی کرتا یا اپنے نایبوں کو کرنے دیتا ہی + دونوں طرح سے وہ عدل سے خالی کہلاتا ہی اور اُس کی رعایا تکلیف اُٹھاتی ہی + دولتمند اور زبردست غریبوں اور کمزوروں کو ستاتے ہیں جُرم زیادہ ہوتا ہی مُجرم چھوڑ دیئے جاتے اور اُن کے عوض بیچارے بے قصور پکڑے جاتے اور اذیت کھینچتے ہیں جان و مال و حُرمت نہیں بچتی کیونکہ زبردست مانند تُند اور وحشی حیوانوں کے رعایا کو ستاتے پھرتے ہیں لوٹ مار اور تباہی مُلک پر چھا جاتی ہی تب لوگ خدا سے فریاد کرتے اور خدا اُن کی سُنتا ہی اور ایسے ظالم اور بے اِنصاف حاکموں کو اپنے غضب میں فنا کر دیتا ہی + چنانچہ سو برس آگے اِسی مُلک کا کیا حال تھا + سارا مُلک ایک سرے سے دوسرے سرے تک مارے ظلم اور بے اِنصافی کے نالہ وزاری کر رہا تھا + پس حق تعالیٰ نے اُن کی فریاد سُنی اور اُس زمانہ کے حاکموں کو غارت کر دیا +

دُنیوی حاکم گنہگار ہوتے ہیں اِسی لئے بے اِنصافی کیا کرتے ہیں وے یا تو خود اپنی رعایا پر ظلم کرتے

اور سمجھتے ہیں کہ اِس سے ہم کو کچھ فایدہ ہوگا یا اَوروں کو کرنے دیتے ہیں اور غفلت یا کاہلی سے اِس بات کا کچھ تدارک نہیں کرتے + پر خدا تو بالکل پاک ہے اُس میں ذرہ بھی گناہ نہیں اِسی لئے اُس کا عدل بھی کامل ہے اُس سے کبھی ذرہ بھی بے اِنصافی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہہ بات اُس کی ذات کے برخلاف ہے اگر اُس کا عدل کامل نہ ہو تو خلقت پر حکومت کیونکر کر سکے اور روز آخر میں سب کی عدالت کس طرح کرے + اگر ایک دم بھر کے لئے بھی اُس کا بے اِنصاف ہونا ممکن ہو تو ساری خلقت میں ایسی مصیبت چھا جائے کہ ویسی کبھی اِس جہان میں دیکھنے میں نہیں آئی اور سب مخلوق نہایت نالہ و زاری کرنے لگیں + پس عدل اُس کی ایک ضروری صفت ہے جو کبھی اُس سے جاتی نہیں رہتی اور وہ کامل اِنصاف سے سب کی عدالت کرتا ہے +

سچ ہے اِس دُنیا میں بڑی بے اِنصافی دیکھنے میں آتی ہے دولتوالوں اور زبردستوں کی بات بہت چلتی ہے اور دُنیا اُنھیں کی تعریف اور عزت کرتی ہے یہہ لوگ غریبوں اور محتاجوں کی اپنے نزدیک کچھ حقیقت نہیں سمجھتے بلکہ اگر اُن کا اختیار ہو تو سطحِ زمین پر اُنھیں رہنے بھی نہ دیں وے اُن پر جبر و ظلم کرتے حقدار کا حق ادا نہیں کرتے اُجرت سے زیادہ محنت لیتے ہیں غریبوں کو مارتے گالی دیتے اور جہاں تک اُن کا قابو چلتا ہے ہر طرح سے اُنھیں ستاتے ہیں + جب یہہ تمام بے اِنصافی دُنیا میں دیکھتے ہو یہہ نہ سمجھو کہ خدا اِس کی خبر نہیں رکھتا وہ تو تمام خلقت کا حاکم ہے اور ہر بات کو جانتا ہے تو یہہ سب بے اِنصافی اُس سے کیونکر چھپ سکتی ہے + وہ سب کچھ جانتا اور یاد رکھتا ہے اور اُس نے ایک دن مقرر کیا ہے جب کہ کامل اِنصاف سے سب کی عدالت کریگا + وہ دن چلا آتا ہے اور اُس روز وے جو یہاں بے اِنصافی سے دُکھ اُٹھاتے ہیں اِنصاف پاوینگے اور وے جو دولت

مرتبہ یا عہدے کے باعث غرور سے پھولکر بیٹھے ہوں اور کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں تب عذاب میں ڈالے جاینگے + لوگوں کا یہہ حال جو یہاں دیکھنے میں آتا ہی سدا بنا نرہیگا عاقبت میں سب مظلوم ظالموں کے ہاتھہ سے چھڑائے جاینگے اور اپنی صبوری اور برداشت کے لئے اجر پاوینگے اور تمام ظالم اور ستمگر ایسے عذاب میں گرفتار ہونگے جو حقیقت میں بیقیاس ہی + خدا اپنے کسی جاندار کو نہیں بھولتا پھر ذرہ سے کیڑے مکوڑوں کو بھی ہردم یاد رکھتا اور اُن کی خبرداری کرتا ہی جب کہ ذرہ ذرہ سے کیڑوں کو نہیں بھولتا تو بیشک اُن لوگوں کو بھی رحم اور ترس سے یاد رکھتا ہی جو یہاں بے انصافی سے دکھہ اُٹھاتے ہیں اور ستائے جاتے ہیں + جب کوئی غریب اور لاچار آدمی کسی زبردست ظالم کے ہاتھہ میں پڑتا ہی تو اس سے خدا کی مرضی یہی ہی کہ اُس غریب اور لاچار آدمی کو اُس ظالم کے وسیلے روحانی فایدہ پہنچے کہ وہ اُس ظلم اور مصیبت کے وسیلے تمام خلقت کے خالق و مالک کو یاد کرے و اُس کی پرستش کرے اور اپنا اعتقاد اُسی پر رکھے + یہی اُس کی مرضی ہی اور اُن سب کو جن پر ظلم اور بے انصافی ہوتی ہی چاہئے کہ صبر اور برداشت سے خدا کو یاد کریں اپنا مقدمہ اُسی کے سپرد کریں اُس سے محبت رکھیں دل و جان سے اُس کی عبادت میں مشغول رہیں اور اُسی پر اعتقاد رکھیں + جناب باری اُن کے حال کو بخوبی جانتا ہی وہ عادل ہی اور ضرور اُن کے دشمنوں پر سزا پہنچاویگا + انھیں یاد رکھنا چاہئے کہ جو ظلم خدا اُن پر ہونے دیتا ہی بے معنی نہیں ہی پر اُس سے یہی خاص مقصد ہی جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہی + لیکن اس کے ساتھہ یہہ بھی خوب معلوم کیا چاہئے کہ خدا کی اس مرضی کے باعث ظالم اور ستمگر کچھہ بیگناہ نہیں ٹھہرتے کیونکہ وے اپنی بدذاتی سے اپنے فایدہ کے لئے لوگوں کو ستاتے ہیں اور خدا اُن کی اِس بدذاتی اور خودغرضی کے واسطے اُن کی عدالت کریگا +

ای تم سب جو دولت یا عزت یا مرتبہ کے باعث کچھ زبردست ہو یا تھوڑا بہت اختیار رکھتے ہو
اِن ذرہ ذرہ سی باتوں کے سبب پھول نہ جاؤ اور متکبر مت ہو اور کسی کو نہ ستاؤ + بہت لوگ غریب
اور لاچار ہیں اور اِس جہان میں اُن کا کوئی حامی جان نہیں پڑتا اُن کی بیکسی دیکھکر اُن پر ظلم نہ
کرو + ای پڑھنیوالے اگر تو کسی باتمیں اُن سے بڑا ہے تو تیرے اور اُن کے درمیان یہہ فرق کس نے کیا
ہی کیا خدا نے نہیں کیا اور کیا اُسے قدرت نہیں کہ دم بھر میں تجھے نہایت ہی لاچار فقیر کردے۔ ایک
بڑے سنگدل ظالم کو تجھ پر مقرر فرماوے + یہہ نہ سمجھ کہ خلقت کا کوئی حاکم نہیں ایک بڑا حاکم ہی اور
اگر تو غریبوں اور بیکسوں کو ستاویگا اور اُن پر ظلم کریگا تو حق تعالیٰ اپنے غضب میں ضرور تجھ پر سزا
پہنچاویگا + کیا تو نے کبھی اُس کا خوفناک گرج نہیں سُنا اور سُنکر اُس کے حضور نہیں ڈرا +
یہہ بڑا حاکم ہی جس پر ہم غور کرتے ہیں کوئی خیالی شی نہیں پر اپنی آنکھیں کھول اور چو گرد اُس کی بے حد
قدرت کو دیکھ لے اور ڈر سے اُس کے حضور کانپ جا + وہی بڑی بڑی سلطنتوں کو غارت کر دیتا ہی
اور زبردست بادشاہوں کو جب کہ اُس سے سرکشی کرتے اور اپنے فرایض ادا نہیں کرتے تخت پر
سے اُٹھاکر پٹک دیتا ہی ای کمبخت کیڑے خاک کے تیری کیا جُرات ہی کہ ایسے خوفناک حاکم کے
حضور اپنے ہاتھ اُٹھاتا اور اپنے ہمجنس پر ظلم کرتا ہی جان لے کہ تمام خلقت کا حاکم بے حد و بے پایان
عدل رکھتا ہی + کامل عدل میں اُس کی خوشی ہی اور وہ اُنھیں جو بیکسوں اور لاچاروں پر ستم
اور ظلم کرتے ہیں بے سزا نہ چھوڑیگا پر اُن پر سخت عذاب پہنچاویگا +

غرض بہت سے زمیندار ہیں جو رعایا پر ظلم کرتے اور ہر طرح سے اُنھیں ستاتے ہیں اور اُن
بیچاروں کا انصاف نہیں ہونے پاتا + اِسی طرح کچہریوں اور پولس کے عملہ بھی ہزار صورت سے ظلم اور ب

انصافی کرتے اور کرواتے ہیں وے رشوت کے بھوکھے رہتے اور روپے کے لئے ذرہ بھی خوف خدا نہ رکھ کے
بہتیرے مجرموں کو چھوڑ دیتے اور اُن کے عوض بے قصوروں کو گرفتار کرتے اور اُن پر اذیت پہنچاتے
ہیں اور عملہ کی طمع کے باعث بہت لوگوں کی جو سچے مقدمہ بھی رکھتے ہیں فریادرسی ہونے نہیں پاتی +
ایسے لوگوں کو جو بیکسوں اور لاچاروں اور اَوروں پر بھی ظلم اور بے انصافی کرتے اور کرواتے ہیں
معلوم کیا چاہئے کہ ایک خدائے عادل ہے اور وہ اُن کی سب باتوں کو دیکھتا ہے اور اُن کی بدکاری
کے واسطے اُن پر سخت عذاب پہنچاویگا + عملہ کے یہہ لوگ اگر مسلمان ہوں تو روزہ و نماز میں بڑی
تاکید رکھتے اور اگر ہندو ہوں تو اشنان دھیان پوجا پاٹ اور براہمنوں کے کھلانے میں بڑے سرگرم
رہتے + یہہ سب لوگ صورت سنجیدہ بنا کر اور صاف کپڑے پہنکر اپنے تئیں انگریزوں کے آگے بڑے
دیانت دار اور عزت دار ظاہر کرتے ہیں پر سچ پوچھو تو وے لوگ جو ظلم اور بے انصافی کرتے
اور کرواتے ہیں سارے ملک کے بدمعاشوں چوروں ٹھگوں ڈاکوؤں سے ہزار درجہ بدتر ہیں
اور اگرچہ دُنیوی حاکم اُن کے کاموں کو نہیں جانتے پر حق تعالیٰ دیکھتا ہے اور اِس بدکاری کے
واسطے اُنھیں دوزخ میں ڈالیگا + روزِ آخر کی عدالت میں اِن عملوں کی کارگذاری کی کُچھ
نگہہ نہوگی خدا آپ سب کُچھ جانتا اور بے حد قدرت رکھتا ہے اور وہ سب کام آپ ہی کریگا
اُس کے یہاں رشوت بھی نہیں چلیگی اور وہ تمام ظالموں اور بے انصافوں اور ہر طرح کے
بدکاروں کو ابدی عذاب میں ڈالیگا +

حق تعالیٰ نے ہمیں ایک شریعت بھی دی ہے جو ہمارے بجالانے کے قابل ہے اِس شریعت کا
ہر ایک حکم اُس کے کامل عدل کو ظاہر کرتا ہے + اُس میں ایسا کوئی حکم نہیں جس کا بجالانا ہماری

طاقت سے باہر اور ناممکن ہو + اُس میں صرف یہی حکم ہے کہ ہم خدا کو اپنے سارے دل سے پیار کریں اور سب انسانوں کو جیسا اپنے تئیں کرتے ہیں + وے تمام فرائض جو اِن دو بڑے حکموں میں شامل ہیں واجب اور بجا لانے کے قابل ہیں + اُس میں ایسا کوئی حکم نہیں جس کے ماننے سے ہمارا نقصان ہو پر برعکس اس کے ہر طرح کا نقصان منع ہے + اِس شریعت میں اندھا دھند ضبط و قرق اور خراج و محصول اور جنگ و جدل اور خونریزی کا کہیں نام و نشان بھی نہیں پر اُس میں حق عدالت اور انصاف ہے + خدا نے فرمایا ہے کہ جو اِس شریعت کو مانتے ہیں میں انھیں اجر دونگا چنانچہ یہہ بھی انصاف ہے وے جو اُسے مانتے ہیں یہاں دل کا آرام پاوینگے اور عاقبت میں ہمیشہ کی نیکبختی + بعضے لوگ کہتے ہیں کہ جیسا ہر ایک کی قسمت میں لکھا ہے ویسا اُس کو عاقبت میں ہوگا لیکن یہہ بات محض غلط ہے اگر ایسا ہی ہو تو خدا کا عدل کہاں رہے + ہر ایک کے اعمال دیکھے جاوینگے اور اعمال کے موافق ہر انسان کا حال ہوگا خدا حق عدل کریگا اور اِسی حق عدل سے وہ بیشک انھیں اجر دیگا جو یہاں اُس سے محبت رکھتے اور اُس کی عبادت کرتے ہیں +

چونکہ جناب باری میں کامل عدل ہے وہ گناہ کی سزا بھی کریگا + اُس نے گناہ منع فرمایا اور کہا ہے کہ جو گناہ کرتے ہیں میں انھیں سزا دونگا + سب انسان اُس کے حضور گنہگار ہیں اور اگر اُس راہ سے جو اُس نے خود مقرر کی ہے معافی قبول نہ کریں تو وہ اپنے عدل سے ضرور اُن پر سزا پہنچاویگا + لوگ کہتے ہیں کہ خدا رحیم ہے اور گناہ کی سزا نہ کریگا لیکن یہہ بھی ایک بڑی غلطی ہے ہر چند رحیم ہے تو بھی گناہ کی سزا کریگا + رحم کے موافق عدل بھی تو اُس کی ایک صفت ہے اور اُسے بھی بحال رکھنا ضرور ہے پر اگر گناہ کی سزا نہ کرے تو بحال کیونکر رہیگی + اگر کوئی بادشاہ ایک قانون جاری کرے اور

اُس کے عدل کے واسطے ایک سزا بھی ٹھہراوے پر حقیقت میں رعایا کو جو روزمرہ اُسے توڑا کریں کچھ سزا نہ دے تو ایسے بادشاہ کو اور اُس کے عدل کو لوگ ہرگز خیال میں نہ لاویں اور اُس سے ڈریں بھی نہیں ٭ غرض کوئی اِس بھروسے نہ رہے کہ خدا اپنے رحم کے باعث گناہ کی سزا نہ کریگا اُس کا عدل بے حد و بے پایان ہے اُس نے فرمایا ہے کہ گناہ کی سزا ہوگی پس ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ ضرور ہوگی ٭

صدق یعنے سچائی بھی قادر مطلق کی ایک صفت ہے اور یہہ بھی بے حد و بے پایان ہے ٭ سب جو وہ کرتا اور فرماتا ہے کامل صدق کے ساتھہ ہے اور چاہئے بھی کہ وہ واجب الوجود جو تمام نیکی اور خوبی کا چشمہ ہے بے حد صدق کا رکھنیوالا ہو ٭ جھوٹھہ بڑا گناہ ہے چنانچہ ہندوؤں کے درمیان بھی یہہ مثل مشہور ہے کہ ست برابر تپ نہیں اور جھوٹھہ برابر پاپ نہیں ٭ خدا میں ذرہ بھی ناراستی نہیں اِس سے اُسے نہایت ہی نفرت ہے اور وہ اُن سے بھی نفرت رکھتا ہے جو جھوٹھہ بولتے ہیں ٭ جھوٹھہ بولنا شیطان کو بہت پسند آتا ہے اُس نے پہلے جھوٹھہ ہی بول کے اِنسان کو بہکایا اور اب بھی لوگوں کو اُسی سے بہکاتا رہتا ہے ٭ چنانچہ اُن سے کہتا ہے کہ اگر تم گناہ کرو تو اُس میں تمہیں بڑا مزہ اور خوشی حاصل ہوگی اور سزا کے باب میں نہ ڈرو خدا رحیم ہے اور سزا نہ کریگا ٭ وہ ہر دم بڑے جھوٹھہ بولا کرتا ہے اِسی لئے جھوٹھہ کا باپ کہلاتا ہے اور وے لوگ جو جھوٹھہ بولتے ہیں اُس کے نوکر کہلاتے ہیں ٭ خدا کو جھوٹھہ اور جھوٹھوں دونوں سے نفرت ہے اور اُس نے فرمایا ہے کہ تمام جھوٹھے جہنم کی آگ میں ڈالے جاینگے ٭

خدا نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے کہ میں اِنسان نہیں کہ جھوٹھہ بولوں ٭ اِنسان کئی باعثوں سے جھوٹھہ بولتے ہیں پر اکثر خاصکر کسی نفع کے لئے یا کسی سزا و آفت سے بچنے کو ٭ لیکن

خدا تو اپنی ذات میں کامل سعادت رکھتا ہے پس اُس سے ناراستی کیونکر ہو سکتی ہے اُس کو کسی سے
کچھ نفع نہیں ہو سکتا پھر اُسے کسی کا کچھ خوف بھی نہیں + ہمیں خدا کی راستی کی بابت خاصکر اُس کے
پاک کلام سے تعلیم ملتی ہے چنانچہ اُسی میں خدا فرماتا ہے کہ مجھ میں کامل صدق ہے اور میں تمام جھوٹھ اور
جھوٹھوں سے نہایت نفرت رکھتا ہوں اور انسان کو کسی بات کے لئے کیسی ہی بڑی کیوں نہ ہو ذرہ بھی
جھوٹھ بولنا نہ چاہئے + اگر ہمارا بڑا نقصان بھی ہونیوالا ہو یا کوئی بڑی مصیبت ہم پر آنیوالی ہو بلکہ اگر
جان تک کا بھی خطرہ ہو تو بھی بچنے کے لئے جھوٹھ بولنا نہ چاہئے + خدا کامل صدق اور راستی کو دوست
رکھتا ہے اور اُس نے اپنے بندوں کو بھی فرمایا ہے کہ اُسے دوست رکھیں + اِس مُلک کے لوگ کچھ
بھی سچائی کا پاس نہیں کرتے مُنہہ سے تو کہتے ہیں کہ بہت اچھی بات ہے اور خدا کے مقبول ہونے کو
اور اُس کے یہاں پہنچنے کو ضرور چاہتے ہیں پر معلوم ہوتا ہے کہ جو بات مُنہہ سے کہتے ہیں دل سے اُس کا یقین
نہیں کرتے اِسی لئے سچائی اُن میں بہت کم پائی جاتی ہے جہاں ذرہ بھی کچھ ملنا ہوتا ہے یا ذری
سی بات بھی اپنے اوپر آنے پر ہوتی ہے جھٹ جھوٹھ بول دیتے ہیں + اپنے روزمرہ کے کاروبار میں راستی
کو کچھ دخل نہیں دیتے اور سمجھتے ہیں کہ جب جھوٹھ سے کچھ مل سکتا ہے یا کسی آفت سے بچ سکتے ہیں
تو اُس کے بولنے میں کچھ گناہ نہیں اِسی واسطے جھوٹھ کی اُنھیں ایسی عادت پڑ گئی ہے کہ اُسے اپنی
روزمرہ کی خوراک کی طرح سمجھتے ہیں + اُن کے درمیان کے وے لوگ بھی جو بڑے نیک اور خدا
پرست شمار کئے جاتے ہیں ذرہ ذرہ سی بات کے لئے قصداً جھوٹھ بولتے ہیں اور لوگ اُن کے جھوٹھ کو کچھ بُرا
نہیں سمجھتے + یہہ لوگ گھنٹوں روزہ نماز اور پوجا پاٹ میں مشغول رہتے ہیں لیکن اگر کام پڑے تو
نماز یا پوجا پاٹ سے اُٹھتے ہی جھوٹھ بول دیں + لوگ اِنھیں خدا پرست کہتے اور پاک سمجھتے

ہیں پر اُن کے جھوٹھ پر ذرہ بھی خیال نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ جھوٹھ سے تمام عبادت جاتی رہتی ہے ۔ چنانچہ اس سے ظاہر ہے کہ وے راستی کا ذرہ بھی پاس نہیں کرتے اور اس سے یہہ بھی بات ہے کہ وے خدا کو بھی نہیں پہچانتے کیونکہ اگر پہچانتے تو جھوٹھ سے ڈرتے اِس لئے کہ اُسے جھوٹھ سے بڑی نفرت ہے ۔ جب کوئی نوکر جانتا ہے کہ میرا مالک فلانی بات سے ناراض ہوتا ہے تو وہ اُس بات سے پرہیز کرتا ہے ۔ چنانچہ یہہ بات اِس مقدمہ میں بھی راست ہے چونکہ خدا پاک ہے اُس کے پہچاننے والے بھی دلی پاکیزگی کی سعی وکوشش کرتے ہیں صدق بھی خدا کی پاکیزگی میں شامل ہے تو وے لوگ بھی جو اُسے پہچانتے ہیں صدق کی پیروی کرتے ہیں ۔ پس کوئی یہہ بات کیونکر کہہ سکتا ہے کہ جھوٹھ کے بولنے والے بھی خدا کو پہچانتے اور مانتے ہیں کیونکہ جھوٹھ تو خدا کی ذات اور پاکیزگی کے برخلاف ہے اور اُس سے آدمی کا دل بالکل ناپاک ہوجاتا ہے ۔

لوگ خدا کی اِس صفت کے باب میں ایسے محض ناواقف ہیں کہ نہ صرف جھوٹھ بولتے بلکہ کہتے بھی ہیں کہ خدا نے کسی کسی وقت پر جھوٹھ بولنے کی اجازت دی ہے ۔ چنانچہ ہندوؤں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جورو کا غصہ ٹھنڈا کرنے اور برہمن کی جان بچانے وغیرہ کے لئے جھوٹھ بولنا روا ہے اور مسلمان بھی کہتے ہیں کہ جب جھوٹھ بولنے سے کسی کی جان بچ سکتی ہو تو جھوٹھ بولنا چاہئے ۔ یہہ دونوں بڑی غلطی میں ہیں خدا نے کبھی ایسی اجازت نہیں دی یہہ اُس کی ذات کے برخلاف ہے اور جو ایسا کہتے ہیں کفر بکتے ہیں ۔ ہم پیچھے کہہ چکے ہیں کہ حق تعالیٰ کی ذات غیر تبدیل ہے اُس کی ذات میں بے پایان صدق پایا جاتا ہے وہ ہمیشہ سے صدق سے دوستی رکھتا آیا ہے اور سدا رکھتا رہیگا پس وہ کسی مخلوق کو جھوٹھ بولنے کی اجازت نہیں دے سکتا وہ ناراستی سے ایسی نفرت

رکھتا ہے کہ اُس نے ہمیں فرمایا ہے کہ اُس کی خواہش بھی نہ رکھیں کیونکہ جو دل میں اُس کی خواہش کرتا ہے
سو گویا بول چکا + اگر کوئی بادشاہ اپنی رعایا کی آگاہی کے واسطے بار بار اشتہار کیا کرے کہ
میں راستی کو بہت دوست رکھتا ہوں اور جھوٹھ سے نہایت نفرت اور اپنے سب رعایا کو بڑی تاکید
سے حکم کرتا ہوں کہ ہمیشہ سچ بولیں اور اگر کوئی جھوٹھ بولیگا تو اُس کی سخت سزا ہوگی + مگر اُس
کے ساتھ اُنھیں یہہ بھی اجازت دے کہ جب عدالت سے کچھ کام پڑے تو اپنے یا اوروں کے تئیں سزا
سے بچانے کے لئے کبھی کبھی جھوٹھ بولا کرو اور اپنے کاروبار میں بھی جب نفع کی صورت ہو راستی کا کچھ
بہت پاس نہ کیا کرو پر جھوٹھ بول دیا کرو تو ایسے بادشاہ کو لوگ کیا کہینگے یہی نہ کہ دیوانہ ہے اور بادشاہت
کے لایق نہیں آج تک تو جہان میں ایسا کوئی بادشاہ نہیں ہوا اور اگر ہوتا تو اُس کی سلطنت تھوڑے
ہی عرصہ میں تباہ ہو جاتی + قانون اِسی واسطے بنتے ہیں کہ سب طرح کے جُرم کم کریں نہ کہ اُنھیں
اور بڑھا دیں + پس جب کہ دنیوی حاکم ہرچند کہ ایسے گنہگار ہوتے ہیں اپنی رعایا کو جھوٹھ بولنے
کی اجازت نہیں دیتے تو حق تعالیٰ جو بالکل پاک ہے اور جس کی ذات میں بے حد صدق پایا جاتا ہے
اپنے مخلوقوں کو جھوٹھ بولنے کی اجازت کیونکر دیگا +

جناب باری نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے کہ میں اُنھیں جو میری محبت اور عبادت کی آرزو
رکھتے ہیں اور ہدایت اور طاقت کے لئے مجھ سے دعا مانگتے ہیں اجر دونگا + اِس سے اُن سب کو جو
راستی سے اُس کی بندگی کیا چاہتے ہیں بڑی تسلی حاصل ہوتی ہے اُس لئے یوں فرمایا ہے اور چونکہ وہ
صادق القول ہے اپنے وعدہ کو وفا کریگا + اُس کی برکت اُن سب پر ہے جو اُس کی سچی پہچان
کے خواہاں ہیں اُنھیں صرف اُس سے دعا مانگنا ہے اور وہ اُنھیں اُس برکت پر پہنچا دیگا کیونکہ اُس نے اِس کا وعدہ کیا ہے

جناب باری نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہی کہ میں ہر طرح کے گناہ کی سزا کرونگا اور جو لوگ اُن پر بڑا عذاب پہنچاؤنگا جو قصداً گناہ کرتے چلے جاتے ہیں ✣ ہمیں ہرگز یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ خدا حقیقت میں گناہ کی سزا نہ کریگا یہہ صرف گنہگاروں کو ڈرانے کے لئے ایسا کہتا ہی خدا جو کہتا ہی وہی کرتا ہی اُس نے سزا کرنے کہی ہی اور ضرور کریگا ✣ وہ ماباپ کی طرح نہیں جو جھوٹھ موٹھ بھی اپنے لڑکوں کو ڈراتے ہیں اُنھیں ایسی بات مناسب نہیں جب سزا کرنے کہتے ہیں اور لڑکا قصوروار ہو تو اُس کی سزا کرنی چاہئے ✣ ماباپ گنہگار ہوتے ہیں اور اَور گناہوں کے ساتھ ایک یہہ بھی گناہ کرتے ہیں پر خدا میں تو کچھ گناہ نہیں وہ تو بالکل پاک ہی اور صدق بھی اُس کی پاکیزگی میں شامل ہی ✣ پس جو اُس نے کہا ہی سو کریگا اُس نے صاف صاف فرمایا ہی کہ میں گناہ کی سزا کرونگا اور ضرور کریگا اِس لئے سب کو چاہئے کہ ڈرتے رہیں اور گناہ سے پرہیز کریں ✣

ہر کہیں حاضر رہنا بھی حق تعالیٰ کی ایک صفت ہی چنانچہ وہ ہر کہیں موجود ہی اور تمام خلقت میں ایسی کوئی جگہہ نہیں جہاں وہ حاضر نہیں ہی ✣ یہہ صفت بھی خاص خدا ہی کی ذات میں پائی جاتی ہی انسانوں اور فرشتوں میں نہیں ہی وے تو صرف مخلوق ہیں اور اُن کی ذات و صفات کو حد ہی پس اُن سے یہہ نہیں ہو سکتا کہ ایک دم سے دو جگہہ حاضر ہوں ✣ جب کوئی شخص کسی جگہہ موجود ہوتا ہی تو اُس کی حاضری اُسی جگہہ موقوف رہتی ہی یہہ نہیں ہو سکتا کہ وہاں بھی ہو اور اُسی دم اَور کہیں بھی ہو ✣ مثلاً جب کوئی اپنے گھر میں ہوتا ہی تو اُس وقت صرف وہیں ہوتا ہی یہہ نہیں کہ وہاں ہو اور اُسی دم ایک ہی ساتھہ اپنے کھیت یا دکان میں بھی ہو اگر کھیت یا دوکان میں موجود ہوا چاہے تو اُسے ضرور ہی کہ گھر سے روانہ ہو اور وہاں جائے دونوں جگہہ ایک ساتھہ حاضر نہیں ہو سکتا

پر خدا ایک دم سے سب جگہہ حاضر ہی صرف دو چار جگہہ نہیں پر لاکھوں کروڑوں جگہہ بلکہ تمام خلقت میں ہی
چونکہ اُس کی خلقت ایسی بے حد ہی نہایت ضرور ہی کہ وہ سب جگہہ حاضر ہو کیونکہ اگر حاضر نہ ہو تو اُس
میں ابتری اور بے انتظامی ہو جائے + سچ ہی کہ خدا خلقت میں بندوبست اور انتظام اپنی قُدرت
سے رکھتا ہی پر اُس کی حاضری بھی اُس کی قُدرت میں شامل ہی + ہم لوگوں کی فہم بہت
کوتاہ ہی ... ہم سمجھہ نہیں سکتے کہ خدا کس طرح سب جگہہ حاضر رہتا ہی لیکن اگرچہ اِس حقیقت کو سمجھہ نہیں
سکتے تو بھی صاف صاف ظاہر ہی کہ خدا سب کہیں اپنی قُدرت سے موجود ہی اِس بات کا کوئی انکار
نہیں کر سکتا چنانچہ جہان کے سب جانداروں کی پرورش پر ذرہ غور کرو + اگر خدا ہر کہیں موجود نہیں
ہی تو سب جانداروں کی پرورش کون کرتا ہی + جہان کے سب مُلک انسانوں اور ہر طرح کے حیوانوں
سے بھرے ہیں اور سب حق تعالیٰ کی قُدرت ہی سے جیتے ہیں اگر وہ دُنیا کے ایک ہی حصّے میں موجود ہو تو
اَور حصّوں کے جاندار کیونکر جئیں مثلاً اگر صرف ہندوستان میں موجود ہو تو چین و برماہ اور دُنیا کے
اَور مُلکوں کے جاندار کیسے جئیں مگر دُنیا کے تمام مُلکوں کے جاندار پرورش پاتے اور جیتے ہیں + پس
اِس سے صاف صاف ظاہر ہی کہ وہ ہر جگہہ موجود ہی + خدا کے سب جگہہ حاضر ہونے کی اَور بھی
دلیلیں ہیں پر اُن کا بیان کرنا کچھہ ضرور نہیں ہر ایک کے لئے یہی کافی ہی + شاید اَور دلیلوں
کو سب لوگ سمجھہ نہ سکیں پر اِسے تو ہر کوئی سمجھہ سکتا ہی کیونکہ آنکھوں سے دیکھہ سکتا ہی چنانچہ
اُسی کی حاضری سے جو اُس کی قُدرت کے وسیلے ظاہر ہی سب جاندار زندگی اور پرورش پاتے ہیں +
خدا کی خلقت بے حد ہی اکیلا یہی عالم نہیں جس میں ہم رہتے ہیں پر سورج اور چاند و لکھو کھہا
ستارے جو آسمان میں چمکتے ہیں عالم ہیں اور سوا اِن کے کروڑہا اَور بھی ہیں جو انسان کی دیکھنے میں

ہیں آتے اِس دُنیا کی طرح اُن کی بھی حفاظت و خبرداری کرنی چاہئے اور نہایت ضرور ہی کہ خدا بندوبست
و انتظام کے لئے اُن میں سے ہر ایک میں حاضر و موجود ہو ۔ جب کسی بادشاہ کا ملک بہت بڑھ جاتا ہی
تو اُس کے اِنتظام میں اُسے مشکل ہوتی ہی کیونکہ وہ تو صرف مخلوق ہی اُس کی ذات و صفات کو
حد ہی اُس کی حاضری ایک ہی جگہہ موقوف ہی اور وہ ہر کہیں ایک ساتھہ موجود نہیں ہو سکتا اور
خود بخود جان نہیں سکتا کہ سلطنت کی اور جگہوں میں کیا واقع ہو رہا ہی جب کہیں فساد و سرکشی
ہوتی ہی اُسے وہاں سرکشوں کو زیر کرنے کو جانا پڑتا ہی اور ممکن ہی کہ پیشتر اُس کے وہاں پہنچنے کے
بڑا نقصان ہو جائے ۔ پس اگر وہ ایک ہی ساتھہ اپنی سلطنت کی ہر جگہہ حاضر ہو سکے تو یہہ
صفت اُس کے بڑے کام آوے اور وہ سلطنت میں خوب انتظام رکھہ سکے ۔ پر خدا تو یہہ صفت
کمال درجہ تک رکھتا ہی ۔ اور اگرچہ اُس کی خلقت بے حد ہی وہ ہر کہیں حاضر ہی اور سب
میں بندوبست و اِنتظام رکھتا ہی ۔ تمام خلقت میں خدا کی حاضری اِنسان کی حاضری سے
جب کسی جگہہ موجود ہوتا ہی زیادہ ہی اور جہاں جہاں حاضر ہی اپنی قدرت ظاہر کرتا ہی اور بیفایدہ
حاضر نہیں ۔ جہاں جہاں حاضر ہی عالموں کو پیدا کرتا اور سنبھالتا ہی ۔ چنانچہ وہ آفتاب
میں حاضر ہی جو وہ چراغ ہی کہ اُس نے دن کو ہمارے لئے مقرر کیا ہی اور ہمارے کرّہ کے سوا اور
بہت عالموں کو روشنی دیتا ہی ۔ اگرچہ آفتاب اور زمین کے درمیان فاصلہ بڑا ہی تو بھی وہ
ایک دم میں ایک ہی ساتھہ یہاں اور وہاں دونوں جگہہ موجود اور حاضر ہی ۔ خدا سفر نہیں کرتا
اُسے سفر کی کچھہ ضرورت نہیں وہ ایسا نہیں کرتا کہ ایک دن اِس زمین پر ہو اور یہاں کا بندوبست
کرے اور دوسرے دن آفتاب کو جائے کہ وہاں کا بندوبست کرے ۔ اِنسان کو سفر کرنا پڑتا

ہم آج یہاں ہیں اور اگر دوسری جگہہ کام پڑے تو کل وہاں جانا پڑے لیکن خدا کی ذات تو بے پایاں ہی اور اُسے اِدھر اُدھر آنے جانے نہیں پڑتا وہ آفتاب اور اِس زمین پر ایک ساتھ حاضر و موجود رہتا ہی + اِسی طرح وہ اُسی دم چاند میں بھی حاضر ہی جو وہ چراغ ہی جس سے رات کو ہمیں روشنی ملتی ہی + عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ سورج چاند وغیرہ میں باشندے ہیں پس خدا جس وقت کہ سورج اور اِس زمین کے باشندوں کا انتظام کرتا ہی اُسی دم چاند کے باشندوں کا بھی بندوبست کرتا ہی + اِسی طرح وہ اُسی دم اُن بیشمار ستاروں میں بھی جو رات کو چمکتے نظر آتے ہیں حاضر و موجود ہی + وے بھی اِس زمین کی طرح عالم ہیں اور معلوم ہوتا ہی کہ اُن میں بھی باشندے ہیں کیونکہ جناب باری نے جس کی حکمت بے نہایت ہی اُنھیں صرف چمکنے کو نہ بنایا ہوگا پر ذی عقل مخلوقوں سے معمور کیا ہوگا کہ اُس کی حمد و ثنا اور عبادت کریں + یہہ تمام عالم طرح طرح کے بڑی تیزی سے اور گرہوں کے چوگرد گھومتے ہیں اِس گردش واو بہت سی باتوں کے باعث اُن کے باب میں بڑی ہوشیاری و حکمت چاہئے + پس خدا اُن کی خبرداری اور انتظام کے لئے اُن میں سے ہر ایک میں حاضر ہی وہ کسی سے ایک دم بھر کے لئے بھی غیر حاضر نہیں ہوتا اور غیر حاضر ہونا ممکن بھی ہی کیونکہ ہر کہیں حاضر رہنا تو اُس کی ایک صفت ہی اور اُس کی ذات سے متعلق ہی پس وہ اپنی ذات کے باعث اپنی خلقت کے ہر جگہہ حاضر و موجود رہتا ہی +

غرض خدا اِس دُنیا کی ہر جگہہ موجود ہی ایسی کوئی جگہہ نہیں جہاں وہ حاضر نہ ہو اور پھر اُس کی حاضری ایسی نہیں کہ کہیں کم ہو اور کہیں زیادہ پر ہر کہیں یکساں ہی + اگرچہ لوگ مُنہہ سے کہتے ہیں کہ خدا ہر جگہہ حاضر ہی پر معلوم ہوتا ہی کہ سب دل سے اِس بات کا یقین نہیں کرتے اِسی لئے

اُن جگہوں کو تیرتھہ اور حج کو جایا کرتے ہیں جنھیں پاک سمجھتے ہیں اور جہاں خیال کرتے ہیں کہ خدا زیادہ حاضر ہی + پر یہہ بڑی غلطی ہی خدا سب کہیں یکساں حاضر و موجود ہی اور اُس کی عبادت ہر جگہہ ہو سکتی ہی + اِسی طرح وے لوگ بھی بڑی غلطی کرتے ہیں جو عبادت کے لیے جنگلوں کو نکل جاتے ہیں سمجھتے ہیں کہ خدا وہاں زیادہ ملیگا + چونکہ خدا سب جگہہ حاضر ہی اُس کی عبادت ہر کہیں ہو سکتی ہی + اصل بات تو دل ہی اور اگر کوئی دل سے اُس کی طرف رجوع ہو تو جیسا جنگل میں کر سکتا ویسا گھر میں اپنے لڑکے بالوں کے ساتھہ بھی کر سکتا ہی خدا کی عبادت جگہہ پر موقوف نہیں ہی دل پر اور اگر دل درست ہو تو اُس کی عبادت ہر کہیں ہو سکتی ہی + چونکہ حق تعالیٰ اِس دُنیا کی ہر جگہہ حاضر ہی وہ سمندر کی اُن جگہوں میں بھی موجود ہی جہاں اِنسان نہیں رہتے اور وہاں بھی حاضر ہی جہاں سے جہاز نکلا کرتے ہیں اور جہازیوں اور اُن سب جانداروں کی جو وہاں رہتے ہیں خبرداری کرتا ہی + فرنگستان کی قوموں کے جہازوں کو سمندر کے اُس پار سے آنا پڑتا ہی پس پار ہوتے وقت خدا ہی اُنھیں سب خطروں سے بچاتا ہی اگر خدا وہاں حاضر نہ ہو تو یہہ لوگ سمندر کے پار نہ ہو سکیں + جب کبھی طوفان آتا یا اُن پر اور کسی طرح کی آفت پڑتی ہی تو وے قادر مطلق سے مدد کے واسطے دعا مانگتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ وہ حاضر ہی چنانچہ وہ اُن کی سُنتا اور اُنھیں بچا لیتا ہی لیکن اگر وہاں حاضر نہ ہو تو خطرے کے وقت اُن کی دعا کیونکر سُن سکے ہرگز نہ سُن سکے اور وے ہلاک ہو جائیں لیکن اُس کی حاضری سے سمندر کے پار ہونیوالوں کو خاطر جمعی رہتی ہی + سمندر کی بعضی جگہوں میں ایسی سردی ہی کہ جہاز وہاں سے نہیں نکلتے وہاں بعضی چڑیاں رہتی ہیں حق تعالیٰ اُن جگہوں میں بھی حاضر ہی اور اُن چڑیوں کی خبرداری بھی کرتا ہی + پھر بعضی جگہوں میں ایسی از حد سردی ہی کہ یہہ چڑیاں بھی وہاں

نہیں رہ سکتیں خدا وہاں بھی حاضر ہے اور اُس از حد سردی سے جو کسی جاندار سے برداشت نہیں ہو سکتی اپنی قدرت ظاہر کرتا ہے +

غرض جناب باری اُن سب سنسان بیابانوں اور جنگلوں میں بھی حاضر ہے جہاں انسان کبھی نہیں جاتے جنگلوں میں حیوانوں کی خبرداری کرتا ہے اور ویران بیابانوں میں جہاں کوئی حیوان اور درخت نظر نہیں آتے اپنی قدرت کے ساتھ موجود ہے جیسا کہ شہروں میں حاضر ہے اُسی طرح اُن بیابانوں میں بھی موجود ہے + ذکر ہے کہ ایک دفعہ کوئی مسافر سفر کرتے کرتے کسی بڑے بیابان میں جا پڑا جہاں سے کسی کی گذر نہ تھی اور سوا میدان اور ریت کے کچھ نظر نہ آتا تھا وہ دن بھر اُسی کے درمیان سفر کرتا رہا اور آخر کو بھوکھ و پیاس اور ماندگی سے نہایت کمزور ہو گیا اُسے یہہ بھی خبر نہ تھی کہ بیابان کی انتہا کہاں ہوگی یا کہ شہر بستی کدھر کو ملینگے کہ اُدھر ہی کو جاؤں اِسی حالت میں نومیدی کی نوبت تک پہنچا اور سمجھا کہ اب یہیں مر جاؤنگا لیکن آخر کار اُس نے اُنگلی برابر ایک چھوٹا اور خوشنما پودھا زمین پر لگا دیکھا اُسے دیکھکر سوچنے لگا کہ خدا یہاں بھی حاضر ہے اور جس حالت میں کہ اِس قدر سے پودھے کی خبرداری کر رہا ہے مجھے جو انسان ہوں اور اِس پودھے سے کہیں بڑا لاچار نہ چھوڑیگا + اِس خیال سے اُس کو خاطر جمعی ہوئی گھوڑے پر سوار تھا اُس کی باگ کو چھوڑ دیا کہ جدھر اُس کی خوشی ہو چلا جائے اُس کو یقین ہوا کہ خدا مجھے ایسی جگہہ پہنچا دیگا جہاں انسان بستے ہوں اور کھانا پانی مل سکے چنانچہ ایسا ہی ہوا کچھہ عرصہ میں وہ ایک بستی کو پہنچا اور وہاں اُس کی احتیاج رفع ہوئی + پس خدا دُنیا کے نہایت ہی سنسان بیابانوں میں بھی حاضر و موجود ہے +

اِسی طرح وہ جہان کے سب شہروں اور بستیوں میں بھی موجود ہے + وہ شہروں اور بستیوں

کی ہر جگہہ میں حاضر ہی بلکہ تمام مکانوں اور مکانوں کے ہر ایک کونے میں موجود ہی کوئی جگہہ ایسی پوشیدہ نہیں جہاں وہ نہ ہو ✦ ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہیں اور یاد رکھیں کہ ہم کبھی اکیلے نہیں ہوتے اور چھپکے کوئی گناہ نہیں کر سکتے ✦ شاید کوئی انسان ہمارے ساتھ نہ ہو اور ہم گھر کے دروازے بھی بند کر لیں اور خوب اندھیرا کر لیں تو بھی خدا کو ہم وہاں سے نکال نہیں سکتے وہ تب بھی وہاں حاضر ہی اور سب کچھ دیکھتا ہی ✦ یا شاید کسی گناہ کے واسطے گھر کے باہر نکل جاویں اور اُس کے لئے ایک بڑی اندھیری رات اور نہایت پوشیدہ جگہہ پسند کریں ایسا کہ کوئی انسان دیکھ نہ سکے پر تو بھی خدا وہاں حاضر ہی اور سب کچھ دیکھتا ہی ✦ انسان اپنے تئیں انسان سے پوشیدہ کر سکتا ہی پر خدا سے نہیں اگر کوئی اس جہان کی نہایت پوشیدہ جگہہ کو بھاگ جائے تو خدا وہاں بھی اُس کے ساتھ حاضر و موجود ہو یا اگر ممکن ہو کہ آفتاب یا ماہتاب یا کسی ستارے کو اُڑ جائے تو وہاں بھی قادر متعال سے چھپ نہ سکے ✦ پس جب کوئی کسی طرح کے گناہ کا قصد کرتا ہی تو ڈرے کیونکہ خدا ہر کہیں حاضر ہی اور سب کچھ دیکھتا ہی اور گنہگاروں کو ضرور سزا دیگا ✦

چھٹواں باب

خدا تعالیٰ کی ذات و صفات اور پاکیزگی کا بیان چلا جاتا ہی

غرض ہمہ دانی یعنے سب باتوں کا علم رکھنا بھی باری تعالیٰ کی ایک صفت ہی وہ سب باتوں کو بخوبی جانتا ہی یہہ صفت بھی خاص اُسی کی ذات میں پائی جاتی ہی ✦ کوئی مخلوق کیسی ہی عالی

درجہ کا کیوں نہ ہو سب باتوں کی خبر نہیں رکھتا ◆ خدا کے فرشتے بہت کچھ جانتے ہیں پر وے بھی سب باتوں سے آگاہی نہیں رکھتے چنانچہ وے ایک دم میں معلوم نہیں کر سکتے کہ اِس تمام جہان میں کیا ماجرا ہو رہا ہے اور نہیں جانتے کہ خدا کی ساری خلقت میں آگے کیا کیا ہو گیا ہے اور آیندہ کو کیا کیا ہوگا وے تو صرف مخلوق ہیں اور اُن کے علم کو حد ہے ◆ فرشتوں کا درجہ انسان کے سے کہیں بڑا ہے اور جب حال میں کہ فرشتوں کو سب باتوں کا علم نہیں انسان کو کہاں سے ہوگا ◆ بعضے لوگ اِس دُنیا کا بڑا علم رکھتے اور بڑے فاضل ہوتے ہیں اور لوگ اُن کے حق میں سمجھتے کہ سب کچھ جانتے ہیں اور اُن کی بڑی تعظیم کرتے ◆ پر یہ خیال کرنا کہ وے سب کچھ جانتے ہیں بڑی غلطی ہے جاہلوں کی نسبت البتہ بہت جانتے ہیں پر حقیقت میں اُن کا علم نہایت ہی تھوڑا ہے بڑے سے بڑا دانا و عالم بھی حالانکہ سچے خدا کو پہچانتا اور مانتا بھی ہو اِس دُنیا میں بہت علم حاصل نہیں کر سکتا اُس کا سارا علم ہر چند کہ لوگ اُس سے بڑا تعجب کرتے ہوں کم سے کم درجہ کے فرشتوں کے علم کی نسبت حقیقت میں کچھ نہیں ساری خلقت کے ماجروں کے علم کا کون ذکر کرے اُسے اِتنا بھی تو نہیں معلوم کہ اِسی ایک عالم میں کیا ہو رہا ہے بلکہ اپنے ہی مُلک و شہر و گردو کی سب باتوں کی خبر نہیں رکھتا کتابوں سے کئی باتوں کے حق میں کچھ علم حاصل کر لیا ہوگا پر اِس کو ہمہ دانی نہیں کہتے ◆ غرض اِنسان کو خدا اور اُس کی خلقت دونوں کے باب میں بہت ہی تھوڑا علم ہے ◆ لیکن خدا ہمہ دان ہے اور سب باتوں کا پورا علم رکھتا ہے چنانچہ اُسے معلوم ہے کہ ساری خلقت میں آگے کیا ہو گیا ہے اور اب کیا ہو رہا ہے اور آیندہ کو کیا ہوگا ◆

پس حق تعالیٰ جانتا ہے کہ اِس تمام خلقت میں شروع سے کیا واقع ہو گیا ہے جب سے خلقت پیدا ہوئی ہے ہزاروں برس گذر گئے ہیں اور شروع سے اُس میں بےشمار ماجرے واقع ہو گئے ہیں خدا اُن

سب کو بخوبی جانتا ہے اور اُنھیں کبھی بھول نہیں سکتا ✦ انسان کو سب بڑے بڑے ماجرے
بھی یاد نہیں رہتے اُنھوں نے کچھ کتابیں لکھیں ہیں اور اُن میں تھوڑے سے ماجروں کا کچھ بیان
کیا ہے پر اُن کو یہہ تھوڑے سے بھی تو سب یاد نہیں رہتے جب کوئی تواریخ پڑھکے تمام کرتے
ہیں اُسی وقت آدھے احوال کو بھول جاتے ہیں ✦ پر خدا سب باتوں کو جانتا اور یاد رکھتا ہے یہاں
تک کہ ذرہ ذرہ سے ماجروں کو نہیں بھولتا ✦ یہہ دُنیا ہمیشہ بہت سے مُلکوں میں تقسیم رہی ہے ہر ملک
میں نئے نئے صوبے اور ہر صوبے میں کئی شہر و گانو و بستیاں ہوئی ہیں ہر شہر و گانو و بستی میں سیکڑوں و ہزاروں
باشندے ہو گئے ہیں ✦ اور اُن پُرانے باشندوں کو مرے سیکڑوں و ہزاروں برس گذر گئے تو بھی
خدا اس دم جانتا ہے اور ہمیشہ جانتا رہیگا کہ ہر ساعت ہر شخص کی حالت اِس جہان میں کیا تھی وہ
ہر شخص کی زندگانی کے صرف بڑے بڑے ماجروں کو نہیں پر ذرہ ذرہ سی باتوں کو بھی جو اُس سے یا اُس کے
حق میں واقع ہوئیں جانتا ہے ✦ چنانچہ وہ بخوبی جانتا ہے کہ ہر انسان نے روز مرہ کیا کھایا پیا کیسے کپڑے
پہنے کیا کام کیا کیا بولا ہر دم کیا سوچا کتنے گھنٹے سویا اور کتنے گھنٹے جاگا دن بھر میں کتنے دفعہ اکیلا تھا اور
کتنے دفعہ کسی کی صحبت میں رہا ✦ زندگی بھر میں کتنے دفعہ بیمار پڑا اور کتنے وقت تندرست رہا خیال و کلام
اور چال چلن میں کتنے گناہ کئے کب مرا اور کیسے مرا ✦ یہہ اُسے سب معلوم ہے اور صرف تھوڑے سے بڑے
بڑے لوگوں کے حق میں نہیں بلکہ نہایت ہی حقیر فقیروں کے بھی سب حال کی اُسے پوری آگاہی ہے ✦
اگرچہ اِس جہان میں کروڑہا باشندے ہو گئے ہیں تو بھی وہ سب کے حال کو جانتا ہے اور اگرچہ سب کو اپنا اپنا
تمام حال یاد نہیں پر خدا کو سب یاد ہے ✦ چونکہ اُسے ایسی ذرہ ذرہ سی باتیں یاد ہیں مثلاً لوگوں کا کھانا
پینا سونا وغیرہ تو البتہ قوموں اور مُلکوں کے بڑے بڑے ماجرے بھی یاد ہیں ✦ غرض وہ جانتا ہے

کہ دُنیا میں کون کون بڑے بادشاہ ہو گئے ہیں کون کون بڑی لڑائیاں کی ہیں اُن سے کون کون
انقلاب اور گردشیں وقوع میں آئی ہیں کیسے بڑے و بیشمار رکتا مگر گئے ہیں اور سب اپنے اپنے دور سے
میں خلق اللہ پر کیسی کیسی بتیاس مصیبت و آفت پہنچا گئے ہیں اُسے یہہ سب خوب معلوم ہی +
جیسا کہ حق تعالیٰ کو زمانہ گذشتہ کے تمام احوال سے آگاہی ہی اسی طرح جانتا ہی کہ اب دُنیا میں
کیا واقع ہو رہا ہی + دُنیا میں بہت سے مُلک ہیں اور اُن میں کروڑوں باشندے ہیں دُنیا کی تمام
آبادی پر خیال کرتے ہی عقل حیران ہو جاتی ہی تو بھی قادر مطلق ہر شخص کو جانتا ہی اور یہہ بھی کہ
وہ اِس جہان میں اپنی جنس کے درمیان کیا مرتبہ رکھتا کہاں رہتا کیا پیشہ رکھتا کیا کھاتا پیتا
اور روز مرہ کیسے کپڑے پہنتا اور ہر ساعت کیا سوچتا اور بولتا اور کرتا ہی + وہ دنیا کے تمام بادشاہوں
اور حاکموں کو جانتا ہی اور دیکھتا ہی کہ ہر ایک اُس مُلک کا جو اُس نے اُس کے سپرد کیا ہی کیسا بندوبست
و انتظام کرتا ہی + غرض وہ اِس دُنیا کی ذرہ ذرہ سی باتوں کے حق میں بھی پوری واقفیت رکھتا
ہی + اِس حقیقت سے کہ وہ ہم میں سے ہر ایک کے حال سے بخوبی واقف ہی ہمیں بڑی خاطر جمعی و تسلی
حاصل کرنی چاہیئے گناہ کے باعث یہہ جہان رنج و غم سے بھر گیا ہی اور کوئی اُس سے نہیں بچا بلکہ
بادشاہوں کے محلوں میں بھی دکھ درد اور رنج و غم پایا جاتا ہی چنانچہ اِس سے بڑی تسلی حاصل ہوتی ہی کہ خدا
ہمارے سب رنجوں اور تکلیفوں سے آگاہ ہی اور کہ اگر ہم اُس سے دعا مانگیں تو رہائی دے سکتا ہی +
جب کوئی کسی مصیبت میں ہوتا ہی اور اُس کے حال کو کوئی نہیں جانتا اور اُس کا ہمدرد ہونیوالا اور
مدد کرنیوالا کوئی نہیں ہوتا تو اُس شخص کو زیادہ رنج ہوتا ہی + پس ہمارے سب دُکھ درد کا ایک
دیکھنیوالا ہی خدا ہر شخص کی تکلیف اور ہر ایک کے دل کے رنج کو جانتا ہی اور چونکہ اُس کی مہربانی

بے پایان ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے بندوں کی دعا سننے اور اُنھیں رہائی دینے پر مستعد رہتا ہے ✚ اگر خدا ہر
ایک کی تکلیف اور رنج و غم سے واقف نہ ہو تو بھی دُنیا دوزخ ہو جائے لیکن اُس کی ہمہ دانی سے
بڑی تسلی رہتی ہے ✚ سوا اِس کے حق تعالیٰ صرف اِنسانوں کے نہیں بلکہ حیوانوں کے حال سے
بھی خوب واقف ہے وہ اُن حیوانوں کو جانتا ہے جنھیں اِنسان اپنی خدمت کے واسطے رکھتے ہیں
اور اُنھیں بھی جو جنگلوں میں پھرتے اور دریاؤں اور سمندر میں پیرتے ہیں بلکہ ذرہ ذرہ سے کیڑے بھی
جو ایسے چھوٹے ہیں کہ اِنسان کے دیکھنے میں نہیں آتے اُس کے علم سے باہر نہیں ہیں ✚

غرض جیسا کہ باری تعالیٰ ماضی اور حال کی سب باتوں کو جانتا ہے اِسی طرح اُسے استقبال کی بھی
خبر ہے اور معلوم ہے کہ آگے کو کیا ہوگا ✚ ہم لوگ اپنی ناواقفی اور کوتاہ بینی کے باعث زمانہ کو ماضی و حال
و استقبال میں تقسیم کرتے ہیں پر خدا ایسا نہیں کرتا کیونکہ وہ ہمہ دان ہے ✚ اُس کے نزدیک ماضی
اور استقبال نہیں ✚ تمام گذری باتوں کو ایسا جانتا ہے گویا ابھی واقع ہو رہی ہوں اور اِسی
طرح اُن سب باتوں کو جانتا ہے جو آیندہ کو واقع ہونگی ✚ چنانچہ وہ جانتا ہے کہ آگے کو دُنیا میں
کون کون جاندار پیدا ہونگے اور کس طرح رہینگے اور اُسے یہہ بھی معلوم ہے کہ زمانہ کی آخر تک کیا
کیا ماجرے واقع ہونگے ✚ غرض یہی ہمہ دانی خدا اور گرہوں مثلاً سورج و چاند و ستاروں وغیرہ
کی نسبت بھی رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اُن سب میں آگے کیا ہو گیا ہے اور اب کیا ہو رہا ہے اور
آیندہ کو کیا ہوگا ✚

چونکہ خدا سب باتوں کو جانتا ہے ہمیں چاہیے کہ اپنے اعمال کے حق میں خوب ہوشیار رہیں ✚
باری تعالیٰ سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی اگر کوئی آفتاب کو گھڑے میں بند کرکے دُنیا کو تاریک

کر سکے تو شاید خدا سے بھی کچھ چھپا سکے وہ تو ہمارے سب خیالوں کو بھی جانتا ہے تو اُس سے کیا چھپ سکتا ہے + پس ہمیں چاہئیے کہ اُس سے ڈریں اور اُس کے حضور میں خوب ہوشیار رہیں +

پاکیزگی بھی جناب باری کی ایک صفت ہے + وہ بالکل پاک ہے اور گناہ سے نہایت نفرت رکھتا ہے + پاکیزگی اُس کی ایک خاص صفت ہے اور اگرچہ اُس کی سب صفتیں بے پایاں ہیں پر اِسی میں اُس کی زیادہ خوشی ہے اور اِسی سے اَور سب صفتوں کو شان ہے کلام پاک میں اِس کا بہت ذکر ہے اور حق تعالیٰ اپنے تئیں بار بار پاک فرماتا ہے اور فرشتے بھی اُس کے حق میں کہا کرتے ہیں قُدوس قدوس قدوس آسمان و زمین کا خالق و مالک + اگرچہ اُس کی اَور بھی صفتیں بے پایان ہیں تو بھی فرشتے یہہ نہیں کہتے کہ قادر قادر قادر یا دانا دانا دانا اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکیزگی کی صفت اُس کو بہت عزیز ہے + چونکہ خدا بالکل پاک ہے اور پاکیزگی میں اُس کی نہایت خوشی ہے اُس سے کوئی غیر واجب کام نہیں ہو سکتا اِس سے ہمیں بڑی تسلی حاصل ہونی چاہئیے بشرطیکہ ہم دل سے اُس کی عبادت کریں + جب کوئی ذی عقل وجود گناہ کرتا ہے تو اُس کی پاکیزگی جاتی رہتی ہے چنانچہ اگر خدا سے بھی کسی غیر واجب بات کا ہونا ممکن ہو تو ہم اُسی کے قبضہ میں سلامت اور خوش کیونکر رہ سکیں کیونکہ یہی اندیشہ ہے کہ معلوم نہیں کس وقت خواہ نخواہ بھی ہم پر عذاب پہنچا وے + اگر ہم کبھی کسی زور آور دیوانے کی سنگت میں پڑیں تو ہر دم خوف رہے کیونکہ معلوم نہیں کہ کس وقت کونسی چیز اُٹھا کر ہمیں مار ڈالے اُس کی دیوانگی اِس خوف کا باعث ہو چنانچہ گناہ سے عقل اور دل دونوں بگڑ جاتے اور گویا دیوانے ہو جاتے ہیں + پس اگر خدا کا پاکیزگی سے خالی ہو جانا اور اُس سے کسی غیر واجب بات کا صادر ہونا

ممکن ہو تو ہمیں ہمیشہ خوف و خطر رہا کرے کیونکہ وہ قادر مطلق ہی اور معلوم نہیں کہ کس وقت ہمیں دوزخ میں خواہ مخواہ بھی ڈال دے + لیکن اِس بات سے بڑی خاطر جمعی ہونی چاہئے کہ وہ بالکل پاک ہی اور اُس میں اُس کی نہایت خوشی ہی اور اگرچہ وہ قادر مطلق اور ہم محض کمزور ہیں تو بھی اگر ہم اُس سے محبت رکھیں اور اُس کی عبادت اور فرماں برداری کریں وہ ہم پر کبھی عذاب نہ پہنچاویگا +

جیسا کہ خدا آپ پاک ہی وہ چاہتا ہی کہ میرے سب ذی عقل مخلوق پاک ہوں + اُس نے فرشتوں اور انسانوں کے درمیان اِس حکم کا اشتہار کیا ہی اور اُنھیں فرمایا ہی کہ اگر تم سب بہشت کا آرام حاصل کیا چاہتے ہو تو ضرور ہی کہ پاک ہو اور ذرہ بھی گناہ نہ کرو + اگر کوئی خیال میں بھی ذرہ سا گناہ کرے تو بہشت کو پہنچ نہیں سکتا + اگر کوئی مخلوق پاک پیدا ہو کر ہمیشہ نیکی اور پاکیزگی کے کام کیا کرے پر زندگی بھر میں صرف دل میں ایک ذرہ سا گناہ کرے تو اُس سے بھی اُس کی ذات ناپاک اور نفرتی ہو جائے اور وہ خدائے پاک کے حضور ٹھہر نہ سکے + اگر کوئی شخص نہا کر گھر کو چلا جاتا ہو اور راہ میں کسی اتفاق سے اُس پر ذرہ سا غلیظ پڑ جائے تو بقول لوگوں کے اُس کی پاکیزگی جاتی رہے اور وہ ایسا ہی ناپاک ہو جائے گویا ٹوکرا بھر غلیظ اُس پر پڑ گیا ہو یعنے دونوں طرح سے اُسے پھر نہانے پڑے + اِسی طرح گناہ ایسی ایک شی ہی کہ اُس سے دل و روح کی پاکیزگی جاتی رہتی ہی + گناہ کی ذات ہی خراب ہی اور اگر ذرہ سا بھی ہو تو اُس سے روح ناپاک ہو جاتی و بہشت سے خارج رہتی اور ہمیشہ کے لئے جہنم کے عذاب میں پڑتی ہی + باری تعالیٰ کو ذرہ سے گناہ کی بھی برداشت نہیں اور جب کوئی ذرہ سا بھی گناہ کرتا ہو وہ اُس سے ناراض ہوتا ہی + جو شخص کہ روز غسل کرتا اور بار بار کپڑے بدلتا اور بہت صاف

رہتا ہی ایسے آدمی کو پاس نہیں رکھہ سکتا جو کبھی نہیں نہاتا جس کا بدن بہت بدبو کرتا اور جو میلے کچیلے
لتے لادے رہتا ہی + صاف آدمی ایسے میلے آدمی سے نفرت رکھتا ہی لیکن خدا کی نفرت گناہ کے
حق میں درحقیقت بے پایان ہی + وہ کسی گنہگار کو مع گناہوں کے کبھی اپنے حضور میں آنے نہیں
دیتا + بہشت جہاں کہ خدا خاص طور پر اپنی حضوری اور شان و جلال ظاہر کرتا ایک پاک جگہہ
ہی + خواہ شیطان ہو خواہ اِنسان کوئی ذرہ سا بھی گناہ لیکر وہاں پہنچ نہیں سکتا +
شیطان آگے بڑا فرشتہ تھا لیکن اُس نے غرور کیا اِسی واسطے بہشت سے نکالا گیا + غرور بڑا گناہ
ہی اور جب اُس سے یہہ گناہ ہوا وہ بہشت میں نہ رہ سکا خدا نے اُسے وہاں رہنے نہ دیا کیونکہ وہ پاک جگہہ
ہی + شیطان وہاں رہنے کو تو بہت چاہتا تھا پر رہنے نہ پایا + اِس سے ظاہر ہی کہ خدا کسی مخلوق
میں گناہ کی برداشت نہیں کر سکتا + شیطان کے ساتھہ اَور فرشتوں نے بھی گناہ کیا اور وے
بھی نکالے گئے + اگر خدا کی پاکیزگی بے پایان نہ ہوتی تو شیطان اور اُس کے ساتھہ اِتنے فرشتوں
کو بہشت سے خارج نہ کرتا کیونکہ شیطان کا درجہ آگے بڑا تھا چنانچہ خدا اُسے اور اُس کی خاطر اَور فرشتوں
کو جو شیطان ہو گئے معاف کر دیتا اور پاک فرشتے بھی اُن سب کے واسطے سفارش کرتے لیکن یہہ
بات ناممکن تھی یہہ نہیں ہو سکا کہ خدا گناہ کو بہشت میں رہنے دے اِسی لئے اُنھیں خارج کیا +
چنانچہ سب کو جو بہشت کو پہنچا چاہتے ہیں ضرور ہی کہ تمام گناہ ترک کریں + ہم پیچھے کہہ آئے ہیں
کہ خدا کی ذات غیر تبدیل ہی پاکیزگی بھی اُس کی ذات میں شامل ہی پس اُس کی پاکیزگی بھی غیر
تبدیل ہی وہ ہمیشہ سے پاک رہا ہی اب بھی پاک ہی اور ابدالآباد پاک رہیگا + اُس نے ایک
شریعت دی ہی اور اُس میں اپنے سب مخلوقوں کو فرمایا ہی کہ اگر ابدی نیکبختی حاصل کیا چاہیں تو

ضرور ہے کہ پاک ہوں + اُس کی ذات کے موافق یہہ شریعت بھی غیر تبدیل ہے اِس لئے اگر اُس کے مخلوق دہی سعادت کے خواہاں ہوں تو نہایت ضرور ہے کہ پاک ہوں + پس اگر انسان نیکبختی حاصل کیا چاہے تو اُس کے واسطے بھی یہی راہ ہے کوئی دوسری نہیں + پھر جو لوگ گناہ کیا کرتے ہیں خدا ان سے ناراض رہتا ہے + جب کوئی خالق کی محبت اور عبادت چھوڑ دیتا ہے وہ ناپاک ہوجاتا ہے اور بہشت کے لایق نہیں رہتا اُسی طرح جیسا میلا کچیلا اور غلیظ آدمی بادشاہوں کے محل میں بیٹھنے کے لایق نہیں یا جیسا کوڑھی تندرستوں کی سنگت کے قابل نہیں + خدا نے انسان کو پاک پیدا کیا لیکن اُس نے گناہ کرکے اپنے تئیں ناپاک کردیا اور غضب الٰہی اپنے اوپر لایا + خدا نے آگے ہی اُس سے کہہ دیا تھا کہ اگر تو گناہ کریگا تو میرا غضب تجھ پر پڑیگا چنانچہ اُس نے گناہ کیا اور اب اُس کے غضب کا سزاوار ہے +

غرض غضب الٰہی بڑی خوفناک شی ہے اور جو اُس میں گرفتار ہوتے ہیں اُن پر بڑی مصیبت آتی ہے + سب انسان گنہگار ہیں اور اُس کے غضب میں گرفتار ہیں اِسی لئے سب کو دُکھ درد اور رنج وغم ہوتا ہے اور جو توبہ نہیں کرتے اُن کے واسطے عاقبت میں اَور بھی عذاب ہے + ہر طرح کا دُکھ درد جو اِس دُنیا میں دیکھا جاتا ہے خدا کے غضب کے باعث ہے + چنانچہ ہر طرح کی تپ وہیضہ اور سر و پیٹ و کلیجے و آنکھوں اور پھیپھڑوں یا پسلیوں کا درد اور لڑکوں و اَور عزیزوں کی بیماری و موت اور وہ رنج وغم جو اِن سے پیدا ہوتا ہے اور آخر کو خود رنج وغم اُٹھانیوالے کی موت معہ اُن تمام تکلیفوں و اندیشوں اور فکروں کے جو اِس دُنیا میں اِنسان کو ستاتی ہیں سب اِسی حقیقت کو ظاہر وآشکارا کرتی ہیں کہ باری تعالیٰ جو نہایت پاک ہے وہ ہرگز گناہ سے ایسی نفرت رکھتا ہے کہ یہہ بات اِنسان کی سمجھ میں خوبی آ نہیں سکتی +

چونکہ خدا خلقت کا حاکم ہے اور بالکل پاک ہے اُسے فرض ہے کہ گناہ کے حق میں اپنی بیزاری ظاہر کرے چنانچہ اُس نے صاف صاف ظاہر کی ہے اور اُس کے نشان دُنیا میں ہر کہیں دیکھے جاتے ہیں + اگر وہ پاک نہ ہوتا تو گناہ کی سزا نہ کرتا اور اگر کرتا بھی تو تھوڑی کرتا + خدا اپنے کسی بندے کی بُرائی نہیں چاہتا اُس نے انہیں راہِ راست بتلا دی ہے اور فرما دیا ہے کہ اگر اِس راہ میں چلوگے تو تمہارے لئے نیکبختی ہوگی اور اگر نہ چلوگے تو عذاب ہوگا + پس بندوں کے اختیار میں ہے چاہیں تو راہِ راست پر چلیں اور سعادت حاصل کریں اور نہ چلیں تو سزا اُٹھاویں + خدا اپنی پاکیزگی کے باعث کسی مخلوق کو معہ گناہ کے بہشت میں پہنچنے نہیں دیگا اِس باب میں ایک مثال سنو فرض کرو کہ کوئی شخص بڑا ہی دیندار اور خدا پرست ہے اور روزمرہ اپنے تمام فرائض اور واجبات ادا کرتا اور خدا کی عبادت و اطاعت اور اُس کے کلام پاک کے پڑھنے و غور کرنے میں مشغول رہتا اور ہر طرح کے گناہ اور بُرے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرتا ہے اگر اِس شخص کے ایک بیٹا ہو اور وہ راہِ حق میں اُسے تعلیم کرے اور چاہے کہ میری طرح یہہ بھی خدا کو پہچانے اور اُس کی عبادت میں رہے پر بیٹا اُس کی نہ سُنے اور نہایت ہی نافرمان ہو اور گمراہ ہو اور جواریوں شرابیوں و زانیوں اور ہر طرح کے بدلوگوں کی صحبت اختیار کرے اور آپ بھی ہر طرح کی حرکتیں کرے اور باپ اُسے ہر چند سمجھاوے اور گھر سے نکال دینے بھی کہے پر وہ اُس کی کسی بات کو خاطر میں نہ لاوے اور آخر کار بڑا بدمعاش ہو جائے + پس اگر باپ اُسے نکال دے اور اپنی دولت کا ایک پیسا بھی اُسے نہ دے تو کیا لوگ ایسے بیٹے کو نکال دینے کے باعث باپ کو بُرا کہینگے + ہرگز نہیں + یہی کہینگے کہ باپ تو بڑا دیندار اور خدا پرست ہے پہ بیٹا بڑا بدمعاش اُس کی بدمعاشی کی اُسے برداشت نہیں اسی لئے نکال دیا ہے

پیار کیا کرتا ہی اور بہتیری چاہتا ہی پر کیا کرے بیٹا اُس کی سُنتا ہی نہیں اُس کی بدمعاشی سے ناک
میں دم ہو رہا ہی نکال نہ دے تو کیا کرے ✦ پس ایسے بیٹے کو نکال دینے کے باعث باپ کو کوئی بُرا
نہ کہیگا پر برعکس اِس کے اُس کی دینداری اور خداپرستی کا اَور بھی چرچا ہوگا ✦ غرض انسان کی
خداپرستی کچھ کچھ حق تعالیٰ کی پاکیزگی کی مثل ہی جب کہ کوئی انسان حقیقت میں خداپرست ہوتا ہی
تو اُسے گناہ کی برداشت نہیں ہوتی اُسی طرح خدا کو اپنی پاکیزگی سے گناہ کی برداشت نہیں ✦ لیکن
یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ گناہ کے باب میں بڑے سے بڑے خداپرست کی نفرت اور باری تعالیٰ کی نفرت
میں بے نہایت فرق ہی ✦ جو بڑا ہی خداپرست ہی اُس کے دل میں بھی جب تک کہ اِس جہان
میں رہتا ہی کچھ نہ کچھ گناہ بنا رہتا ہی اُس کی دینداری کو حد ہی اور اگرچہ بعد مرنے کے اُس میں
کچھ گناہ نہ رہیگا پر وہاں بھی اُس کی دینداری کو حد رہیگی کیونکہ وہ تو صرف مخلوق ہی اور کسی مخلوق
کی ذات میں کوئی شی بے حد نہیں ہو سکتی ✦ لیکن خدا کی پاکیزگی کا یہہ حال نہیں اُس کی
پاکیزگی تو بے پایان ہی ✦ پس جب کہ خداپرست اِنسان جس کی دینداری کو حد ہی اور جس کے
دل کے اندر اِس جہان میں کچھ نہ کچھ گناہ بنا رہتا ہی گناہ کی برداشت نہیں کر سکتا تو خدا کیونکر
کریگا جس کی پاکیزگی بے حد و بے پایان ہی بیشک نہیں کریگا ✦ بہشت میں جہاں کہ خدا
خاص طور پر اپنی حضوری اور شان ظاہر کرتا ہی اور جہاں کہ پاک فرشتے رہتے ہیں کسی طرح کا
ذرہ بھی گناہ داخل نہیں ہو سکتا ✦

اِس مُلک کے لوگ حقیقی پاکیزگی کی کیفیت کو ذرہ بھی نہیں جانتے وے سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی کسی
چھوٹی ذات کا پکا یا چھوا کھانا کھا لے تو اِس سے ناپاک ہو جاتا ہی پر یہہ تو حقیقت میں بچوں کا

سا تماشہ او محض واہیات ہی اور بڑا تعجب معلوم ہوتا ہی کہ ایسی بیہودہ بات اُن کے خیال میں باوجودیکہ عقل رکھتے ہیں کیونکر آئی + سب کو خدا ہی نے خلق کیا ہی اور سب ایک ہی ماباپ سے پیدا ہوئے ہیں اور سب کے بدن بھی خدا کے حضور میں برابر ہیں کسی کے پاک اور کسی کے ناپاک نہیں اور کوئی کسی کے بدن سے ناپاک نہیں ہوتا اور اگر کوئی ایسی ذات کے ہاتھ سے کھانا کھائے جسے لوگ چھوٹی سمجھتے ہیں تو اُس سے بھی وہ ناپاک نہیں ہوتا + انسان جو کھاتا ہی وہ جلد اُس کے بدن سے نکل جاتا ہی اور اُس سے کچھ پاکیزگی یا ناپاکی پیدا نہیں ہوتی +

حق تعالیٰ دل کی پاکیزگی چاہتا ہی + دل ہی سے ہمارے سب خیال و کلام و اعمال جاری ہوتے ہیں ہمارے ہاتھ و پانو و آنکھیں اور بدن کے اور اعضا بغیر دل کے کچھ کر نہیں سکتے + دل اصل بات ہی اور خدا دل ہی کو پاک چاہتا ہی + پس وہ مذہب جو صرف بدن سے تعلق رکھتا اور جس کی تاثیر دل تک نہیں پہنچتی کسی کام کا نہیں + وے تمام لوگ جو دریاؤں میں نہانے اور تیرتھ جانے اور پیشانی و بازوؤں میں چندن لگانے اور ایسی ایسی باتوں سے پاک ہوا چاہتے ہیں بڑے احمق ہیں یہ سب باتیں تو جسم سے تعلق رکھتی ہیں اور دل تک نہیں پہنچتیں + دل ہی سب گناہوں کی بنیاد ہی اور ہمیں چاہیے کہ ایسی کوئی تدبیر تلاش کریں جس سے دل پاک ہو + اگر کسی کی آنکھوں یا سر یا پیٹ میں درد ہو اور وہ اُس درد کے رفع کرنے کے لئے اپنے گھر کی دیواروں کو کسی رنگ سے رنگواوے اور اُس کی واجب علاج نہ کرے تو ایسے شخص کو سب کوئی دیوانہ کہینگے کیونکہ گھر کی دیواروں میں رنگ لگانے سے آنکھوں یا پیٹ یا سر میں کیا اثر ہوگا + اسی طرح وے باتیں جو بدن پر کی جاتی ہیں اور صرف بدن سے تعلق رکھتی ہیں دل تک نہیں پہنچ سکتیں اور اُسے پاک نہیں کر سکتیں +

غرض حق تعالیٰ دل کی پاکیزگی چاہتا ہے اور اگر دل پاک نہ ہو تو بہشت میں پہنچنا ناممکن ہے ✦ سب انسان بہشت میں پہنچنے اور ابدی سعادت حاصل کرنے چاہتے ہیں انھیں چاہئے کہ خدا کی پاکیزگی پر غور کریں اور سوچیں کہ اگر ہم گناہ کرتے رہینگے تو اُس کے پاس ہرگز پہنچ نہ سکینگے ✦ انھیں ضرور ہے کہ گناہ سے ڈرتے رہیں اور اُس راہ کے جاننے کے لئے سعی و کوشش کریں جس سے پاک ہو سکیں اور خدا کے پاس پہنچ سکیں ✦

ساتواں باب

حق تعالیٰ کی اُس حکومت کا بیان جو وہ انسان پر اُن کے نیک و بد اعمال کے باب میں کرتا ہے ✦

جناب باری نے ہم پر خاص مہربانی کی ہے کہ ہمیں عقل عنایت کی ہے عقل ہی کے باعث ہم اِس دُنیا کے اور جانداروں سے بڑے ہیں عقل نہ ہوتی تو انھیں کی طرح ہوتے ✦ خدا نے حیوانوں کو ایک طرح کی سمجھ دی ہے جس سے وے اپنی اور اپنے بچوں کی خبرداری کرتے ہیں لیکن عقل جو اُس نے اِنسان کو عنایت کی ہے اِس حیوانی سمجھ سے کہیں بڑی ہے ✦ عقل سے دیدنی و نادیدنی سب باتوں کی بابت غور کر سکتے اور خدا کے حق میں بھی جس نے اُنھیں پیدا کیا ہے دھیان کر سکتے ہیں ✦ خدا نے عقل اُنھیں خاصکر اِسی واسطے دی ہے کہ اُسے پہچانیں و اُس سے محبت رکھیں اور اُس کی عبادت کریں ✦

اِس باب میں خدا کی اُس حکومت کا بیان کرتے ہیں جو وہ اِنسان پر اُن کے نیک و بد

اعمال کے حق میں کرتا ہے ✦ یاد رکھنا چاہئے کہ اُس کی حکومت ہر طرح کی مخلوقوں پر ہے ✦ سوا انسانوں اور فرشتوں کے وہ حیوانوں پر بھی حکومت رکھتا ہے ✦ چنانچہ جنگل کے سب جانور مثلاً شیر بھیڑئے وغیرہ اور گھریلے سب جانور بھی مثلاً گائے بیل گھوڑے وغیرہ اور سوا اُن کے اور جانور ذرہ ذرہ سی چیونٹیوں اور کیڑے مکوڑوں تک سب اُسی کے حکم سے چلتے پھرتے ہیں اور بغیر اُس کی مرضی اور پروانگی کے ذرہ ہل بھی نہیں سکتے ✦ یہہ پروانگی اور حکم خدا اُنھیں کسی آواز کی معرفت نہیں سُناتا پر صرف اپنی قدرت سے اُنھیں چلاتا پھراتا ہے ✦ اُس کی حکومت بیجان چیزوں پر بھی ہے چنانچہ اگر وہ سمندر کو حدوں سے باہر نکلنے کا حکم کرے تو اُسی دم چھوٹ نکلے اور اگر کسی پہاڑ کو سمندر میں گرنے کو فرماوے تو وہ فوراً گر جائے ہر ایک ذرہ جو ہوا میں اُڑتا ہے اور ہر ایک پتا بھی جو اِدھر اُدھر اُڑتا پھرتا ہے اُس کی حکومت میں ہے غرض خلقت میں کچھ بھی اُس کی حکومت سے باہر نہیں پر یہاں اِس حکومت کا بیان نہیں کرتے ✦

وہ حکومت جو خدا حیوانوں اور بیجان چیزوں پر کرتا ہے ویسی نہیں ہے جو وہ ذی عقل مخلوقوں پہ اُن کے اعمال کے باب میں رکھتا ہے حیوانوں اور بیجان چیزوں پر خاص اپنی قدرت سے حکومت کرتا ہے یعنے عقل کو اپنے اور اُن کے درمیان میں نہیں لاتا مثلاً اگر خدا کسی پہاڑ کو حکم کرے کہ اپنی جگہہ سے ٹل جا تو وہ اُس کی قدرت سے ٹل جائیگا لیکن اُس میں عقل نہیں کہ خدا کے حکم کی بابت کچھہ غور کرے ✦ یا اگر خدا کسی شیر کو کسی آدمی پر حملہ کرنے کا حکم کرے تو شیر کو اپنی قدرت سے اُس آدمی کے پاس لیجائیگا پر شیر کو کسی آواز سے اپنا حکم نہ سُنادیگا کیونکہ اُس میں حکم کے سمجھنے کو عقل نہیں ✦ چنانچہ یہہ حکومت اُسی طرح کی ہے جیسے کوئی

انسان اپنی طاقت کام میں لا کر کوئی پتھر اُٹھاوے یا رسی سے باندھ کر کسی جانور کو کہیں لیجاوے پتھر اور جانوروں میں عقل نہیں + پس انسان اُنھیں اسی طرح اُٹھاتا اور چلاتا ہے اور اپنا حکم اُنھیں نہیں سُناتا + لیکن جب نوکر یا بیٹے سے کچھ کام ہوتا ہے تو طاقت یا رسی کو استعمال میں نہیں لاتا پر اُنھیں اپنا حکم سُناتا ہے کیونکہ اُن میں سمجھنے کو عقل ہے + پس حیوانوں اور بیجان چیزوں پر خدا کی حکومت اسی طرح کی ہے + لیکن ذی عقل مخلوقوں پر اُن کی عقل کے وسیلے حکومت کرتا ہے اُنھیں شَی اور پتھر کی طرح نہیں سمجھتا پر اپنے حکم اُنھیں سُناتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہہ حکم بہت واجب اور درست اور لایق ماننے کے ہیں اور اُنھیں ہر صورت سے سمجھاتا ہے کہ اُنھیں مانو +

بعضے لوگ ایسے بیوقوف ہیں کہ سمجھتے ہیں کہ خدا نے خلقت کو پیدا کر کے چھوڑ دیا ہے اور اب کسی بات کی کچھ خبر نہیں رکھتا پر یہہ بڑی غلطی ہے وہ ہر بات کی خبر رکھتا ہے اور انسانوں اور حیوانوں اور بیجان چیزوں سب پر حکومت کرتا ہے اگر وہ اپنی حکومت نہ رکھے تو لوگ جلد ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں اور تھوڑے ہی عرصہ میں دُنیا میں کوئی انسان نہ رہیں + اُس کی حکومت ایک دم بھر بھی نہیں تھمتی اور تھمنے کی کوئی وجہہ بھی نہیں ہے وہ اِس کام سے ہرگز نہیں تھکتا + غرض نیک و بد اعمال کے باب میں اُس کی حکومت تمام مردوں و عورتوں اور ذی ہوش لڑکوں پر ہے اور یہہ حکومت وہ اُن پر اُن کی عقل کے وسیلہ کرتا ہے +

انسان کو عقل عنایت کر کے خدا نے اُنھیں ایک شریعت بھی دی ہے یہہ بہت واجب ہے اور خدا اُن سے بہت لایق سلوک کرتا ہے + اگر عقل نہ دیتا تو شریعت بھی نہ دے سکتا کیونکہ بغیر عقل کے شریعت کو کون سمجھتا + انسان اپنے نوکر سے کام لینے کے باب میں اُس طرح پیش نہیں آتا جیسا

گھوڑے یا بیل کے ساتھ پیش آتا ہی ویسا سے اپنا حکم دیتا ہی اور نوکر عقل رکھکر اُس حکم کو سمجھتا اور مانتا ہی + اسیطرح خدا ہمیں اپنے حکم سناتا ہی اور فرماتا ہی کہ اِنھیں مانو + اُس شریعت کا خلاصہ جو اُسنے انسان کو دی ہی ان دو حکموں میں پایا جاتا ہی پہلے یہہ کہ ہم ہمیشہ خدا اپنے خالق و مالک کو دل وجان سے پیار کریں اُس سے ڈریں اور اُس کی فرماں برداری کریں + اور دوسرے کہ ہم اپنے ہمجنس کو ویسا پیار کریں جیسا اپنے تئیں کرتے ہیں کہ جانی دشمن سے بھی عداوت نہ کریں بلکہ مقدور بھر اُس کی بہتری کریں + پہلا حکم تو خدا سے متعلق ہی اور دوسرا انسان سے + پہلے میں تو یہہ حکم ہی کہ حق تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیار کریں اور دوسرے میں کہ سب انسانوں کو اپنی طرح + چونکہ ہم نے اپنے تئیں پیدا نہیں کیا پر خدا نے ہمیں پیدا کیا ہی اُس کا حق ہی کہ ہم پر حکم کرے + اور چونکہ وہ ہمارا خالق اور پروردگار ہی ہم پر واجب اور فرض ہی کہ ہمیشہ اُس کی فرماں برداری کریں + چنانچہ اُس نے ہمیں عقل اسی واسطے عنایت کی ہی کہ اُسے پہچانیں اور اُس کی اطاعت کریں +

شریعت کی فرماں برداری بہت واجب ہی اور اِس اطاعت کو نیک اعمال یا نیکی کہتے ہیں + پس جب کوئی گناہ سے پرہیز کرنے میں سعی و کوشش کرتا اور خدا کی عبادت کرتا ہی اُسے نیک اور خداپرست کہتے ہیں + شریعت کی نافرمانی کو بدی یا شر یا گناہ کہتے ہیں اور جب کوئی قصداً نافرمانی اور گناہ کیا کرتا ہی اُسے بد یا شریر کہتے ہیں + جناب باری خیر و نیکی کو پسند کرتا اور اُس کا بجالانا فرماتا ہی لیکن بدی اور شر سے اُسے نفرت ہی اور اُسے منع کرتا ہی + اِن دونوں طرح کی روشوں کے خدا نے انجام یعنے پھل مقرر کئے ہیں اور جیسا کام ہو ویسا پھل

ضرور پیدا ہوتا ہی یہہ بات خدا کی ذات کی طرح قایم اور ثابت ہی + چنانچہ نیکی کا انجام حلاوت نیکبختی ہی اور بدی کا انجام تکلیف اور عذاب ہی یہہ عذاب جان اور بدن دونوں کو پہنچتا ہی + جیسا کہ وہ اچھے خداوند کی خدمت کرتا تنخواہ پاتا ہی اسی طرح وہ جو خدا کی شریعت کو بجا لاتا اور نیکی کرتا ہی سعادت اور نیکبختی حاصل کریگا اور جیسا کہ آگ ہر کسی کو جلا دیتی ہی اسی طرح گناہ انسان پہ آفت اور مصیبت لاتا ہی یہہ پھل شاید اسی وقت معلوم نہ ہو پر ضرور آتا ہی اور گناہ سے علیحدہ نہیں ہوتا + کیا ممکن ہی کہ کوئی ہاتھہ میں آگ اٹھالے اور نہ جلے نہیں یہہ بات نہیں ہو سکتی اسی طرح ممکن نہیں کہ کوئی بدی اور شر کرے اور اس کے انجام سے بچ جائے +

غرض سوا عقل کے حق تعالی نے انسان کو ضمیر بھی دی ہی اور وہ سب انسانوں میں بلکہ نہایت وحشی قوموں کے لوگوں میں بھی پائی جاتی ہی + عقل اور ضمیر کے درمیان فرق ہی اور پڑھنیوالے کو چاہئے کہ اس فرق کو خوب یاد رکھے + چنانچہ عقل اس شی کو کہتے ہیں جس سے ہم کسی بات کا خیال کرتے ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ کیا واجب اور درست ہی اور کیا غیر واجب اور نادرست + ضمیر وہ شی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے اور کیا نہ کرنا چاہئے اور جب ہم کوئی بات کرتے ہیں تو ضمیر یا تو اسے پسند کرتی اور ہمیں اس کے کرنے سے دلی خوشی حاصل ہوتی ہی یا ناپسند کرتی اور اس کے کرنے سے ہم کو دل میں رنج ہوتا ہی ضمیر کا یہی کام ہی + عقل بادشاہ اور غریب آدمی دونوں کو بتلاتی ہی کہ عدل کے ساتھہ ملک پر حکومت کرنا واجب اور درست ہی دونوں کی عقل اس امر میں ایک ہی گواہی دیتی ہی لیکن دونوں کی ضمیر یہہ نہیں کہتی کہ تم ملک پر حکومت کرو بادشاہ کی ضمیر بادشاہ سے کہتی ہی کہ تم عدل کے ساتھہ ملک پر حکمرانی کرو

پر غریب آدمی کی ضمیر اُس سے یعنے غریب آدمی سے نہیں کہتی کہ تم حکومت کرو کیونکہ اُس آدمی کا یہہ درجہ نہیں اِس سے عقل اور ضمیر کے درمیان کا فرق ظاہر ہوتا ہے + پھر چور اور بھلے آدمی دونوں کی عقل چوری کے حق میں ایک ہی گواہی دیتی اور کہتی ہے کہ یہہ کام بُرا ہے لیکن دونوں کی ضمیر کا ایک ہی حال نہیں پایا جاتا چور کی ضمیر تو چوری کے باعث اُسے بیقرار کرتی ہے پر بھلے آدمی کی ضمیر میں آرام و چین ہے اِس سے بھی عقل و ضمیر کے درمیان کا فرق آشکارا ہے + وہ شریعت جو خدا نے اِنسان کی فرماں برداری کے واسطے دی ہے سب کے پاس لکھی ہوئی نہیں ہے کسی قوم کے پاس کلام پاک ہے اور کسی کے پاس نہیں ہے جن کے پاس نہیں ہے اُن کے لئے ضمیر ہی اُس کے عوض ہے وہ اُنھیں بتلاتی ہے کہ اپنے خالق سے محبت رکھو اور اُس کی عبادت کرو اور اپنی جنس کا کچھ نقصان نہ کرو پر اُن کی بہتری چاہو تمام باتوں میں جن کی ذات کے درمیان نیکی و بدی اور خیر و شر کا کچھ بھی خیال پایا جاتا ہے وہ اِنسان کو بتلاتی ہے کہ کیا کرنا چاہئے اور کیا نہ کرنا چاہئے + یہہ وہ ہدایت نامہ ہے جو خدا نے اِنسان کے دل پر لکھہ دیا ہے کاغذ پر کی لکھی ہوئی شریعت تو ہر دم ساتھہ نہیں رہ سکتی اور اُس سے ہر وقت ہدایت حاصل نہیں ہو سکتی پر اِس ہدایت نامہ کو جو دل پر لکھا ہے اِنسان ہر کہیں لئے پھرتا ہے اور وہ ہر دم ساتھہ رہتا ہے اگر وہ چاہے بھی کہ اُسے اپنے پاس سے پھینک دے تو بھی پھینک نہیں سکتا + اگر وہ ضمیر سے ہدایت نہ بھی چاہے تو بھی وہ اُسے بتلاتی ہے کہ تجھے یہہ کرنا چاہئے اور یہہ نہ کرنا چاہئے + جب کہ اِنسان بالکل تنہا ہوتا ہے تب بھی یہہ اُس کے ساتھہ رہتی ہے بلکہ جب کہ آدھی رات کو اُس کی نیند ٹوٹتی ہے تب بھی اُسے اپنے ساتھہ حاضر پاتا ہے + چنانچہ خدا نے اپنی عین مہربانی سے ہمیں یہہ ہدایت نامہ دیا ہے کیونکہ اگر نہ دیتا تو اکثر معلوم نہ ہوتا کہ کیا کرنا چاہئے اور کیا نہ کرنا چاہئے +

غرض جب اِنسان کوئی اچھا کام کرتا ہے تو ضمیر سے اُس کو خوشی حاصل ہوتی ہے ✦ مثلاً
جب کوئی خیرات دیتا تو خوش ہوتا ہے خیرات کے دینے میں وہ ایک فرض ادا کرتا یعنے خدا کا حکم مانتا ہے
اُس کی ضمیر اِس بات کو پسند کرتی اور اُسے خوشی بخشتی ہے ✦ پس ہر فرض کے ادا کرنے میں ضمیر سے اِسی
طرح کی خوشی حاصل ہوتی ہے ✦ لیکن برعکس اِس کے جب کوئی کچھ بُرا کام کرتا تو ضمیر اُسے بیقرار کرتی
ہے ✦ مثلاً جب کوئی چوری کرتا تو ضمیر اُس سے کہتی ہے کہ تو نے بُرا کام کیا ہے اور اِس سے اُسے
بیقراری ہوتی ہے اور جب کوئی کسی کی بدی کرتا یا اَور کسی طرح اُس کا نقصان کرتا ہے تو بھی ضمیر اُسے
تنبیہ کرتی ہے ✦ بعضی دفعہ خونیوں کو ضمیر بہت ہی بیقرار کرتی ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جب
کوئی خون کرتا اور اُس وقت بھاگ جاتا ہے اور دوسرا کوئی اُس کی جگہ پکڑا جاتا اور سزا پانے پر ہوتا ہے تو
اُس خونی کی ضمیر اُسے بہت ہی گھبراتی ہے اور جب تک وہ اپنے تئیں حاکم کے حوالہ نہ کر دے اُسے چین
و آرام نہیں لینے دیتی ✦ اور بعضی دفعہ ضمیر لوگوں کو ایسا دق کرتی ہے کہ وے اِس بےچینی کو
برداشت نہیں کر سکتے اور اپنے تئیں قتل کر ڈالتے ہیں ✦ جب اِنسان پاک تھا تو ہمیشہ ضمیر کی بات
مانا کرتا تھا اور وہ ذرہ ذرہ سی باتوں میں اُس کی ہدایت کیا کرتی تھی لیکن جب سے گنہگار ہو گیا اور
اُس کی بات نامنظور کرنے لگا وہ اب ہر شخص میں ہدایت کے لئے ویسی مستعد نہیں رہتی جیسی آگے
تھی ✦ چنانچہ ہمیں یہ بڑی حقیقت یاد رکھنا چاہئے کہ جس قدر لوگ ضمیر کی بات مانتے ہیں
اُسی قدر وہ اُن کی ہدایت کے واسطے مستعد و طیار رہتی ہے اور جتنی کہ اُس کی نافرمانی کرتے اُتنی ہی
وہ خاموش رہتی ہے ✦ اِس مقدمہ میں ایک مثال سنو ✦ اگر کسی آدمی کے دس بیٹے ہوں
اور وہ تھوڑے دن کے لئے کہیں جانے پر اُن میں سے سب سے بڑے کو جو اَوروں کی نسبت

زیادہ ذی ہوش ہو سب پر خبر گیر کر جائے مگر اُس سے یہہ کہے جائے کہ کسی سے کچھہ زبردستی نہ کرنا پر صرف میرے حکم سنا دینا اور اگر کوئی شرارت کرے جب میں پھر آؤں مجھہ سے کہنا + اگر باپ کے چلے جانے پر سب غدر مچانے اور شرارت کرنے لگیں تو وہ بیٹا جو خبر گیر مقرر ہوا ہے البتہ انھیں نصیحت کریگا اور شرارت سے منع کریگا لیکن اگر وہ کتنا ہی سمجھاوے اور بعضتوں اُن کے پیچھے پھرے اور ہاتھہ پانو پڑے اور منت کرے کہ شرارت نہ کرو پر وے ہرگز نہ مانیں تو کب تک انھیں سمجھاتا رہیگا آخر ناک میں دم ہو جائیگا تو لاچار ہو کر ایک جگہہ چپ چاپ بیٹھہ رہیگا + لیکن اگر آخر کو اُن کی شرارت ایسی از حد ہو کہ مکان میں آگ لگانے یا ایک دوسرے کو قتل کرنے کا قصد کریں تو وہ خبر گیر ہر چند کہ اُن کی پہلی شرارت سے خاموش ہو رہا تھا پھر اُن سے بولیگا اور اُن کے روکنے کو ہر طرح سے سعی و کوشش کریگا +

پس یہی حال ضمیر کا ہے جب انسان گناہ میں ایسا سخت نہ تھا تو اُس کی ضمیر اپنے کام پر ہوشیار رہتی تھی اور ذرہ ذرہ سی باتوں میں جو واجب تھا اُسے بتلاتی اور جب کوئی گناہ کرتا اُسے خوب ڈانٹتی تھی + لیکن اب انسان گناہ میں نہایت ہی سخت ہو گئے ہیں اور ہمیشہ ضمیر کی نافرمانی کرتے ہیں اسی واسطے وہ مانند خبر گیر مذکور کے خاموش ہو گئی ہے اور مجرم کو بہت نہیں ڈانٹتی + جب کوئی بڑی چوری یا خون کرتا ہے تب البتہ کچھہ بیقرار کرتی ہے پر ویسے اکثر نہیں بولتی اسی باعث دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن ملکوں کے لوگ جہاں سچے خدا کی پہچان نہیں ہے ضمیر نہیں رکھتے + وے روز مرہ نہایت کثرت سے گناہ کرتے ہیں اور ضمیر کی بات ذرہ بھی نہیں مانتے اسی باعث وہ بھی خاموش ہو رہی ہے + پر سب میں ایک ہی طرح خاموش نہیں کسی میں کم خاموش ہے کسی میں زیادہ + اُن میں زیادہ خاموش ہے جو زیادہ اور بڑے بڑے گناہ کرتے اور اُن میں کم جو اُن کی نسبت کم گناہ کرتے + جہاں

ھر کے سب انسان گنہگار ہیں پر ایک دوسرے کی نسبت کوئی کم گنہگار ہے اور کوئی زیادہ + پس یونہیں
ضمیر کسی میں کم خاموش ہے اور کسی میں زیادہ + لوگ جس قدر چاہیں ضمیر کو مستعد اور ہوشیار کر سکتے ہیں
اُس کی تدبیر یہی ہے کہ ہمیشہ ہر طرح کے گناہ سے نفرت کے ساتھ پرہیز کریں ایسا کہ کلام و اعمال کا کیا ذکر اُسے خیال
میں بھی نہ آنے دیں اور ہر بات کے حق میں ضمیر سے دریافت کیا کریں کہ یہہ واجب ہے یا غیر واجب اور اُسے
کرنا چاہئے کہ نہیں پر ضرور ہے کہ یہہ سوال دل و راستی سے کریں اور پھر جیسا ضمیر فرماوے ویسا بجا لاویں +
لڑکوں کی اُس مثل میں جو ابھی مذکور ہو چکی ہے اگر کوئی لڑکا شرارت میں اپنے بھائیوں کے ساتھ
شامل نہ ہو پر اپنے باپ کی مرضی کے موافق کیا چاہے اور ہدایت کے واسطے اُس خبرگیر کے پاس آوے تو
وہ عین خوشی سے باپ کے حکم اُسے سُنا دے بلکہ ہر وقت ذرہ ذرہ سی بات میں بھی اُس کی ہدایت کرے +
چنانچہ ضمیر بھی اسی طرح کرے اگر لوگ اُس سے بدل ہدایت چاہا کریں + اگر لوگ ہمیشہ گناہ سے ڈریں
اور اپنے فرائض کے جاننے اور بجا لانے میں سعی و کوشش کریں تو اُن کی ضمیر کو بڑی ہوشیاری حاصل
ہو یعنے وہ اُن کی ہدایت کے واسطے ہمیشہ بڑی چوکنا رہا کرے + اور اگر وے کوئی گناہ کریں تو اُنھیں
خوب ڈانٹے بلکہ ایسی چوکنا ہو جاوے کہ اگر وے کسی بُری طرح کا خیال بھی کریں تو اِس کے واسطے بھی
اُنھیں بیقرار کرے + غرض ہوشیار اور چوکنا ضمیر رکھنا بڑی مفید بات ہے جس کے ایسی ضمیر ہوتی
ہے وہ اُجیالے کی طرح ہوتا ہے + کیونکہ سب باتوں کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ میں کدھر جاتا
ہوں پر جس کی ضمیر ایسی نہیں ہوتی وہ اندھے کی مانند ہوتا ہے کیونکہ کچھ دیکھ نہیں سکتا اور نہیں جانتا
کہ کدھر جاتا ہے + ایسی ضمیر جو کہ ہوشیار اور خدا کے فضل سے روشن ہے بڑی نعمت ہے + جو
ایسی ضمیر رکھتا اور اُس کی ہدایت مانتا ہے اُسے سلامتی کے باب میں خاطر جمعی رہتی ہے کیونکہ اُسے

یہہ یقین رہتا ہی کہ میں راہِ راست پر ہوں + پس ہر ایک کو ایسی ضمیر کے حاصل کرنے کے لئے سعی و کوشش کرنی چاہئے +

چونکہ اِنسان کو عقل اور ضمیر عنایت ہوئی ہیں اور ایک شریعت بھی ملی ہی اُس کے اعمال یا تو نیک ہیں یا بد + نیک تو اُس وقت ہوتے جب شریعتِ اِلٰہی کے موافق ہوتے ہیں اور بد جب کہ اُس کے برخلاف ہوتے ہیں + یہہ بھی معلوم کیا چاہئے کہ اِنسان کو عقل و ضمیر رکھنے کے باعث اپنے سب اعمال کی خدا کے حضور جواب دہی کرنا ہی + حیوان صرف اِسی دُنیا کے ہیں عاقبت میں جینے کو اُنھیں روحیں نہیں ملیں اور اُنھیں عقل و ضمیر بھی عنایت نہیں ہوئیں اِسی واسطے اُنھیں جواب دہی نہیں کرنا ہی مثلاً جب کوئی بیل کسی آدمی کو مار ڈالتا ہی اُسے اِس بات کا خدا کے یہاں جواب نہیں دینا ہی کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اِس میں گناہ ہی + جہاں عقل نہیں وہاں ضمیر بھی نہیں اِسی واسطے جب کوئی دیوانہ کسی کو مار ڈالتا ہی دُنیوی حاکم اُسے قتل نہیں کرتے اُس کی عقل تو جاتی رہی ہی اور دیوانگی کی حالت میں جو کرتا ہی اُس کا جواب نہیں دینا ہی + لیکن اِنسان کو عقل عنایت ہوئی ہی اِسی باعث اُسے اپنے سب اعمال کا جواب دینا ہی اور یہہ بات بہت واجب بھی ہی کیونکہ وہ جانتا ہی کیا نیک ہی اور کیا بد + اور ایک دن چلا آتا ہی جب کہ سب کو قادرِ مطلق کے حضور حاضر ہونا اور اُن سب باتوں کی جو اِس جہان میں کرتے ہیں جواب دہی کرنا ہی +

لیکن یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ صرف روزِ آخر میں خدا ہمارے سب اعمال دیکھیگا وہ تو روزمرہ ہماری سب چلن دیکھتا ہی روزِ آخر میں البتہ سب کی پوری عدالت ہوگی لیکن اِنسان کے نیک و بد اعمال کے باب میں حق تعالیٰ کا عدل اِس جہان میں بھی ظاہر ہی + جب کوئی بادشاہ ہوشیار ہی اور

عدل سے اپنی رعایا پر حکومت کرتا ہے اور نیکوں کو جزا اور بدوں کو سزا دیتا ہے تو لوگ اُس کی تعریف کرتے ہیں پر خدا کا عدل کرنے سے بڑے عادل بادشاہ کے انصاف سے کہیں زیادہ بلکہ بے پایان ہے + نیکی اور بدی کا پورا پھل تو البتہ روزِ آخرت ظہور میں آویگا پر سارا انصاف کچھ اُسی روز پر موقوف نہیں ہے غور سے دیکھیے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب باری یہاں بھی نیکی کے عوض سعادت بخشتا ہے اور بدی کے عوض تکلیف اور سزا پہنچاتا ہے + پس اس سے صاف صاف ظاہر ہے کہ خدا انسان کے نیک و بد اعمال کے باب میں عادل حاکم کی طرح اُن پر حکومت کرتا ہے اور اُنہیں پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا کہ صرف تماشہ کے طور اُن کی چال کو نہیں دیکھتا +

غرض وہ حکومت جو خدا اعمال کے باب میں انسان پر کرتا ہے اُسی طرح کی ہے جو کوئی نیک اور عادل بادشاہ اپنی رعایا پر کرتا ہے فرق یہہ ہے کہ انسان کی حکومت ناکامل پر خدا کی کامل ہے +

جب کسی عادل بادشاہ کی کوئی رعیت اجر کے لایق کام کرتی ہے تب بادشاہ کو پہلے اس امر کی اطلاع کرنی پڑتی ہے تب اُس کو اجر ملتا ہے + لیکن حق تعالیٰ تو خود بخود اُن سب کو جو نیکی کرتے ہیں جانتا ہے اور بغیر اطلاع کے اُنہیں اجر پہنچاتا ہے اُسے اطلاع کی کچھ ضرورت نہیں + پھر جب کسی دنیوی بادشاہ کی کوئی رعیت کچھ جرم کرتی ہے تو وہ اُس کی گرفتاری کے واسطے اپنی سپاہ بھیجتا ہے آپ نہیں گرفتار کر سکتا کیونکہ اُس میں اتنی طاقت کہاں اور جب مجرم گرفتار ہو آیا تو بادشاہ خود اُس مجرم سے اور گواہوں سے اُس کے جرم کی تحقیقات کرتا ہے + یہہ اُسے اس لئے کرنا پڑتا ہے کہ ناواقف ہے اور کسی بات کو آپ سے نہیں جانتا + جب جرم ثابت ہوا تو سزا کا حکم کرتا ہے + چنانچہ سزا کے پہنچانے کو بھی لوگ مقرر ہیں + پر خدا کو یہہ سب کرنا نہیں پڑتا وہ ہمہ دان ہو کر ہر انسان کے ہر ایک جرم کو جانتا ہے اور

اپنی قدرت کاملہ سے آپ سزا پہنچا سکتا ہے + بعضے گناہوں کے واسطے تو خداوند باری کچھ سزا اِسی جہان میں پہنچا دیتا ہے کبھی کبھی خاص گناہ کرنے کے وقت اور کبھی کچھ عرصہ بعد + مثلاً جب کوئی چور چین سیندہ دیتے ہوئے مارا جاتا ہے تو اُس گناہ کی یہہ تھوڑی سی سزا اُسی وقت پہنچ گئی + پھر جب کوئی شرابی ہوکر اپنے جسم و عقل و حرمت و روح کو خوار کرتا اور اپنے تئیں بھیکھ کی نوبت تک پہنچاتا ہے تو یہہ بھی اُس کی سزا ہے اور رفتہ رفتہ اُس پر آتی ہے + پر یہہ تو تھوڑی ہی سی سزا ہے پوری سزا عاقبت میں ہوگی + پھر خدا کی حکومت اعمال کے باب میں اِس طرح بھی کامل ہے کہ وہ دل کے خیالوں سے بھی نسبت رکھتی ہے + اچھے خیال نیکی میں شمار ہیں اور بدخیال گناہ میں خدا اچھے خیالوں کے واسطے اجر دیگا اور بُرے خیالوں کے واسطے سزا + دُنیوی حاکم خیالوں کے واسطے جزا و سزا نہیں دے سکتے کیونکہ انھیں جان نہیں سکتے +

چنانچہ نیکبختی اور سعادت نیکی کا انجام ہے خدا نے یہی اپنی شریعت میں فرمایا ہے اور یہہ شریعت ابدی اور غیر تبدیل ہے + پس ہم پھر کہتے کہ جو نیکی کرتے ہیں یعنے بدل و جان خدا کی عبادت اور اپنی جنس کی بہتری کرتے ہیں سو نیکی کے کرتے وقت بھی نیکبخت اور سعادتمند ہیں اور یہہ بات علیحدہ علیحدہ شخصوں اور قوموں دونوں کے حق میں راست ہے + یعنے جیسا کہ نیک آدمیوں کو سعادت حاصل ہوتی ہے ویسا ہی نیک قوموں کو بھی ہوتی ہے +

غرض پہلے اِس بات کا کچھہ ذکر کرتے ہیں کہ ہر شخص جو نیکی کرتا ہے سعادتمند اور خوش ہے + اِس کہنے سے کچھہ ہماری یہہ مراد نہیں کہ سب نیکوں کو نیکی کے باعث بہت سی دولت اور اچھے اچھے کپڑے اور مزیدار کھانے اور بڑے بڑے محل اور گاڑی گھوڑے اور بہت سے نوکر چاکر ملتے ہیں +

وے لوگ جو سمجھتے ہیں کہ انھیں باتوں سے نیکبختی اور خوشی حاصل ہو سکتی ہے بڑی بھول میں ہیں اور صرف وہی لوگ ایسا سمجھینگے جو خدا کو نہیں پہچانتے اور حقیقی سعادت اور خوشی کی کیفیت کو نہیں جانتے + ممکن ہے کہ لوگوں کے پاس یہہ سب کچھہ ہو اور توبھی وے نہایت کمبخت رہیں + نیکی کرنیوالا چاہے اس دُنیا میں نہایت ہی غریب ہو توبھی بہت خوش رہ سکتا ہے اور اگر کوئی پوچھے کہ اُس کی یہہ خوشحالی کونسی بات میں پائی جاتی ہے تو جواب یہہ ہے کہ دل نے آرام اور چین میں + اور سچ پوچھو تو اس جہان میں یہی خاص بات ہے + اگر کوئی بادشاہ تمام دُنیا کا مالک ہو اور اپنی بدی اور گناہوں کے باعث دل کا آرام و چین نہ رکھتا ہو تو اُسے کیا فایدہ اُس سے تو وہ غریب کہیں بہتر ہے جو نیکی کرتا اور خدا کے حکموں کو بجا لاتا اور اِس باعث دل کا آرام و چین رکھتا ہے + چنانچہ اس سعادت اور خوشی کی وجہہ جو نیک آدمی کو حاصل ہوتی ہے صاف صاف ظاہر ہے یعنے وہ اپنے خالق کو پہچانتا اُس سے محبت رکھتا اُس کی عبادت و اطاعت کرتا اور اُس پر اعتقاد اور بھروسا رکھتا ہے اور یہہ سمجھتا ہے کہ جس حال میں قادر مطلق میرا خبرگیر اور حامی ہے مجھے کس بات کا اندیشہ اور کس کا خوف + وہ جانتا ہے کہ مجھے روزمرہ کھانا کپڑا ملیگا + کیونکہ اِس بات کا خدا نے وعدہ کیا ہے اور وہ سوا کھانے کپڑے کے اَور کچھہ نہیں چاہتا پس اِس بات کے حق میں اُسے خاطر جمعی ہے + پھر دُکھہ درد اور بیماری کے باب میں بھی وہ جانتا ہے کہ خدا میرا آسمانی باپ اور بہتری کرنیوالا ہے اور جو کچھہ مجھہ پر بھیجیگا میرے بھلے کے واسطے ہوگا جب مناسب جانیگا تب ہی بھیجیگا ویسے نہیں اُسے معلوم ہے کہ اِس دُنیا میں لوگ لڑکوں کی سزا اُن کی بہتری کے واسطے کرتے ہیں اِسی طرح وہ جانتا ہے کہ خدا میری بہتری کے لئے مجھہ پر دُکھہ درد اور بیماری و مصیبت بھیجتا

ہی اُس کا منشا یہی ہی کہ میرا دل دُنیا کی چیزوں سے اُٹھ جائے اور خاص اُسی پر جو کہ تمام حقیقی
نیکبختی کا چشمہ ہی لگا رہے اور اُسے یقین رہتا ہی کہ جب خدا مناسب جانیگا تب سب دُکھ درد
کو وہ بھی دور کریگا + دُکھ درد اور بیماری کے برداشت کرنے کو خدا اُسے دل کی مضبوطی بھی بخشتا ہی
چنانچہ اِس مقدمہ میں بھی اُسے کچھ اندیشہ نہیں ہی اپنے تئیں جناب باری کے سپرد کر دیتا ہی اور
دل کا آرام و چین رکھتا ہی + اور اگر اُس کے دشمن اُسے کسی باعث سے ستاویں تو اِس سے
بھی اُس کی خاطر جمعی جاتی نہیں رہتی کیونکہ وہ جانتا ہی کہ وہ واجب الوجود جس کی میں عبادت کرتا
اور جس سے محبت رکھتا ہوں قادر مطلق ہی اور تمام انسانوں کی طاقت اُس کے نزدیک کچھ
نہیں اور بغیر اُس کی اجازت کے وے میرا ایک بال بھی نہیں چھو سکتے اور اگر وہ اُنہیں مجھے ستانے
دیگا تو اِس سے بھی میری وہی بہتری ہوگی جو دُکھ درد بیماری سے ہوتی ہی یعنے میرا دل انسان کا
آسرا چھوڑ کر اور دُنیا کی چیزوں سے اُٹھکر اُسی پر لگا رہیگا اور اُسی پر بھروسا رکھیگا + اور اُسے
یقین رہتا ہی کہ جب خدا مناسب جانیگا تب اِس تکلیف کو بھی دور کریگا + پس آدمیوں کے
ستانے سے بھی اُس کے دل کا آرام و چین جو نیکی سے پیدا ہوتا ہی جاتا نہیں رہتا پر برعکس اِس کے
اُس کی بنیاد اور بھی مضبوط ہو جاتی ہی کیونکہ اُس کا دل دُنیا کی چیزوں و گناہ سے اُٹھکر خدا ہی پر
زیادہ لگا رہتا ہی + چنانچہ عاقبت کے باب میں بھی اُس کو پوری اطمینان خاطر رہتی ہی کیونکہ وہ
جانتا ہی کہ میں نے اپنے خالق کو دل سے پیار کیا ہی اور اُس کی عبادت و اطاعت کی ہی اور
وہ بعد مرنے کے مجھے اُس پاک جگہہ کو پہنچاویگا جو اُس نے پاک فرشتوں اور خدا پرست انسانوں کے
لئے مقرر کی ہی +

غرض ظاہر ہوا کہ جو شخص نیکی کرتا ہے اُسے ہر حالت میں خوشی و سعادت حاصل ہوتی ہے *

یہاں انسان دو چیزوں کا بنا ہے یعنے جسم و روح کا * روح کا درجہ جسم سے کہیں بڑا ہے پس اُس کی خوشحالی بھی جسم کی خوشحالی سے کہیں زیادہ ہے * جب غور سے دیکھتے ہیں تو جسم کی خوشحالی کچھ بڑی بات جان نہیں پڑتی تھوڑے ہی دن میں وہ مر کے اور سڑ گل کے مٹی میں مل جائیگا اور اُس کی خوشحالی و تکلیف بھی دونوں اُس وقت تمام ہو جائینگی * لیکن روح تو غیر فانی ہے اور اُس کی تکلیف و خوشحالی بھی لا انتہا ہونگی * پس چاہئے کہ ابھی سے اُس کی خوشحالی اور سعادت کی تدبیر کریں تب ہمیشہ نیکبخت رہینگی * جسم کی تکلیف اور روح کے عذاب میں کچھ نسبت نہیں * جسم کی تو بڑی بڑی تکلیفیں لوگ برداشت کر لیتے ہیں چنانچہ ہاتھ پانو کٹوا ڈالتے بلکہ سارا بدن بھی جلا دیتے ہیں لیکن روح کا عذاب نہایت ہی خوفناک ہے * جسم کی تکلیف کے باعث لوگ اپنے تئیں اکثر مار نہیں ڈالتے لیکن روح کے رنج کے باعث اکثر مار ڈالتے ہیں چنانچہ تلوار یا چھری سے گلا کاٹ لیتے گولی مار لیتے زہر کھا لیتے پھانسی دے لیتے اور کوؤں میں بھی کر پڑتے ہیں اگر اُن سے روح کا عذاب اور رنج برداشت ہو سکے تو ایسا ہرگز نہ کریں * پس اس سے ظاہر ہے کہ وہ شخص جو نیکی کرتا اور اطمینانِ خاطر رکھتا ہے ہر چند کہ اُس کا جسم یہاں تکلیف میں بھی رہے اور وں سے کہیں بہتر ہے کیونکہ اُس کی تکلیف تو جلد آخر ہو جائیگی پر اُس کی روح کی سعادت اور نیکبختی کبھی تمام نہ ہوگی *

جب ہم کسی نیک اور خدا پرست آدمی کو تکلیف و مصیبت میں دیکھتے ہیں تو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اُسے اُس کی نیکی سے کچھ فایدہ نہیں ہوتا * لوگ تو اُسکے جسم کی تکلیف کو دیکھتے ہیں پر اُس

اطمینانِ خاطر کو نہیں دیکھ سکتے جو نیکی سے اُسے حاصل ہوتی ہو اور ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ نیکبختی کے باب میں
یہاں یہی خاص بات ہو اور اِس سے غریب لوگ ہر چند کہ اُن کے جسم تکلیف اور مصیبت میں بھی
ہوں ایسے بادشاہوں کی نسبت جو خدا کو نہیں مانتے زیادہ دلی آرام و چین رکھتے ہیں + پھر
کسی نیک کو تکلیف میں دیکھکر ہمیں یہہ بھی نہ سمجھنا چاہئے کہ خدا بے اِنصافی کرتا ہو کیونکہ خدا
پرست کی وہ اطمینانِ خاطر جو نیکی سے اُسے حاصل ہوتی ہو اُس کے جسم کی تکلیف سے کہیں زیادہ
ہو اور پھر یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اُس کے اجر کا خاص وقت عاقبت میں ہوگا + یہاں
تو وہ نیکی کی راہ میں سب طرح کی مزاحمتوں کے درمیان سے سفر کر رہا ہو + پر جب اُس کا سفر تمام
ہو جائیگا یعنے وہ بہشت کو پہنچیگا تب اُس کی نیکی کا پورا بدلا اُسے ملیگا + اگرچہ اِس دنیا میں گناہ
بھرا ہوا ہو اور بہت لوگ بدی اور شر کی راہ میں چلتے ہیں اور خدا پرستی کی راہ میں بہت کم پائے جاتے
ہیں تو بھی وہ ایسی خوب اور دلپسند شے ہو کہ بد بھی ہر چند کہ آپ گناہ میں سخت ہو کر اُس راہ پر چلا
نہیں چاہتے اُسے دیکھکر بے اختیار دل میں اُس کی تعریف کرتے اور اکثر ظاہر میں بھی تعظیم کرتے ہیں +
یہی باعث ہو کہ اکثر جب کوئی بد کسی نیکبخت کی صحبت میں پڑتا ہو تو ہر چند کہ آپ مرتبہ والا اور زبردست
بھی ہو نیک کے سامھنے اپنی بدچالی کے باعث شرماتا ہو اور اُس وقت نیک کا رُعب اُس پر
ایسا غالب ہوتا ہو کہ اُس کے سامھنے کسی طرح کی حرکت کر نہیں سکتا + چنانچہ محلات میں
جب کوئی ایمانداری سے چلتا و کسی کی بدی و نقصان نہیں کرتا و ہر ایک کا حق ادا کرتا اور کسی
سے نہیں لڑتا نہ کسی کو گالی دیتا نہ گندی باتیں مُنہہ سے نکالتا اور اپنی حیثیت کے موافق غریبوں کو
خیرات دیتا اور جہاں تک اُسے معلوم ہو خدا کی عبادت کرتا ہو تو وہ اپنی اردگرد کی بستیوں اور گانوؤں

میں اچھا اور نیک کہلاتا ہے اور ہر کوئی پیٹھ پیچھے بھی اُس کی تعریف و تعظیم کرتے ہیں بلکہ بُرے وے شخص بھی اکثر بے اختیار اُسے اچھا کہتے ہیں ◆ اگر اُس گانو کا زمیندار بد ہو تو ہر چند کہ وہ اُس نیک سے بڑا و زبردست و دولتمند ہو پر وہ بھی دل میں اُس کی تعظیم کریگا اور اُسے اچھا کہیگا اور ایکا ایک اُس کا کچھ نقصان نہ کریگا ◆ پس ظاہر ہے کہ نیکی اس جہان میں بھی جہاں گناہ بھرا ہے اور اتنی مصیبت پائی جاتی ہے بے اجر نہیں رہتی ◆

سوا اس کے اِس دُنیا کی نعمتوں کے حق میں بھی نیکی کا بدلہ اکثر ملتا ہے چنانچہ بہت سے لوگ ایسے ہو گئے ہیں اور اب بھی ہیں کہ اُنھوں نے تھوڑے ہی روپے سے کام شروع کیا ہے اور ہر بات میں ایمانداری سے چلے ہیں اور اپنی چال چلن درست رکھی ہے پس اُنھوں نے رفتہ رفتہ دولت حاصل کی ہے اور مع لڑکے بالوں کے آرام سے رہے ہیں اور جب لڑکے سیانے ہوئے ہیں اُن کی پرورش اور آرام کے واسطے بھی بندوبست کر دیا ہے ایسے لوگوں کو دُنیا میں اکثر بہت تکلیف نہیں ہوئی اور لوگوں نے غور سے اُن کا حال دیکھا ہے اور یہی کہا ہے کہ خدا نے اُن پر فضل کیا ہے ◆ معلوم کیا چاہیے کہ یہہ بھی نیکی کا ایک اجر ہے شاید پڑھنیوالے کو بھی کوئی ایسے لوگ جن کو یہہ اجر ملا ہے یاد ہونگے ◆

نیکی کے اجر کی بابت جو بات علیحدہ علیحدہ شخصوں کے باب میں راست ہے وہی قوموں کے حق میں بھی ٹھیک ہے ◆ علیحدہ علیحدہ شخصوں کے اعمال کی طرح قوموں کے اعمال بھی حق تعالیٰ کے ملاحظہ میں گذرتے ہیں اور جب قومیں نیکی کرتی ہیں تو مفرد آدمیوں کے موافق وے بھی اجر پاتی ہیں ◆ ہر قوم میں بہت سے مفرد آدمی شامل ہوتے ہیں مثلاً ہندو قوم میں تمام ہندوستانی

ہیں برماہ والوں کی قوم میں سب برماہ والے شامل ہیں اور انگریزوں کی قوم میں تمام انگریز شامل ہیں اور یہی بات اور سب قوموں کے حق میں بھی راست ہی + جب کسی قوم کے زیادہ لوگ نیکی کرتے یعنے خدا کو پہچانتے اور مانتے ہیں اور اپنے جنس کی بہتری کرتے ہیں تو اس قوم کو نیک کہتے ہیں + ایسی قوم میں حاکم نیک ہوتے ہیں یعنے وے خدا سے ڈرتے اور اُس سے محبت رکھتے ہیں اور رعایا کے درمیان انصاف کرتے اور مقدور بھر اُن کی بہتری کیا چاہتے ہیں + جب کہ حاکم اور رعایا دونوں نیک ہوتے ہیں تب خلقت کا حاکم یعنے حق تعالیٰ اُس قوم کو اُس کی نیکی کے واسطے اجر دیتا ہی وہ اُسے برکت بخشتا و بحال کرتا اور بڑھاتا ہی اور اسی طرح اُسے خوشحالی حاصل ہوتی ہی + نیک قومیں اکثر اُن آفتوں سے بچی رہتی ہیں جو سزا کے لئے بد قوموں پر پڑتی ہیں + ان آفتوں میں قحط و وبا اور لڑائی بھی شامل ہیں + نیک قوم کے واسطے خدا وقت پر مینہہ بھیجتا ہی اور لوگ کاشتکاری و محنت کرکے اپنی پرورش اور آرام کے لئے سب طرح کی چیزیں پیدا کرتے ہیں چنانچہ خوراک کے لئے ہر طرح کا غلہ اور پوشاک کے لئے کپاس وغیرہ اور عیش و آرام کے واسطے بھی بہت سی چیزیں حاصل ہوتی ہیں + حیوانوں کے واسطے بھی بہت سی گھاس جمتی ہی اور اس سے انسان کی خدمت کے لئے بہت چوپائے پیدا ہوتے ہیں + یہہ تمام نعمتیں بارش کے وسیلے حاصل ہوتی ہیں اور انھیں سے انسان کی سب احتیاجیں رفع ہوتی ہیں + جب ہر قوم کو اتنا مینہہ ملتا ہی جتنے کی اُسے ضرورت ہوتی ہی تو اس سے اُسے اتنی خوشی حاصل ہوتی کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا + سوا اس کے نیکی کے باعث تجارت میں بھی برکت ہوتی ہی + اُن کے ملک میں بعضی چیزیں ایسی کثرت سے پیدا ہوتی ہیں کہ انھیں سب کو خرچ میں نہیں لا سکتے ہیں پس اور ملکوں کو بھیجتے اور وہاں سے اپنے عیش و آرام کے لئے اور چیزیں منگواتے

پس اِسی طرح قومیں دولتمند ہو جاتی ہیں اور یہہ بھی اُن کے لئے نیکی کا ایک اجر ہے * جب کوئی قوم اپنی ولایت میں بہت مال پیدا کرتی اور پھر تجارت کے وسیلے اور ولایتوں سے بھی منگواتی اور دولت حاصل کرتی ہے تو وہ بڑی زبردست ہو جاتی ہے اور چو گرد کی قومیں اُس سے ڈرتیں اور اُسے مانتی بھی ہیں اور ناکہا ایک اُس سے نہیں لڑتیں * نیکی سے قومیں زبردست ہوتیں پر بدی و شر سے ناطاقت ہو جاتی ہیں * اگر دو شخص ہوں جن کی طاقت اصل میں برابر ہو اور اُن کی عمر وغیرہ بھی یکساں ہوں ایک تو اُن میں سے اچھا ہو اور ہر طرح کے نشے اور بدچالی سے پرہیز کرے و اپنے پیشے میں خوب محنت کرے اور وقت پر پیٹ بھر کے کھانا کھائے مگر دوسرا شرابی یا افیونی یا اور کسی نشے کا کھانے والا ہو نچا و سست بھی ہو اور اُسے پرورش کی بے فکری کے باعث دو دو چار چار فاقوں کی نوبت تک ہو جایا کرے تو اُن دونوں میں کون مضبوط و توانا ہوگا * بیشک وہی جو اپنے تئیں احتیاط سے رکھتا ہے * پس یہی حال قوموں کا بھی ہے نیکی سے قومیں زبردست ہوتی ہیں اور بدی و شر سے ناطاقت و کمزور * جب کوئی قوم نیک و زبردست ہوتی ہے چو گرد کی قومیں اُس سے ڈرتی ہیں اور خواہ نخواہ اُس سے نہیں لڑتیں * لڑائی بڑی خوفناک شی ہے اور اُس سے قوموں پر بڑی مصیبت آتی ہے اُن کے ہزارہا لوگ میدانِ جنگ پر مارے جاتے اور ہزارہا عورتیں اور لڑکے بیوہ اور یتیم ہو جاتے ہیں اور تمام ملک میں رونا پیٹنا مچتا اور رنج و غم چھا جاتا ہے * چنانچہ وے قومیں جو نیکی کرتی ہیں اکثر اِس آفت سے بچی رہتی ہیں * اور سوا اِس کے اکثر وبا سے بھی بچی رہتی ہیں یہہ بھی ایک نہایت ہی بڑی آفت ہے اور جب آتی ہے تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں کو مار ڈالتی ہے * ہم یہہ نہیں کہتے کہ نیک قومیں ہمیشہ لڑائی و وبا و قحط سے بچی رہتی ہیں یہہ آفتیں

بیشک کبھی کبھی اُن پر آتی ہیں لیکن جب آتی ہیں تب ہمیں یہہ نہ سمجھنا چاہئیے کہ خدا اُن کی نیکی کو بھول گیا
ہے یا کہ اُن سے بے اِنصافی کرتا ہے نہیں پر برعکس اِس کے اُن پر یہہ بلائیں اِسی لئے بھیجتا ہے کہ
وے نیکی کی راہ میں اور بھی ترقی کریں چنانچہ جس منشے سے علیحدہ علیحدہ لوگوں پر مصیبت بھیجی
جاتی ہے اُسی منشے سے قوموں پر بھی آفتیں بھیجی جاتی ہیں یعنے کہ وے نیکی میں ترقی کریں + اِس
جہان میں کوئی شخص نیکی میں کامل نہیں ہوتا پر اکثر خدا کو بھول جاتا اور گناہ کرتا ہے اِسی واسطے
مصیبت کوڑے کی طرح اُس پر آتی ہے کہ وہ خدا کو یاد کرے + بہت سے آدمی ملکر قومیں بنتی ہیں
اور چونکہ مفرد آدمی نیکی میں کامل نہیں ہیں تو قومیں کہاں سے ہونگی +. پس حاکم اور رعایا دونوں
خدا کو بھول جاتے اور گناہ کرتے ہیں اور اُن پر بھی آفتیں بھیجی جاتی ہیں کہ حق تعالیٰ کو یاد کریں
سو جب کسی نیک قوم پر کوئی بلا آتی ہے تو اِس سے بھی خدا کی مہربانی ظاہر ہے کیونکہ وہ اِسی لئے ہے کہ اُس
نیک قوم کو خدا کی فراموشی اور گناہ سے باز رکھے اور اُس سے نیکی کی راہ میں ترقی کرا دے +. چنانچہ
عاقل و خدا پرست لوگ بھی اکثر اپنے لڑکوں سے ایسا سلوک کرتے یعنے جب وے شرارت کرتے اُن
کی تنبیہ کرتے ہیں +

معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانہ ایسا تھا جب ہندوؤں کے درمیان اِتنا گناہ پایا نہ جاتا تھا جتنا اب
ہے اِسی واسطے اُس وقت اُن پر ایسی آفتیں نہ پڑتی تھیں جیسی بعد اُس زمانہ کے پڑنے لگیں + حاکم
اچھے تھے اور کچھ نیکی کرتے تھے اور رعایا کو فرزندوں کی طرح سمجھتے تھے اور رعایا کے درمیان بھی کچھ
نیکی پائی جاتی تھی ہر ایک صوبہ اپنے راجہ کے تخت میں ایک بڑے گھرانے کی مانند تھا اور خوشحال
تھا + یہہ اُس نیکی کا اجر تھا جو اُن کے درمیان پائی جاتی تھی +. اِس زمانے میں انگریزوں

کی قوم بھی اُن قوموں میں شمار ہی جو نیکی کرتے ہیں ÷ یہہ قوم خدا کو پہچانتی اور مانتی اور اپنے رعایا کی بہتری کیا چاہتی ہی اور اُس کی یہہ بھی مرضی ہی کہ اَور قوموں کے ساتھ جنسے اُسے کام پڑا ہی انصاف اور راستی سے پیش آوے ÷ یہہ سب باتیں نیکی میں شمار ہیں اور اُس کا پھل دیکھو ÷ یہہ قوم ہر صورت سے بحال و خوشحال اور زبردست ہی و اَور قومیں اُس کی تعظیم کرتیں اور اُس سے ڈرتی ہیں ÷ اِس مُلک میں یہاں کے باشندوں کی نسبت انگریز بہت ہی تھوڑے ہیں تو بھی اُن کی نیکی کے باعث خدا اُن کا ایسا رعب رکھتا ہی کہ تمام مُلک کو ہر چند کہ اُس میں لاکھوں کروڑوں باشندے ہیں زیر کئے رہتے ہیں ÷ بلکہ یہاں کے لوگ خود اِس بات کا اقرار کرتے اور کہتے ہیں کہ انگریز اپنے عدل اور راستی کے باعث اقبالمند ہیں اور یہہ بھی کہتے ہیں کہ اِن کی عملداری میں شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں ÷ اِن کی نیکی کچھہ صرف اِسی بات سے ثابت نہیں ہوتی کہ اِس مُلک میں حکومت کرتے ہیں کیونکہ بد و شریر قومیں بھی کبھی کبھی اَور قوموں پر حکومت کرتی ہیں پر خاص اِس سے ظاہر ہی کہ اُنھیں بغاوت اور سرکشی کے باب میں بہت فکر و اندیشہ نہیں رہتا رعایا اُن کی عملداری سے خوش ہی اور بدل اُن کی تابعداری کرتی ہی یہہ نہیں چاہتی کہ وے یہاں سے چلے جائیں بلکہ اُنھیں دعاء خیر دیتی اور بدل چاہتی ہی کہ اُن کی عملداری برقرار رہے ÷ پس یہہ اُن کی نیکی کا اجر ہی ÷

اِس مقدمہ میں مُلک نیپال کے حال پر بھی ذرہ غور کرو اور اُس سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہی ÷ پہاڑیوں کے درمیان یہاں کے لوگوں کی نسبت نیکی زیادہ پائی جاتی ہی ÷ چنانچہ اُن میں جھوٹھہ و چوری و زنا و نشہ خواری و فریب و لالچ وغیرہ کم ہی اور جب یہاں کے

لوگ اُدھر نہیں گئے تھے اور اپنی بدچالی وہاں نہیں پھیلائی تھی تب اُن کے درمیان اَور بھی نیکی پائی جاتی تھی
یہہ بات اُن پر جو وہاں ہو آئے ہیں خوب ظاہر ہی * چنانچہ نیپال بھی پہاڑوں کے درمیان ہی
اور اُس کے باشندوں کے درمیان یہاں کے لوگوں کی بہ نسبت نیکی زیادہ پائی جاتی ہی اور اسی
واسطے وے اور ہندوستانی راجاؤں اور نوابوں کے رعایا کی بہ نسبت خوشحال رہتے ہیں یہہ سننے میں نہیں
آتا کہ وے اپنے راجہ سے ناراض ہیں اور اُس سے سرکشی کیا چاہتے وے اکثر اُن گناہوں سے باز رہتے
جو یہاں کے لوگ کرتے ہیں خوب محنت کرتے اور اپنے مُلک میں وے تمام چیزیں پیدا کرتے جو اُن کی پرورش
کے واسطے ضرور ہیں اور بہت سی جنسیں اَور جگہوں سے بھی منگوا لیتے ہیں * اور کوئی قوم اُنھیں تنگ
نہیں کرتی اور انگریز بھی ہر چند کہ اُن سے کہیں زبردست ہیں اُن کی نیک چالی کے باعث اُن کی
خاطر کرتے ہیں * پس یہہ سب اُن کی نیکی کا اجر ہی * ہم یہہ نہیں کہتے کہ نیپال والے ایسے نیک
ہیں جیسا چاہئے تو بھی حق تعالیٰ اُنھیں بے اجر نہیں چھوڑتا پر اُس نیکی کا بدلہ دیتا ہی جو اُن کے
درمیان پائی جاتی ہی * اِس مقدمہ میں ذرہ نیپال اور اودھ کے حال کو مقابلہ کرو اور دیکھو دونوں
کے درمیان کیسا فرق پایا جاتا ہی * اگرچہ اودھ کا مُلک بہت زرخیز ہی اور اُس میں بڑی دولت پیدا
ہو سکتی ہی تو بھی نیکی کے باب میں نیپال سے کیسا کمتر ہی بلکہ اُس میں کچھہ بھی نیکی پائی نہیں جاتی
اِسی باعث کیسا کمبخت و خراب رہتا ہی * اِس سے ظاہر ہی کہ جب جناب باری کسی قوم میں کچھہ نیکی دیکھتا
ہی تو کیسی ہی تھوڑی کیوں نہ ہو اُس کے واسطے بھی اُسے اجر دیتا ہی جیسا کہ اچھا حاکم اپنی رعایا کو جب
وے اجر کے لایق کام کرتے ہیں اجر دیتا ہی اُسی طرح حق تعالیٰ اُن سب قوموں کو جن کے درمیان
نیکی پائی جاتی ہی بدلہ دیتا ہی وہ ایسا حاکم ہی کہ اُس کا عدل بے پایان ہی اور ہمیشہ وہی کرتا ہی جو

واجب ہے ✣ اس مقدمہ میں اور سیکڑوں مثالیں دے سکتے ہیں پر اس بات کے لئے اور ملکوں کی تواریخ کی بابت پڑھنیوالا کچھ نہیں جانتا ذکر کرنا پڑیگا ✣ لیکن نیکی کے اجر کی بابت سمجھنے کے لئے یہی مثالیں جو مذکور ہوئیں بہت کافی ہیں ✣ پس اجر کا بیان انھیں پر ختم کرتے ہیں ✣

آٹھواں باب

خدا تعالی کی اُس حکومت کا بیان جو وہ انسان پر اُن کے نیک و بد اعمال کے باب میں کرتا ہے چلا جاتا ہے

غرض جیسا کہ سعادت اور نیکبختی نیکی کا انجام ہے اُسی طرح عذاب اور تکلیف بدی و گناہ کا پھل ہے ✣ جیسا کہ جو شخص ہاتھ پر آگ اُٹھاتا ہے اُس سے جل جاتا ہے اُسی طرح وہ انسان جو گناہ کرتا ہے اپنے اوپر عذاب لاتا ہے خدا کی شریعت یہی فرماتی ہے اور یہہ شریعت موافق اُس کی ذات کے غیر تبدیل ہے ✣ عقل و ضمیر بھی اِسی بات پر گواہی دیتی ہیں اور انسانی قانون سے بھی یہی حقیقت ظاہر ہے کیونکہ وے سب اِسی واسطے بنتے ہیں کہ جہاں تک انسان کو معلوم ہو گناہ کی سزا کریں اور اُسے روکیں ✣

پس جب کوئی خدا سے نہیں ڈرتا یا اُس سے محبت نہیں رکھتا اور اُس کی عبادت و اطاعت نہیں کرتا لیکن گناہ کیا کرتا ہے اُسے بد و شریر کہتے ہیں اور وہ شخص اپنی بدی او گناہوں کے سبب اپنے اوپر عذاب اور تکلیف لاتا ہے ✣ وے تمام لوگ جو خدا کو نہیں پہچانتے اور اُسے

نہیں مانتے بد ہیں پر سب ایک ہی طرح بد نہیں کوئی کم بد ہیں اور کوئی زیادہ ✢ بدی کے
انجام کی بابت سمجھنے کے لئے ضرور ہے کہ اِس بات کو خوب یاد رکھیں ✢ وے جو اَوروں کی نسبت
کم گناہ کرتے ہیں اُس شخص کی مانند ہیں جو تھوڑا زہر کھایا کرتا ہے اور فوراً نہیں مرتا بلکہ کچھ دنوں
بعد ✢ اور جو زیادہ گناہ کرتا ہے اُس کی مانند ہے جو بہت زہر کھاتا اور جلد مرجاتا ہے ✢ بدی
و گناہ روح کے حق میں زہر ہے اُس کی تاثیر سے روحانی موت آتی ہے یعنے روح تکلیف اور عذاب
میں پڑتی ہے اُن لوگوں کو جو انسان کی نظر میں کم گناہ کرتے ہیں یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم کم گناہ کرتے
ہیں اور ہماری سزا نہ ہوگی سزا ضرور ہوگی اگرچہ اِس جہان میں اُن کی بدی کا انجام نظر نہ آوے تو بھی
بچینگے نہیں جو لوگ تھوڑا زہر کھاتے ہیں سو بھی تو تھوڑے دنوں میں اُس سے مرجاتے ہیں اِسی طرح
اُن پر بھی جو اَوروں کی نسبت کم گناہ کرتے ہیں آخر کار سزا نازل ہوگی اگرچہ اِس جہان میں
اُن پر بہت تکلیف نہ پڑے پر عاقبت میں اُنھیں اُن کے گناہ کا پورا پھل ملیگا ✢ وے جو
بہت ہی زیادہ بد و شریر ہیں اُن کے گناہوں کا انجام تو اِس دنیا میں بھی بخوبی ظاہر ہے چنانچہ وے
لوگ جو لڑائی و جھگڑا و چوری کرتے متوالے ہوتے و اَور نشہ کھاتے زنا و لالچ کرتے اور جھوٹھ بولتے ہیں اِن
گناہوں کے باعث اِس جہان میں بھی تکلیف اُٹھاتے ہیں یہہ بات ایسی ظاہر ہے کہ اِس کا بیان کرنا
کچھ ضرور نہیں ✢ اِن گناہوں میں سے بعضوں کے باعث اِنسان کی عقل و جسم ضایع ہوتے اور
وہ بھیکھ مانگنے کی نوبت تک پہنچتا ہے اِن سب سے اُس کی بھلمنسی و عزت جاتی رہتی اور وہ بڑا بدمعاش
ہو جاتا ہے اور لوگ اُس کی سنگت سے پرہیز کرتے ہیں ✢ غرض وے لوگ جو بدی و گناہ کرتے ہر
طرح سے ناخوش ہیں اُنھیں دل کا چین و آرام نہیں ملتا جو کہ ایک بڑی بات ہے اور نیک کو حاصل ہوتی ہے

بدشریر لوگ جانتے ہیں کہ ہم خدا سے محبت نہیں رکھتے اور اُس کی عبادت نہیں کرتے اور اسی باعث وہ سعادت و تسکین نہیں رکھتے جو ایسا کرنے سے حاصل ہوتی ہے + برعکس اِس کے اُنھیں بڑے خوف و اندیشہ کی جگہہ رہتی ہے کیونکہ خدا جس کی وے نافرمانی کرتے ہیں قادر مطلق ہے وے بالکل اسی کے قبضہ میں ہیں اور اُس نے سب گنہگاروں کی سخت سزا کرنے فرمائی ہے + اُن کی حالت اُس قیدی کی سی ہے جس پر قتل کا حکم ہوا ہے چنانچہ اُن کے لئے خوشی کا کوئی باعث نہیں ہے برعکس اِس کے چاہئے کہ خوب ڈریں اور گھبرائیں + پھر وے اُس شخص کی مانند ہیں جو ایسے کسی مکان میں بند ہو جس کی دیواریں چوگرد بڑی بلند ہوں جس میں کوئی دروازہ نہ ہو اور اُس کی چھت میں آگ لگی ہو اور اس صورت میں سوا جل مرنے کے اُس کے آگے اَور کچھ نہ ہو + پس شریر لوگ جو گرد خدا کی قدرت سے گھرے ہیں اور اُس کا غضب مانند جلتی چھت کے اُن پر جھوم رہا ہے + گناہوں کے باعث اِس جہان میں اُن کا جسم خراب ہوتا اور اُس میں مکروہ عارضے پیدا ہوتے ہیں اُن کی عزت جاتی اور کوئی بھلا آدمی اُنھیں اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتا پھر اُن کی پوری سزا عاقبت میں ہوگی یعنے جان و بدن دونوں ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلا کرینگے + غرض بدی و گناہ کا انجام سوا تکلیف و عذاب کے اَور کچھ نہیں +

بعضے لوگ ایسے ہیں کہ ہمیشہ جھوٹھ نہیں بولتے اور متوالے نہیں ہوتے اور ہمیشہ چوری زنا وغیرہ نہیں کرتے پر صرف کبھی کبھی + یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اِن لوگوں کی سزا نہ ہوگی + اگرچہ اِن لوگوں کے گناہ انسان کی نظر میں کم ہیں تو بھی اُن پر عذاب آویگا + ہم پیچھے کہہ آئے ہیں کہ یہہ لوگ اُس شخص کی مانند ہیں جو تھوڑا تھوڑا زہر کھائے + اگرچہ تھوڑے تھوڑے زہر

کے کھانے سے اِنسان فوراً نہیں مرتا تو بھی کچھ دنوں میں اُس کے باعث مر جاتا ہی اِسی طرح اگرچہ کم گناہوں کا انجام ابھی معلوم نہیں ہوتا پر آخر کار ضرور معلوم ہوگا + گناہ کے کم نظر آنے کے باعث کچھ اُس کی تاثیر جاتی نہیں رہتی وہ آگ کی مثل ہی آگ چاہے ایک چنگاری ہو یا دس انگارے دونوں طرح سے جس پر پڑتی ہی اُسے جلا دیتی ہی اِسی طرح گناہ ہی چاہے تھوڑا ہو یا بہت اُس کے ساتھ عذاب ضرور آتا ہی + خدا تعالیٰ کے حضور میں وے لوگ بھی جو کم گناہ کرتے بڑے گنہگار ہیں اور سبب اِس کا یہہ ہی کہ وے بھی خدا کو بھول جاتے اور اُس کی محبت اور عبادت کو ترک کرتے ہیں + خدا کے بھول جانے اور اُس کی محبت اور عبادت کے ترک کرنے میں کم گناہ والے اور زیادہ گناہ والے دونوں برابر ہیں + خالقِ پاک کا بھول جانا اور اُس کی محبت و عبادت کا ترک کرنا بڑا گناہ ہی اور اِس کے واسطے بیشک بڑی سزا و عذاب ہی + اگرچہ بعضے لوگ جھوٹھ و چوری و زنا و متوالپن وغیرہ کے حق میں بڑے گنہگار نہوں تو بھی وے خدا کی فراموشی کے باعث شریروں اور بدوں میں شمار ہیں اور اِس فراموشی کے باعث خلقت کا حاکم اُن کی سزا کریگا + اگر کسی بادشاہ کی رعایا میں سے سو آدمی اُس سے پھر جائیں اور اُن میں سے پچاس روزمرہ اُس کے مُلک میں ڈاکہ ڈالا کریں اور پچاس ہفتہ میں صرف ایک دفعہ تو کیا جب بادشاہ اُن سب کو پکڑ پاوے تو اُن کی جو ہفتہ میں صرف ایک ہی دفعہ ڈاکہ ڈالتے ہیں اَوروں کی نسبت کم سزا کرے + ہرگز نہیں دونوں گروہوں کی ایک ہی طرح سزا ہوگی + اُن کا خاص جرم تو یہی ہوگا کہ انھوں نے اپنے بادشاہ سے بغاوت اور سرکشی کی اور اُس سے پھر گئے اگر اُن میں سے پچاس نے روزمرہ ڈاکہ نہ ڈالا تو کیا ہوا سرکشی و بغاوت کے باب میں تو دونوں برابر ہیں + پس دونوں گروہوں کی ایک ہی طرح سزا ہوگی +

سو اُن لوگوں کو جو اوروں کی بہ نسبت کچھ کم گناہ کرتے ہیں یہہ سمجھنا چاہئیے کہ ہم تھوڑا گناہ کرتے ہیں اِس لئے ہم پر عذاب نہ آویگا ÷ ظاہر میں شاید اوروں کے برابر گناہ نہ کرتے ہوں پر دل میں تو انھیں کے برابر گنہگار ہیں کیونکہ وے خدا کو بھول گئے ہیں اور اُس کی محبت وعبادت کو ترک کیا ہے چنانچہ یہہ بڑا گناہ ہے اُنھوں نے خالقِ پاک سے بغاوت وسرکشی کی ہے اور وہ ضرور اُن کی سزا کریگا حالانکہ وے ظاہر میں بہت گناہ بھی نہ کریں ÷ ایسے لوگ عاقبت میں اوروں کے ساتھہ تو سزا پاوینگے پر یہاں بھی بالکل بے بدلہ نہیں چھوٹتے ÷ چنانچہ انھیں دل کا چین و آرام نہیں رہتا جو کہ نیکوں کا اِس جہان میں ایک بڑا اجر ہے اور چونکہ انھیں اطمینان خاطر نہیں انھیں سعادتمند و نیکبخت کیونکر کہہ سکتے ہیں ÷ سوا اِس کے وہ کبھی خدا کے غضب سے محفوظ نہیں رہتے اور پھر اُن کے اُس کم گناہ کے باعث بھی جو ظہور میں آتا ہے نیکوں کی نظر میں اُن کی بھلمنسی وعزت جاتی رہتی ہے ÷ قصہ کوتاہ اُن کا حال اوروں کے حال سے جو ظاہر میں زیادہ گناہ کرتے ہیں کچھہ بہت فرق نہیں رکھتا اور اُن کی بھی ضرور سزا ہوگی ÷

غرض جیسا کہ مفرد لوگ بدی وشرارت کے واسطے سزا پاتے ہیں ویسے ہی قومیں بھی پاتی ہیں بلکہ نہایت زبردست قوموں کی بھی جب شریر ہو جاتی ہیں تنبیہہ ہوتی ہے ÷ شاید کوئی سمجھے کہ کسی زبردست قوم کو جس کے پاس لاکھوں سپاہ وہزاروں توپ ہوں اور جس کے سامھنے دُنیا کی اور قومیں تھرّیں اور کانپیں کون سزا دے سکتا ہے ÷ پر صرف وے ہی ایسا خیال کرینگے جو نادان ہیں ÷ بڑی قومیں چھوٹی قوموں کی بہ نسبت انسان کی نظر میں زبردست معلوم ہوتی ہیں پر خدا کے حضور نہیں ÷ حق تعالیٰ ایسا بزرگ اور قدرت والا ہے کہ بقولِ کلامِ پاک کے تمام

تو بھی اُس کے حضور ٹِڈّوں کی مانند ہیں جب انسان گھاس پر چلتا ہی تو ٹِڈّے مارے ڈر کے اِدھر اُدھر کودنے لگتے اِنسان کے نزدیک اُن کی کچھ حقیقت نہیں چنانچہ سب اِنسان خدا کے حضور اِسی طرح ہیں اُس کی قُدرت کے نزدیک دنیا کی تمام قوموں کی کچھ حقیقت نہیں اور یہہ بات خوب ظاہر بھی ہی ۔ کیا دُنیا کی ساری قومیں ملکر کوئی پہاڑ اُٹھا سکتیں یا سمندر کو خالی کر سکتیں یا سیڑھی لگاکر یا اَور کسی حکمت سے آسمان کو چڑھ سکتیں ہیں ہرگز نہیں ۔ غرض وے اُس کے نزدیک کچھ نہیں اور وہ نہایت ہی زبردست قوموں کو بھی سزا دے سکتا ہی اور اکثر دیتا بھی ہے ۔

مفرد لوگوں کی طرح قومیں بھی اِس جہان میں کبھی نیکی میں کامل نہیں ہوتیں پر ہمیشہ کچھ نہ کچھ بدی و گناہ کیا کرتی ہیں ۔ جب تک اُن کا گناہ بہت زیادہ نہیں ہوتا خدا اُن کی برداشت کئے جاتا ہی لیکن جب اُن کی شرارت نہایت ہی زیادہ ہو جاتی ہی تب حق تعالیٰ اُنھیں اپنے غضب میں تباہ کر دیتا ہی ۔ شروع سے دنیا میں بہت سی زبردست قومیں ہو گئی ہیں اور ہر ایک اُن میں سے کچھ وقت تک بحال رہی ہے لیکن جب اُن کی شرارت نہایت ہی زیادہ ہو گئی ہے جناب باری نے اُنھیں سطح زمین سے مٹا دیا ہی ۔ قوموں کو اُس وقت بد و شریر کہتے ہیں جب حاکم و رعایا دونوں خدا کو بھول جاتے و مغرور ہو جاتے اور اپنے درمیان راستی و عدل کا پاس نہیں رکھتے اور کمزور قوموں کو ستاتے اور وے تمام گناہ کرتے جو مفرد لوگوں کے اعمال کے بیان میں مذکور ہوئے ہیں ۔ قادر مطلق نے بہت سی زبردست قوموں کو اُن کی شرارت کے باعث غارت کر دیا ہی چنانچہ اُن میں سے بعضوں کے نام یہہ ہیں یعنے بابلونی اسوری قدیم ایرانی یونانی و فرنگستان کے رومی ۔ یہہ بہت بڑی قومیں تھیں اور سب اپنے اپنے زمانے میں ایسی زبردست کہ دُنیا کی اور

تمام قومیں اُن سے بہت ڈرتی و اُنھیں مانتی تھیں بلکہ اکثر اُن میں سے خراج بھی دیتی تھیں ۔ جب تک اِن قوموں کے درمیان نیکی کا کچھ بھی پاس رہا وے بحال رہیں لیکن جب اُن کی شرارت بہت زیادہ ہوئی اور حد درجہ کو پہنچی خدا نے اُنھیں بالکل غارت کر دیا اور اب صرف اُن کا نام ہی نام رہ گیا ہے ✢ اِن قوموں کی تواریخ کا مطالعہ بہت ہی مفید ہے اُس سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ تمام قوموں پر حکومت کرتا ہے اور اُن کے اعمال کے موافق اُن سے سلوک کرتا ہے ✢

جب کوئی قوم شریر و بد ہو جاتی ہے تب ضرور اپنے اعمال کا بدلہ پاتی ہے قادر مطلق کے قبضہ سے چھوٹنا نا ممکن ہے ✢ خدا شریر قوموں کی سزا کئی طرح سے کرتا ہے پر اکثر وبا و قحط و لڑائی بھیجتا ہے ✢ یہہ تینوں بڑی آفتیں ہیں اور اِن سے بڑی بڑی زبردست قومیں بھی جلد پست ہو جاتی ہیں اور جب یہہ لوگوں پر آتی ہیں بادشاہوں سے لے فقیروں تک سب اُن سے سزا پاتے ہیں ✢ چنانچہ جب کسی طرح کی وبا آتی ہے کیسا جلد لوگوں کو ہلاک کرتی ہے ✢ مثلاً جب کسی مُلک میں ہیضہ پھوٹ نکلتا ہے تو سب کے دلوں میں کیسا خوف بیٹھ جاتا ہے ہزاروں مر جاتے ہیں اور تمام اِنسانی تدبیریں اُس کے روکنے کے باب میں بے فایدہ جان پڑتی ہیں ہر شہر و بستی میں گھبراہٹ پڑ جاتی ہے اور بادشاہ و حاکم بھی اُس وقت اپنی مُلکی تدبیریں بھول جاتے ہیں اور ہر کوئی اپنے بچاؤ کے لئے کوشش کرتا ہے ساری قوم کا تمام غرور بھی بھاگ جاتا اور وہ بالکل پست و کمزور ہو جاتی ہے ✢ سوا ہیضہ کے اور بھی بہت سی بلائیں ہیں جن سے قوموں کا یہہ حال ہو جاتا ہے مثلاً چیچک و کسی طرح کی تپ و جسم پر پھوڑوں کا پھوٹ نکلنا وغیرہ ✢

بعضی دفعہ کسی قوم کا یہہ حال عین اُس وقت ہوتا ہے جب وہ کسی دوسری قوم کے ساتھ

لڑائی میں مشغول ہوتی ہے اُس وقت اُس کی فوج میں کوئی وبا شروع ہوتی اور جلد آدھی فوج تک کو تباہ کر دیتی ہے اور باقی سپاہ دشمن کے قبضہ میں آجاتی ہے۔ اِس کا باعث یہی ہے کہ خدا اُس قوم سے اُس کی شرارت کے سبب بیزار ہے ❊ اِس مُلک کے درمیان ہیضہ اور بیماریاں ظہور میں بہت آتی ہیں کوئی نہ کوئی آفت ہمیشہ بنی رہتی ہے اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا اِس قوم سے اُس کی شرارت کے باعث بیزار ہے۔ چنانچہ اُنھیں چاہئے کہ اپنے اعمال کے باب میں غور کریں گناہوں کے لئے توبہ کریں اور بدل و جان تمام خلقت کے حاکم کی محبت و عبادت کی طرف متوجہ ہوں ❊

پھر قحط بھی ایک وسیلہ ہے جس سے خدا شریر قوموں کی سزا کرتا ہے ❊ حق تعالیٰ اِس دُنیا میں سب چیزوں کو بارش سے اُگاتا ہے پس جب قحط کے وسیلے کسی قوم کی سزا کیا چاہتا ہے تو اُس قوم کے مُلک سے بارش باز رکھتا ہے چنانچہ وہاں بڑا اکال پڑتا ہے اور لوگ بڑی مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں ❊ یہہ بھی ایک نہایت ہی بڑی بلا ہے زندگی کے واسطے کھانا ضرور چاہئے اور جب کھانے کو نہیں ملتا تو مر جاتے ہیں لیکن بھوکھ سے مرنا بُری طرح کی موت ہے دشمن کے ہاتھ سے مقتول ہونے اور بیماری سے مرنے میں اکثر اِتنی تکلیف پائی نہیں جاتی ❊ قحط میں بھوکھ کے مارے لوگ دیوانے سے ہو جاتے ہیں بڑا چھوٹا نہیں رہتا مُلک میں ابتری ہو جاتی ہے اور چوری ڈاکہ خون وغیرہ بہت ہونے لگتے ہیں اور سب سے بڑی خرابی یہہ ہوا کرتی ہے کہ عزیزوں اور یگانوں کی محبت جاتی رہتی ایسا کہ ماباپ بھی اپنے لڑکوں کی نسبت بڑے سنگدل ہو جاتے ہیں کچھ ملتا ہے تو آپ ہی کھا لیتے ہیں اور ذرہ ذرہ سے بچوں کو جو اُن کے سامنے بھوکھ سے مر رہے ہیں نہیں دیتے اُنھیں بیچ بھی ڈالتے ہیں اور کبھی کبھی ایسا ہوا ہے کہ قتل کر کے کھا بھی لیا ہے ❊ جب یہاں تک نوبت پہنچتی ہے قوم کا نہایت ہی بگاڑ

حال ہوتا ہے اور اُس سے صاف ظاہر ہوتا کہ اُس کی شرارت حد درجہ تک پہنچی ہے اور خدا نے اپنا غضب اُس پر نازل کیا ہے ۔ ایسے وقت وہ بہت کمزور بھی ہو جاتی ہے اور جب کہ اس حالت میں ہے اگر کوئی دوسری قوم اُس پر حملہ کرے تو وہ کیا مقابلہ کر سکے ۔ اگر کسی شخص نے دس بارہ فاقے کئے ہوں اور اُس میں صرف چمڑا اور ہڈیاں رہ گئی ہوں اور آنکھیں بالکل بیٹھ گئی ہوں اور اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ رہی ہو اور اُسے کوئی مارنے کو آوے تو وہ اپنا کیا بچاؤ کر سکے ۔ کچھ بھی نہیں ۔ چنانچہ یہی حال اُس قوم کا ہو جاتا ہے جس پر سخت قحط بھیجا جاتا ہے اگر اُس وقت کوئی دوسری قوم اُس پر حملہ کرے تو وہ اُس سے اپنا بچاؤ نہ کر سکے ۔

جناب باری نے اِس ملک کی قوم کو اکثر قحط سے سزا دی ہے ایسے وقتوں میں ہزاروں انسان مر گئے ہیں اور اُس کا بُرا حال ہوا ہے کال کے کئی دفعہ پڑنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا اِس ملک کے لوگوں سے اُن کی شرارت کے باعث بہت بیزار ہے ۔

غرض لڑائی بھی ایک اور وسیلہ ہے جس سے حق تعالیٰ بد و شریر قوموں کی سزا کرتا ہے اور یہ بھی ایک بڑی بلا ہے ہزاروں لوگ بعد طرح طرح کی تکلیفوں کے میدانِ جنگ پر گھاس کی طرح کٹ جاتے ہیں اور اُن کی عورتیں اور لڑکے بیوہ و یتیم ہو کر مدت تک مصیبت اُٹھاتے ہیں اور تمام ملک میں رنج و غم چھا جاتا ہے ۔ لڑائی میں حق تعالیٰ ایک قوم کی معرفت دوسری قوم کو سزا پہنچاتا ہے ۔ غالب و مغلوب دونوں میں سے کسی کو یہہ خبر نہیں رہتی کہ ہم خدا ہی کے ہاتھ میں ہیں اور کہ وہی ایک کو شکست دیتا اور دوسرے کو فتحیاب کرتا ہے اور یہہ بھی نہیں جانتے کہ جس نے شکست کھائی اور دوسرے کی تابعدار ہوئی سو اپنی شرارت کے باعث ہوئی ہے ۔ گفتگو میں لوگ کہتے ہیں کہ فلانی

قوم کی فوج بڑی تھی یا سپاہ زبردست تھی یا اُس کے سردار عاقل و ہوشیار تھے اِسی واسطے اُس نے فتح پائی ✦ چنانچہ ایسی ایسی وجہوں کا ذکر کرتے ہیں اور لڑائی کے اصل کے باب میں بھی یوں ہی گفتگو کرتے ✦ کہتے ہیں کہ دونوں قوموں کے درمیان یہہ نااِتفاقی ہوئی یا فلانی قوم کو اور ملکوں کے فتح کرنے کی بڑی حرص ہے اِسی واسطے یہہ لڑائی ہوئی لیکن لڑائی کی اصل اور فتح و شکست کے باعثوں کے بیان میں کوئی اُس کا ذکر نہیں کرتا جو تمام قوموں کا حاکم ہے اور اُن کے درمیان اپنی مرضی پوری کرتا ہے ✦ لڑائی کے شروع کا وسیلہ قوموں ہی کے درمیان پایا جاتا ہے بعضی دفعہ نااِتفاقی ہوتی ہے اور بعضی دفعہ اندھیر و حرص ✦ بہرحال وہ قوم جو شکست کھاتی ہے اپنی شرارت کے باعث شکست کھاتی ہے اور اُس سے سزا کو پہنچتی ہے اور جو فتح پاتی ہے اُس کی بھی کچھ سزا ہوتی ہے کیونکہ اُس کے بھی تو ہزاروں آدمی مارے جاتے ہیں اور اُن مقتولوں کے گھر میں رونا پیٹنا مچتا ہے ✦ غرض لڑائی ہر صورت سے بڑی آفت ہے اور اُس سے غالب و مغلوب دونوں پر بڑی مصیبت پڑتی ہے ✦

چنانچہ جب دو یا زیادہ قوموں کے درمیان لڑائی ہوتی ہے ہمیں چاہئیے کہ صرف اِنسانی باعثوں کو نہ دیکھیں پر اُس واجب الوجود کو بھی یاد کریں جو سب قوموں کا حاکم ہے اور اُن کی شرارت کے لئے اُن پر سزا پہنچاتا ہے ✦ اُس سے کچھ چھپ نہیں سکتا پر وہ اُن کے سب اعمال کو دیکھتا ہے اور اُن کے اعمال کے موافق اُن سے سلوک کرتا ہے ✦ جب کوئی مجرم گرفتار ہو کر حاکم کے حکم سے قید میں پڑتا ہے تو لوگ یہہ نہیں کہتے کہ وہ کسی اِتفاق سے قید میں پڑ گیا ہے پر جانتے ہیں کہ اُس نے قانون کے برخلاف کوئی کام کیا ہے اِسی واسطے اِس حالت کو پہنچا ہے ✦ اِسی طرح جب قوموں کے درمیان لڑائی ہوتی ہے اور ہزاروں دونوں طرف سے مقتول ہوتے ہیں اور اُن کے یگانوں اور عزیزوں کو

رنج و غم ہوتا ہے یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ یہہ سب اتفاقاً وقوع میں آتا ہے پر یاد کیا چاہئے کہ خدا جو خلقت کا حاکم ہے خود اُن کو اُن کی شرارت کے باعث سزا دے رہا ہے ٭ جناب باری کوئی آواز سنا کر کسی قوم کو حکم نہیں کرتا کہ جا کر کسی سے لڑے تو بھی بوسیلہ جنگ و جدل کے سزا وہی پہنچاتا ہے ٭ پر اُس کے ساتھ اِس بات کو بھی خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اُن قوموں کو جو بے انصافی سے کسی سے لڑتی و ظلم کرتی ہیں خدا کے حضور جوابدہی کرنی ہوگی اور اُن کی سزا ہوگی کیونکہ وے تو صرف طمع و حرص واسطے ایسے ایسے بُرے مقصد سے لڑتی ہیں ٭

غرض ہندوستان کا مُلک قدیم زمانے سے اکثر لڑائیوں کے وسیلے سزا پاتا رہا ہے ٭ جب مُلک راجاؤں کے تحت میں تھا وے آپس میں لڑا کرتے تھے اور اِس طرح خدا اُن کو اور اُن کی رعایا کو شرارت کے باعث سزا پہنچاتا تھا ٭ چنانچہ وے لڑائیاں جو رام و راون اور یودھشٹر و درجودھن کے درمیان ہوئیں ایسی تھیں کہ اُن کی معرفت قادر مطلق نے قوم ہنود پر اُن کی شرارت کے باعث سخت سزا پہنچائی ہزاروں دونوں طرف سے مقتول ہوئے اور تمام مُلک میں رنج و غم چھا رہا ٭ خدا نے اِس مُلک کے لوگوں کو اکثر مسلمانوں کے حملوں سے بھی سزا پہنچائی ہے ٭ کئی محمدی بادشاہوں نے ہندوستان پر چڑھائی کی ہے اور اُس کے باشندوں پر ایسی آفت لائے ہیں کہ اُس کا بیان نہیں ہو سکتا ٭

چنانچہ محمود غزنوی نے ہندوؤں کو بہت ستایا تھا اُس نے بارہ مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا اور سارے مُلک نے اُس سے نقصان اُٹھایا لاہور بھٹنیر اُجین گوالیر کالنجر قنوج دہلی اجمیر نگرکوٹ تھانیسر میرٹھ بندرابن متھرا اور سومناتھ سب کے لئے وہ آفت کا باعث تھا اُس نے تمام

ملک کو ایسا لوٹا اور غارت کیا جیسے کوئی تُند وحشی جانور ہو اور ابھی کٹہگھڑے سے نکل بھاگا ہو ✤
اُس نے ہندوؤں کی کئی بڑی بڑی فوجوں کو شکست دیا اور کوئی اُس کے سامھنے ٹھہر نہ سکتا تھا ✤
کہتے ہیں کہ قنوج کے راجہ کے پاس اِتنی فوج تھی کہ جب تک پچھاڑی کی فوج ڈیرا اُکھاڑ پاتی تھی ہراول کی
فوج منزل پر پہنچکر ڈیرا ڈال دیتی تھی بقول بعضے مورخوں کے اُس کی سپاہ چھہ لاکھ سے بھی زیادہ تھی
ہر چند کہ فوج اِتنی بڑی تھی تو بھی قنوج کے راجہ نے اُس کا مقابلہ کرنا مناسب نہ جانا پر چُپ چاپ
اُس کا تابعدار ہوگیا ✤ اِس سے ظاہر ہے کہ وہ بڑا زبردست غنیم تھا ✤ ایک دفعہ اُس کے مقابلہ
کے واسطے سات راجاؤں نے اپنی اپنی فوجیں اکٹھی کیں اور سب لوگ اپنے بچاؤ کے حق میں ایسے مستعد
اور سرگرم تھے کہ عورتوں نے لڑائی کے خرچ کے واسطے اپنے زیور بھی اُتار دیئے ✤ چنانچہ مسلمانوں اور
ہندوؤں کی فوجوں کے درمیان ایک سخت لڑائی ہوئی دونوں طرف کی سپاہ نے بڑی جوانمردی
کی اور خوب لڑی اور کچھہ عرصہ تک معلوم نہ ہوا کہ کون فتحیاب ہوگا اور کون شکست کھائیگا لیکن
آخرکار ہندو سپہ سالار کا ہاتھی بھڑکا اور سپہ سالار کے لڑائی سے بھاگا ہندوؤں نے سمجھا کہ ہمارا
سردار بھاگا جاتا ہے پس وے بھی بھاگے ✤ اُن کی طرف کے بیس ہزار آدمی لڑائی میں مارے
گئے ✤ اِس لڑائی میں مسلمان بھی بہت مارے گئے پر یہہ خاصکر ہندوؤں کی سزا کے واسطے تھی پس
حق تعالیٰ نے بعد کئی گھنٹے کے جنگ و جدل کے اُس ہاتھی کو جس پر ہندوؤں کا سپہ سالار سوار
تھا کسی طرح بھڑکا دیا اور اِس وسیلے ہندوؤں کو شکست دی ✤ جب محمود نے تھنیسر
کو لیا تو دو لاکھہ ہندوؤں کو اپنے وطن غزنی کو پکڑ لیگیا اور جب قنوج کو قبضہ میں لایا تب
بھی اِتنے لیگیا کہ ایک ایک ہندو دو دو روپئے سے بھی کم کو بکا ✤ چنانچہ اُس سے ہندوؤں

پر ایسی آفت آئی کہ اُس کا بیان کرنا ناممکن ہی ✦

عالمگیر نے بھی ہندوؤں کو بہت ستایا ہزاروں کو جبراً مسلمان کر ڈالا اور جو نہ ہوئے اُنھیں قتل کیا پس اُس سے بھی تمام قوم نے بڑی مصیبت اُٹھائی ✦

غرض یہہ تمام عذاب خدا نے اُن پر اُن کی شرارت کے واسطے بھیجا ✦ جب کوئی شخص مجرموں کو قید دیکھتا ہی تو یہہ نہیں سمجھتا کہ وے کسی اتفاق سے قیدخانے کو پہنچ گئے ہیں پر وہ جانتا ہی کہ ان لوگوں نے جرم کیے ہیں اور اُنھیں کے باعث اِس نوبت کو پہنچے ہیں اسی طرح یہہ آفت ہندوؤں پر اتفاقاً نہیں آئی تھی پر خدا نے اُن کے گناہوں کے باعث اُن پر بھیجی تھی اور بلا بھی قیدیوں کی سزا سے کہیں زیادہ تھی ✦

ہم یہہ نہیں کہتے کہ صرف ہندو ہی بدی و گناہ کرتے ہیں اور کہ خدا نے صرف اُنھیں کی سزا کی ہی ✦ دُنیا کی تمام قومیں گناہ کرتی ہیں اور خدا نے بار بار سب کی سزا کی ہی ایسی بلائیں اور آفتیں جو ابھی مذکور ہوئیں سب پر پڑ چکی ہیں ایک بھی نہیں بچی اور بچتی کیونکر سب گناہ کرتی ہیں اور خلقت کا حاکم اپنے عدل سے سب کی سزا کرتا ہی ✦ اور قوموں کے حق میں مثالیں اِس باعث سے نہیں دیں کہ پڑھنیوالا اُن کی تواریخ سے واقف نہیں ہی ✦

بعضی دفعہ خدا کسی ملک کے یا صرف ایک حصے کو کسی آدمی کی معرفت سزا پہنچاتا ہی ✦ مثلاً اُس نے ایک دفعہ سراج الدولہ کے ظلموں کے وسیلے بنگالہ کی تنبیہہ کی تھی اور ایکبار دکھن کی حیدر علی و ٹیپو سلطان کے وسیلے اور دہلی اور اُس کے پچھم کے ضلعوں کی نادر شاہ کی معرفت سزا کی تھی ✦ یہہ چاروں اِن جگہوں کے باشندوں کے لئے بڑی آفت کے باعث ہوئے تھے ✦

بعضی دفعہ کئی ملکوں کے لوگ ایسے بد اور شریر ہو جاتے ہیں کہ خدا اُنہی کے وسیلے اُن سب کو ایک ساتھ سزا دیتا ہی وہ کسی اِنسان کو خاصکر اِسی واسطے پیدا کرتا اور اُسے جسم کی طاقت و دل کی مضبوطی اور بڑی دانائی عنایت کرتا اور جب وہ شخص ہوش و شعور کو پہنچتا ہی تو اُسے ایک زبردست فوج دیتا اور رجوع کرتا ہی کہ اُن قوموں پر حملہ کرے جن کی سزا کیا چاہتا ہی اور اُسے فتح بھی بخشتا ہی اور کبھی کبھی اُن قوموں کو مدت تک اُس کا تابعدار رکھتا ہی + اگر ایسا شخص کسی بادشاہ کے گھر پیدا ہو تو باپ کے مرنے پر اُس کی فوج پاتا ہی اور اگر خدا اُسے کسی غریب آدمی کے یہاں پیدا کرے تو اُسے اُس دانائی کے وسیلے جو وہ اُس کو عنایت کرتا ہی رفتہ رفتہ بڑھاتا ہی + کچھ عرصہ میں اُسے آدمی دینے لگتا ہی پہلے سیکڑوں ہوتے ہیں تب ہزاروں پھر ایک پوری زبردست فوج ہو جاتی ہی اور وہ شخص بادشاہ کی طرح ہو جاتا ہی + یہہ لوگ جو قوموں کی سزا کے واسطے پیدا ہوتے ہیں وہ اور لوگ بھی اِس حقیقت کو جس کا اِس وقت ذکر کرتے ہیں نہیں جانتے + جب یہہ غنیم اپنی فوجیں اور قوموں کی فوجوں کے برخلاف لیجاتے اور اُن سے لڑ کر اُنھیں شکست دیتے تو سمجھتے ہیں کہ یہہ کام ہم نے اپنی جوانمردی اور حکمت سے کیا ہی لیکن حقیقت میں یہہ سب خدا ہی کرتا ہی اِنسان صرف وسیلے ہیں اور اُس کے ہاتھ میں مثل تلوار کے ہیں + قادر مطلق نے اکثر ایسے سرداروں کو پیدا کیا ہی اور اُن کا تمام احوال تواریخ میں لکھا ہی + جب جب خدا نے ایسے لوگوں کو پیدا کیا ہی اُن کی معرفت کئی قوموں کی ایک ساتھ سزا کی ہی اُن میں سے بہتوں کا ذکر یہاں نہیں کر سکتے کیونکہ سب پڑھنیوالوں کو تواریخ نہیں معلوم صرف دو ہی کا نام لکھتے ہیں + چنانچہ پڑھنیوالے نے کبھی سکندر ذوالقرنین کا نام بھی سنا ہوگا + اِس شخص کو جناب باری نے بڑی جوانمردی اور عقل کی تیزی عنایت

بھی باپ کے مرنے کے بعد اُس نے بارہ برس سلطنت کی اور جب تک جیا ہمیشہ لڑتا ہی رہا اور خدا نے
اُس کے وسیلے بہت قوموں کی سزا کی کوئی اُس کا مقابلہ نہ کر سکا پر جن سے وہ لڑا سب پر فتحیاب
ہوا اور دنیا کی تمام قومیں جو اُس کے حال سے واقف تھیں اُس سے ڈرتی تھیں + سکندر کی مانند ایک
اور شخص بھی ہوگیا ہے اُس کا نام نپولیئن تھا وہ فرنگستان میں پیدا ہوا اور اصل میں غریب تھا پر خدا
نے اُسے فہم کی بڑی تیزی بخشی تھی اِسی سے وہ رفتہ رفتہ بڑھا اور آخرکار ایک زبردست فوج کا سردار
ہوا وہ عزم و صورت میں شیر کی طرح تُند تھا اور اپنے کسی ارادہ و تدبیر سے کیسی ہی مشکل اور خطرناک
کیوں نہ ہو باز نہ رہتا تھا + اُس نے ارادہ کیا تھا کہ تمام فرنگستان کو کہ جس میں بہت سی ولایتیں
شامل ہیں فتح کروں + جب فوج لیکر اِدھر اُدھر پھرتا تھا تمام فرنگستان اُس کے سامنے تھرتھراتا
تھا کیونکہ معلوم نہ تھا کدھر کو جھک پڑے + وہ کئی ملکوں کو خراب کر چکا تھا اور ارادہ رکھتا تھا
کہ یہی حال سب کا کرے آخرکار اُس کے مقابلہ کے واسطے کئی قوموں نے اپنی فوجیں اکٹھی کیں اِن قوموں
کی طرف انگلستان کا ایک بڑا سردار تھا سب اپنی جان و مال و ملک کی حفاظت کے واسطے خوب لڑے
دن بھر سخت لڑائی اور بڑی خونریزی ہوئی آخر کو اُنھوں نے نپولیئن کی فوج کو شکست دی اور
اُسے قید کر لیا + خدا نے اِس شخص کو اِسی واسطے پیدا کیا تھا کہ اُس کی معرفت بہت قوموں کو سزا
دے + چنانچہ اُس نے کئی قوموں کو مغلوب کیا اور ستایا اور کئی ایک کی سزا لڑائی میں ہو گئی اُن
کی فوجوں کو اُس سے مقابلہ کرنا پڑا اور ہر ایک قوم کے ہزاروں آدمی قتل ہوئے اور اُن کے تمام
ملک میں بڑا رنج و غم ہوا پھر سب ملک اُس کے باعث بڑے خوف و خطر اور گھبراہٹ میں پڑے
یہ بھی ایک بڑی سزا تھی + اُس بڑے سپہ سالار کو جو اِن سب قوموں کی طرف تھا مرے

تھوڑے دن ہوئے ہیں سب اُس کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور اب اُس کی یادگاری کے واسطے کچھ بنایا چاہتے ہیں اِس بات کے لئے چندہ سے روپیہ جمع ہوا ہے اور یہاں کے بعضے بعضے راجاؤں اور نوابوں نے بھی مدد کی ہے کیونکہ سردار مذکور ایک دفعہ یہاں کی انگریزی فوج میں بھرتی تھا +

جب انگریز اِس مُلک پر قابض نہ ہوئے تھے اِس کا نہایت ہی بُرا حال تھا ہر کہیں غدر مچ رہا تھا اور رعایا بہت تباہ تھی دہلی میں بادشاہ تھا پر اُسے کون پوچھتا تھا سب راجہ و نواب مُلک دبا بیٹھے تھے اور ہر کہیں رعایا پر جبر و ظلم کرتے تھے اور سوا لوٹ مار کے اُنھیں اَور کچھ نہ سوجھتا تھا + لوگوں کی شرارت اِس تمام آفت کی باعث تھی اگر ایسے بد نہ ہوتے تو ایسے عذاب میں ہرگز نہ پڑتے + جب اچھی طرح سزا پا چکے خدا نے ایسی ایک قوم کو اُن پر مسلط کیا جو عدل و راستی سے دوستی رکھتی اور رعایا کی بہتری چاہتی ہے چنانچہ اُن کی عملداری میں مُلک بحال ہے +

نیکی و بدی کے بدلہ کی بات لاہور کے حالِ گذشتہ سے بھی خوب ظاہر ہے + ہر کسی کو معلوم ہے کہ کچھ عرصہ ہوا اُس مُلک کا حال کیسا خراب تھا سوا بدانتظامی اور ظلم کے اَور کچھ نظر نہ آتا تھا حاکم و رعایا دونوں عدل و راستی کو ذرہ بھی خیال میں نہ لاتے تھے سب نہایت ہی بد ہو گئے تھے اِسی باعث تمام مُلک پر مصیبت چھا رہی تھی + قادرِ مطلق نے اُن کی شرارت دیکھی اور بیزار ہوا اور اُس عملداری کو غارت کر کے مُلک انگریزوں کے سپرد کیا + چونکہ انگریز بھی کبھی کبھی خدا کو بھول جاتے ہیں پنجاب کی لڑائی میں اُن کی بھی بڑی سزا ہوئی اُن کے مُلک کے بھی ہزاروں آدمی مقتول ہوئے اور اُن کی ولایت کے سب لوگ اِس رنج و غم کے باعث فتح کی خوشی میں شریک نہ ہو سکے + ہم پیچھے کہہ چکے ہیں کہ خواہ کوئی قوم غالب ہو یا مغلوب جنگ و جدل دونوں طرح

یہ بڑی آفت ہی اگرچہ مغلوب پر زیادہ مصیبت پڑتی ہی پر غالب صاف نہیں بچ نکلتے اُس کے بھی تو ہزاروں لوگ مارے جاتے ہیں اور اِس طرح اُس کی بھی سزا ہو جاتی ہی ✣ چنانچہ انگریز جب سے کہ اِس مُلک میں سلطنت کرنے لگے ہیں کئی دفعہ سزا پا چکے ہیں سوا لاہور کی لڑائی کے کابل کی لڑائی میں بھی اُنھوں نے بڑی مصیبت اُٹھائی تھی اور کُچھ دن ہوئے کہ برماہ میں بھی تھوڑا بہت دق ہوئے ہیں ✣ اگرچہ انگریز عدل و راستی کو دوست رکھتے ہیں تو بھی وے نیکی میں کامل نہیں ہیں خدا اکثر اُن کے اِنتظام میں گناہ دیکھتا ہی اور سوا اور وسیلوں کے لڑائی کی معرفت بھی اُن کی سزا کرتا ہی ✣ جو جو لڑائیاں انگریز اِس مُلک میں کرتے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ خدا اُن سے تین باتیں پوری کرتا ہی یعنے ایک تو یہہ کہ اُس قوم کی سزا کرتا ہی جس سے یہہ لڑتے ہیں اور پھر خود اِنھیں کی سزا ہوتی ہی اور سوا اِن کے وہ اپنے کلام پاک کے لئے راہ کھولتا ہی کہ اور مُلکوں اور جگہوں میں پھیلے ✣

اِس مقدمہ میں اَوَدھ کا مُلک بھی ایک اَور مثال ہی ہر کوئی جانتا ہی کہ وہاں کے لوگ کیسے بد ہو گئے تھے اور ہر طرح کا جُرم بے دھڑک کرتے تھے حاکم و رعایا یکساں شریر و بد تھے بلکہ اُن کی بدچالی خوب ظاہر تھی دارالسلطنت کے لوگ شُہدہ پن اور غرور کے واسطے مشہور تھے اور سب گناہ جو شہروں میں ہوا کرتے وہاں اَور بھی کثرت سے ہوتے تھے اور دیہات کے لوگ مثلاً زمیندار وغیرہ ڈاکہ مارنے و چوری و ظلم اور زمین کے محصول کے ادا نہ کرنے کے لئے مشہور تھے بلکہ مالگذاری کے باب میں زمیندار اکثر ٹھیکہ داروں سے برابر لڑا کرتے تھے ✣ مُلک میں بڑی بدچالی اور گناہ ہو رہا تھا اور جو اِس گناہ کا انجام ہوا ہی ہر ایک کو معلوم ہی ✣

غرض اس بیان سے جو نیک و بد اعمال کے بدلہ کی بابت ہوا یہ ظاہر و آشکارا ہے کہ خدا ہر شخص اور ہر قوم کی چال چلن اور سب باتوں کو دیکھتا ہے اور گو اگرچہ روز آخر میں سب کا پورا انصاف ہوگا پر وہ یہاں بھی نیکوں کو تھوڑا بہت اجر دیتا اور بدوں کی کچھ سزا کرتا ہے ✣ نیکی و بدی وغیرہ شے خیالی نہیں پر حقیقی باتیں ہیں اور حق تعالیٰ سب کچھ دیکھتا اور جانتا ہے اور ہر ایک کی ضرور اُس کے اعمال کے موافق عدالت کریگا ✣ پس ہمیں چاہئے کہ اُس سے ڈریں اور اُس کے حضور میں چوکس اور ہوشیار رہیں ✣

نواں باب

اُس نسبت کا بیان جو خدا اور انسان کے درمیان ہے ✣ اور اُن فرضوں کا بیان بھی جو اِس نسبت کے باعث انسان پر واجب ہیں

حق تعالیٰ ہمارا خالق ہے ✣ ایک زمانہ ایسا تھا کہ ہم موجود نہ تھے اُسی کے حکم سے موجود ہوئے وہ ہمارے جسم و روح و عقل سب کا خالق ہے اور اُسی کی قدرت سے ہم ہر دم جیتے اور چلتے پھرتے ہیں ✣ اِن باتوں کا بیان پیچھے ہو چکا ہے چنانچہ اُن کا یہاں دُہرانا کچھ ضرور نہیں ✣

غرض خدا ہمارا باپ بھی ہے اور ہم اُس کے فرزند ہیں جیسا کہ انسانی باپ اپنے لڑکوں کے ساتھ پیش آتا ہے اُسی طرح خدا ہمارے ساتھ پیش آتا ہے یعنے وہ ہمیں پیار کرتا اور ہماری پرورش و خبرداری کرتا ہے ✣ اگر ہم تو نے بچے اکیلے چھوڑ دئے جائیں تو مر جائیں کیونکہ

اپنی پرورش اور خبرداری نہ کر سکیں + اسی طرح انسان اپنی خبرداری نہیں کر سکتے کیونکہ اُن میں کچھ قدرت نہیں تمام قدرت خدا ہی میں ہے اور وہ اپنی قدرت سے باپ کی طرح اُن کے ساتھ پیش آتا ہے اور انہیں پیار کرتا اور اُن کی پرورش اور خبرداری کرتا ہے + انسانی باپ اپنے لڑکوں پر مہربان رہتا ہے اور مقدور بھر اُن کی بہتری کیا چاہتا ہے اسی طرح ہمارا آسمانی باپ سب انسانوں پر مہربان رہتا ہے اور سب کی بہتری کرتا اور نہیں چاہتا کہ کوئی اُس کا فرزند تکلیف پاوے اُسی نے ہم کو پیدا کیا ہے اور اُسی کی خبرداری اور پرورش سے ہم جیتے ہیں وہی روزمرہ ہمیں خوراک و پوشاک اور تندرستی دیتا ہے اور ہزاروں خطرے سے بچاتا ہے + چونکہ اُس نے سب انسانوں کو پیدا کیا ہے پیدایش کے باب میں سب اُس کے فرزند ہیں اور وہ ایک دم بھی کسی کو نہیں بھولتا + اگرچہ جہان میں کروڑوں انسان ہیں وہ سب کی پرورش اور خبرداری کرتا ہے + ہمارے آسمانی باپ کی محبت کی نسبت انسانی باپ کے پیار کی کچھ حقیقت نہیں + جب کسی کے گھرانے میں چھوٹے بڑے پندرہ یا بیس آدمی ہو جاتے ہیں تو وہ ہر دم ہر ایک کو اپنے خیال میں نہیں رکھ سکتا اور اکثر سب کی پرورش بھی نہیں کر سکتا پر ہمارا آسمانی باپ اپنی قدرتِ کاملہ سے ہر دم اپنے سب فرزندوں کو یاد رکھتا ہے اور سب کی پرورش اور خبرداری کرتا ہے +

پھر حق تعالیٰ ہمارا بادشاہ ہے اور ہم اُس کی رعایا ہیں + اچھا بادشاہ عدل سے اپنی رعایا پر حکومت کرتا انہیں دشمنوں سے بچاتا اور آرام سے رکھتا ہے چنانچہ خدا سب انسانوں پر عدل کے ساتھ حکومت کرتا اور انہیں دشمنوں سے بھی بچاتا اور آرام سے رکھتا ہے بشرطیکہ اُن کی روش اچھی رعایا کی سی ہو + خدا کی بادشاہت جو وہ انسان پر کرتا ہے ہر طرح سے

اچھی ہی ایسا کہ اُس کی خوبی بے پایان ہی ✣ سب انسانی بادشاہ اچھے نہیں ہوتے اکثر اُن میں سے
اپنے ہی نفع کی تلاش میں رہتے ہیں اور اپنے خزانوں کو بھر رکھنا اور آپ شان و شوکت اور
عیش و عشرت میں رہنا چاہتے ہیں اور رعایا کی بہتری کے لئے بہت سعی و کوشش نہیں کرتے ✣
پر ہمارا آسمانی بادشاہ ایسا نہیں ہی وہ ہر طرح سے اپنی رعایا کی بہتری کرتا ہی اُس کی سعادت کچھ
رعایا کی کوشش اور محنت پر منحصر نہیں پر وہ اپنی ذات میں کامل سعادت رکھتا ہی اور وہ اپنے جلال
اور بزرگی کے واسطے ہرگز ایسا کام نہیں کرتا جس سے اُس کی رعایا کو نقصان ہو ✣ پھر ہمارا آسمانی
بادشاہ قادر مطلق ہی اور ہمیں سب طرح کے دشمنوں سے بچا سکتا ہی ✣ دُنیوی بادشاہ اپنی رعایا کو
ہمیشہ دشمنوں سے بچا نہیں سکتے جب اُن سے بھی کوئی زبردست آجاتا ہی تو اُس سے ہار جاتے ہیں
اور تب غنیم سے رعایا کو بڑی مصیبت ہوتی ہی ✣ لیکن ہمارا آسمانی بادشاہ زمین و آسمان کا خالق و
مالک ہی اور کوئی دشمن اُس کی بے حد قدرت کے سامھنے ٹھہر نہیں سکتا پس وہ ہمیں سب طرح کے دشمنوں
سے بچا سکتا ہی ✣ پھر جب دُنیوی بادشاہ اپنی رعایا کو دشمن سے بچاتے ہیں تو اُنھیں میں سے
ہزاروں کو دشمن کے مقابلہ کے واسطے لیجاتے ہیں پر ہمارا آسمانی بادشاہ اپنی بے حد قدرت سے اپنی
رعایا کو بچا سکتا ہی اور اُن کی مدد کی کچھ ضرورت نہیں رکھتا ✣ جو اچھے رعایا کی طرح زندگی گذرانتے
اور اپنے سب فرضوں کو ادا کرتے ہیں وہ اُنھیں ہر طرح کے دشمنوں سے بچاتا ہی ✣ بد آدمی اُس
کی وے رعایا ہیں جنھوں نے اُس سے سرکشی کی ہی اور پھر گئے ہیں چنانچہ اِن سے اُنھیں محفوظ
رکھتا ہی اور شیطانوں سے بھی جو انسانوں کو بہکاتے پھرتے ہیں ✣ اِن سب دشمنوں کی
اُس کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں ✣

چونکہ خدا ہمارا خالق و باپ اور بادشاہ ہے اُس کی نسبت ہم پر چند فرض واجب ہیں یعنے ہمیں چاہئے کہ بدل ہمیشہ اُس سے پوری محبت رکھیں اور ڈریں اور اُس کی بزرگی و فرمانبرداری کریں ÷ ہر انسان کو ضرور ہے کہ اِن فرضوں کو ادا کرے ÷

غرض اچھے رعایا نیک بادشاہ کی نسبت کس طرح پیش آتے ہیں ÷ وے اُس سے ڈرتے اور بدل اُس کی تعظیم کرتے اور اُس کے قانون کو مانتے اور ہر طرح سے اُس کی رضامندی کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اُس کے ہر حکم کے بجا لانے پر مستعد رہتے ہیں بلکہ اگر وہ اُنھیں اندھیری رات میں کسی بڑے دریا کے پار ہونے اور دشمن سے لڑنے کو فرماوے تو اُس حکم کو بھی مانیں ÷ قصہ کوتاہ ہوے ہر طرح سے اُس کی مرضی کے موافق کرنے کو طیار رہتے ہیں اور ایسی فرمانبرداری سے وہ تعظیم او محبت جو اُس کی نسبت رکھتے ظاہر کرتے ہیں ÷ چنانچہ سب انسانوں پہ فرض ہے کہ حق تعالیٰ کو جو اُن کا آسمانی بادشاہ ہے دل سے پیار کریں اور اُس کی تعظیم کریں اور ہر صورت سے اُس کی فرمانبرداری پر مستعد رہیں یہ بادشاہ تمام خوبی کا چشمہ ہے اِس واسطے آو بھی چاہئے کہ اِن فرضوں کو ادا کریں ÷ اُس کے تمام حکم واجب اور آسان ہیں اور اُن کے بجا لانے سے سعادت حاصل ہوتی ہے اِس واسطے چاہئے کہ آو بھی خوشی سے اُنھیں مانیں ÷ اُس کے سب حکموں کا خلاصہ یہی ہے کہ ہم اُسے یعنے خدا کو اپنے تمام دل سے پیار کریں اور سب انسانوں کو جیسا اپنے تئیں کرتے ہیں ÷ پس یہ حکم بہت واجب ہیں اور اُن میں کچھ مشقت نہیں اور سب کو ضرور ہے کہ اُنھیں بجا لاویں ÷

پھر چونکہ حق تعالیٰ ہمارا باپ ہے اِس باعث ہمیں بھی فرض ہے کہ اُس سے محبت رکھیں اُس کی تعظیم کریں اور اُس کے حکموں کو بجا لاویں ÷ اچھے لڑکے اپنے والدین کی نسبت اِسی طرح پیش آتے ہیں

اور ہر طرح سے اُن کی رضامندی چاہتے ہیں اور اِسی صورت سے اُس تعظیم اور محبت کو جو والدین کی نسبت رکھتے ظاہر کرتے ہیں + ایسا ہی ضرور ہے کہ سب اِنسان اپنے آسمانی باپ سے بدل وجان محبت رکھیں و اُس کی تعظیم کریں اور اُس کے حکموں کو بجا لاویں بلکہ نہایت ضرور ہے کہ انسانی باپ کی نسبت اُسے ہر طرح سے زیادہ مانیں + اُس کے حکم وہی ہیں جن کا ابھی ذکر کیا ہے ہم ہر دم اُس سے نعمتیں پاتے ہیں + پس نہایت ضرور ہے کہ اُس کی فرمانبرداری کریں + دُنیا میں دیکھتے ہیں کہ جو لڑکا نیک اور مہربان باپ کے کہے پر نہیں چلتا بدنام اور خراب ہوتا ہے اِسی طرح جو اِنسان اپنے آسمانی باپ کی نافرمانی کریگا ہمیشہ کے واسطے خراب ہوگا یعنے جہنم کے عذاب میں پڑیگا +

پھر حق تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور اِس باعث بھی ہمیں نہایت واجب ہے کہ اُس سے محبت رکھیں اور اُس کی تعظیم و فرمانبرداری کریں + ہم پیچھے کہہ آئے ہیں کہ اُسی نے ہمیں پیدا کیا ہے اور جسم و روح و زندگی و تندرستی و عقل عنایت کی ہے اور خاص اِسی واسطے عنایت کی ہے کہ اُس کی عبادت کریں + ہم اِسی واسطے خلق نہیں ہوئے کہ اِس دُنیا میں محنت کریں کھائیں پئیں و سوویں اور مر جائیں جیسا کہ حیوانوں کا حال ہے جو اپنے خالق کو نہیں پہچانتے نہ اَور کسی بات کے لئے پیدا ہوئے ہیں پر خاص اِسی لئے کہ اُس کی عبادت کریں چنانچہ اِسی واسطے اُس نے ہمیں عقل عنایت کی ہے اگر اِنسان خدا کی عبادت کے واسطے پیدا نہ ہوتے تو اُنھیں عقل عنایت نہ ہوتی کیونکہ تب اُس کی ضرورت نہ ہوتی + خدا کی حکمت کامل ہے اور اُس نے کسی مخلوق کو ایسی کوئی چیز نہیں دی جو کچھ کام نہ آوے + اگر بدن کے اعضا کے باب میں نہایت ہی بیوقوف سے پوچھئے تو بتلا دیگا کہ کون کس کام کے لئے مقرر ہوا ہے مثلاً کہہ دیگا کہ آنکھیں دیکھنے کو ہیں کان سُننے کو ناک سونگھنے

کو ہاتھ کام کرنے کو پانو چلنے کو اور اِسی طرح ہر عضو کا کام بتلاویگا ✦ سو چاہئے کہ عقل کس لئے عنایت ہوئی ہے کچھ اسی لئے نہیں کہ محنت کریں کھائیں پیئیں مکان بناویں ایک دوسرے کی محبت میں رہیں شادی بیاہ کریں لڑکوں کو پالیں اور دُنیا کے کام چلادیں ✦ البتہ اِن سب باتوں میں عقل کو کام میں لاتے ہیں لیکن عقل زیادہ تر اِن کے واسطے نہیں دی گئی اِن میں سے تو اکثر باتیں بغیر اِنسانی عقل کے بھی ہو سکتی تھیں اگر صرف حیوانی سمجھ ہوتی تو بھی ہو جاتیں چنانچہ حیوان اُتنی ہی سمجھ سے جو خدا نے اُنھیں دی ہے ایسے کام کرتے ہیں کہ اُن سے ہم لوگ باوجودیکہ عقل رکھتے حیران ہوتے ہیں ✦ بیا گا گھونسلہ شہد کی مکھیوں کے چھتے کے خانے اُود بلاؤں کے گھر و حیوانوں کی ہزار ور اور باتیں نہایت عجیب ہیں ✦ حیوان اُتنی ہی سمجھ سے جو اُنھیں ملی ہے اپنے بچوں کو بڑی محبت سے پال لیتے ہیں اور خوراک تلاش کرتے اور رہنے کے واسطے جگہیں بھی ڈھونڈیا بنا لیتے ہیں ✦ اِنسان بھی اُن کی سی سمجھ سے ایسی ایسی باتیں کرلیتا ✦ پس ظاہر ہے کہ عقل اُسے کسی بڑے کام کے واسطے عنایت ہوئی ہے اور یہہ بڑا کام یہی ہے کہ وہ اپنے خالق کو پہچانے و اُس سے محبت رکھے اور اُس کی عبادت اور اطاعت کرے اِس عبادت اور اطاعت میں یہہ حکم بھی شامل ہے کہ وہ اپنے ہم جنس کو پیار کرے اور مقدور بھر اُن کی بہتری کرے ✦ حق تعالیٰ کی محبت اور عبادت سب مخلوقوں پر جنھیں عقل عنایت ہوئی ہے فرض ہے ✦ فرشتوں پر بھی واجب ہے کیونکہ اُنھیں بھی عقل دی گئی ہے ✦ سو اِس کے ہم ہر دم اُس سے ہر طرح کی نعمتیں پاتے ہیں اِس سے چاہئے کہ ہمارے دل آدمی بھی اِس بات پر رجوع رہیں ✦ اِس امر میں ہمیں حیوانوں سے بھی نصیحت ملتی ہے وے اپنے پالنے اور کھلانیوالوں کو پہچانتے اور پیار کرتے و مانتے ہیں چنانچہ گائے بیل بھینس بکری

گھوڑے کتے اور اور سب گھریلے جانور اپنے مالکوں کو پہچانتے اور اُن کی خدمت کرتے ہیں اور اُن کی سنگت سے بھی خوش رہتے ہیں اگر حیوان اپنے مالکوں کی نسبت ایسا کرتے ہیں تو کتنا زیادہ چاہئے کہ انسان اپنے خالق کو پہچانیں اور اُسے پیار کریں او اُس کی عبادت میں مشغول رہیں +

ہمیں حکم ہے کہ ہمیشہ اُس کی عبادت اور محبت میں مشغول رہیں ہم ہر دم اُس کے مخلوق ہیں اور ہر ساعت اُسی کی قدرت سے برقرار رہتے ہیں پس چاہئے کہ ہر دم اُس کی اطاعت میں رہا کریں + نوکر کو چاہئے کہ جب تک تنخواہ پاتا ہے اپنے مالک کی خدمت کرے چنانچہ ہمیں بھی چاہئے کہ جب تک حق تعالیٰ سے تنخواہ پاتے یعنے اُس کی قدرت سے برقرار رہتے ہیں اُس کی عبادت و اطاعت کریں اور اُس کی قدرت سے برقرار موجود تو ہمیشہ رہینگے پس ہمیشہ ہم پر واجب اور فرض رہیگا کہ اُس پر دل لگاویں اور اُس کی عبادت کریں + اسی واسطے اُس نے ہمیں پیدا کیا اور غیر فانی روحیں دی ہیں + تھوڑے دنوں میں تو ہمارے بدن سڑ گل کے مٹی ہو جائینگے لیکن ہماری روحیں تب بھی جیتی رہینگی اور روحوں پر تب بھی فرض رہیگا کہ اپنے خالق کی عبادت و اطاعت کریں + اس مثل میں اتنا فرق ہے کہ نوکر جب چاہتا اپنے مالک کی خدمت چھوڑ دے مالک اُسے جبراً اپنی نوکری میں رکھ نہیں سکتا کیونکہ اُس کا خالق نہیں + لیکن خدا ہمارے جسم و روح کا خالق اور پروردگار ہے اور ہمیں ہر طرح کی نعمتیں دیتا ہے پس ہم کبھی اُس کی خدمت ترک نہیں کر سکتے + غرض ہم پر واجب اور فرض ہے کہ ہمیشہ اُس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہیں +

عبادت و اطاعت میں ہمیشہ مشغول رہنے سے کچھ یہہ مراد نہیں کہ دن بھر گھٹنے ہی ٹیکے رہیں یا کہ آنکھیں بند کئے دھیان کرتے رہیں + روز مرہ اپنی اور لڑکے بالوں کی پرورش کے واسطے اور

محتاجوں و مفلسوں کی مدد کے لئے کچھ دُنیوی کام کرنا ہوگا ❖ دُنیوی کام بھی جب کہ اُسے واجب طور سے اور نیک نیت سے کرتے ہیں خدا کی عبادت میں شمار ہے ❖ ہمیشہ عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنے کے یہہ معنے ہیں کہ ہم روزمرہ معین وقتوں پہ اُس کی بندگی کریں اور دن بھر اُسے حاضر ناظر جانکر اُسی کے خوف میں رہیں اور تمام دن ایسی باتوں اور ایسے کاموں میں مشغول رہیں جو اُس کی مرضی کے موافق ہیں اور اُسے پسند آتے ہیں اور جب کہ دُنیوی کام میں مشغول رہیں تب بھی اثناء دن اُس پہ لگائے رہیں اور بار بار اُس کی بابت خیال کریں ❖ جب کہ کوئی ہاتھوں سے کام کرتا ہے تب دل اُس کا بہت سی باتوں کے حق میں خیال کیا کرتا ہے چنانچہ لڑکے بالے والدین اور عزیز اور یگانے بلکہ دوسرے بھی جو کہیں دور ہیں اور ہر طرح کی گفتگو جو کسی سے ہوئی ہے اور ماجرے جو کہیں وقوع میں آئے ہیں اور اپنے پیشہ کا نفع اور کوئی کام جو وہ آگے کو کیا چاہتا ہے اور اسی طرح کی باتیں سب اُس کے خیال میں گذرتی ہیں ❖ اگر دُنیوی کام کے وقت یہہ سب باتیں خیال میں آسکتی ہیں تو خدا بھی آسکتا ہے ❖ پس اگر محبت اور پاک خوف اور اُسی کی مرضی بجالانے کی آرزو رکھ کے دُنیوی کام کے وقت اُس کو یاد کرینگے تو یہہ بھی اُس کی عبادت ہوگی اور خدا اس عبادت کو بھی قبول کریگا ❖ ہر انسان کو چاہئے کہ روزمرہ خلوت میں تنہا دو دفعہ جناب باری کی پرستش کرے اور خلوت کی عبادت کے لئے صبح و شام بہت اچھے وقت ہیں کیونکہ اِن وقتوں میں لوگ فارغ ہوتے ہیں اور اگر دو دفعہ سے زیادہ ہوسکے تو اور بھی بہتر ہے ❖ پھر ہر شخص کو چاہئے کہ دو دفعہ اپنے لڑکے بالوں کے ساتھ بھی پرستش کرے ❖ اور سوا اِن دو عبادتوں کے چاہئے کہ ہفتہ کا ایک روز یعنے سبت کا تمام دن یادِ خدا میں صرف ہو اُس روز سب دُنیوی کام منع ہیں اور حکم ہے کہ سوا خلوت و لڑکے بالوں کے ساتھ کی عبادت کے

سب لوگ ایک جگہہ جمع ہوں اور ملکر خالقِ پاک کی عبادت کریں + ہر طرح کی عبادت میں خدا کا کلام پڑھتے اور دعا مانگتے ہیں + خلوت کی عبادت میں کلامِ الٰہی سے پر آپ سے غور کرتا ہیں اور مجلسی عبادت میں اُس کلام کے وعظ سُنا کرتے اور اُس کی حمد و ثنا کے لئے گیت بھی گاتے ہیں +

غرض ہر انسان پر فرض ہی کہ روز بروز دن بھر خدا کی عبادت میں رہے اور یہہ بات بخوبی ہو بھی سکتی ہی + ہر نیک کام جو کوئی خدا کی محبت اور خوف سے کریگا اُس کی عبادت میں شمار ہوگا + چاہئے کہ جو ہم کرتے ہیں سب اُس کی پاک مرضی کے موافق ہوویں اُس کی عبادت ہی اور ضرور ہی کہ ہر کام و کلام اور خیال میں بھی اُن باتوں سے پرہیز کریں جو اُس کی پاک مرضی کے برخلاف ہیں کیونکہ اگر پرہیز نہ کرینگے تو گناہ صادر ہوگا + جب کوئی لڑکا ہمیشہ اُن باتوں سے دور رہتا ہی جن سے اُس کا باپ بیزار ہوتا ہی اور وہ کام کرتا ہی جو اُسے پسند آتے ہیں تو اس سے باپ دریافت کرتا ہی کہ یہہ لڑکا مجھے بہت چاہتا ہی + اسی طرح جب ہم ہر طرح کے گناہ سے پرہیز کرینگے اور وہی کام کرینگے جو خدا کی مرضی کے موافق ہیں تو اپنی چال چلن سے ظاہر و ثابت کرینگے کہ ہم اُس سے محبت رکھتے اور اُسے مانتے ہیں +

چنانچہ جب ہم صبح کو اُٹھتے اور کام میں مشغول ہوتے اور جب کھاتے پیتے اور اِدھر اُدھر چلتے پھرتے اور کسی سے باتیں کرتے اور جب رات کو لیٹتے اور اُس وقت بھی جب کہ آدھی رات کو کبھی کبھی نیند ٹوٹ جاتی ہی ہر دم چاہئے کہ پاک خوف اور محبت سے اُس کو یاد کریں اور اُسی کی مرضی کے بجا لانے کی آرزو رکھیں اور چاہئے کہ یہہ تمام باتیں نہایت خوشی سے کریں یہہ سب اُس کی عبادت میں شمار ہی +

جب ہمارا کوئی بڑا عزیز ہم سے کہیں دور ہوتا ہی تو ہمارا دل اُسی پر لگا رہتا ہی یا جب کہ ہمارے لئے تھوڑے دنوں میں کوئی بہت عمدہ بات ہونیوالی ہوتی ہی تب بھی ہمارے خیال اُسی پر لگے رہتے ہیں + چاہئے کہ اسی طرح ہمارے دل اور خیال ہر دم خدا پر لگے رہیں + پھر جب کہ لوگ کسی بڑی آفت و جان کنی میں پڑتے ہیں تو ہر ساعت خدا کو یاد کرتے اور اُس سے بار بار فریاد بھی کرتے ہیں + چاہئے کہ اسی طرح خدا ہمیشہ یاد رہے +

غرض اِس بیان سے جو ہو چکا ظاہر و آشکار ہی کہ ہر انسان پر فرض ہی کہ ہمیشہ بدل و جان خدا سے محبت رکھے اور ڈرے اور اُس کی عبادت و فرمانبرداری کرے + یہہ فرائض ہر دم واجب ہیں اور ذری دیر کے لئے بھی موقوف نہیں ہو سکتے وہ ہمارا خالق و پروردگار ہی اور سدا ہماری بہتری کرتا ہی اور اُس نے عقل ہمیں اِسی واسطے عنایت کی ہی کہ اِن فرضوں کو ادا کریں +

سب انسان اِقرار کرتے ہیں کہ یہہ فرائض بہت واجب و مناسب اور ضرور ہیں سب کی ضمیر اِس بات پر گواہی دیتی ہی + سب جانتے ہیں کہ ایک خالق ہی جس نے تمام انسانوں اور اِس دُنیا اور سورج و چاند اور ستاروں کو پیدا کیا ہی اگرچہ اُسے نہیں دیکھہ سکتے پر اُس کی خلقت کو دیکھتے ہیں اور خلقت کو دیکھکر دریافت کرتے ہیں کہ خدا موجود ہی اور سب کو اپنی قُدرت سے قایم رکھتا ہی + سب یہہ بھی جانتے ہیں کہ وہ سب اِنسانوں کی پرورش اور خبرداری کرتا ہی اور اُن کی ضمیر یہہ گواہی دیتی ہی کہ ہر اِنسان کو چاہئے کہ اُس سے محبت رکھیں اور اُس کی عبادت و اطاعت کریں + ضمیر کی یہہ گواہی اور اِس باب میں اِنسان کا اقرار اِس سے بہت ہی صاف صاف ظاہر ہی کہ سب کے درمیان کسی نہ کسی طرح کا مذہب رایج ہی + دُنیا میں سیکڑوں قومیں ہیں کوئی تو میدانوں

میں رہتی ہیں اور کوئی پہاڑوں پر کوئی تو نہایت سرد ملکوں میں ہیں اور کوئی نہایت گرم میں کوئی تو بہت علم اور تربیت رکھتی ہیں اور کوئی ایسی جاہل اور وحشی ہیں کہ انسانوں کو بھی کھاتی ہیں کوئی آباد شہروں میں رہتی ہیں اور کوئی جنگلوں میں کوئی تو ستھری پوشاکیں پہنتی ہیں اور کوئی اس باب میں ایسی رہتی ہیں کہ انھیں ننگا کہا چاہئے یہہ سب تمام جہان میں پھیلی ہیں اور ایک دوسرے سے نہایت متفرق ہیں تو بھی اُن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طرح کا مذہب رکھتی ہے + کوئی بھی بے مذہب نہیں کیونکہ بے مذہب بننے سے لوگوں کو کچھ خوف سا معلوم ہوتا ہے + مذہب کے رکھنے سے سب قومیں اپنے اِس یقین و ایمان کو ظاہر کرتی ہیں کہ ایک خالق ہے اور کہ اُس کی عبادت و اطاعت کرنا سب پر فرض ہے + سب لوگ چاہیں روزمرہ عبادت نہ کریں پر ہر انسان زندگی بھر میں کئی دفعہ اپنے سے ایک بڑے وجود کی عبادت کرتا ہے + اِس مُلک میں اُتر سے دکھن تک پورب سے پچھم تک بہت قومیں پائی جاتی ہیں پر بے مذہب کوئی نہیں + چنانچہ عیسائی و ہندو و مسلمان سب اپنا اپنا مذہب رکھتے ہیں اور سوا اِن کے اِسی مُلک میں اور بھی بہت سے عقیدے ہیں + وے لوگ جن کے درمیان علم و تربیت ہے البتہ کسی نہ کسی طرح کا مذہب رکھتے ہی ہیں پر مذہب کا ہونا انھیں میں قید نہیں ہے وہ نہایت وحشی قوموں میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ راج محل کے پہاڑی و اور جنگلی لوگ بھی کسی نہ کسی طرح کی پرستش کیا کرتے ہیں + ایک مُلک میں ایک ایسی وحشی اور تُند قوم ہے کہ اُس کے لوگ خاصکر انسان کے قتل کرنے پر مستعد رہتے ہیں اور جنھیں قتل کرتے اُن کی کھوپڑیاں اپنے پاس رکھتے ہیں اُن کے درمیان وہی جوانمرد و شجاع گنا جاتا ہے جس نے بہت سے آدمیوں کو مارا ہوا اور جس کے پاس بہت سی کھوپڑیاں ہوں + اُن کے یہاں جب کوئی لڑکا

سی مرد سے شادی کیا چاہتی ہے تو پہلے اُس سے دریافت کر لیتی ہے کہ تم نے کتنے آدمی مارے ہیں
اور تمھارے پاس کتنی کھوپڑیاں ہیں ✤ اِس سے وہ معلوم کرتی کہ یہہ شخص شجاع ہے کہ نہیں اور
جس کے پاس کھوپڑیاں نہیں ہوتیں اُس کی شادی کو مشکل ہوتی ہے ✤ پر یہہ لوگ بھی حالانکہ
ایسے نہایت وحشی ہیں اپنے سے ایک بڑے وجود کی پرستش کرتے جسے روحِ اکبر کہتے ہیں اور یقین
کرتے ہیں کہ اُسی نے سب کچھ پیدا کیا ہے ✤ ہم یہہ نہیں کہتے کہ اِن وحشی قوموں کا مذہب درست
ہے خود ہندوؤں کا مذہب جو اپنے درمیان اتنا علم رکھتے ہیں درست نہیں ہے اِسی طرح اور بھی
بہی علم و تربیت والی قومیں ہیں کہ اُن کا بھی مذہب حق نہیں ہے پر یہاں مذہب کے درست یا نادرست
اور سچے یا جھوٹے ہونے کی گفتگو نہیں کرتے یہاں تو صرف یہی کہتے ہیں کہ دُنیا کی سب قومیں کسی نہ کسی
طرح کا مذہب رکھتی ہیں اور مذہب کے رکھنے سے اپنا یہہ یقین و ایمان ظاہر کرتی ہیں کہ ایک خالق و
مالک ہے اور کہ اُس کی پرستش و عبادت ہم پر فرض ہے ✤

غرض یہہ دُنیا چار بڑے حصوں میں تقسیم ہے اِس حصہ کو جس میں ہم رہتے ہیں ایشیا کہتے ہیں
اُس کے تمام ملکوں یعنے روم و ایران و عرب و تاتار و چین و برماہ و سیام و جاپان
وغیرہ سب کے باشندے کوئی نہ کوئی مذہب رکھتے ہیں اِسی طرح اور حصوں یعنے فرنگستان و امریکہ
و افریقہ و تمام ٹاپوؤں کے لوگ بھی جن میں بہت سی وحشی قومیں بھی ہیں سب کسی نہ کسی طرح کا
دین و ایمان رکھتے اور یقین کرتے ہیں کہ ہم پر ایک خالق کی عبادت اور اطاعت واجب و فرض ہے پس
حق تعالیٰ نے یہہ بات سب اِنسانوں کے دل پر نقش کر دی ہے اور ہر ایک کی ضمیر اِس پر
گواہی دیتی ہے ✤

چونکہ ہم پر فرض ہے کہ خدا کو اپنے تمام دل و جان سے پیار کریں ÷ چند باتیں ہیں جو کہ خالق پاک کی اس محبت کے برخلاف ہیں اور ہم کو منع ہیں ÷

پہلی بات یہہ کہ ہمیں اپنے ماں باپ لڑکے بالوں بھائی بہنوں و اور یگانوں کو اتنا پیار کرنا نہ چاہئے کہ اُس سے خدا کی محبت میں فرق آوے البتہ حکم ہے کہ ان عزیزوں کو پیار کریں پر خدا سے کم ÷ اگر یہہ یگانے کوئی گناہ کروایا چاہیں تو اُن کی بات ہرگز ماننا چاہئے اور اگر وے خدا کی عبادت یا اور کسی نیک کام کو منع کریں تو بھی اُن کی نہیں سُننا چاہئے ÷

دوسری بات یہہ کہ انسان کے خوف کے سبب ہمیں کبھی خدا کی عبادت و محبت ڈر خوف چھوڑنا نہ چاہئے ÷ اگر ماں باپ یا زبردست دشمن یا حاکم ہم سے کوئی بیجا کام کروایا چاہیں اور کہیں کہ خدا کی محبت اور عبادت کو چھوڑ دو تو اُن کی ہرگز سُننا نہ چاہئے خدا کے نزدیک انسان کی کچھہ حقیقت نہیں وہ قادر مطلق ہے پس ہمیشہ اُس سے ڈرنا چاہئے ÷

تیسری بات یہہ کہ انسان یا اور کسی مخلوق کی پرستش کرنا مناسب نہیں ÷ عبادت خدا ہی کا حق ہے اور کسی مخلوق کا نہیں ÷ کسی مخلوق کی پرستش کرنا نہایت بڑا گناہ ہے ÷ صرف خدا ہی ہمارا خالق و پرور... اور بھلا کرنیوالا ہے اس لئے اُسی کی عبادت کی چاہئے انسان ہمارے واسطے کچھہ نہیں کر سکتا تو پھر اُس کی عبادت کیوں کریں ÷ اس ملک میں برہمن پرستش کا دعویٰ رکھتے اور اپنے تئیں ہندوؤں سے پجواتے ہیں لیکن وے بڑے احمق ہیں اور اس دعوی میں بڑے گنہگار ٹھہرتے ہیں ÷ وے جھوٹھہ بولتے چوری کرتے فریب دیتے خون و زنا کرتے اور گنہگار ہونے کے باعث بیمار پڑتے و مرجاتے اور اُن کے بدن مٹی ہو کے مٹی میں مل جاتے اور تھوڑے دنوں

ہیں ان کا کچھ ذکر بھی نہیں رہتا تو کیا ایسے لوگوں کی عبادت و پرستش کی چاہئے ✤ وے جو
پرستش کا دعویٰ کرتے ہیں اور وے جو انھیں پوجتے اور سجدہ کرتے ہیں دونوں دیوانے ہیں کیونکہ اس
بات کی کوئی لائق وجہ نہیں بتلا سکتے ✤ اگر برہمنوں کو اپنے تئیں پجوانے اور سجدہ کروانے کی بڑی
خواہش ہے تو انھیں چاہئے کہ کوئی خلقت معہ ذی عقل مخلوقوں کے پیدا کریں تو اُن کا دعویٰ اچھا
بھی گنے ✤ برہمنوں سے اُس وقت کیسا بڑا کفر ہوتا ہے جب کوئی اُن کے پانو پڑتا اور انھیں سجدہ
کرتا ہے اور وے بڑے مزے میں چُپ چاپ کھڑے رہتے ہیں اور سجدہ کرواتے ہیں گویا ہمیں خالق ہیں
ایسے کفر سے ذرہ بھی نہیں ڈرتے اور ایک قدم بھی پیچھے کو نہیں ہٹتے اور لوگوں کو ایسے بڑے گناہ
سے ذرہ بھی نہیں باز رکھتے ✤ وے لوگوں کے سجدہ سے بہت خوش ہوتے اور جب کوئی اُن کے
پانو پڑتا ہے تو اپنے تئیں دیوتا سمجھتے ہیں لیکن انھیں خوب یاد رکھنا چاہئے کہ اگر بغیر توبہ کے مر جائیں
تو اس گناہ واور سب گناہوں کے واسطے جہنم کے عذاب میں پڑینگے اُس وقت ازحد تکلیف میں
کچھ مزہ اور خوشی نہیں معلوم ہوگی اور اُن کا تمام دیوتا پن بھاگ جائیگا ✤ سب انسان
خدا ہی کے مخلوق ہیں اور صرف اُسی کی بندگی او عبادت کرنا ہے خود برہمنوں پر بھی یہی فرض ہے
اور اگر وے اُسے ادا نہ کرینگے تو اُن کی سخت سزا ہوگی ✤ اسی طرح بڑے بڑے راجاؤں اور
مہابیروں کی جو آگے ہو گئے ہیں اور جن میں سے بعضوں کو لوگ دیوتا اور پرمیشور کا اوتار سمجھتے ہیں
عبادت کرنی نہیں چاہئے ✤ شاید یہہ لوگ بڑے جوانمرد ہو گئے ہیں و بہت سے ملکوں کو فتح
کیا ہے اور بڑی خونریزی کی ہے پر صرف مخلوق تھے اور کچھ ہمارے خالق و پروردگار نہیں پس
ہمیں اُن کی پرستش نہ کرنی چاہئے ✤ یونہی حیوانوں مثلاً گائے ہاتھی وغیرہ کو ماننا مناسب نہیں ✤

درختوں مثلاً پیپل تُلسی وغیرہ کو بھی پوجنا نہیں چاہئے ۞ اسی طرح آسمانی اجسام یعنے سورج وچاند وستاروں کی پرستش منع ہی کیونکہ ان چیزوں میں سے کسی نے ہمیں پیدا نہیں کیا ہی ۞

چوتھی بات یہہ کہ بُت پرستی منع ہی ۞ بُت چاہے سونے یا چاندی یا پتھر یا کسی دھات کے ہوں سب کی پرستش کی ممانعت ہی ۞ بُتوں کی پوجا کے حق میں ہندو اکثر یہہ دلیل لاتے ہیں کہ چونکہ خدا کی بزرگی وشان بے نہایت ہی ہم اُس پر غور ودھیان نہیں کر سکتے اس لئے بُتوں کی معرفت اُس کی پرستش کرتے ہیں ۞ لیکن اُن کی یہہ بات غلط ہی ۞ سچ ہی کہ خدا کی بزرگی وشان بے نہایت ہی تو بھی ہم اُس پر غور ودھیان کر سکتے اور بغیر وسیلے بتوں کے اُس کی عبادت کر سکتے ہیں ۞ جناب باری کی عبادت تو دل پر موقوف ہی اور بدن کے جھکانے یا اور کسی طرح سے رکھنے پر نہیں اور دل تو اُس کی طرف خوب مایل ہو سکتا ہی ۞ خدا روح ہی اور ہمیں مناسب نہیں کہ اپنے دل میں اُس کی کوئی شکل یا صورت سمجھیں ۞ صرف اتنا ہی تعین کرنا چاہئے کہ وہ موجود ہی اور ہمارے حال سے بخوبی واقف ہی اور کہ اگر ہم دل وراستی سے اُس کی پرستش کریں تو ہماری عبادت کو قبول ومنظور کرتا ہی ۞ اُس کی عبادت تو کچھہ اِس پر موقوف نہیں کہ ہم اُسے اپنی جسمانی آنکھوں سے دیکھیں پرستش تو دل پر منحصر ہی ۞ پس ہم دل سے اُس کے باب میں غور ودھیان کر سکتے اور اُس کی عبادت کر سکتے ہیں ۞ لوگ اپنے بُتوں کو کچھہ ہمیشہ تو ساتھ لئے نہیں پھرتے چنانچہ جب کہیں باہر جاتے اور کسی بڑی تکلیف ومشکل میں پڑتے ہیں تو بے اختیار آنکھوں کو آسمان کی طرف اُٹھاتے اور دل بھی اُدھر ہی کو رجوع کرتے ہیں اور خدا سے مدد ورہائی کے لیے دعا مانگتے ہیں اور پھر جب کوئی اُن پر بڑا ظلم کرتا اور اُنھیں بہت ستاتا ہی تب بھی اسی طرح

کرتے ہیں سوا اِن کے ہزار اَور موقعوں پر خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ٭ اِس سے ظاہر ہی کہ وے بغیر وسیلے بتوں کے خدا سے دعا مانگ سکتے اور اُس کی عبادت کر سکتے ہیں ٭ اگر ایسی بات کبھی کبھی کر سکتے تو ہمیشہ بھی کر سکتے ہیں ٭ پس خدا کی عبادت میں بتوں کی کچھ ضرورت نہیں جب کوئی شخص بت کے آگے سجدہ کرتا ہی تو اُس کا دل بت پر لگا رہتا ہی اور خدا پر نہیں یہہ گناہ ہی اور خدا اُس کے باعث بہت بیزار ہوتا ہی ٭ بہت قومیں بغیر وسیلے بتوں کے خدا کی پرستش کرتی ہیں پس ہندو بھی اگر دل سے اُسے چاہیں یوں ہی کر سکتے ہیں ٭ ذرہ عقل کو بھی کام میں لایا چاہئے اور دیکھا چاہئے کہ گونگی مورتوں اور خداے بزرگ کے درمیان جو کہ آسمان و زمین کا خالق و مالک ہی کونسی نسبت ہی ٭ اگر کوئی شخص دو چار برس کے لئے کہیں باہر جائے اور اُس کا بیٹا گتے یا مٹی کی صورت بنا کر گھر میں رکھے اور روز مرہ اپنے باپ کو اُس صورت کے وسیلے یاد کرے بلکہ اُسے باپ بھی کہے تو اُس کا باپ جب گھر آوے اور یہہ حال معلوم کرے یہہ ایسی حرکت کے واسطے کیا کہے ٭ البتہ یہہ سمجھے کہ میرے بیٹے نے دیوانے کا سا کام کیا ہی اور اُس سے بہت بیزار رہے اور تاکید سے فرما دے کہ ایسا پھر کبھی مت کرنا ٭ چنانچہ یوں ہی خدا نہیں چاہتا کہ کوئی بتوں کے وسیلے اُس کی پرستش کرے ٭ اُسے بت پرستی سے نہایت نفرت ہی اور اُس نے تاکید سے اُسے منع فرمایا ہی ٭

دسواں باب

انسان کے گنہگار ہونے کا بیان

پچھلے باب میں یہہ بیان ہوا ہی کہ ہم پر واجب ہی کہ حق تعالیٰ کو اپنے تمام دل سے پیا

کریں اُس سے ڈریں اور اُس کی عبادت و اطاعت کریں اور یہہ بھی مذکور ہوا ہے کہ خدا نے ہمیں خاص اِسی واسطے پیدا کیا ہے ❊ اب اِس باب میں دریافت کیا چاہئے کہ ہم نے اپنے خالق سے محبت رکھی ہے اور اُس کی عبادت و اطاعت کی ہے یا نہیں اور اِس فرض کو ادا کیا ہے کہ نہیں ❊

چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے وہ کام جس کے لئے پیدا ہوئے ہیں نہیں کیا ❊ ہم نے اپنے خالق سے محبت نہیں کی و اُس سے نہیں ڈرے اور اُس کی عبادت و اطاعت نہیں کی اور اِسی باعث محض گنہگار ہو گئے ہیں ❊ سب اِنسانوں نے اُس کی محبت اور اطاعت سے اِنکار کیا ہے اور سب اُس کے حضور گنہگار ٹھہرے ہیں ❊ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے خدا پر دل لگایا ہے و اُس کی عبادت کی ہے اور جو مجھ پر واجب تھا ادا کیا ہے اور میں گنہگار نہیں ہوں ❊ اگرچہ سب اِنسان کوئی نہ کوئی مذہب رکھتے ہیں اور اپنے پوجا پاٹ اور روزہ نماز بلاناغہ ہوشیاری سے بجالاتے اور اپنے تئیں بے گناہ اور پاک سمجھتے ہیں تو بھی اِس سے کچھ یہہ نہیں ثابت ہوتا کہ اُنھوں نے خدا پر دل لگایا ہے اور اُس کی عبادت و اطاعت کی ہے اور اِس بات میں بے قصور ہیں ❊ لوگ یہہ سب مذہب رکھتے اور چند دینی رسومات بجالاتے صرف اِسی واسطے کہ اُن کی ضمیر اُنھیں دق و بیقرار نہ کرے پر سچ پوچھو تو وے حقیقتاً خدا سے محبت نہیں رکھتے اور راستی سے اُس کی عبادت نہیں کرتے پس سب اُس کے حضور محض گنہگار ہیں ❊ سب کا گنہگار ہونا کئی طرح سے ثابت ہے پر خاصکر ایک طرح سے ایسا ظاہر ہے کہ ہر کوئی اُسے دیکھ سکتا ہے ❊ چنانچہ اِس دلیل پر ذرہ خیال کرو یعنے خدا سے محبت نہ رکھنا اور اُس کی عبادت نہ کرنا گناہ ہے ❊ اور گناہ کا پھل تکلیف

و عذاب ہی + سب اِنسان تکلیف و عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں کوئی بھی نہیں بچتا + پس سب
اِنسان گنہگار ہیں + یہہ دلیل بہت صاف ہی اور ہر کوئی اِسے سمجھ سکتا ہی + اگر کوئی شخص
جرم ثابت ہو کے و قید میں پڑکے اور بیڑیاں پہن کے اپنی شرافت و بھلمنسی پر فخر کرے تو ہر کوئی
اُس پر ہنسیگا بیڑیوں سے تو صاف ظاہر ہی کہ اُس نے کوئی جرم کیا ہی اور قید میں پڑا اور بے عزت
ہوا ہی تو پھر شرافت اور بھلمنسی کے فخر کی جگہہ کہاں رہی + پس وہ تکلیف اور عذاب جس میں
اِنسان گرفتار ہوتا ہی مثل بیڑیوں کے ہی اور اُس سے صاف ظاہر ہی کہ اُس نے کوئی جرم کیا ہی
اور جرم یہی ہی کہ خدا کی محبت اور عبادت سے اِنکار کیا ہی اور جب تک کہ تکلیف و عذاب کی یہہ
بیڑیاں پہنے ہی یہہ فخر نہیں کر سکتا کہ میں پاک ہوں + خدا کی کامل محبت اور عبادت و اطاعت
کو پاکیزگی کہتے ہیں اور چونکہ اِنسان نے یہہ فرض کامل طور سے ادا نہیں کئے وہ پاک بھی نہیں ہی +
جو شخص سمجھتا ہی کہ میں نے خدا سے کامل محبت رکھی ہی اور اُس کی پوری فرماں برداری کی
وہ بڑی بھول میں ہی + اگر یہہ فرض ادا کرتا تو بیڑیاں کیوں پہنتا + سب اِنسانوں کو
دُکھ درد ہوتا ہی پس ظاہر ہی کہ کسی نے اِن فرضوں کو ادا نہیں کیا + موت بھی گناہ کا ایک پھل
ہی چنانچہ اگر جہان میں ایسا کوئی اِنسان دیکھنے میں آتا جس کو کبھی کچھ دُکھ درد نہیں ہوا اور
جو کبھی نہیں مرا تو البتہ معلوم ہوتا کہ اُس نے جیسی چاہئے تھی خدا سے محبت رکھی ہی اور اُس کی
عبادت و اطاعت کی ہی اور کسی طرح کا گناہ نہیں کیا + اندیشہ و فکر اور دُکھ درد اور بیماری اور
غم اور رنج اور مر جانا سب گناہ کے پھل اور انجام ہیں اور اِن سب کو عذاب کہتے ہیں + اور
چونکہ کسی نے خدا کی محبت اور عبادت کے فرضوں کو ادا نہیں کیا سب اُس میں گرفتار ہوتے ہیں +

یہہ تکلیف اور عذاب جیسا کہ غریبوں کی جھونپڑیوں میں پایا جاتا اُسی طرح بادشاہوں کے محلوں میں بھی موجود ہے + غریب اپنی مفلسی کے باعث البتہ بھوکھ پیاس و سردی گرمی اور ایسی ایسی باتوں سے بھی تکلیف اُٹھاتے ہیں پر اندیشہ و فکر اور دُکھ درد و بیماری اور غم و رنج اور موت کے باب میں بادشاہوں اور فقیروں کے درمیان کچھ فرق پایا نہیں جاتا پر یہہ بلائیں سب پر یکساں آتی ہیں + چنانچہ سرد سانسوں کا بھرنا اور درد کے مارے کراہنا اور نالہ و غم کرنا شاہنشاہوں کے محلوں میں بھی سُنا جاتا ہے + بادشاہوں اور امیروں پر بھی یہہ عذاب اسی واسطے آتے ہیں کہ وے بھی گنہگار ہیں اور خدا کی محبت و عبادت سے انکار کیا ہے + شاید کوئی لوگ ایسے بھی بےشرم ہوں کہ کہیں کہ ہم کو کبھی کچھ رنج و غم اور دُکھ درد اور بیماری و فکر نہیں ہوئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم گنہگار نہیں ہیں + لیکن اُن کی یہہ بات سچ نہیں ہے اِن کو کبھی نہ کبھی بیماری اور دُکھ درد اور رنج غم ضرور ہوا ہوگا پھر اُنھیں روزمرہ بھوکھ پیاس لگتی ہے اور کوئی نہ کوئی فکر ہمیشہ رہتی ہے اور اُن کے دل بھی یہہ بات خوب جانتے ہیں پس وے صاف صاف گنہگار ثابت ہیں + سوا اِس کے اِن لوگوں کو جاننا چاہئے کہ اگر اِنھوں نے جیسا چاہئے تھا ویسا خدا کی محبت اور عبادت کے فرض ادا کئے ہیں تو اِن کے آگے اَور لوگ بھی ہو گئے ہونگے جنھوں نے بھی ادا کئے ہونگے کیونکہ اِس دعوی کے کرنیوالے پہلے پہل یہی لوگ تو نہیں ہوئے بلکہ اِن کے آگے بھی لوگ ہو گئے ہیں جو اپنی دانست میں پاکیزگی کے لئے سعی و کوشش کر گئے ہیں اور دعوی بھی کر گئے ہیں کہ ہم بالکل پاک ہیں + پس معلوم کیا چاہئے کہ اگر یہہ لوگ جو پاکیزگی کا دعوی کر گئے ہیں خدا کی محبت اور عبادت کے فرض کامل طور پر ادا کرتے اور گنہگار نہ ہوتے تو کبھی نہ مرتے کیونکہ مرنا تو گناہ کا

ایب پھل ہے اِس صورت میں تین تین و چار چار و پانچ پانچ ہزار برس کے آدمی دنیا کے درمیان دیکھنے میں آتے ✤ لیکن اِتنی عمر کا ایک آدمی بھی تو دیکھنے میں نہیں آتا موت نے تو کسی کو بھی نہیں چھوڑا ہے اور سبب اِس کا یہی ہے کہ کسی کو پاک نہ دیکھا سب گنہگار تھے ✤ پس کوئی نہ بچا چنانچہ وے بھی نہ بچینگے جو اِس زمانے میں پاکیزگی کا دعویٰ کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے خدا کی محبت اور عبادت کے سب فرض ادا کئے ہیں ✤

انسان پر فرض تھا کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی محبت و عبادت میں مشغول رہے اور زندگی بھر ہم وہی کام کرے جو اُس کی پاک مرضی کے موافق ہیں ✤ پر اُس نے ایسا نہیں کیا لیکن خدا کی محبت اور عبادت کو ترک کیا ہے اور ہمیشہ بدل و جان وہی باتیں کرتا ہے جن سے وہ بیزار ہے ✤ اِنسان تو پیدائش ہی سے گنہگار ہے لیکن اِس وقت بچپن کے ایام کو چھوڑ دو اور اُس عمر سے اُس کی زندگی پر غور کرو جب اُس کو کچھ ہوش ہوتا اور وہ نیک و بد کے درمیان تمیز کر سکتا ہے ✤ اگر اُس کے دل کا حال دیکھ سکو تو معلوم ہو کہ جو جو باتیں کرتا ہے سب اپنے ہی لئے کرتا ہے اور خدا کی حمد و ثنا اور عبادت کے لئے نہیں جس کے واسطے پیدا ہوا تھا ✤ چنانچہ جب تک بہت کم سن رہتا کھیل کود میں لگا رہتا اپنے ہمجولیوں سے لڑتا جھگڑتا اُنھیں گالی دیتا جھوٹھ بولتا فریب دیتا اور چوری بھی کرتا اپنے بھائیوں بہنوں سے جب اُن کے پاس کوئی اچھی چیز دیکھتا حسد کرتا اور ماں باپ کی بھی اکثر نافرمانی کرتا ہے ✤ خالق کی محبت و عبادت کا کیا ذکر کبھی اُس کی بابت ذرہ خیال بھی نہیں کرتا ہے ✤ شاید کوئی سمجھے کہ لڑکوں سے خدا کی محبت اور عبادت نہیں ہو سکتی کہ اُنھیں جوابدہی نہیں کرنی ہوگی اور کہ اُس کے باب میں ایسی گفتگو کرنا [illegible]

ہے ۔ لیکن یہ بڑی بھول ہے ۔ اگر ماں باپ ہوشیاری سے لڑکوں کی تعلیم کریں اور اُنھیں خوفِ خدا سکھاویں اور حق تعالیٰ سے برکت کے لئے دعا مانگیں تو لڑکے بہت تھوڑی عمر سے بھی خدا کو پہچان اور مان سکتے ہیں اور جوابدہی تو اُن کے سر پر اُسی وقت سے ہوتی ہے جب سے نیک و بد کے درمیان تمیز کے قابل ہوتے ہیں اور اچھی تعلیم سے یہ تمیز بھی بہت جلد ہو سکتی ہے ۔ پس لڑکپن میں بھی انسان گنہگار ہوتا ہے کیونکہ جب سے سب باتوں کو دریافت کر سکتا اور نیک و بد کے درمیان تمیز کر سکتا ہے خدا کی محبت و عبادت میں مشغول نہیں ہوتا ۔

جب نوجوان ہوتا تو نوجوانی کے جوشوں اور خواہشوں کے چلائے چلتا ہے اور اُنھیں قابو میں نہیں رکھتا ۔ اُس کا دل جو خدا کی محبت اور عبادت کے واسطے بنا ہے اِس دُنیا کے مزوں اور خوشیوں پر لگا رہتا ہے چنانچہ وہ مزیدار کھانے اور رنگیلے بھڑکیلے کپڑے چاہتا عورتوں کو دیکھنا اور اُن کی صحبت میں رہنا پسند کرتا بانکی ٹوپی دھرتا جسم کی طاقت کے باعث غرور کرتا جواریوں و شرابیوں و زانیوں و ہر طرح کے بُرے لوگوں کی سنگت کو بہت چاہتا ماں باپ کی محض نافرمانی کرتا گمرا ہوتا اور دل میں کہتا ہے کہ کب اچھی طرح اپنے قابو میں ہوؤں اور دُنیا کے مزے خوب اُڑاؤں ۔ غرض اُس کی نوجوانی کے جوش اور خواہشیں طوفان کی طرح اُسے اُڑائے پھرتی ہیں اور وہ خالق کی محبت اور عبادت کی بابت کبھی ذرہ خیال بھی نہیں کرتا ۔

جب تک پوری عمر کو پہنچتا ہے دُنیا کے کاروبار میں خوب مشغول ہو جاتا ہے اور تب اُس کے خیال دن رات اپنے کام پر لگے رہتے ہیں ۔ معلوم کیا چاہئے کہ ہمیں اپنی پرورش کے لئے محنت کرنے کا حکم

پر اور جب ایسا کرتے تو بہت اچھا کام کرتے اور ایک فرض ادا کرتے ہیں + لیکن چاہئے کہ یہہ
رحمدل ان کے ساتھ کریں نہ کہ ویسا جیسا لوگ کرتے ہیں + جب انسان کے گھر بار ہوتا اور وہ
کسی پیشہ میں مشغول ہوتا ہے تو دُنیا کی فکروں میں بالکل ڈوبا رہتا ہے تمام سعی و کوشش اسی
لئے کرتا کہ کسی طرح روپئے پیدا کروں اور دُنیا میں اپنے تئیں بڑھاؤں اور ہر طرح کا عیش و
آرام حاصل کروں تمام تدبیریں اپنے ہی دُنیوی نفع کے واسطے ہوتی ہیں اور کوئی خالق کی حمد و
ثنا کے لئے نہیں جس کے واسطے پیدا ہوا ہے + دن رات اپنے ہی نفع کی فکر میں رہتا ہے اور
اُس کے لئے سب طرح کی تدبیریں کام میں لاتا ہے خواہ واجب ہوں یا غیر واجب + اگر کچھ نفع
ہوتا ہو تو سیکڑوں جھوٹھ روز بولتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے بلکہ اس کے لئے لوگ جھوٹھی گواہی
دیکر اور جھوٹھے اظہار لکھکر اوروں کو اکثر پھانسی بھی دلوا دیتے ہیں + انسان کا سارا دل
اپنے لڑکے بالوں پر لگا رہتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ تمام خلقت میں یہی سب سے بہتر اور عزیز ہیں +
پس تمام سعی و کوشش اپنے و اُن کے لئے کرتا ہے اور اُن پر دل لگا کر خدا سے وہ محبت اور
عبادت باز رکھتا ہے جو اُس کا حق ہے + حق تعالیٰ نے انسان کا دل اپنے ہی واسطے بنایا ہے
اور جب وہ اُس دل کو آپ پر اور اپنے لڑکے بالوں پر لگاتا ہے تو اپنی اور لڑکے بالوں کی عبادت
کرتا ہے + غرض اُس وقت بھی جب کہ انسان پوری عمر کو پہنچا اور اُس کے لڑکے بالے ہوتے
ہیں وہ خدا کی محبت اور عبادت کے فرض جن کے لئے پیدا ہوا تھا ادا نہیں کرتا پر ہر دم اُن
سے بے خبر رہتا اور روزمرہ اپنے ہی دُنیوی نفع کی باتوں میں مشغول رہتا ہے +
جب تک کچھ طاقت رہتی دُنیا کے کاموں اور فکروں میں ڈوبا رہتا ہے + جب بہت

ضعیف ہوا اور کچھ کر نہیں سکتا تو گذری زندگی کے احوال پر غور کیا کرتا ہے اگر اقبالمند ہوا ہو تو اُس کے باعث خوشی کرتا ہے اور اگر نقصان اُٹھایا ہو تو رنج کھاتا ہے ✣ اگرچہ اِس عمر میں ایسا ضعیف ہوتا کہ کوئی دُنیوی کام کر نہیں سکتا پر اب بھی اُس کا دل روپئے پیسے اور دُنیا کی اور چیزوں پر ایسا لگا رہتا ہے کہ گویا اب بھی اُس کے کاروبار اور فکروں میں ڈوبا ہوا ہے اگرچہ قبر میں پانْوں لٹکا چکا ہے پر اب بھی اپنے خالق کو جس کی محبت و عبادت سے زندگی بھر غافل رہا ہے اور جس کو اب حساب دینے جاتا ہے یاد نہیں کرتا ✣ سچ ہے جب لوگ نہایت بوڑھے ہوتے خدا کا یا کسی کا جیسے دے او نام سمجھتے ہیں زبان سے نام لینے لگتے ہیں اور اِس کو عبادت کہتے ہیں پر یہہ کونسی عبادت ہے ✣ اُس عبادت کے جو خدا چاہتا ہے اور اِس طرح نام لینے کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے اور خدا اُسے منظور نہیں کرتا ✣ سچ تو یوں ہے کہ اگر اُن میں جسم و عقل کی طاقت ہوتی تو اب بھی دُنیا کے کاموں اور فکروں میں ڈوبے رہتے ✣

غرض ظاہر ہے کہ انسان نے خدا کی محبت اور عبادت سے انکار کیا اور اُسے بالکل ترک کیا ہے ✣ اُس نے وے فرض ادا نہیں کئے جن کے لئے پیدا ہوا ہے اور اِسی باعث خدا کے حضور محض گنہگار ہے اور اُس کے خوفناک غضب کا سزاوار ہے ✣ اُس کے تمام خیال اپنے ہی اوپر لگے رہتے ہیں اور زندگی بھر جو کرتا ہے اپنے ہی لئے کرتا ہے اور خدا کی عبادت کے واسطے کچھ بھی نہیں ✣ اُس کے سب خیالوں اور باتوں اور کاموں سے جناب باری بہت بیزار رہتا ہے کیونکہ وے اُس کی عبادت کے لئے نہیں ہوتے ✣ یہہ بات خوب ظاہر ہے چنانچہ انسان کی روزمرہ کی چال چلن کو دیکھو اور صاف صاف معلوم ہو جائیگا کہ جو کرتا ہے اپنے واسطے کرتا ہے اور خالق کی عبادت کے واسطے کچھ بھی

نہیں + جب صبح کو بستر پر جاگتا ہی تو اپنے روزمرہ کے کام یا اور کسی بات کے حق میں جیسے فوراً کیا چاہتا سوچنے لگتا ہی وہ خدا کا شکر کبھی نہیں کرتا کہ اُس نے اپنے رحم و کرم سے اُسے اور اُس کے لڑکے بالوں کو رات کے وقت سب آفتوں اور خطروں سے بچایا ہی + شاید جب نیند ٹوٹنے لگتی ہی ایک یا دو دفعہ خدا کا یا کسی کا جیسے اوتار سمجھتا نام لے لیتا ہی پر اُسے خالق کی عبادت نہیں کہہ سکتے اور اس سے یہہ فرض ادا نہیں ہو جاتا + اگر کوئی نوکر صبح و شام دو تین دفعہ اپنے صاحب کا نام لے لیا کرے یا گھر میں بیٹھے بیٹھے کہہ دیا کرے صاحب صاحب صاحب اور وے کام نہ بجا لاوے جو صاحب اُسے فرماوے تو کیا اُس کا صاحب ایسے نوکر کو طلب دیگا ہرگز نہیں + یہی کہیگا کہ دیوانہ ہو گیا ہی اور اُسے نکال دیگا + اسی طرح صبح و شام دو تین دفعہ خدا کا نام لے لینا کچھہ عبادت نہیں ہی + جب بستر پر سے اُٹھتا تو مُنہہ ہاتھہ دھو کر اپنے روزمرہ کے کام میں مشغول ہوتا ہی اور یاد نہیں کرتا کہ سب باتوں کے بیشتر خدا سے دعا مانگ لینا چاہیئے + جب کام میں مشغول ہوتا ہی تو اُس کے خیال کام پہ یا لڑکے بالوں یا اور کسی چیز پر لگے رہتے ہیں اور خدا پر نہیں جس پر چاہیئے کہ لگے رہیں + جب دوپہر کو کھانے پر بیٹھتا تب بھی اُس پروردگار کو جو خوراک و پوشاک اور ہر طرح کی نعمت دیتا ہی یاد نہیں کرتا اور اُس کا شکر ادا نہیں کرتا پر ویسے ہی کھانے لگتا ہی + شاید سمجھتا ہی کہ یہہ تو میں نے آپ کمایا ہی اِس کے واسطے شکر کیا کرنا چاہیئے + جب کھا چکتا تو پھر کام کی طرف متوجہ ہوتا اور خیال نہیں کرتا کہ مجھہ پر فرض ہی کہ اپنے لڑکے بالوں کو ایک جگہہ بلاؤں اور اُن کے ساتھہ خالق کی عبادت کروں اور اُس کی تمام رحمتوں کے واسطے اُس کا شکر ادا کروں + چنانچہ پھر کام میں مشغول ہوتا اور اُس کے

خیال پھر دُنیا کی چیزوں پر لگے رہتے ہیں اور خدا پر ذرہ بھی نہیں ✧ ایسا کرنے سے گویا وہ یہ یقین کرتا ہے کہ کوئی خالق و مالک نہیں ہے اور مجھے کسی کے حضور جوابدہی نہیں کرنا ہے میں اسی دُنیا کا ہوں اور مرتے وقت جسم و روح دونوں مٹ جائینگے اور میں باقی نہ رہونگا ✧ جب دن کے وقت کسی سے گفتگو کرتا تو اپنے یا اَور کسی کے کاروبار یا اَور کسی بات کے حق میں گفتگو کرتا ہے پر خدا کے باب میں نہیں ✧ سچ تو یوں ہے کہ اُس کے حق میں گفتگو کرتے اُس کو شرم آتی ہے ✧ حیوان خدا کے باب میں بول نہیں سکتے چنانچہ وہ خدا کی بابت حیوانوں کی طرح گونگا رہتا ہے ✧ اگرچہ خدا نے اُسے اپنی حمد و ثنا اور گفتگو کے لئے زبان عنایت کی ہے تو بھی وہ اِس مقدمہ میں گونگا رہتا ہے پر روپئے پیسے اور دُنیوی باتوں اور کاروبار کے حق میں دن بھر بلکہ آدھی رات تک بھی باتیں کرتا رہتا ہے اور یہہ کچھ دو ہی چار مہینے یا برس نہیں پر زندگی بھر اور بیماری کے وقت بھی اُس سے باز نہیں آتا ✧ جب شام کو کام سے فرصت پاکر گھر آتا ہے تو گھر کی بہت سی باتوں میں خیال لگ جاتا وہ لڑکوں کے ساتھ باتیں کرتا اور اُنھیں کھلاتا ہے پر خدا کو جو لڑکوں اور سب نعمتوں کا دینیوالا ہے یاد نہیں کرتا ✧ رات کو پھر کھانے پر بیٹھتا ہے پر خدا کا جس نے اُس کے لئے پھر خوراک پہنچائی ہے خیال نہیں کرتا ✧ کھانے کے بعد کچھ عرصہ میں آرام کی تدبیر کرتا ہے اور پھر خیال نہیں کرتا کہ مجھ پر فرض ہے کہ لڑکے بالوں کے ساتھ خدا کی عبادت کروں اور دن بھر کی رحمتوں اور حفاظت کے لئے اُس کا شکر ادا کروں اور رات کو اپنے تئیں اور لڑکے بالوں کو اُسی کے سپرد کروں ✧ تھکا ماندہ بستر پر لیٹ جاتا ہے اُس وقت بھی خدا پر جس کی حمد و ثنا و بزرگی کے لئے وہ پیدا ہوا ہے دھیان نہیں کرتا اور اُس سے دعا نہیں مانگتا اور عاقبت کی کچھ فکر نہیں کرتا اُسے ہوش نہیں کہ زندگی کا کیا ٹھکانا رات

سر میں شاید دم نکل جائے اور اُسے بغیر تیاری کے حق تعالیٰ کے حضور اپنے اعمال کی جوابدہی
کے لئے حاضر ہونا ہو ✣ سچ ہے کہ لوگ اُٹھتے بیٹھتے وقت ایک یا دو دفعہ خدا کا یا کسی معبود جھوٹھے دیوتا کا نام
لے لیتے ہیں پر یہہ کچھ عبادت نہیں ہے ✣ غرض انسان حیوان کی طرح دن کو شروع کرتا اور حیوان
ہی کی طرح اُسے تمام کرتا ہے ✣ حیوان دن کو کام کرتا کھاتا پیتا اور رات کو آرام کے لئے لیٹ
یا بیٹھ رہتا ہے اِسی طرح انسان کرتا ہے ✣ بلکہ انسان حیوان سے بھی بدتر ہے حیوان تو
بھلا اُس شخص کو جو اُسے کھلاتا پلاتا ہے پیار کرتا اور مانتا ہے پر انسان اپنے خالق و مالک و
پروردگار کو یاد نہیں کرتا اُس سے محبت نہیں رکھتا اور اُس کا شکر بجا نہیں لاتا اور اُس کی
فرماں برداری نہیں کرتا ✣ اِس طرح وہ حیوانوں سے بھی بدتر ٹھہرا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور
محض گنہگار اور اُس کے لاانتہا غضب کا سزاوار ہے ✣

اور بڑی عجیب بات یہہ ہے کہ خدا کی بیشمار رحمتوں سے بھی جو روزمرہ اُس پر نازل ہوتی
ہیں اُس کا دل نہیں پگھلتا ✣ اِس دُنیا میں جانی دشمن بھی مہربانی اور نیک سلوک سے
دوست بن سکتے ہیں چنانچہ اگر کسی شخص کے جو دولت اور اختیار والا ہو جانی دشمن ہوں اور
وہ نہایت مہربانی کے ساتھ اُن سے سلوک کرنے لگے تو وے البتہ پہلے پہل یہہ اندیشہ کرینگے کہ
اِس مہربانی سے اِس کا کیا مقصد ہے کہیں مکر سے ہمارا کچھہ نقصان تو نہیں کیا چاہتا لیکن
جب کہ وہ اِس مہربانی پر ہمیشہ ثابت قدم رہے اور ہر صورت سے اپنی صاف دلی اُن پر ظاہر کرے
تو آخر کو دشمنی و عداوت اُن کے دل سے بالکل جاتی رہے اور وے اُس سے محبت رکھنے لگیں اور
اُس کے بڑے دوستوں میں شمار ہوں ✣ امیروں نے اکثر اِس طرح دشمنوں کو دوست بنا

لیا ہے ۔ ذکر ہے کہ کسی بادشاہ نے ایک دفعہ لڑائی میں کئی دشمنوں کو جنھوں نے اُس کا بڑا مقابلہ کیا تھا گرفتار کیا ۔ گرفتار کر کے اُن پر بڑی مہربانی کرنے اور کھانے کپڑے اور سب باتوں کے حق میں اُنھیں بڑے آرام سے رکھنے لگا ۔ بادشاہ کے لوگوں نے اِس بات پر بڑا تعجب کیا اور کہا حضور یہہ کیا کرتے ہیں یہہ تو دشمن ہیں اُنھیں قتل کیوں نہیں کر ڈالتے ۔ بادشاہ نے جواب دیا دشمنوں کو قتل تو کر رہا ہوں یعنے اُن کی دشمنی مٹا کے اُنھیں دوست بنائے لیتا ہوں ۔ پس مہربانی اور نیک سلوک محبت اور دوستی اور احسانمندی کے پیدا کرنے کے لئے بڑی تاثیر رکھتے ہیں ۔ لیکن بڑی عجیب بات ہے کہ خدا کی مہربانی اور رحمت کے باعث ہمارے دل میں اُس کی نسبت محبت و شکر گذاری پیدا نہیں ہوتی ۔ اُسی کی مہربانی سے ہماری زندگی اور دم قایم ہے اور ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں وہی روز روز ہمیں خوراک و پوشاک دیتا اور ہزاروں آفتوں سے بچاتا ہے تو بھی اِتنی مہربانی اور رحمت سے ہمارے پتھر کے دل نہیں پگھلتے اور ہم اُس کی محبت و خوف اور فرماں برداری کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ۔ اگر وہ ہم پر رحم نہ کرے تو ایک دم بھی نہ جی سکیں تو بھی خیال نہیں کرتے کہ اُس نے ہمیں کس لئے پیدا کیا ہے اور کیوں ہماری زندگی کو قایم رکھتا ہے اور محبت و خوف و شکرگذاری اور فرماں برداری کے فرض جو اُس کی نسبت ہم پر واجب ہیں ادا نہیں کرتے ۔

سب اِنسانوں نے تو خدا کو چھوڑ ہی دیا ہے اور اپنا دل اِس دُنیا کی بیفایدہ چیزوں پر لگایا ہے اور حق تعالیٰ کے حضور محض گنہگار ہو گئے ہیں پر سوا اِس کے بعضی قوموں نے اپنے لئے اور طرح کے معبود بھی نکالے ہیں اُنھیں کی پرستش کرتے اور سمجھتے ہیں کہ خدا سے بزرگ اور خالق پاک

کہ جو مثل انھیں سے کام نکل سکتا ہے چنانچہ وے سورج و چاند و ستاروں و دریاؤں اور گنہگار انسانوں و گکاے و ہاتھی و بندر و سانپ و پیپل و تلسی اور پتھر و دھاتوں کی مورتوں اور ایسی ہی ہزاروں اور چیزوں کو پوجتے اور مانتے ہیں کہاں تک بیان کریں ✤ جب کہ انسان نے خدا کو چھوڑ دیا تو وہ روشنی جو اس میں تھی بہت دھندھلی ہو گئی وہ اندھیرے میں ٹٹولنے اور عنقریب ہر چیز کو خدا و معبود سمجھنے اور اُس کی پرستش کرنے لگا اور اب اپنے تئیں ایسا ذلیل کیا ہے کہ کیڑے مکوڑوں کو بھی نہیں چھوڑا پر انھیں بھی معبود سمجھا اور پوجا ہے ✤ البتہ انسان عقل رکھتا ہے اور اگر وہ اُس کی ہدایت کو قبول کرتا تو عقل اُسے بتلا دیتی کہ ایسی چیزوں کی پرستش کرنا نہ چاہئے پر اُس نے اُس کی بات نہ سنی ✤ عقل نے اُسے بتلایا کہ سورج و چاند و ستاروں نے آپ اپنے تئیں پیدا نہیں کیا پر اُن کا ایک خالق بزرگ ہے ✤ عقل نے یہہ بھی اُسے بتلایا کہ اگر تمام انسان و ہاتھی و گکاے و بندر و سانپ اور وے سب چیزیں جنھیں وے معبود سمجھتے ہیں اکٹھے ہو کر سورج و چاند و ستاروں کی مانند کچھ پیدا کیا چاہیں تو ہرگز نہ کر سکیں پر اُس نے عقل کی نہ سنی اور مانند ایک شریر اور ضدی لڑکے کے دل کی تاریکی میں اپنی ہی راہ پر چلا اور مخلوق کو وہ تعظیم اور عبادت دی جو صرف خالق ہی کا حق ہے ✤

جیسا کہ ہم نے خدا سے محبت نہیں کی ویسا انسان سے بھی نہیں کی ✤ جیسا خدا کی محبت کی نسبت گنہگار ہیں ویسا انسان کے پیار کے حق میں بھی قصوروار ہیں ✤ ہمیں حکم ہوا تھا کہ اپنی ہمجنس کو اپنی طرح پیار کریں ✤ اس حکم سے صرف یہی مراد نہ تھی کہ کسی کا نقصان نہ کریں بلکہ یہہ بھی کہ مقدور بھر ہر ایک کی بہتری کریں یہاں تک کہ اپنے جانی دشمنوں تک کا بھی نقصان نہ کریں پر اُن کی بھی بھلائی کریں ✤ کوئی اپنے سے کبھی عداوت نہیں کرتا اور اپنا نقصان نہیں چاہتا پر ہمیشہ

ہر صورت سے اپنی بہتری کیا چاہتا ہے ÷ چنانچہ ہمیں حکم تھا کہ اِسی طرح سب کی بہتری چاہیں اور مقدور بھر کریں بھی ÷ یہہ حکم اَور طرح سے بھی بیان کیا گیا ہے یعنے جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تم سے کریں تم بھی اُن سے ویسا ہی کرو ÷ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ کوئی ہم سے عداوت رکھے اور ہمارا کچھہ نقصان کرے بلکہ ہمیشہ یہی چاہتے ہیں کہ لوگ ہماری بہتری کریں ÷ پس جیسا اپنی نسبت چاہتے ہیں ویسا ہمیں مناسب و لازم ہے کہ اَوروں کے ساتھہ بھی یہہ باتیں بے پیش آویں ÷ تمام فرض جو اِنسان کی نسبت ہم پر واجب ہیں اِسی حکم میں مندرج ہیں ÷ اُس کے یہہ معنی ہیں کہ ہم اپنے ماں باپ کی اور اَوروں کی جن کا حق ہے تعظیم کریں اور سب کے ساتھہ خاطرداری و مُروّت سے پیش آویں کسی سے بے سبب بیزار نہ ہوں نہ کسی کو قتل کریں نہ زنا کریں نہ کسی عورت کو بُری نگاہ سے دیکھیں نہ چوری کریں نہ کسی کا حق مار رکھیں نہ جھوٹھہ بولیں نہ سچ کو چھپاویں جب کہ اُس کا ظاہر کرنا ہم پر فرض ہے اور کسی کے مال یا اَور کوئی چیز کا لالچ نہ کریں ÷ یہہ سب حکم اُس محبت میں مندرج ہیں جو ہم پر اِنسان کی نسبت واجب ہے ÷ پس اگر ہم سب کو دل و راستی سے پیار کریں تو مناسب ہے کہ اُن کا نقصان ہرگز نہ چاہیں پر ہر صورت سے اُن کی بہتری کریں ÷ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کو حقیقتاً پیار کرتا تو کبھی اُسے بدنام نہ کرتا نہ اُسے قتل کرتا نہ اُس کی چوری کرتا نہ اُس کی کسی چیز کی لالچ کرتا نہ اُس کے حق میں جھوٹھہ بولتا پر برعکس اِس کے ہر طرح سے اُس کی بہتری کرتا ÷ اِسی طرح اگر اِنسان سب کو بدل پیار کرتا تو ہرگز کسی کا نقصان نہ کرتا پر مقدور بھر سب کی بہتری کرتا ÷

غرض ہم نے اِس حکم کو بھی توڑ دیا ہے اور اُس کے حق میں بھی گنہگار ہوئے ہیں ÷ ہم نے اپنی ہمجنس سے محبت نہیں کی اور اُن کی کچھہ بہتری نہیں کی پر برعکس اُس کے اُن کا بڑا نقصان

کیا ہم ✣ ہم نے اپنے ماباپ کی اور اُن کی جن کا حق تھا تعظیم نہیں کی اور سب کے ساتھ خاطر
داری اور مروت سے پیش نہیں آئے ہم نے خون و زنا کیا ہی اور چوری کی ہی ہم اپنی ہمجنس کے حقو
میں جھوٹھہ بولے ہیں اور اوروں کے مال اور چیز بست کا لالچ کیا ہی ✣ اور یہہ گناہ ہم نے
ہمیشہ کئے ہیں ✣ سب انسان ان باتوں کے حق میں گنہگار ہیں ایک بھی کسی حکم کی بابت
بیگناہ نہیں ✣ ہر انسان نے ان گناہوں میں سے ہر ایک کو کیا ہی اور سب خدا کے حضور
گنہگار ہیں ✣ اس بات سے شاید بہت لوگ جو اپنے تئیں ان حکموں کے باب میں بیگناہ
سمجھتے ہیں تعجب کرینگے اور وے لوگ اور بھی تعجب کرینگے جو اپنے تئیں بہت پاک سمجھتے ہیں اور
جو اوروں کے نزدیک بھی پاک ہیں ✣ لیکن انھیں یہہ معلوم کیا چاہئیے کہ خدا دل کو دیکھتا ہی
اور دل کے ہر طرح کے برے اور بیجا خیالوں کو گناہ میں شمار کرتا ہی ✣ ہم صرف ظاہری اعمال
دیکھکر کچھ کچھ لوگوں کا حال دریافت کرتے ہیں کسی کے دل کو نہیں دیکھہ سکتے پر خدا تو ہمہ دان ہی
اور سب کے خیالوں کو جانتا ہی اور اُس کا ہر شخص کی کیفیت کو جاننا ظاہری اعمال پر منحصر نہیں
پر جیسا جس کے دل کا حال ہی ویسا اُس کو سمجھتا ہی ✣ سب کے دل میں روزمرہ ہزاروں
برے اور بیجا خیال پیدا ہوتے ہیں اس لئے سب خدا کے حضور گنہگار ہیں ✣ اگرچہ ہم نے ماباپ
کو اور اُن کو جو تعظیم کے حق دار تھے کبھی نہ مارا ہو نہ کسی کو تلوار سے قتل کیا ہو نہ ظاہر میں زنا
کیا ہو نہ کسی کی چیز چپکے سے لے لی ہو نہ ظاہر میں جھوٹھہ بولے ہوں نہ کسی کی چیز کی نہایت
بڑی آرزو کبھی ہو تو بھی ان سب باتوں کے حق میں گنہگار ہیں کیونکہ ہم نے لاکھوں دفعہ
ان کے کرنے کو دل میں چاہا ہی اور جب دل میں کرنے چاہا ہی تو حقیقت میں گنہگار ہو چکے

ہیں ⁜ فعل سے گناہ کرنے کا انہیں موقع نہ ملا ہوگا لیکن جب دل میں اُس کی خواہش رکھی تو اُسے کر چکے ⁜ مثلاً جب کسی نے سُنا کہ فلانے کے گھر میں بہت سا روپیہ گڑا ہے اور چاہا کہ اُسے چُرا لوں بلکہ اِس قصد سے رات کو نکلا بھی لیکن اُس شخص کے گھر میں بڑی مضبوطی و ہوشیاری پائی یا کہ گشت والے پھر رہے تھے اور اُسے چوری کا موقع نہ ملا اور وہ چُرا نہ سکا تو بھی وہ چوری کے حق میں گنہگار ہو چکا کیونکہ اُس نے چوری کی خواہش رکھی ⁜ خدا کے نزدیک خواہش ظاہری اعمال کے برابر ہے ⁜ چنانچہ انسان بھی لوگوں کی بدخواہشوں اور ارادوں کو جب کہ اُنھیں معلوم ہوتے ہیں گناہ میں شمار کرتے ہیں ⁘ مثلاً اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ فلانہ شخص مجھے فلانے دن و فلانی جگہہ قتل کرنے کا قصد کئے تھا پر اُس سبب کہ اُس وقت میرے ساتھ اِتفاقاً چند دوست تھے قتل نہ کر سکا تو اُس وقت سے وہ آدمی اُس شخص کو اگرچہ اُس نے حملہ نہ بھی کیا پایا اپنا قاتل و خون کرنیوالا سمجھیگا اور کہیگا کہ اِس نے مارنے میں کچھ قصور تو نہ کیا تھا مار ہی چکا تھا پر خدا نے بچا لیا ⁜ پس دُنیوی حاکم بھی جو عادل ہوتے اِسی طرح کرتے ہیں اور مقدموں میں اِنسان کی بدخواہشوں اور قصدوں کو جب کہ اُنھیں معلوم ہوتے ہیں جُرم میں شمار کرتے ہیں ⁜ مثلاً جب کوئی عداوت سے کسی کو مار ڈالتا ہے پھانسی پاتا ہے کیونکہ یہہ کام اُس نے قصداً کیا ہے لیکن جب کوئی اتفاقاً کسی کے ہاتھہ سے مارا جاتا ہے تو وہ شخص جس کے ہاتھہ سے مارا گیا پھانسی نہیں پاتا کیونکہ اُس نے مارنے کا قصد نہیں کیا تھا یہہ بات اِتفاقاً ہو گئی ⁜ پس وہ یا تو چھٹ جاتا ہے یا غفلت کے واسطے تھوڑی سی سزا پاتا ہے ⁘ غرض سب اِنسان خدا کے سب حکموں کے باب میں اُس کے حضور گنہگار ہیں ⁘ سب لڑکے اور نوجوان لاکھوں دفعہ ماں باپ کی

نافرمانی کرتے اور اِس بات کو بھول جاتے پر خدا انہیں بھولتا اور اِس نافرمانی کے واسطے
انہیں گنہگار سمجھتا ہے ÷ یہہ نافرمانی خاصکر اُس عمر میں زیادہ ہوتی جب لڑکے نوجوانی
کے قریب پہنچتے ہیں تب سمجھتے ہیں کہ اب تو ہم کو بھی ہوش و شعور ہوا ہے اب ماباپ کے قید میں
رہنا کیا ضرور ÷ پھر لوگ سب حق داروں کی اُن کے حق کے موافق تعظیم نہیں کرتے اور
سب کے ساتھہ مہربانی اور مُروّت سے پیش نہیں آتے ÷ اور خون و قتل کے باب میں
گنہگار اُس وقت ہوتے ہیں جب کسی سے ناحق خفا ہوتے اور اُس سے بغض رکھتے ہیں ÷
اگر حاکم نہ ہوں اور چوکیدار روکنیوالے بھی نہ ہوں تو لوگ غصہ و عداوت سے قتل و خون بھی
کر ڈالیں ÷ جب کوئی کچھہ بُرا کام کرتا ہے تو چاہئے کہ اُس بُرے کام کے باعث اُس سے
بیزار ہوں پر اُس سے بُغض رکھنا نہ چاہئے بلکہ مناسب ہے کہ اُسے سمجھا دیں اور راہ حق پر
اُس کی ہدایت کریں ÷ زنا اُس وقت ہوتا ہے جب کوئی بُری نگاہ سے کسی عورت کو
دیکھتا ہے یہہ بات خوب ظاہر ہے اِسی واسطے کہاوت مشہور ہے کہ کسی کی بیٹی بہو کو بدنظر سے
دیکھنا نہ چاہئے ÷ چوری اُس وقت صادر ہوتی ہے جب کوئی چاہتا ہے کہ فلانے کی فلانی
چیز مجھے کسی صورت سے مل سکتی تو اچھا ہوتا ÷ لوگ جھوٹھہ اُس وقت بولتے ہیں جب
کہ کسی سچ بات کو جس کا ظاہر کرنا اُن پر فرض ہے چھپایا چاہتے ہیں یا چھپا بھی دیتے ہیں
اور جب کہ صرف آدھی بات بتلاتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے سب بتلا دی ہے اور جب کہ سچ کے
ساتھہ کچھہ اپنی طرف سے بھی بنا کر ملا دیتے ہیں اور اِسی طرح اور کئی صورت سے بھی جھوٹھہ صادر
ہوتا ہے ÷ اور لالچ اُس وقت ہوتا ہے جب کوئی اپنے حال سے ناراض ہوتا ہے اور اَوروں

کے حال کو اشتیاق سے دیکھتا اور چاہتا ہی کہ میرا حال اُن کا سا ہوتا تو اچھا ہوتا ✤ یہہ سب باتیں دل میں واقع ہوتی ہیں اور آج تک کوئی ایسا اِنسان نہیں ہوا جس کے دل میں یہہ گناہ نہ ہوئے ہوں ✤ ہم لوگ پیدایش ہی سے گنہگار ہیں اور جب سے چلنے پھرنے اور بولنے چالنے لگتے ہیں تب ہی سے گناہ ظہور میں آنے لگتا ہی ✤ ہر طرح کی تُند مزاجی اور شرارت جو لڑکے کرتے ہیں گناہ ہی اور اُس کی اصل اُن کے گنہگار دل میں پائی جاتی ہی ✤ یہہ بات اِس ملک کے لوگوں پر خوب ظاہر ہی اِسی واسطے کہتے ہیں کہ یہہ کلجگ ہی ✤ سوا اِن گناہوں کے جو ہماری ہمجنس کی نسبت دل میں واقع ہوتے ہیں اَور بھی ہیں جو ظاہر میں بھی صادر ہوتے ہیں ✤ چنانچہ جہان گالی گفتہ و کوسنے اور بدگوئی سے معمور ہی خاصکر بدگوئی کے حق میں ایسا کوئی نہیں جو اپنے تیئں بیگناہ کہہ سکے سب نے ہزاروں دفعہ اَوروں کی بدگوئی کی ہی جب کہ دو چار لوگ اکٹھے ہوتے ہیں تب اکثر یہہ کرتے ہیں اور خاصکر اُس وقت جب کُچھہ کام نہیں ہوتا ✤ پھر لوگ اکثر ظاہری کاموں سے بھی اپنی ہمجنس کی نسبت گناہ کرتے ہیں مثلاً زنا و چوری و خون اور سیکڑوں اَور باتیں کرتے ہیں جن کا بیان کرنا کُچھہ ضرور نہیں ✤ پس ہم خیال و کلام و فعل ہر طرح سے اپنی ہمجنس کی نسبت گنہگار ہیں ✤

اگر کوئی شخص راستی سے کہہ بھی سکے کہ میں نے ظاہر میں بعضے گناہ کبھی نہیں کئے مثلاً کسی کو مار نہیں نہ قتل کیا نہ چوری کی نہ ایسا اور کوئی کام کیا تو اِس باعث اپنی تعریف نہ کرے اُس کے لئے تعریف کی کچھہ جگہہ نہیں جیسا کہ اُس نے دل میں ہر ایک گناہ کیا ہی ویسی طرح ظاہر میں بھی کرتا اگر کرنے کا موقع پاتا ✤ مثلاً جب کوئی کسی سے لڑا ہی اور اُس سے بہت غصہ ہوا ہی اور اُس کی نسبت زبردست بھی تھا تو اگر اُسے حاکم کا خوف نہ ہوتا تو بیشک اُسے مار ڈالتا ✤ خدا کا

دنیا میں حاکموں کو مقرر کیا ہے اور حاکم ہی کے خوف سے لوگ خون اور چند ایسے ایسے ظاہری
گناہوں سے باز رہتے ہیں ÷ چنانچہ اکثر جب کوئی کسی سے جھگڑتا اور اُس سے بڑا آشفتہ ہوتا ہے
تو دانت کچکچاتا اور کہتا ہے کہ کیا کروں فرنگی کی عملداری ہے نہیں تو ابھی تجھے مار ڈالتا ÷ اور سچ
کہتا ہے اگر حاکم نہ ہوں تو بیشک مار ڈالے ÷ اگر دُنیا میں حاکم نہ ہوں تو سب باتیں زور و جبر کے
ہوں چنانچہ زبردست ہمیشہ کمزوروں کو ستایا کریں اور خون و ڈاکہ و اَور جرموں کے حق میں جو چاہیں
سو کریں ÷ یہی حال اُن ملکوں میں ہو جاتا ہے جہاں حاکم اِنتظام کے باب میں غافل رہتے ہیں
زبردست جو چاہتے کرتے ہیں ÷ پس اِنسان اگر موقع اور قابو پاوے تو ہر گناہ کو حد درجہ تک کرے ÷
غرض اگر کسی نے ظاہر میں خون و چوری و زنا و ایسا کوئی کام نہیں کیا تو فخر نہ کرے کیونکہ فخر کی جگہ
نہیں ÷ حاکم کے ڈر اور اکثر عزیزوں اور بیگانوں کے خوف سے بھی باز رہا ہے ÷ اِنسان کی
نسبت کہ اکثر گناہ تو خیال و کلام و فعل میں کر ہی چکا ہے رہا خون کرنا و سیندھ دینا و ایسے ایسے گناہ
اگر قابو اور موقع پاتا تو اِنھیں بھی کر چھوڑتا ÷ وہ کئی باتوں کے قید میں ہے یعنے اُس پر روک ہیں اگر
یہہ قید اور روک اُس پر نہ رہیں تو سب گناہوں کو کر چھوڑے ÷ یہہ روک اور قید اُن زنجیروں
کی طرح ہیں جن سے سخت دیوانے بندھے رہتے ہیں کہ کسی کو نقصان نہ پُہنچاویں ÷ جب لوگ کسی
دیوانے کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پڑی دیکھتے ہیں تو اُس کے حق میں یہہ نہیں کہتے کہ ہے تو یہہ شخص دیوانہ
پر بڑا سیدھا اور سمجھدار ہے اور کسی کا کچھ نقصان نہیں کرتا ÷ اور ایسا کیوں نہیں کہتے اِسی باعث
کہ دیکھتے ہیں کہ ہتھکڑیاں پڑی ہیں اور کچھ نقصان کر نہیں سکتا اگر چھُٹ پاوے تو اُسی دم
نقصان کرنے لگے ÷ چنانچہ اِسی طرح وے لوگ جو اپنے تئیں نیک اور اچھا سمجھتے ہیں اور اَوروں

کی نظر میں بھی نیک ہیں اگر قابو اور موقع پاویں اور اُن پر روک ٹوک نہ ہو تو کوئی گناہ بن کئے نہ چھوڑیں ✦

ابھی اُس محبت کا ذکر کرتے ہیں جو ہم پر انسان کی نسبت واجب ہے ✦ سچ پوچھو تو دنیا میں کچھ حقیقی محبت نہیں ہے جہاں دیکھو تہاں خود غرضی پائی جاتی ہے ✦ اسی خود غرضی کے باعث کوئی کسی کو دیکھ نہیں سکتا پر آدمی آدمی کو کھائے جاتا ہے ✦ لوگوں کا دستور ہے کہ جہاں تک اپنا کام نکلے وہیں تک ایک ظاہری دوستی رکھتے ہیں اُس سے آگے نہیں اسی لئے مثل مشہور ہے کہ دُنیا اپنے مطلب کی ✦ جورو خصم تو البتہ سب باتوں میں ایک ہی ہوتے ہیں سو اُن کی محبت کے باب میں تو کچھ کہتے نہیں پر اور نہایت ہی عزیز یگانوں میں بھی حقیقی و دائمی محبت پائی نہیں جاتی ✦ جب تک لڑکے چھوٹے اور لاچار رہتے ہیں تب تک تو البتہ ماباپ اور لڑکوں کے درمیان پیار رہتا ہے لیکن جب لڑکے بالغ و سیانے ہوتے اور اپنا کما کے کھانے لگتے ہیں تب یہہ پیار دونوں کی طرف سے بہت ہی کم ہو جاتا پر خاصکر لڑکوں کی طرف سے ✦ لڑکیاں تو بعد شادی کے اپنے خاوندوں کی رضامندی کے لئے کوشش کرتیں اور اپنا ہی نفع چاہتی رہتیں اور اکثر اپنے خصموں سے ماباپ کی بدگوئی کرتی ہیں ✦ لڑکے بھی بعد شادی کے جب آپ کماتے کھاتے ہیں بالکل جوروؤں ہی کے کہنے میں رہتے ہیں اور اُن سے ملکر اپنے ماباپ کی بدگوئی کرتے ہیں اور کبھی کبھی جوروؤں کے کہنے سے اُنھیں جب کہ بہت ضعیف ہو جاتے مارتے بھی ہیں ✦ بھائی بہن بھی ایک دوسرے کو ترک کر دیتے ہیں ✦ جب کہ نہایت ہی عزیز یگانوں کا یہہ حال ہے تو اوروں کا کیا ذکر کریں ✦ وہ خود غرضی جو تمام جہان میں دکھائی دیتی ہے عزیز یگانوں کے درمیان بھی پائی جاتی ہے وے بھی وہیں تک محبت اور دوستی رکھتے ہیں

جہاں تک اُن کا کام نکلتا ہے ✦ جب یگانوں کی خودغرضی کا ذکر آپڑتا ہے تب لوگ یہہ مثل کہا
کرتے ہیں کہ کوئی کسی کا نہیں ہوتا ✦ یہہ سچ ہے اور بعضی دفعہ یہہ بےمحبتی ایسی ظہور میں آتی اور
خودغرضی ایسی غالب ہوتی ہے کہ عزیز و یگانے بھی آپس میں جانی دشمن ہو جاتے اور ایک دوسرے کو قتل
بھی کرتے ہیں ✦ چنانچہ تجارت و تھیکاری اور خاصکر زمینداری میں باپ لڑکے کا جانی دشمن ہو
جاتا ہے اور لڑکا باپ کا اور بھائی بھائی کا ✦ کبھی کبھی باپ لڑکے کو یا تو خود مار ڈالتا یا اوروں
سے مروا ڈالتا ہے اور کبھی کبھی لڑکا کسی نہ کسی طرح سے باپ کی جان لے لیتا ہے اور بھائی بھائی
تو اکثر آپس میں ایک دوسرے کو مار ڈالتے ہیں ✦ یہہ بات خوب ظاہر ہے اور شاید پڑھنیوالے
کو بھی کوئی ایسے ماجرے یاد ہونگے ✦

غرض دُنیا میں حقیقی محبت نہیں یہہ بات سب پر روشن ہے پس اِس کا اور بیان کرنا کیا ضرور
خدا نے ہمیں دو بڑے حکم دئے تھے پہلا تو یہہ تھا کہ ہم اپنے تمام دل سے خدا سے محبت رکھیں اور اُس
کی عبادت کریں ✦ اور دوسرا یہہ کہ سب انسانوں کو اپنی طرح پیار کریں ✦ چنانچہ ہم نے دونوں
کو عدول کیا ہے نہ خدا کو پیار کیا ہے نہ انسان کو اور اِس طرح حق تعالیٰ کے حضور بعض گنہگار
ہو گئے ہیں ✦

گیارھواں باب

انسان کے گنہگار ہونے کا بیان چلا جاتا ہے

سب انسان خدا کی محبت اور عبادت ترک کر کے اپنے ہی دل کی خواہشوں پر چلتے ہیں مانند

اُس لڑکے کے جو اپنے باپ کی مرضی جانتا ہے تو بھی ہمیشہ اُس کے برخلاف کرتا ہے + انسان
کی عقل اور دل ایسی شے ہیں کہ کبھی سُست نہیں رہ سکتیں پر ہمیشہ کسی نہ کسی بات میں مشغول
رہتی ہیں + واجب کو چھوڑ دیا ہے تو غیر واجب پر چلتی ہیں + ہم لوگ پتھر و لکڑی کی مانند
نہیں جو ایک جگہ پڑے رہتے ہیں اور آپ سے ہل نہیں سکتے لیکن ہم عقل و خواہشیں رکھتے اور
سعادت و نیکبختی کے تلاش کرنے اور اُس سے خوشی حاصل کرنے کے قابل پیدا کئے گئے ہیں +
سعادت و نیکبختی ہم اپنی ذات میں نہیں رکھتے پر اُس کی اصل ہم سے باہر ہے اور اُسی اصل سے وہ
حاصل ہو سکتی ہے + چنانچہ جیسا کہ آفتاب اِس دُنیا کے حق میں روشنی کی اصل ہے اُسی طرح خدا
سب ذی عقل مخلوقوں کے لئے سعادت اور نیکبختی کی اصل ہے + لیکن اب انسان کی عقل تاریک
ہو گئی ہے اور اُس کا دل بگڑ گیا ہے اور وہ اُس سعادت کو جو صرف خالق ہی سے حاصل ہو سکتی
ہے اَور باتوں میں تلاش کرتا ہے + اُسے تو اپنے خالق ہی کی محبت و عبادت میں نیکبختی پا سکتا ہے
پر اُسے چھوڑ کے اپنے دل کی تاریکی میں اِس دُنیا کی چیزوں میں سعادت ڈھونڈھتا ہے لیکن اِس
طرح تو نہ اب تک اپنے مقصد کو پہنچا ہے نہ کبھی پہنچیگا +

غرض تین خاص باتیں ہیں جن کے وسیلے لوگ سعادت اور نیکبختی کی تلاش بہت کرتے ہیں
یعنے دُنیوی مرتبہ و دولت اور نفسانی مزے اِس تیسری بات میں عیش و عشرت بھی شمار ہے +
کوئی تو اِن تینوں میں مشغول رہتے ہیں اور کوئی صرف ایک یا دو میں سوا اُن کے جن کے دل
خدا کے فضل سے دُنیا سے اُٹھ گئے ہیں کوئی اِن سے آزاد نہیں ہیں پر سب اِن میں پھنسے ہیں +
لیکن اِن میں سے کسی سے سچی سعادت حاصل نہیں ہو سکتی + سب دل و جان سے اِن

کی پیروی تو کرتے ہیں بعضوں کو ملتی ہیں اور بعضوں کو نہیں ÷ اُن لوگوں کی مرادوں کو
جو انھیں پاتے بھی ہیں ذرہ بھی آسودگی حاصل نہیں ہوتی وے اَور بھی مانگتے رہتے ہیں اور آخر
کار اسی حرص میں مر جاتے ہیں ÷ پہلے دُنیوی مرتبہ کے باب میں کچھ ذکر کرینگے ÷

چنانچہ انسان بذات ہی مغرور ہے اور ایسا مغرور کہ دُنیا میں سب سے بلند جگہہ چاہتا ہے
لوگ مرتبہ اور عزت کے بھوکھے رہتے بڑے بڑے عہدوں کی خواہش رکھتے اور چاہتے ہیں کہ اَور
لوگ ہمیں بڑا آدمی کہیں اور بڑے بڑے خطاب دیں ÷ جب یہہ مقصد پورا ہوتا تو پھول
جانے اور بڑے خوش ہوتے پر یہہ خوشی صرف تھوڑی ہی دیر کی ہے اور اُس میں کچھ حقیقی سعادت
پائی نہیں جاتی ÷ اُن لوگوں کو جو مرتبہ اور عزت کے بھوکھے ہیں جب تک دو چار یا دس
بیس کے اوپر مقرر نہ ہولیں کچھ آرام و چین نہیں ملتا ایسے لوگوں کو جب کہ کچھ بھی کام مل
جاتا تو بڑے خوش ہوتے ÷ مثلاً جب کوئی پولس میں سرکار کا نوکر ہو کر کسی گانوں میں مقرر
ہو جاتا ہے تو کیسا مغرور ہوتا ہے دیہات کے لوگ اُسے سلام کرتے اور راہ میں اُس کے باعث ذرہ
ایک بغل ہو جاتے اور اُسے صاحب اور غریب پرور کہتے ہیں اِس سے وہ خوب پھول جاتا اور
سمجھتا ہے کہ اب میں بھی کچھ ہوں ÷ مثلاً برقندازوں کو دیکھے جن کا سرکاری نوکروں
کے درمیان نہایت چھوٹا درجہ ہے ÷ یہہ لوگ اکثر گانوں میں خبرداری کے واسطے مقرر ہوا
کرتے ہیں اُن کا درجہ اَوروں کی نسبت جو اُن کے ادنےٰ ہیں کچھ بھی نہیں اور طلب بھی جس سے
اکثر عہدہ بڑا چھوٹا معلوم ہوتا ہے کچھ نہیں تو بھی یہہ لوگ کیسے مغرور ہوا کرتے ہیں اور چوکیوں و
مرحلوں میں بیٹھے ہوئے اِس طرح حکم نکالتے ہیں گویا یہی تمام صوبے کے مالک ہیں ÷ ذرہ خبرداری

وہ طامع کے واسطے وہاں مقرر ہوتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہمیں دیگر نسبت جو ہیں سو ہم ہی ہیں اور بڑا
حکم اور اختیار دکھاتے ہیں وے رعایتیوں پر جبر ظلم کرتے اور انھیں اپنے نوکروں کی طرح رکھا
چاہتے ہیں + گنوار بیچارے اُن کی عزت کرتے پر اُن کے واسطے کچھ حقیقی عزت نہیں ہے بلکہ اپنے
جبر و ظلم سے وے اپنے لئے غضب جمع کرتے ہیں + چنانچہ اِس طرح کے لوگ وے بھی ہوتے جو تھانوں
پر رہتے ہیں اور وے بھی جو کچہریوں اور صاحبان عدالت کی اردلی میں رہتے ہیں یہہ سب ایک
ہی سانچے کے ہیں اور لغو کے حق میں بھیڑیوں کی مانند درندے ہوتے ہیں اور مغرور ایسے ہوتے
گویا یہی حاکم ہیں +

پھر زمینداروں کے حال کو دیکھو وے سرکاری نوکر نہیں ہوتے تو کیا ہوا یہاں دُنیوی
مرتبہ کا ذکر ہوتا ہی چنانچہ رعایا کی نسبت یہہ لوگ بھی کچھہ دُنیوی مرتبہ رکھتے اور اُن سے بھی وے
گناہ صادر ہوتے جو اور مرتبہ والوں سے ہوتے ہیں اور اِن کی بھی روحیں اِس درجہ سے
آسودہ نہیں ہوتیں پر آور چاہتی رہتی ہیں + اگر زمینداری خاندان میں چلی آئی ہو تو اُس کے
ساتھہ اُس کی شرارتیں بھی چلی آتی ہیں اور اگر حال میں ہوئی ہو تو شرارتیں بھی جلد آجاتی ہیں +
بڑے بڑے زمیندار بھی مغرور ہوتے اور رعایا کو بہت ناچیز سمجھتے اور اکثر اُن پہ جبر و ظلم بھی کرتے
ہیں + ظاہر میں تو رعایا کے نزدیک بڑے اور خوشحال معلوم ہوتے ہیں پر اِس مرتبہ سے اُن
کی روح آسودہ نہیں ہوتی اور انھیں سچی سعادت اور نیکبختی حاصل نہیں ہو سکتی +

چنانچہ تھانہ داروں اور کوتوالوں کے حال کو بھی ذرہ دیکھو یہہ لوگ بڑے بڑے شہروں
اور پرگنوں کے نگہبان ہوتے ہیں اور ہزارہا لوگ اُن کی نگہبانی میں رہتے ہیں + اگر اُن سے پوچھے

تو تم لوگ اِس مرتبہ سے آسودہ ہوئے ہو تو صاف کہہ دیجئے کہ نہیں۔ اِس سے بھی عالی درجہ ہو تو بہتر ہو ٭ اِس مرتبہ سے اِنھیں بھی کچھ سچی سعادت حاصل نہیں ہوتی پر سعادت کے عوض اپنے جبر و ظلم و بے انصافیوں سے اپنے لئے غضب جمع کر رہے ہیں وے بہت مجرموں کو چھوڑ دیتے اور قصداً بے قصوروں پر اذیت پہنچاتے ہیں رشوت کے واسطے خونیوں کو بھی چھوڑ دیتے اور جان بوجھکر بے گناہوں کو پھانسی دلوا دیتے ہیں تو ایسے لوگوں کے واسطے سوا غضب اور آتشِ جہنم کے اور کیا ہے ٭

پھر بعضے لوگ کئی صوبوں کے مالک ہوتے اور بڑا اختیار رکھتے اور راجہ و نواب کہلاتے ہیں ٭ لاکھوں انسان اُن کی تحت میں رہتے اور اُن کے آگے جھکتے ہیں اُن کے رہنے کے واسطے بڑے بڑے محل ہوتے اور وے بڑی شان و شوکت میں رہتے ہیں اور اُن کی سلامی کے واسطے توپیں دغا کرتی ہیں ٭ پس اِس مرتبہ سے بھی تو یہہ لوگ آسودہ نہیں ہوتے پر جہاں کہ اِنھیں ممکن سمجھ پڑتا ہے بادشاہی درجہ و خطاب کی آرزو رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اگر بادشاہی درجہ تک پہنچیں تو آسودہ ہوں چنانچہ مرتبہ سے اِنھیں بھی حقیقی سعادت حاصل نہیں ہوتی ٭

پھر اِن کے بعد بڑے بڑے ملکوں کے بادشاہ بھی ہیں وے اِن سے بڑا مرتبہ رکھتے اور زیادہ شان و شوکت میں رہتے ہیں اور لوگ اُنھیں ہر طرح کا خطاب دیتے ہیں بلکہ اِن خطابوں میں سے بعضوں کو کفر میں شمار کیا چاہئے مثلاً لوگ اُنھیں جہان پناہ کہتے ہیں مگر سوا خدا کے جہان کو پناہ کون دے سکتا ہے ٭ اِسی طرح ایک شخص نے ایک تصنیف میں ایک انگریزی نواب یعنے گورنر کی تعریف میں لکھا ہے کہ اگرچہ مٹی پر نگاہ کریں تو آفتاب ہو جائے یہہ محض کفر ہے ایسے ایسے سیکڑوں کلمے امیروں اور بادشاہوں کے لئے مستعمل ہوتے ہیں ٭ تمام ملکوں کے

باشندے بادشاہوں کی فرمان برداری کے واسطے تیار رہتے ہیں اور لاکھوں اُن کے حضور جھکتے ہیں
ہزاروں ہاتھی اور لاکھوں گھوڑے بھی اُن کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں جب حکم دیتے تو ہزاروں
توپوں کی گرج سے زمین لرزجاتی ہی اور ایسی شان وشوکت میں رہتے کہ انسانوں سے کچھ بڑھ کے
معلوم ہوتے ہیں + اگرچہ یہہ سب شان وشوکت وعالی درجہ ومرتبہ ہی تو بھی کیا اُن کی روح
آسودہ ہوتی ہی + نہیں آسودہ نہیں ہوتی + اِس پر بھی وے اَور کے بھوکھے رہتے ہیں
اور اَور بادشاہوں کے مُلکوں کے لینے کی خواہش رکھتے ہیں + قدیم زمانہ میں کہیں کہیں دستور
تھا کہ جب کوئی بادشاہ کسی اَور بادشاہ کو زیر کرکے گرفتار کرتا تھا تو اپنے پانوں اُس کی گردن
پر رکھکر گھوڑے یا گاڑی پہ سوار ہوتا تھا تاکہ بادشاہ مغلوب خوب پست ہو اور غالب اِس
میں اپنی بڑی عزت سمجھتا تھا + تواریخ میں مذکور ہی کہ بہت سلاطین نے اپنے مُلک پر قناعت
نہ کرکے حرص کے مارے اَور ولایتوں کو فتح کیا ہی اور اَور بادشاہوں کو قید کرکے اُن کا مُلک
ومال اپنے تصرف میں لائے ہیں اور شاہنشاہ یعنے بادشاہوں کے بادشاہ کہلائے ہیں پر
اِس پر بھی آسودہ نہیں ہوئے لیکن اَور حاصل کرنے کی خواہش رکھتے رہے ہیں + حقیقت
میں اِنسان کی حرص کو حد نہیں اگر اُس سے ہو سکے تو فوج لیکر آسمان پر بھی حملہ کرے +
جب اِنسان بہت بڑھ جاتا ہی تو اُس کے ہوش ٹھکانے نہیں رہتے + جب کوئی بڑی بلندی
پر چڑھتا ہی تو اُس کا سر گھومنے لگتا ہی اِسی طرح جب کوئی نہایت عالی درجہ کو پہنچتا ہی تب
اُس کا سر گویا گھومنے سا لگتا ہی اُس کا ہوش ٹھیک نہیں رہتا اور وہ یاد نہیں رکھتا کہ
میں صرف اَوروں کے درمیان سے بڑھایا گیا ہوں اور کہ اب بھی لوگ اِنسانوں کی طرح لاچار

دیکھیں کہ جس اور کہ ایک قادر مطلق ہے جس کی مخلوق کو عبادت اور اطاعت کرنی ہے ۔ کسی
میں ہیرودیس نامی ایک مغرور بادشاہ تھا ۔ وہ ایک دفعہ کسی جگہ کے لوگوں سے بہت ناراض
ہوا وے اُس کے ایک عالی درجہ کے نوکر کو درمیانی بنا کر اُس سے معافی مانگنے آئے ۔ ہیرودیس
اُس وقت نہایت بھڑکیلی پوشاک پہنکر تخت پر بیٹھا اور اُن لوگوں سے کچھ بولا ۔ اُس کی
گفتگو سُنکر لوگ مارے خوشامد کے ایک ساتھ چلا اُٹھے کہ یہہ تو خدا کی آواز ہے انسان کی نہیں ۔
اُنھیں ایسا کہنا نہ چاہئیے تھا ہیرودیس بھی یہہ بات سُنکر خوش ہوا اور اُنھیں منع نہ کیا اور اِس گناہ
کے باب میں اُنھیں نصیحت نہ کی اور ایسی تعظیم سے انکار کر کے خدا کی حمد و ثنا نہ کی اِس باعث
خدا اُس سے بہت بیزار ہوا اور اُس کی سزا کے واسطے ایک فرشتے کو بھیجا فرشتے نے اُسے ایسے
ایک عارضہ سے مارا کہ اُس کا تمام بدن جیتے جی سڑ گیا اور اُس میں کیڑے پڑ گئے ۔ جب کہ کسی
کا ذرا ہی سا زخم سڑ جاتا ہے اور اُس سے بدبو آتی ہے اور اُس میں کیڑے بلبلاتے پھرتے نظر آتے ہیں
تو اُس میں کیسی تکلیف ہوتی اور کیسی کراہیت معلوم ہوتی ہے تو ہیرودیس کا جس کا تمام جسم سڑ گیا
اور کیڑوں سے بھر گیا تھا اور بھی کیسا بُرا حال ہوا ہو گا ۔ غرض اِسی عارضہ سے وہ مر گیا ۔
ہیرودیس کے احوال سے حاکموں کو چاہئیے کہ نصیحت حاصل کریں اور لوگوں کو کفر سے باز رکھیں ۔
اِس مُلک میں چاپلوسی و خوشامد کا بڑا دستور ہے اور لوگ حاکموں کی رضامندی اور نیک مرضی
حاصل کرنے کو اُنھیں ہر طرح کے کفر آمیز خطاب دیتے ہیں ۔ صاف صاف خدا تو نہیں کہتے پر اُن
کے واسطے ایسے کلمے مستعمل کرتے ہیں جو خاص حق تعالیٰ ہی کے لئے واجب ہیں ۔ جناب باری
اُن گناہوں کو یاد رکھتا ہے اور ایک دن چلا آتا ہے کہ اُن کے لئے سزا دیگا ۔ اگر کسی شخص

ہے جو نوکر چاکر رکھتا ہو لڑکے اپنے باپ کی محبت و تعظیم اور فرماں برداری کو ترک کریں اور
خود باپ ہی کے سامھنے کسی نوکر کو باپ کہنے اور اُس کی تعظیم کرنے لگیں اور اُس سے کہیں کہ
تمھیں ہمیں کھانا کپڑا دیتے ہو اور تمھیں سے ہمارا بھلا ہوتا ہی تو کیا باپ اُن لڑکوں سے بیزار
نہ ہوگا اور اُنھیں ایسی حرکت سے منع نہ کریگا البتہ بیزار ہوگا اور منع کریگا بلکہ سمجھیگا کہ لڑکے دیوانے
ہوگئے ہیں اور اگر وہ نوکر اُن کی حرکت سے خوش ہو اور اُنھیں باز رکھنے کی کوشش نہ کرے
تو اُس سے بھی غصّہ ہو اور اُس کی بھی سزا کرے ÷ اِسی طرح خدا اُن لوگوں سے بیزار ہوتا
ہی جو اُس تعظیم کو جو اُسی کا حق ہی اِنسان کو دیتے ہیں ÷ بادشاہوں اور امیروں کے دربار وں
میں بڑی ہی چاپلوسی ہوا کرتی ہی اور یہہ بڑے لوگ اگر اُن کی خوشامد نہ ہو جیسی ہمیشہ ہوتی رہتی ہی
ناراض بھی ہوں لیکن اگر یہہ بات موقوف ہو جائے تو خوشامد کے کرنیوالوں اور سُننیوالوں دونوں
کے حق میں اچھا ہو کیونکہ اُس سے دونوں پر گناہ لدتا ہی ÷ ذکر ہی کہ کسی زمانے میں اِنگلستان
کے تخت پر کوئی نیک بادشاہ تھا اُس کے خادموں اور درباریوں کو خوشامد کی بُری عادت
تھی اور وے بادشاہ کے لئے ایسے کلمے مستعمل کرتے تھے جو خدا ہی کے واسطے واجب ہیں ÷ اُن لوگوں
کو جو سمندر سے دور رہتے ہیں معلوم کیا چاہئے کہ سمندر کے کناروں پر جوار بھاٹھا ہوا کرتا ہی
جوار کے وقت پانی کئی گھنٹے کے عرصے میں رفتہ رفتہ معمولی حد سے آگے کو بڑھ آتا ہی اور بھاٹے کے
وقت اسی طرح رفتہ رفتہ کئی گھنٹے کے عرصے میں ہٹکر اپنی معمولی حد کے اندر پہنچ جاتا ہی ÷ یہہ
روزمرہ چوبیس گھنٹے کے درمیان دو دفعہ واقع ہوتا ہی ÷ غرض اِس بادشاہ کے درباریوں نے اُس
سے کہا کہ حضور میں ایسی قدرت ہی کہ اگر جوار کے وقت پانی کو رُک جانے کو فرماویں تو فوراً ٹھہر جائے

اور آگے کو نہ بڑھے ÷ بادشاہ کے ہوش ٹھکانے تھے جیسا کہ عالی مرتبہ سے لوگ کچھ دیوانے سے ہوجاتے ہیں وہ نہ ہوا تھا چنانچہ اُس نے اُن کی بات کو یقین نہ کیا اور یہہ بھی نہ چاہا کہ بار بار ایسا کفر بکا کریں ÷ پس اُنھیں ایسی بیہودہ خوشامد اور دروغ گوئی کے لئے شرمندہ کرنے کو اُس نے حکم کیا کہ ایک کُرسی سمندر کے کنارے پر جو قریب ہی تھا رکھی جائے اور آپ معہ درباریوں کے وہاں گیا اور اُس پر بیٹھا چونکہ یہہ جوار کا وقت تھا پانی رفتہ رفتہ آگے کو بڑھنے لگا بادشاہ نے با آوازِ بلند بڑے اختیار سے پانی کو کہا میں تجھے حکم کرتا ہوں کہ آگے کو مت بڑھ وہ اِس بادشاہی کُرسی کے قریب نہ آ اور میرے پیر مت بھگا ÷ پانی کب مانتا تھا وہ آگے کو بڑھا چلا آیا اور اُس کے پیروں کو بھگا دیا ÷ تب بادشاہ درباریوں کی طرف متوجہ ہوا اور اُن سے بولا تم لوگ بڑے چاپلوس اور جھوٹھے ہو وے لوگ نہایت شرمندہ ہوئے اور آئندہ کو اُس کی خوشامد نہ کی ÷ اِسی طرح اگر دُنیا کے تمام حاکم اور امیر خوشامد نہ سُنا کریں تو اتنی نہ ہوا کرے ÷ خاصکر بندوستانیوں کو خوشامد کا سُننا بہت پسند آتا ہی اگرچہ جانتے ہیں کہ جو باتیں خوشامد میں کہی جاتی ہیں اُن کی ایک چوتھائی بھی سچ نہیں تو بھی اُنھیں سُنکر پھول جاتے ہیں گویا سب سچ ہیں ÷ جس کی کچھ بھی حشمت ہوتی ہی لوگ اُسے سلیمان کی مثل بتلاتے ہیں جو امیر کچھ بھی جوانمرد ہوتا اُسے سکندر ذوالقرنین کی مانند ٹھہراتے ہیں اور عدل کے باب میں حاکموں کو نوشیروان کی مثل بتلاتے ہیں اِن خوشامدوں میں سراسر جھوٹھ پایا جاتا ہی ÷ جب کوئی کسی راجہ یا نواب کو عرضی لکھتا ہی تو ایک صفحہ خطابوں ہی سے بھر دیتا ہی اور خطاب بھی بڑے بڑے دئے جاتے ہیں چنانچہ وہ شخص نہایت عادل و نہایت دانا و نہایت مہربان اور خلق اللہ کا بھلا کرنیوالا کہلاتا ہی قدیم زمانے کے بہت سے مشہور لوگ

مذکور ہوتے اور وہ راجہ یا نواب اُن سب کی مانند شمار کیا جاتا ہی جانتا ہی کہ یہہ سب جھوٹھہ ہی تو
بھی اس خوشامد سے بہت خوش ہوتا ہی ✤ ہندوستانیوں کی یہہ آرزو ناموری کی اِس
بات سے بہت ظاہر ہی کہ جب کہیں جاتے آتے تو بڑی دھوم دھام سے نکلتے ہیں راجاؤں
اور نوابوں کے ساتھہ جب کہ کہیں تھوڑی دور بھی جاتے ہیں سیکڑوں آدمی اور ہاتھی گھوڑے نکلتے
اور آگے آگے نقارہ بجایا جاتا ہی تا کہ لوگوں کو معلوم ہو کہ فلانے راجہ یا نواب آتے ہیں پر سوا اِن کے
اور لوگ بھی جن کی اِن کے نسبت کچھہ حقیقت نہیں ذرہ سے مرتبہ یا دولت کے باعث جب کہیں
نکلتے ہیں گھوڑے یا پالکی کے آگے پیچھے دو چار آدمی دوڑاتے ہیں یہہ ایک نہایت بیہودہ دستور ہی
خاصکر جب خیال کرتے ہیں کہ انگریز کیسے ہی عالی درجہ کے کیوں نہ ہوں سوا ایک سائیس کے اپنے
ساتھہ اور کسی کو نہیں لیجاتے ✤

غرض دُنیوی مرتبہ کے وسیلے بہت لوگ سعادت کی تلاش کرتے ہیں پر سعادت اُس میں
پائی نہیں جاتی ✤ قدیم زمانوں سے ہندوستان میں بہت راجہ اور بادشاہ ہو گئے ہیں
اور بڑا مرتبہ اور حشمت رکھگئے ہیں پر اُن کی روحیں کبھی آسودہ نہیں ہوئیں اونہیں سچی سعادت
حاصل نہیں ہوئی ✤ جب ہندوؤں کی عملداری تھی راجاؤں کے پاس بڑا ملک تھا ہزاروں
ہاتھی گھوڑے اور لاکھوں سپاہ اُن کی فوج میں تھی کروڑہا رعایا کی جان و مال کے وہی مالک
تھے دولت بھی بڑی رکھتے اور نہایت شان و شوکت میں رہتے تھے چنانچہ قنوج و گوالیر
و اجمیر و لاہور و دہلی و گجرات و میواڑ اور بہت سی اور جگہوں کے راجاؤں کا یہی حال تھا
تو بھی وے آسودہ نہ ہوئے اور اُنھیں حقیقی نیکبختی حاصل نہ ہوئی ✤

پھر بعد اِن کے بادشاہ ہوئے وے اِن سے بھی زیادہ مرتبہ اور حشمت رکھنے تھے *
ان کا ملک کہیں بڑا تھا فوج و دولت و رعایا بھی بہت زیادہ تھی * بڑے بڑے راجہ و نواب
اِن کے حضور خدمتگاروں کی طرح کھڑے رہتے تھے * یہہ بادشاہ بڑی شان و شوکت اور حشمت میں
رہتے تھے دیکھنیوالوں کو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا یہہ اِنسان نہیں ہیں بلکہ اِنسانوں سے کچھہ زیادہ
ہیں حقیقت میں اِن لوگوں کا دُنیوی مرتبہ و درجہ نہایت ہی بڑا تھا * اِن بادشاہوں میں
سے بعضوں کے نام یہہ تھے یعنے محمود غزنوی شیر شاہ اکبر شاہ جہانگیر شاہ اور اورنگ زیب
اور شاہ عالم * باوجودیکہ یہہ لوگ ایسے مرتبہ اور حشمت کے رکھنیوالے تھے تو بھی اِن کو سچی سعادت
حاصل نہ ہوئی بلکہ اِن میں سے ایک یعنے اورنگ زیب اِس بات کو لکھکر بھی ثابت کر گیا ہے *
اُن فرمانوں میں سے جو اُس نے اپنے پوتے کو لکھے تھے دو کو یہاں درج کرتے ہیں یعنے سلام تم پر
اور اُن پر جو تمھارے پاس ہیں بڑھاپا آپہنچا اعضا ضعیف ہوئے قوّت جسم سے جاتی رہی یگانہ
آیا بیگانہ چلا میں نہیں جانتا کہ کیا ہوں جو دم بے یادِ آلہی گے گیا افسوس اُس کا باقی رہا ملک
داری اور رعیت پروری کچھہ بھی مجھہ سے نہ ہوئی عمر عزیز رائگان گئی خدا خانۂ دل میں موجود ہے
پر روشنائی اُس کی بے بصیرتی سے معلوم نہ ہوئی زندگی چند روزہ ہے اور دم رفتہ سے کوئی
نشان ظاہر نہیں اور استقبال کے حق میں بھی کچھہ اُمید نہیں تپ جاتی رہی استخوان و پوست
باقی ہے میں اِس جہان میں کچھہ ساتھہ نہ لایا پر ثمرہ گناہوں کا لئے جاتا ہوں نہیں معلوم کس عذاب
میں مبتلا ہونگا ہرچند کہ خدا کے رحم و کرم پر اُمید قوی ہے لیکن بنظر اعمال و افعال کے فکر نہیں چھوڑتی
ہرچہ باد و باد ما کشتی در آب انداختیم *

پھر دوسرے رقعہ میں لکھا ہے کہ فرزند جگر بند میرے بالفعل سب سے بیگانہ جاتا ہوں
عذاب و گناہ جو کچھ کئے ثمرہ اُن کا ساتھ لئے جاتا ہوں عجیب قدرت ہے کہ آیا تھا اور چلا ساتھ
ایک قافلہ کے وہ تپ جو بارہ دن سے رفیق تھی چلی گئی جدھر آنکھ اُٹھاتا ہوں خدا ہی نظر آتا ہے
وہ دم کہ جو مجھ میں تھا چل بسا اب جگہہ اُمید کی نہیں ہے میں نے از حد گناہ کئے اور قدم نافرمانی
کی راہ میں رکھے نہیں معلوم انجام کیا ہوگا اور کس عذاب میں مبتلا ہونگا +

غرض اِن خطوں سے صاف صاف ظاہر ہے کہ شاہ اورنگزیب کو ہر چند کہ ایسا بڑا
مرتبہ رکھتا اور اپنی حشمت میں رہتا تھا سچی سعادت حاصل نہ ہوئی تھی اِسی طرح اوروں کو بھی
نہیں ہوئی + اگر دُنیوی مرتبہ اور حشمت سے نیکبختی مل سکتی تو ان بادشاہوں کو ملتی چونکہ نہیں
ملی ظاہر ہے کہ مرتبہ و حشمت سے سعادت کا حاصل ہونا ناممکن ہے + اگر وے لوگ جو اس وسیلے سے نیکبختی
کی تلاش کرتے ہیں اس بات کی پیروی نہ کریں پر اس کے عوض خدا پر دل لگاویں تو انھیں البتہ
سعادت حاصل ہو اور مرتے وقت ایسی بیقراری نہ ہو جیسی شاہ اورنگزیب کو ہوئی تھی +

نبوخودنصر نامے ایک بادشاہ کا ذکر ہے کہ وہ بھی بڑی شان و شوکت اور حشمت کو پہنچا تھا
اُس کی ایسی بڑی سلطنت تھی کہ ویسی دُنیا میں بہت کم ہوئی ہیں اُس کا دار السلطنت شہر بابل
بھی بڑا عالی شان تھا اس میں اُس کے بڑے بڑے محل تھے اور اِن محلوں میں ٹنگے ہوئے ایسے
باغچے تھے جو زمین سے اوپر ہوا میں لٹکتے تھے اُن کے بنانے میں بڑی محنت اور دولت خرچ ہوئی تھی
اِن باغچوں میں وہ نہایت خوشی سے سیر کیا کرتا تھا + سیر تو زمین پر کے باغوں میں بھی کر سکتا تھا
پر اُس نے سمجھا کہ یہہ تو سب کے پاس ہوتا ہے اِس قسم کی ایسی کوئی چیز نکالا چاہئے جو نئی ہو

جس سے بیرمی شہرت ہوا ور عالی درجہ اور بھی ظاہر ہو ✤ غرض وہ بڑے مرتبہ کو پہنچا تھا
جس کی سلطنت بہت بڑی تھی اور اُس میں بہت بڑے بڑے صوبے تھے ✤ لیکن اگرچہ اتنا
اُونچا مرتبہ اور اِتنی حشمت رکھتا تھا تو بھی اُسے سعادت حاصل نہ ہوئی پر برعکس اِس کے اُس
پر عذاب آیا کیونکہ اِس مرتبہ اور حشمت کے باعث وہ خدا کو بھول گیا ✤ ایک روز جب
باغچہ میں سیر کر رہا تھا اُسے دیکھکر اور اپنے محل اور عالی شان شہر پر نگاہ کر کے اُس کا دل آگے
کی نسبت اور بھی بھول گیا اور وہ خود بخود بول اُٹھا کیا یہہ وہ بڑی بابل نہیں جسے میں نے اپنی
دارالسلطنت کے لئے اور اپنے جلال کی حرمت کی خاطر اپنی قوّت کے زور سے بنائی ✤ یہہ
بادشاہ خدا کو بھول گیا اور سمجھا کہ میں نے خود اپنے تئیں اور اِس شہر کو اِس شان و حشمت تک
پہنچایا ہے ✤ حق تعالیٰ اُس کی اِس بات سے نہایت بیزار ہوا اور اُس کی سزا اور
نصیحت کے لئے اُسے دیوانہ کر دیا چنانچہ وہ اپنے لوگوں کے درمیان سے نکالا اور جنگل کو بھگایا
گیا اور وہاں حیوان کی طرح رہنے لگا دن کو دھوپ اور رات کو شبنم سے اُسے تکلیف ہونے
لگی اور جب بارش ہوتی سو درختوں اور حیوانوں کی بھاٹھیوں کے اُس کے لئے اور کوئی
پناہ نہ تھی اور زندگی کے واسطے بیل کی طرح گھاس کھایا کرتا تھا ✤ غرض سات برس اُس
کی یہی نوبت رہی اُس کے بال اُس پر بڑے بڑے ہو گئے اور اُس کے ناخون بھی بڑھکر
حیوانوں کے پنجوں کی طرح ہو گئے ✤ غور کیا چاہئے کہ اُس کی یہہ حالت اگلی حالت سے
کیسا فرق رکھتی تھی ✤ تب تو رہنے کو عالی شان محل تھا اب دھوپ و سردی سے بچنے کو
ایک جھونپڑا بھی نہیں تھی ✤ تب تو غسل کے واسطے اچھے اچھے حمام تھے اور پہننے کو عمدہ پوشاکیں

اب تو تمام جسم میں مٹی لدی رہتی تھی اور بدن پر ایک لتّا بھی نہ تھا ❊ تب تو ہر طرح کے مزیدار کھانے کھاتا تھا اور اب تو سوا گھاس کے اور کچھ نہ ملتا تھا جیسے نہایت غریب آدمی بھی نہ کھائے ❊ تب تو ہزاروں لاکھوں گھوڑے و اور طرح کے جانور اُس کی خدمت کے واسطے حاضر رہتے تھے پر اب تو ایک کتّا بھی سنگت کے لئے نہ تھا ❊ تب لاکھوں آدمی تعظیم اور اطاعت کے واسطے تھے پر اب تو کوئی فقیر بھی اُس کی بات نہ پوچھتا تھا ❊ اگر دُنیوی مرتبہ او حشمت سے سعادت حاصل ہو سکتی ہے تو یہہ سب آفتیں اُس پر کیوں آئیں حقیقت حال یہہ ہے کہ اُس سے حقیقی نیکبختی نہیں مل سکتی اور وے لوگ جو اِس راہ سے اُس کی تلاش کرتے ہیں بڑے احمق ہیں ❊ غرض شاہ بنوخودنصر اِس حالت میں سات برس رہا بعد اِس کے خدا نے اُسے عقل پھر عنایت کی اور سلطنت پر پھر بحال کیا ❊ جب اُس کو عقل پھر ہوئی اُس نے اقرار کیا کہ دُنیوی مرتبہ سے سچّی سعادت حاصل نہیں ہوتی بلکہ سب کو چاہئے کہ خدائے بزرگ کی عبادت و اطاعت کریں جس نے آسمان و زمین کو خلق کیا ہے اور جہان کے تمام شاہنشاہوں کا حاکم ہے اور اُن میں سے بڑے زبردستوں اور مغروروں کو بھی پست کر سکتا ہے ❊

مرتبہ اور حشمت کے باب میں اِنسان کی حرص کبھی نہیں مٹتی اور وہ ہرگز آسودہ نہیں ہوتا ❊ قدیم زمانے میں زرکسیز نامے ایک شاہنشاہ تھا اُس کی سلطنت ایسی بڑی تھی کہ اُس زمانہ میں لاثانی تھی اور اِس وسعت کے سبب اُس کا بندوبست بھی بخوبی نہ کر سکتا تھا بہت سی قومیں اُس کی تابعدار اور خراج گذار تھیں کروڑہا لوگ اُس کی رعایا میں شمار اور اُس کی فرماں برداری میں حاضر تھے اور اُس کی دولت بھی بے حساب تھی تو بھی یہہ شاہنشاہ اِتنی بڑی

سلطنت سے آسودہ نہ ہوا پر اور مُلکوں کو فتح کرنا چاہا ÷ اِس مقصد سے اُس نے چار برس
کے عرصہ میں ایک نہایت بڑی فوج اکٹھی کی ایسا کہ اُس میں سترہ لاکھ پیدل کے سپاہی اور اسّی
ہزار سوار تھے ÷ اِس فوج کو لیکر اُس نے مُلک یونان پر حملہ کیا کہتے ہیں کہ اُس کی فوج نے کئی ندیوں
کو سکھا دیا ہر غیر شہر کو جہاں سے فوج نکلنے کو تھی حکم ہوا تھا کہ فوج کے واسطے بہت اچھی طرح ایک ضیافت
تیار کرے بہت شہر اِسی باعث برباد بھی ہو گئے ÷ آخر کار لشکر ایسی ایک جگہ پہنچا جہاں کہ
سمندر کی ایک کھاڑی کے پار ہونا ضرور تھا چنانچہ کشتیوں کا ایک پُل بنایا گیا پر اُس وقت
ایک طوفان چلا اور پُل کو توڑ ڈالا ÷ شاہ زرکسیز مرتبہ او حشمت کی کثرت کے باعث دیوانہ سا
ہو گیا تھا اور سمجھتا تھا کہ مجھے سب باتوں کے حق میں اختیار و قدرت ہے بلکہ اپنے تئیں سمندر کا
مالک بھی کہتا تھا ÷ پس پُل کے ٹوٹنے کے باعث اُس نے حکم کیا کہ پُل کے جہازوں کے
ملاحی قتل ہوں اور سمندر کو کوڑیں لگیں ÷ قصہ کوتاہ اُس نے یونان پر حملہ کیا پر کامیاب
نہ ہوا بلکہ شکست کھا کر بڑی ذلت کے ساتھ اپنے مُلک کو لوٹ آیا ÷ دیکھو تو ایک آدمی کی حرص سے
کیسے کیسے عذاب پیدا ہوئے ہزارہا لوگ دونوں طرف سے مارے گئے شہر و بستی مع باشندوں کے
پھونک دئے گئے مرد و عورت اور لڑکے سب اُن میں جل مرے ہزاروں عورتیں اور لڑکے دونوں
طرف کے بیوہ اور یتیم ہو گئے اور زندگی بھر عذاب میں رہے ÷ غرض دونوں طرف کے لوگوں پر
ایسی مصیبت پڑی کہ اُس کا بیان نہیں ہو سکتا اور تو بھی اُس شخص کا مقصد پورا نہ ہوا
وہ سمجھتا تھا کہ اَور مرتبہ و حشمت حاصل کروں اِس سے مجھ کو سعادت ہوگی پر سعادت کے
عوض اپنے اور اَور لوگوں کے اوپر اتنا عذاب لایا ÷

چنانچہ یہی حقیقت سکندر ذوالقرنین کے حوال سے بھی ظاہر ہے وہ بڑا زبردست غنیم اور فتح کرنے والا تھا اس مُلک کے لوگوں نے اُس کا کچھ حال سُنا ہے اور اُس کے باب میں کئی عجیب ماجرے بیان کرتے ہیں ؛ وہ دُنیوی مرتبہ اور جنگی ناموری میں شاہ زرکسیز سے بھی بڑھ کے تھا ؛ بیس برس کی عمر میں مُلک مقدونیہ کے تخت پر بیٹھا اِس عمر میں بھی اُس نے بڑی دانائی دکھلائی اور جنگی ناموری کا اشتیاق ظاہر کیا ؛ تخت پر بیٹھتے ہی وہ چوگرد کی قوموں سے لڑنے لگا جلوس کے بعد بارہ برس جیا اور برابر لڑتا رہا اِس عرصہ میں اُس نے بہت سے مُلکوں کو اپنا تابعدار کیا زرکسیز کے مُلک کو بھی فتح کیا اُس کی دولت کو اپنے تصرف میں لایا اور اُس کی سلطنت بھی اپنے قبضہ میں رکھی ؛ اُس وقت تک کوئی غنیم اور جنگی سردار اُس کے برابر دُنیا میں ظاہر نہ ہوا تھا وہ مُلکوں کو عجب آسانی سے فتح کرتا تھا اُس نے اُن مُلکوں کو بھی زیر کیا جو اور کسی بادشاہ سے مغلوب نہ ہوئے تھے ؛ بڑے بڑے بادشاہ بھی اکثر ایک بڑی لڑائی کو دو تین برس میں تمام کر پاتے ہیں پر وہ دو تین بڑی لڑائیوں کو ایک برس میں ختم کیا کرتا تھا ؛ وہ ہندوستان کو بھی آیا اور پچھم کی طرف تھوڑا سا مُلک فتح کیا پر برسات کا موسم تھا اور اُس کی فوج کئی برس سے برابر لڑتے لڑتے تھک گئی تھی چنانچہ آگے نہ بڑھی اُس نے کتنا ہی سمجھایا اور عاجزی کی اور دھمکایا بھی پر سپاہ نے ہرگز نہ مانا ؛ پس وہ مجبوری کے باعث نہایت افسوس و رنج کے ساتھ وہیں سے لوٹ گیا ؛ اگرچہ اُس نے اتنے مُلک فتح کئے تھے اور اتنی حشمت اور ناموری حاصل کی تھی تو بھی اب تک آسودہ نہ ہوا تھا اور بھی مُلک لینے چاہتا تھا اور اگر اُس کی فوج آگے کو بڑھتی تو غالب تھا کہ ہندوستان و برماہ و چین اور تمام مُلکوں کو جہاں تک پہنچتا

فتح کر لیتا اور تب بھی آسودہ نہ ہوتا ✦ اِس سے ظاہر ہے کہ دنیوی مرتبہ اور حشمت سے سعادت حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر ہو سکتی تو سکندر کو ملتی جو اُنھیں مرتبہ اور حشمت کا رکھنے والا تھا ✦ چنانچہ یہہ حقیقت سو خود فغفور و زرکسیز و سکندر تینوں کے حال سے ظاہر ہے ✦ ہزاروں روزمرہ اِسی راہ سے سعادت کی تلاش کرتے ہیں لیکن جب کہ اُنھیں نہیں ملی جو ایسے مرتبہ کو پہنچے تھے تو اوروں کو کیونکر ملیگی ✦ روح کو آسودگی اور سچی سعادت صرف خدا ہی سے حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ وہ اُس کا خالق ہے ✦ پس جب لوگ خدا کو چھوڑ کر دنیوی مرتبہ اور حشمت سے سعادت کی تلاش کرتے ہیں تو دیوانوں کا سا کام کرتے ہیں بلکہ سچ پوچھو تو اکثر دیوانے بھی ہو جاتے ہیں مثلاً جب زرکسیز نے حکم کیا کہ سمندر کو کوڑے لگیں تو یہہ دیوانے کا سا کام نہ تھا تو کیا تھا کوئی ڈانڈی ماجھی بھی طوفان کے وقت دریا کو کوڑے لگاتے ہیں ✦ نہیں کیونکہ وے اپنے ہوش میں ہیں ✦ پھر زرکسیز اور سکندر کی لڑائیاں اکثر غیر وا اور ناحق تھیں اُنھوں نے ایسی قوموں پر حملہ کیا جن سے اُنھیں کچھہ کام نہ تھا اور جنھوں نے کبھی اُن کا نقصان نہ کیا تھا ✦ جس وقت کہ تم راہ میں کہیں چلے جاتے ہو اور اگر کوئی اجنبی جس سے تمھیں کچھہ سروکار نہیں تمھیں ناحق گالی دینے اور مارنے لگے تو ایسے شخص کو کیا کہو گے یہی نہ کہ دیوانہ ہے اور اگر تم سے ہو سکے تو پاگل خانہ بھی بھیجوا دوگے چنانچہ اِسی طرح سکندر و زرکسیز بہت قوموں سے پیش آئے اور اپنی دیوانگی ظاہر کی ✦ ذکر ہے کہ ایک دفعہ کوئی بڑا ڈاکو سکندر کے آگے پکڑا آیا ✦ سکندر نے اُس سے پوچھا کہ تو کیوں ملک میں ڈاکہ ڈالتا اور سب کو ستاتا پھرتا ہے ✦ اُس نے پوچھا کہ تم کیوں ملک فتح کرتے اور سب کو اذیت دیتے

پھرتے ہو ✤ سکندر نے کہا میں تو بادشاہ ہوں مجھ سے تجھ سے کیا نسبت ✤ اُس نے جواب دیا تمھارے پاس ہزارہا آدمی ہیں اِس لئے تم بادشاہ کہلاتے ہو اور میرے پاس تھوڑے آدمی ہیں میں ڈاکو کہلاتا ہوں لیکن اصل میں ہم تم ایک ہی سا ہیں کچھ فرق نہیں ✤ ڈاکو کا یہ جواب بہت معقول تھا سکندر حقیقت میں ایک بڑا ڈاکو تھا کیونکہ ایسی قوموں کو فتح کرتا اور دبتا تا پھرتا تھا جن سے اُس سے کچھ سروکار نہ تھا اور جنھوں نے کبھی اُس کا کچھ نقصان نہ کیا تھا ✤ عالی مرتبہ کے لوگ اکثر اپنے تئیں دیوانہ ظاہر کرتے ہیں ✤ پس جب تک کہ دیوانگی کی حالت میں ہیں سچّی سعادت حاصل کرنے کی اُن کے لئے کوئی صورت نہیں ✤ جب کوئی دیوانہ ہو جاتا ہے اپنے کار و بار کے انجام کے قابل نہیں رہتا اِسی طرح وے لوگ جو خدا کو بھول کے دُنیوی مرتبہ کی پروا میں دیوانے ہو جاتے ہیں سچّی سعادت کو حاصل نہیں کر سکتے ✤

جب فکر و اندیشہ اور دُکھ درد و بیماری اور رنج و غم اور موت اِنسان پر آتی ہے تب دُنیوی مرتبہ سے کچھ خاطر جمعی اور تسلّی حاصل نہیں ہوتی اور اُس کے باعث کچھ وہ جہنم سے بھی نہیں بچتا ✤ جب کوئی بادشاہ شدت کے بخار یا اور کسی بڑے درد میں گرفتار ہوتا ہے تب غریب آدمیوں کی طرح وہ بھی بیقراری سے بستر پر اِدھر اُدھر لوٹتا پھرتا ہے مرتبہ سے اُس وقت اُسے کچھ فایدہ نہیں ہوتا اور فکر و اندیشہ سلاطین ہی کو زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ تمام سلطنت کا بوجھ اُن پر رہتا ہے اور جب موت آتی ہے اُنھیں یہ اُمید نہیں ہوتی کہ عاقبت میں ہمارا بھلا ہوگا اگلے گناہ اُنھیں یاد آتے ہیں اور اُن کے باعث اُنھیں خوف ہوتا ہے اور پھر دُنیوی شان و شوکت اور حشمت چھوڑتے بھی اُنھیں رنج معلوم ہوتا ہے ✤ لیکن اگر لوگ خدا پر اعتقاد

رکھیں اور اُسی کی عبادت اور اِطاعت میں سعادت کی تلاش کریں تو اُنھیں ہمیشہ اطمینانِ خاطر رہے اور خدا ہر رنج و مصیبت میں اُنھیں سنبھالے اور آخر کو دے دلی آرام و چین سے رہیں اور بہشت کو پہنچیں +

سعادت اور نیکبختی کی تلاش کرنیوالی تو روح ہی جسم کچھ نہیں خدا ہی روح کا خالق ہی اور صرف اُسی سے سعادت حاصل ہو سکتی ہی جس طرح کہ اِس دُنیا کے لئے آفتاب روشنی کا چشمہ ہی اُسی طرح روح کے حق میں خدا سعادت اور نیکبختی کا چشمہ ہی جو شخص کہ دُنیوی مرتبہ سے روح کو آسودہ کیا چاہتا ہی اُس کی مانند ہی جو ہوا کھا کر جیا چاہے کیا کوئی ہوا کھا کر بھی جی سکتا ہی + ہرگز نہیں + اِسی طرح ممکن نہیں کہ روح دُنیوی مرتبہ سے آسودہ ہو اور سعادت حاصل کرے + غرض یہی سعادت اور نیکبختی کی یہی راہ ہی کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور خدا کی طرف متوجہ ہوں اور اپنے تئیں اُس کے حضور خوب پست کریں اور اُسی پر دل لگاویں اور راستی سے اُس کی عبادت و اطاعت کریں سوا اِس کے نیکبختی کی اور کوئی راہ نہیں ہی + ممکن نہیں کہ کوئی ذرہ سا بچہ اپنے باپ کے گھر کو چھوڑ کر گلیوں میں لاچار و بیکس پھرے اور اِس طرح خوشی حاصل کرے یوں ہی ہو نہیں سکتا کہ ہم خدا سے دور رہ کر سعادت حاصل کریں پر ضرور ہی کہ اُس کے ساتھ رہیں یعنے اُس پر دل لگاویں اور اُس کی عبادت اور فرماں برداری کریں +

بارھواں باب

انسان کے گنہگار ہونے کا بیان چلا جاتا ہے

غرض بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر دولت کے وسیلے سعادت کی تلاش

کرتے ہیں ✣ وے سمجھتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس بہت سے روپئے ہوں تو ہم خوشی و آسودگی اور سعادت حاصل کرینگے اِس لئے اُسے پانے کو مقدور بھر کوشش کرتے ہیں اور خالق کو ترک کرکے دولت کو اپنا معبود بناتے ہیں اور اُسی کی عبادت میں دن رات مشغول رہتے ہیں ✣ اپنی اور اپنے بالوں کی پرورش اور آرام کے لئے محنت و مشقت کرنا فرض ہے اور محنت جب تک کہ دم ہے کرنی پڑیگی یہہ خدا کا حکم ہے اور اِس میں گناہ نہیں ہے ✣ لیکن گناہ اُس وقت ہوتا ہے جب روپئے پیسے یا دولت پر دل لگاتے اور سخت محنت اِسی واسطے کرتے کہ دولت پیدا ہو جائے اور اِسی فکر میں ڈوبے رہتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ جب تک کچھہ بھی دولت مِل نہ جاے آرام و چین نہیں لینگے ✣ خدا نے اِنسان کا دل اپنے ہی واسطے بنایا ہے پس جب کہ دل دولت پر لگ جاتا ہے تو دولت خدا کی جگہہ آجاتی ہے اور اِنسان دولت کی پرستش کرتا ہے ✣ یہہ گناہ جہان میں بہت پایا جاتا ہے اور کسی شاعر کی یہہ باتیں سچ ہیں کہ—

نکھہ بن کٹّا دیکھے سیس بھاری جٹّا دیکھے جوگی کن پھٹّا دیکھے چھار لائے تن میں
منی انبول دیکھے سیوراسر پھول دیکھے کرت کلول دیکھے بن کھنڈی بن میں
بیر دیکھے سور دیکھے سب گنی اور کوڑھ دیکھے مایا کے پور دیکھے بھول رہے دھن میں
آد انت سکھی دیکھے جنم ہی کے دُکھی دیکھے پر وے نہ دیکھے جن کے لوبھہ نا ہیں من میں

چنانچہ سب دولت کو چاہتے ہیں اور بہت لوگ ایسے نہایت اشتیاق سے چاہتے ہیں کہ جب تک حتی المقدور اُس کے لئے محنت میں مشغول نہ رہیں جی نہیں سکتے ✣ اِسی واسطے بڑے تڑکے اُٹھتے دن بھر از حد فکر کے ساتھہ محنت کرتے رات کو اِسی باعث دیر کو سوتے اور بستر پر پڑے پڑے بھی

اِسی فکر میں رہتے ہیں ✢ دن رات سوتے جاگتے چلتے پھرتے بیٹھتے اُٹھتے اُن کے خیال اُسی
پر لگے رہتے ہیں اور وے ہمیشہ سوچا کرتے ہیں کہ ایسی کونسی تدبیر کریں جس سے بہت سی دولت
پیدا ہو جائے ✢ جب لوگوں کا دل اِس قدر دولت کے حاصل کرنے پر لگا رہتا ہے تو
وسیلوں اور راہوں و تدبیروں کے واجب یا غیر واجب ہونے پر کچھ خیال نہیں کرتے تدبیریں
خواہ واجب ہوں یا غیر واجب اُنھیں دولت پیدا کرنے سے کام ہے اور اگر یہہ مقصد پورا ہوتا
ہو تو اُن کے نزدیک سب واجب ہے ✢ اِسی واسطے اپنے کاروبار و لین دین میں سب طرح کا
فریب کرتے اور اگر فریب سے کچھ مل سکتا ہو تو کیسا ہی تھوڑا کیوں نہ ہو اُسے نہیں چھوڑتے اور
اِس فریب کو کچھ گناہ بھی نہیں سمجھتے کہتے ہیں کہ یہہ تو ہمارا پیشہ ہے یہہ تو مدت سے ہوتا چلا آیا ہے
ایسا نہ کریں تو کھائیں کہاں سے ✢ اور یہہ طمع و حرص صرف بنئے بقالوں و ساہوکاروں
اور سوداگروں ہی میں نہیں پر ہر ذات و پیشے کے لوگوں میں پائی جاتی ہے ✢ وے جو غریب ہیں
یہہ نہ سمجھیں کہ ہم تو غریب ہیں اور ہم میں یہہ حرص نہیں ہے ✢ وے چاہے ایسے مفلس ہوں کہ سوا
کھانے کپڑے کے اُن کے پاس اور کچھ نہ ہو تو بھی اگر وے روپئے پیسے کے حاصل کرنے کو اِس قدر خواہش
رکھتے ہیں کہ اُس کے مارے خدا پر دل لگا نہیں سکتے تو وے لوگ بھی اِس باب میں گنہگار ہیں
اور روپے پیسے کو اپنا معبود بناتے ہیں ✢ وے لوگ جو دولت یا روپئے پیسے کی خواہش رکھتے
ہیں پر اُنھیں نہیں ملتا ایسے لڑکے کی مانند ہیں جو اپنے باپ کی محبت و تعظیم چھوڑ دے اور اور
کسی کی محبت اور تعظیم و اطاعت کیا چاہے پر وہ اُسے منظور نہ کرے اور اپنے یہاں سے نکال
دے ✢ باوجودیکہ وہ لڑکا وہاں سے نکالا گیا اُس کا وہ گناہ دفع نہیں ہوا جو اُس نے باپ

کی محبت وتعظیم اور اطاعت کے حق میں کیا ہی + یہی حال اُن لوگوں کا ہی جو روپیے پیسے کے حاصل کرنے کی ایسی فکر میں رہتے ہیں کہ اِس فکر کے باعث خدا کو یاد نہیں کر سکتے اور اُس پر دل لگا نہیں سکتے دولت حاصل نہ ہوئی تو کیا ہوا محنت اور فکر و کوشش تو حتی المقدور کی اور خدا کو بھول گئے اور اِس بھولنے کے باعث گنہگار ہوئے + اگر کوئی شخص جو غریب ہی ایک کھیت اور ایک جوڑی بیل رکھتا ہو اور اُنہیں میں بآرام اپنے اور لڑکے بالوں کی پرورش کر لیتا ہو ایک اَور کھیت اور ایک اَور جوڑی بیل لیا چاہے اور اِس کی فکر میں خدا کو بھول جائے تو وہ دوسرے کھیت اور دوسری جوڑی بیل کے حاصل کرنے کی کوشش میں گناہ کرتا ہی + اگر بغیر خدا کو بھولے اور اُس کی محبت اور عبادت سے غافل رہے یہہ چیزیں مل نہیں سکتیں تو اُسے ضرور ہی کہ جو اُس کے پاس پیشتر سے ہی اُسی پر قناعت کرے + لیکن اگر بغیر خدا کو بھولے اور اُس کی محبت وعبادت ترک کئے وہ جب فکر و محنت سے دوسرا کھیت و دوسری جوڑی بیل یا روپیہ پیسا یا اَور کوئی چیز مل سکتی ہو تو اُس کے حاصل کرنے میں گناہ نہیں ہی + یہہ مثل ایک غریب آدمی کے حق میں دی ہی پر وہ ہر حالت و درجہ کے لوگوں کے باب میں راست ہو سکتی ہی + جہان میں بعضے لوگوں کو کچھہ دولت حاصل ہو جاتی ہی بلکہ بعضوں کو بہت حاصل ہو جاتی ہی پر اِس سے بھی روح آسودہ وسعادتمند نہیں ہوتی اِس باب میں دو چار مثلیں لکھتے ہیں +

چنانچہ پہلے بڑے بڑے زمینداروں اور تعلقہ داروں کو دیکھو اُن کو حقیقت میں بڑی دولت پیدا ہوتی ہی اور لوگ اُنہیں خوشحال سمجھتے ہیں پر کیا اُن کی روحیں بھی خوشحال اور آسودہ ہیں ہرگز نہیں + جس کے پاس ایک گانوں ہی وہ چاہتا ہی کہ ایک اَور ہو جائے تو اچھا ہو جس کے پاس دو ہیں وہ کہتا ہی کہ چار ہوں تو بہتر ہو اِسی طرح جس کے

پاس چار ہیں وہ بھی اَور مانگتا ہے ÷ چاہے لاکھوں روپئے بھی اِن لوگوں کے گھروں میں اکٹھّے ہوں تو بھی آسودہ نہیں ہوتے پر اَور مانگتے جاتے ہیں ÷ اگر ایک بھی اچھا قانون ہو تو اُس کے فایدہ سے زندگی با آرام بسر ہو سکتی ہے اور خدا کی عبادت اور اطاعت ہو سکتی ہے پر خدا کو کون پوچھتا ہے دل تو دولت پر لگا ہے خدا کو چھوڑ کے لوگ دولت ہی سے سعادت کی اُمید رکھتے ہیں پر اُس سے کبھی حاصل نہیں ہونے کی ÷ زمینداروں اور تعلقداروں کو ہر چند کہ بہتیری دولت رکھتے ہیں کبھی آسودگی اور سعادت حاصل نہیں ہوتی اور انھیں کبھی آرام و چین نہیں ملتا ÷ آرام و چین کے حق میں تو اُن کے آسامی اُن سے کہیں بہتر ہیں زمینداروں کو ہمیشہ اندیشہ و فکر رہتی ہے وے بڑے لڑنے اور جھگڑنے والے ہوتے ہیں اُن کے کوئی نہ کوئی مقدمہ ہمیشہ کچہریوں میں بنے رہتے ہیں اور انھیں مقدموں میں بہت اُن کا روپیہ بھی صرف ہوتا ہے ÷ کبھی کبھی اُن کی لڑائی اور عداوت اِس قدر بڑھ جاتی ہے کہ آپس میں تلوار بھی چلاتے اور خون کرتے ہیں پس قید ہوتے بیڑیاں پہنتے اور مٹی کاٹتے بلکہ پھانسی بھی پاتے ہیں ÷ دولت کی پیروی تو انھوں نے سعادت اور نیکبختی کی اُمید سے کی تھی پر یہی ایسی سعادت اور نیکبختی ہے ÷

پھر بہت لوگ ہیں جو کچہریوں اور محکموں میں بھی جبر و ظلم اور ہر طرح کی بے ایمانی سے دولت پیدا کرتے ہیں ÷ سب کو معلوم ہے کہ اُن کے اوپر خدا کی لعنت ہے تو اُن کا بیان کرنا کیا ضرور ہے وے کھلم کھلا جہنم کو دوڑے چلے جاتے ہیں اُن کے حق میں سعادت کا کیا ذکر ÷

غرض ساہوکاروں کے احوال پر غور کرنے سے بھی ظاہر ہے کہ دولت سے حقیقی خوشحالی اور زندگی کا پانا ناممکن ہے ÷ یہہ لوگ گویا دولت ہی میں ڈوبے رہتے ہیں جا بجا کوٹھیاں رکھتے اور دن رات اُسی کے پیدا کرنے میں مشغول رہتے ہیں اور پیدا بھی خوب کرتے ہیں ÷ اُن کے بڑے بڑے محل ہیں اُن میں لاکھوں کروڑوں روپئے رکھتے اور بڑا لین دین کرتے ہیں اور دولت کے واسطے خوب مشہور بھی ہیں تو بھی یہہ لوگ آسودہ نہیں ہوتے پر اَور مانگتے رہتے ہیں ÷ خوب جانتے ہیں کہ کتنا ہی عیش و آرام سے رہیں جو دولت جمع کی ہے زندگی بھر میں اُس کی چوتھائی بھی نہ خرچ کر پاوینگے اور دیکھتے ہیں کہ ہزاروں روزمرہ مرتے چلے جاتے ہیں اور ایک کوڑی بھی ساتھ نہیں لیجاتے اور خوب جانتے ہیں کہ چند روز میں ہم کو بھی مرنا اور سب کچھ چھوڑ جانا ہے تو بھی جو جمع کر لی ہے اُس سے آسودہ نہیں ہوتے پر اَور کے بھوکھے رہتے ہیں اور خوب یقین ہے کہ اگر کوئی تمام دنیا کو بھی حاصل کرلے تو بھی آسودہ نہ ہو اور اُسے کچھ سعادت نہ ملے اِس بات کا دولت سے حاصل ہونا ناممکن ہے پر برعکس اِس کے فکر و اندیشہ رہتا ہے ÷ جب کہ کوئی خدا کو چھوڑکر دولت پر دل لگاتا ہے تو اپنے تئیں حیوانوں سے بھی پست کر دیتا ہے چنانچہ اگر کسی کُتّے یا گاے بیل یا گھوڑے یا بکری یا اَور کسی جانور کو ایسی کوئی چیز دیجئے جو اُس کے کھانے کے قابل ہے تو اُسے پیٹ بھر کے کھائیگا بعد اِس کے اُس کی کُچھ پرواہ نہ کریگا ÷ آدمی کو حکم ہے کہ خوراک و پوشاک اور آرام کے لئے محنت کرے پر اِس کے ساتھ یہہ اجازت نہیں ہے کہ خدا کو بھول جاے اور دولت کو اپنا معبود بنا دے ÷ پس جب لوگ خوراک و پوشاک اور آرام کی چیزیں پاکر اِس پہ قناعت نہیں کرتے اور خدا کا شکر نہیں بجالاتے پر خالق کو بھولکر حرص

سے دولت کی پیروی اور عبادت میں مشغول ہوتے ہیں تو اپنے تئیں حیوانوں سے بھی ذلیل کر دیتے ہیں ÷ دولت کی محبت حقیقت میں روح کو نہایت ذلیل کر دیتی ہی اِس کے باعث اِنسان بھول جاتا ہی کہ میں کس سے پیدا کیا گیا و کون ہوں اور کس مقصد سے خلق ہوا ہوں جو لوگ اِس بات کا یقین نہیں کرتے سو شوموں کا حال دیکھ لیویں ÷ بعضے لوگ جو شوم کہلاتے ہیں دولت سے اِس قدر محبت رکھتے کہ اُسے اپنی جان سے عزیز سمجھتے ہیں اور اُسے خرچ کرتے ایسا معلوم ہوتا ہی گویا اُن کی جان نکلتی ہو اُنھیں مرجانا منظور ہی پر کچھ اپنی دولت یا روپیے پیسے میں سے خرچ کرنا منظور نہیں ہر ایک پیسا بڑی احتیاط سے جوڑتے جاتے ہیں اور کھانے کپڑے اور ہر بات کے حق میں اپنے اوپر بڑی تکلیف اُٹھاتے ہیں تاکہ کچھ اَور جمع ہو ÷ ایسوں کو سب کوئی بُرا کہتا ہی جب لوگ کسی شوم کو دیکھتے تو کہتے ہیں کہ اِس کے پاس اِتنا روپیہ ہی پر ایک پیسا خرچ نہیں کرتا کچھ کھایا پیا نہیں جاتا اور غریبوں کو ایک کوڑی بھی نہیں دیتا ایسا شوم ہی ÷ پر صرف شوم ہی نہیں بُرے ہوتے بلکہ اُن کی طرح وے سب لوگ بھی بُرے ہیں جو دولت پر دل لگاتے اور اُس کے لئے بیجا فکر و اندیشہ اور دوڑ دھوپ میں پڑتے اور اُس کے باعث خدا کو بھول جاتے ہیں یہہ لوگ بھی حقیقتاً شوموں کی برابر ہیں اور اُنھیں کی طرح بُرے ہیں کیونکہ وے لوگ خدا کو جو تمام سعادت کا چشمہ ہی چھوڑ کر دولت پر دل لگاتے اور اُس سے سعادت کی اُمید رکھتے ہیں ÷ خوراک و پوشاک اور بڑے بڑے محلوں کے بنانے میں شوموں کی مانند معلوم نہیں ہوتے پر اس سے کچھ نیک نہیں ٹھہرتے تو بھی شوموں کی طرح ہیں یہاں تو دل کا ذکر ہوتا ہی اور چونکہ یہہ لوگ خدا کو چھوڑ کر دولت پر

دل لگاتے اور گویا اُسی کو اپنا معبود جانتے ہیں اِسی میں شوموں کی طرح ٹھہرتے ہیں + اور کھانے پینے اور مکانوں کے بنانے میں جو دولت خرچ کرتے ہیں یہہ سب اپنے ہی واسطے کرتے ہیں کچھہ خدا کے واسطے نہیں +

بعضے ساہوکار ایسے دولتمند ہیں کہ ہر بڑے شہر میں کوٹھیاں رکھتے ہیں اُن کی دولت اور حساب سے باہر ہے اگر کوئی اُن کے تمام حساب کو ایک دم سے دیکھے تو اُس کی عقل حیران ہو جائے تو بھی یہہ لوگ آسودہ نہیں ہوتے پر اَور کے بھوکے رہتے ہیں +

قدیم زمانے کے بعضے لوگوں کے حال پر جن کے قبضہ میں کئی ولایتوں کی دولت ہو گئی ہے ذرہ غور کرو چنانچہ نبوخودنصر و زرکسیز و سکندر ذوالقرنین کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے اِن کی اور سوا اِن کے اَور بھی شاہنشاہوں کی ایسی دولت تھی کہ حقیقت میں حساب سے باہر تھی اگر دولت سے سعادت حاصل ہو سکتی تو اِن لوگوں کو ملتی پر اِس سے اُنھیں آسودگی و سعادت حاصل نہیں ہوئی کیونکہ یہہ ناممکن ہے + سلیمان کا نام لوگوں نے سنا ہوگا وہ ملک یہودیہ کا بادشاہ تھا اور اپنی دارالسلطنت شہر اورشلیم میں رہتا تھا خدا اُس کی نیک چال چلن سے خوش ہوا اور اُسے برکت بخشی اور ایسی دولت دی کہ ویسی کسی بادشاہ کے پاس نہیں ہوئی اُس کی سلطنت میں چاندی ایسی کثرت سے تھی کہ اُسے کوئی حساب میں نہ لاتا تھا اور اُس کے عوض سونا ہی چلتا تھا خدا کی برکت کے باعث دولت چوگرد کے ملکوں سے اُس کی ولایت میں چلی آتی تھی لیکن اُس کا دل اُس پر نہ لگا تھا وہ خالق کی سچی پہچان رکھتا اور جانتا تھا کہ صرف خدا ہی روح کو آسودہ اور سعادتمند کر سکتا ہے اور اُسی پر اعتقاد رکھتا تھا + اُس نے ہدایتِ ربّانی سے تین

کتابیں لکھی ہیں اور ایک میں صاف صاف اقرار کیا ہے کہ دولت سے کبھی سعادت حاصل نہیں ہو سکتی ✤ چنانچہ اُس کے دو چار قول یہہ ہیں کہ مَیں نے سونا اور روپا اور بادشاہوں اور صوبوں کا خزانہ اپنے لئے جمع کیا سو مَیں بزرگ ہوا اور سبھوں سے جو اورشلیم میں میرے آگے تھے بڑھ گیا اور میں نے اپنے سارے کاموں پر جو میرے ہاتھوں نے کئے تھے اور اُس محنت پر جو میں نے بنانے کمانے کے لئے کھینچی تھی نظر کی اور دیکھا کہ سب بطلان اور ہوا کی چران ہے اور آسمان کے نیچے کچھ فایدہ نہیں ✤ زر دوست زر سے آسودہ نہیں ہوتا اور جو دولت چاہتا ہے اُس کی آمد سے سیر نہ ہوگا یہہ بھی بطلان ہے ✤ یہی سلیمان کے قول ہیں اور چونکہ اُس کے پاس ایسی دولت تھی کہ ویسی نہ کبھی کسی کے پاس ہوئی ہے نہ ہوگی اُس کی باتوں کو سند سمجھا چاہئے ✤ اور پھر یہہ حقیقت لوگوں کو تجربہ سے بھی معلوم ہے اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ دولت روح کو آسودہ اور سعادتمند کرے ✤ دولت اور روح کے درمیان کیا نسبت روح ایسی ایک شی ہے جو جسمانی نہیں پر دولت جسمانی ہے ✤ چنانچہ اُن کی ذات میں زمین و آسمان کا فرق ہے تو دولت روح کو آسودہ اور سعادتمند کیسے کر سکے ✤ جو شخص دولت کے وسیلے روح کی نیکبختی حاصل کیا چاہتا ہے ایسے آدمی کی مانند ہے جو اپنے بچہ کو مٹی کھلا کر پالا چاہے اگر کسی کو ایسا کرتے دیکھو تو کیا اُسے دیوانہ نہ سمجھو گے اور بچہ کو اُس کے ہاتھ سے بچانے کی کوشش نہ کروگے البتہ کروگے ✤ یوں ہی دولت اور روح کی ذات کے درمیان بے نہایت فرق ہے اور دولت سے روح کو ہرگز سعادت حاصل نہیں ہو سکتی ✤

پھر دولت کے زندگی بھر ساتھ رہنے کا کچھ ٹھکانا نہیں وہ اکثر دیکا ایک چلی بھی جاتی ہے اور یہہ بات سب پر خوب ظاہر ہے ممکن ہے کہ جو شخص آج لکھپتی ہے کل نہایت بیکس فقیر ہو جائے ✤

اگرچہ لوگ حتی المقدور دولت کی خبرداری کرتے ہیں تو بھی وہ اکثر چلی جاتی ہی اور اُس کے چلے جانے کی راہیں بھی بہت ہیں + کسی دولتمند کے دل میں آوے وہ اپنی تمام دولت خرچ کر کے ایک یا دو کشتیوں میں سوداگری کا کوئی مال لادے شاید دریا پر بھاری طوفان چلے اور کشتیوں کو ڈبا دے اور یوں اُس کی تمام دولت جاتی رہی یا شاید کوئی نفع کے لئے کوئی مال خریدے اور تھوڑے دنوں میں اُس مال کی قیمت کم ہو جائے اور اُتنے کو نہ بک سکے جتنے کو وہ سمجھا تھا اور شاید مال خراب ہو جائے اِس طرح بھی اُس کا بڑا نقصان ہو یا شاید کوئی مقدمہ آ پڑے اور اُس میں تمام دولت صرف کرنا ہو یا شاید ڈاکہ پڑے اِس طرح بھی دولت جاتی رہے + قصہ کوتاہ دولت کے چلے جانے کی سیکڑوں راہیں ہیں کہاں تک بیان کریں اور لوگ اِس حقیقت کو اپنی آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں + جب دولت چلی جاتی ہی لوگ بڑا رنج و غم کھاتے بلکہ کوئی کوئی دیوانے بھی ہو جاتے ہیں اِس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُن کا تمام دل دولت ہی پر لگا تھا کہ اُسی سے سعادت کی اُمید رکھتے تھے اور اُسی کو معبود سمجھتے تھے اور خدا کو نہیں + اگر خدا پر دل لگاتے تو دولت کے چلے جانے سے اِتنا غم نہ ہوتا + اگر دولت کے چلے جانے کے پیشتر ایسے لوگوں سے پوچھئے کہ تمہارا دل کس پر لگا ہی تو جھٹ جواب دینگے خدا پر + لیکن اُن کے ازحد غم اور کبھی کبھی دیوانے بھی ہو جانے سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ جھوٹھے ہیں اور خدا پر اُن کا دل نہیں ہی پر دولت پر +

دولت کے باعث کچھ روح کو آرام و چین نہیں ملتا + برعکس اِس کے اُس سے اندیشہ و فکر پیدا ہوتی ہی اور جسم و روح دونوں کو خطرہ رہتا ہی + دولتوالے اِس جہان کے دُکھ درد سے نہیں بچتے

بیمعصوں وغریبوں کی طرح اُن پر بھی ہر طرح کی بیماری مثلاً بخار ہیضہ وغیرہ آتے ہیں ❊ اُن کے گھر والوں کو بھی ہر طرح کے دُکھہ درد ہوتے ہیں اور وے مر بھی جاتے ہیں اِس سے بھی دولتمندوں کو غریبوں کی طرح نہایت رنج و غم ہوتا ہے پھر دولت موت سے بھی نہیں بچا سکتی دولتوالوں کو بھی مرنا اور سب کچھہ یہیں چھوڑ جانا ہے دیکھتے ہو کہ ہزاروں دولتمند مرتے چلے جاتے ہیں اور اُس دولت میں سے جس کے لئے اِتنی محنت و مشقت اور دوڑ دھوپ کی تھی ایک کوڑی بھی ساتھہ نہیں لیجاتے ہیں چنانچہ اِس باب میں انسان کی نسبت یہہ مثل بھی مشہور ہے کہ مٹھی باندھے آتا ہے ہاتھہ پسارے جاتا ہے ❊ مرتے وقت دولت کو چھوڑتے لوگوں کو بڑا درد معلوم ہوتا ہے وے اِس بات سے بڑا غم کرتے ہیں کہ زندگی کچھہ اَور دراز نہیں ہو سکتی کہ کچھہ دن اَور دولت کے ساتھہ رہ لیں اور کہ دولت اپنے ساتھہ لے نہیں جا سکتے ❊ اِس مقدمہ میں ایک شخص کا یہاں ذکر کرتے ہیں ❊ محمود غزنوی نے جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے اور جس نے ہندوستان کو کئی دفعہ لوٹا تھا بڑی دولت جمع کی تھی اور اُسے اپنے تمام دل سے پیار کرتا تھا اور مرتے وقت بھی اُسی پر اُس کا دل لگا تھا ❊ اُسے معلوم تھا کہ موت قریب ہے اور کہ اب مجھے تمام دولت یہیں چھوڑنے پڑیگی اِس بات سے نہایت رنجیدہ ہوا مرنے کے دو روز پیشتر نوکروں کو حکم کیا کہ تمام سونا و چاندی و جواہرات جو میں ہندوستان سے لایا ہوں لاکر میرے سامھنے رکھو تاکہ میں مرنے کے پیشتر ایک دفعہ اُنھیں جی بھر کے دیکھہ لوں نوکروں نے اُس کے حکم کے موافق کیا چنانچہ وہ کچھہ دیر اِس دولت کو بڑے غور سے دیکھتا رہا تب اِس خیال سے کہ یہہ سب مجھہ کو جلد چھوڑ جانا پڑیگا پھوٹ کر رونے لگا ❊ دولت اُس کو ایسی عزیز تھی کہ مرتے وقت بھی اُس میں سے کچھہ خیرات نہ

کرواتی ؛ دوسرے دن تمام فوج معہ پیدل کے سپاہیوں و رسالوں و ہاتھیوں کے اُسکے
سامھنے کھڑی کی گرواتی اُنھیں دیکھکر پھر پھوٹ کے رویا کہ اب یہہ سب چھٹتے جاتے ہیں ؛ ۱۳
سے کیسا صاف صاف ظاہر ہی کہ دولت سے سعادت حاصل نہیں ہوسکتی ؛ اگر یہہ شخص دولت
کو اپنا معبود نہ بناتا پر خدا پر دل لگاتا اور اُسی کی عبادت اور اِطاعت کرتا تو دولت کے چھوڑتے
وقت اُسے یہہ رنج نہوتا غرض مرتے وقت یہی حال اُن سب کا ہی جو دولت کو معبود بناتے
ہیں دولت ہی پر اُن کے خیال لگے رہتے ہیں اور یہہ نہیں سوچتے کہ اب تو ہم مرتے ہیں عاقبت
میں ہمارا کیا حال ہوگا ؛ شاید پڑھنیوالے نے بھی ایسے لوگوں کو دیکھا ہوگا ؛ دولت
کا کیا ذکر خود یہہ جسم بھی تو جس کو ایسی خبرداری سے پالتے پوستے ہیں ساتھ نہیں جاتا پر یہہ بھی
مٹی میں مل جاتا ہی روح کو تنہا خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہی کے لئے حاضر ہونا پڑتا ہی ؛

گناہ کے باعث بیماری و دُکھ درد و غم اور موت سب انسانوں پر آتی ہی پر خوب معلوم کیا
اور یاد رکھا چاہئے کہ اگر کوئی اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور بدل و جان خدا کی طرف متوجہ ہو تو
خدا اُسے ہر تکلیف میں سنبھالے اور دل کا آرام و چین بخشے ؛ جو اُس کی عبادت و اِطاعت کرتے
ہیں اور اُس پر اعتقاد رکھتے ہیں وہ اُنھیں نہایت ہی سخت بیماریوں و دُکھ درد و غم اور موت
کے وقت بھی سنبھالتا اور دلی آرام و چین دیتا ہی اور بعد مرنے کے بہشت میں پہنچاتا ہی پر دولت
سے یہہ نہیں ہوسکتا وہ بیماری و دُکھ درد و غم و موت کے وقت کچھ بھی تسلی و خاطرجمعی نہیں دیتی
اور بعد مرنے کے جہنم سے بھی نہیں بچا سکتی ؛

غرض حقیقت حال تو یہہ ہی کہ دولت بڑی خطرناک ہوتی ہی اُس سے اِنسان خدا کو بھول

جانتا اور سمجھتا ہی کہ دولت ہی سے مجھے سعادت حاصل ہوگی + پس اُسی پر بھروسا رکھتا ہی گذرے زمانوں میں ہزاروں لاکھوں ایسے لوگ ہوگئے ہیں اور ہزاروں لاکھوں اب بھی موجود ہیں اسی لئے قدیم زمانے کے ایک نیک آدمی نے حق تعالیٰ سے یہہ دعا مانگی تھی کہ تو مجھے نہ مفلسی دے نہ دولت پر صرف میری پرورش کے لایق خوراک و پوشاک دے مفلس ہونگا تو فریاد کرتا رہونگا اور چوری بھی کرونگا اور دولتمند ہونگا تو تجھے بھول جاؤنگا +. چنانچہ جب دولت سے اِنسان خدا کو بھول جاتا اور اُس سے دور ہوجاتا ہی تو اُس سے یعنے دولت سے سعادت کیونکر حاصل ہوسکتی تب یہہ ناممکن ہی +

پھر بہت لوگ طرح طرح کی نفسانی لذتوں و عیش و عشرت مثلاً مزیدار خوراک و عمدہ پوشاک و شراب و گانے بجے و بھانگ و چرس و افیون و ناچ رنگ و رنڈیوں کے وسیلے تسکین و خوشحالی کی تلاش کرتے ہیں + پر یہہ لذتیں تو بذات ہی ایسی پوچ و حقیر ہیں کہ اِنسان کی روح اِن سے کب آسودہ و تسکین یافتہ ہوسکتی ہی + تسکین کا کیا ذکر یہہ تو اَور بھی جلد روح و جسم دونوں کو برباد کرتی ہیں + غرض بعضے لوگ سمجھتے ہیں کہ عمدہ پوشاکوں اور مزیدار کھانوں سے خوشحالی اور سعادت حاصل ہوسکتی ہی پر یہہ اُن کی بڑی بھول ہی + جب کوئی شخص جسے پوشاک کا شوق ہی کسی بھڑکیلے رنگ کا باریک کپڑا اور گوٹہ دار ٹوپی یا پگڑی پہنتا ہی تو البتہ اُس وقت کچھ خوش ہوتا ہی جیسے کوئی ننھا سا بچہ کسی لال کھلونے یا کپڑے سے خوش ہوجاوے وہ سمجھتا ہی کہ میں اِن کپڑوں کے پہننے سے بہت اچھا معلوم ہوتا ہوں اور ہر کسی کی نگاہ میری ہی طرف پھری رہتی ہوگی پر یہہ خوشی کتنی دیر رہتی ہی تھوڑی ہی دیر میں چلی جاتی ہی اور کون ایسا ہی کہ ایک ہی قطع روز

نکالے اور پوشاک سے روزمرہ نئی خوشی حاصل کرے ÷ نہایت ہی عمدہ پوشاک سے بھی تو
تھوڑی دیر میں جی بھر جاتا ہی اور یہہ اُس حال میں جب کہ نئی بھی ہی پُرانی کا ذکر نہیں کرتے
جب اُس سے جی بھر جاتا ہی تب دل کوئی نئی قسم کی مانگتا ہی لیکن وہ نئی قسم آوے کہاں سے قطع
وہی ہی اور بازاریں کپڑے وہی ہیں جو آگے پہن چکا ہی دُنیا میں اِتنے قسم کے کپڑے تو نہیں کہ ایک
نئی طرح کی پوشاک روز نکلے ÷ پر وہ خوشی بھی جو پوشاک سے ہوتی ہی کتنی دیر کے لئے ہی ذری ہی
دیر میں چلی جاتی ہی اور پھر وہ جو تھوڑی بہت ہوتی بھی ہی حقیقی نہیں پہننیوالا یہہ نہیں کہتا کہ اِس سے
میں ایسا نہایت خوش ہوا ہوں کہ ہمیشہ اِسی طرح کی پوشاک پہنونگا اور اَور نہیں مانگتا نہیں
بلکہ اُس کا ارادہ ہی کہ چند روز اِس کو پہن کے پھر اَور کوئی پوشاک پہنونگا پر اُس دوسری پوشاک
سے بھی سعادت حاصل نہ ہوگی ÷ پوشاک کُچھ کُچھ مانند پھول کے ہی جب پھول مرجھا جاتا
ہی اُس سے کُچھ خوشی حاصل نہیں ہوتی اِسی طرح جب کوئی کسی پوشاک کو چند روز پہن لیتا
ہی تب اُس سے کُچھ خوشی پیدا نہیں ہوتی اور جب پُرانی پڑ جاتی ہی تب تو اُس کے پہننے کو بھی
دل نہیں چاہتا ÷ پھر سوا اِس کے جسم ہر چند کہ بہت اچھی طرح ملبس ہو تکلیف سے نہیں بچتا
کُچھ روح تو لباس نہیں پہنتی جسم ہی پہنتا ہی ÷ پس اگر خوش لباسی سے سعادت حاصل
ہو سکتی ہی تو چاہئے کہ عمدہ پوشاک کے پہننیوالوں کے جسم دُکھ درد اور ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ
رہیں پر ایسا حال تو دیکھنے میں نہیں آتا بادشاہوں اور شاہنشاہوں سے بڑھ کے تو کوئی
عمدہ پوشاک نہ پہنتا ہوگا پر جیسا کملی کے اوڑھنیوالے فقیروں کو اُسی طرح شاہنشاہوں کو
بھی دُکھ درد اور بیماری ہوتی ہی خوش لباسی سے اُن کے جسم کُچھ بچتے نہیں اور پھر یہہ جسم بھی

چند روز میں مر کے مٹی میں مل جاتے ہیں چنانچہ آخر کو جسم و پوشاک دونوں کا ایک ہی حال ہوتا ہے اور دونوں ایک ہی جگہہ کو پہنچتے ہیں ✣ سعادت کی تلاش کرنیوالی روح ہے اور اچھے لباس اس اُمید سے پہننا کہ اُس سے روح کو نیکبختی حاصل ہوگی کیسی حماقت ہے جو شخص خوش لباسی سے یہہ اُمید رکھتا ہے اُس کی مانند ہے جو اپنے گھر کو طرح طرح کے رنگوں و ہاروں اور جالیوں سے آراستہ کرے اور سمجھے کہ انھیں کو دیکھکر میری بھوکھہ پیاس مٹ جائگی اور مجھے کھانا کھانے اور پانی پینے نہ پڑیگا یا یہ کہ بیماری کی حالت میں سمجھے کہ انھیں کو دیکھکر صحت پاجاونگا اور مجھے علاج کرنے نہ پڑیگی ✣ بدن تو اس جہان میں صرف روح کا گھر ہے جب روح سے علیحدہ ہوتا ہے تو سوا ویسی مٹی کے جس پر ہم روزمرہ چلتے ہیں اور کچھہ نہیں ✣ سعادت کی پانیوالی روح ہے روح بدن سے بے نہایت افضل ہے دونوں کی ذات میں کچھہ نسبت نہیں تو پھر بدن کا آراستہ کرنا روح کو کیونکر سعادت اور نیکبختی دے سکتا ہے ✣ کیا ممکن ہے کہ کوئی کسی چڑیا کو پنجڑے میں بند کرے اور اُسے دانہ پانی نہ دے مگر پنجڑے کو خوب آراستہ کرے اور ایک قیمتی اور خوشنما غلاف اُس پر ڈالدے اور چڑیا پنجڑے کی آراستگی اور غلاف کو دیکھکر جیئے اور خوش رہے اور خوب بولا کرے ✣ نہیں یہہ ممکن نہیں اسی طرح ہرگز ہو نہیں سکتا کہ جسم کی آراستگی اور خوش لباسی سے روح کو سعادت حاصل ہو ✣

پھر بعضے لوگ مزیدار کھانوں کے وسیلے سعادت کی اُمید رکھتے ہیں ایسے لوگوں کی حماقت بھی از خود ظاہر ہے ✣ خوراک تو صرف بدن کی پرورش کے واسطے ہے اُس سے روح کیونکر آسودہ ہو سکتی ہے کھاتے وقت البتہ زبان کو خوش مزہ معلوم ہوتا ہے اور اُس سے بدن بھی کچھہ موٹا ہو سکتا ہے پر اس سے زیادہ اُس سے اور کونسا فایدہ ہوتا ہے ✣ اُس سے کچھہ حقیقی خوشی

حاصل نہیں ہوتی پر برعکس اس کے اکثر تکلیف آتی ہی ایسا کھانا جس میں گھی وغیرہ بہت خرچ ہوتا ہی ہمیشہ کھانے سے معدہ بگڑ جاتا ہی اور ہاضمہ کی قوّت جاتی رہتی ہی اور اسی باعث بہت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور یہی سبب ہی کہ دولت والوں کی نسبت جو چکنا کھانا کھاتے ہیں غریب لوگ زیادہ تندرست رہتے ہیں بیچارے کسان جو موٹا کھانا کھاتے اور خوب محنت کرتے ہیں گھی کے کھانیوالے موٹے ساہوکاروں سے کہیں زیادہ تندرست رہتے ہیں * غرض مزیدار خوراک سے کچھ سعادت حاصل نہیں ہوتی پر برعکس اس کے اکثر بیماری اور تکلیف آتی ہی * جو خدا کو بھولکر عیش کے ساتھ کھانے میں مشغول رہتا ہی اُس حیوان کی مانند ہی جیسے قصاب ذبح کے واسطے تیار کرتا ہی اور پھر اُس کی مانند بھی جو کسی سخت عارضہ میں گرفتار ہو کر اپنے گھر کو آراستہ کرتا ہی اس اُمید سے کہ اسے دیکھکر میں بغیر علاج کے صحت پا جاؤنگا * ایسے لوگوں کی جو مزیدار کھانوں سے روح کی سعادت تلاش کرتے ہیں حماقت ایسی ظاہر ہی کہ اُس کا اور کچھ ذکر کرنا کچھ ضرور نہیں *

پھر ہزاروں لوگ ایسے ہیں کہ شراب و گانجہ و بھانگ و چرس و افیون و نشہ کی اور چیزوں سے نیکبختی کی اُمید رکھتے ہیں * جب کوئی شراب پیتا ہی تو تھوڑی دیر کے لئے ایک طرح کا جوش اُس میں پیدا ہوتا ہی * پس یہی نفسانی خوشی اُس سے ہوتی ہی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں اُس سے سعادت حاصل نہیں ہوتی پر برعکس اس کے بڑا عذاب آتا ہی اور یہہ بات خوب ظاہر ہی * بڑے تعجب کی بات ہی کہ شراب کے وسیلے سعادت تلاش کرنے کا خیال انسان کے دل میں آیا اور اس سے بھی بڑا تعجب اس میں ہی کہ اگرچہ اب بخوبی آشکار ہوا ہی

کہ اُس سے کچھ سعادت حاصل نہیں ہوتی بلکہ برعکس اُس کے جسم و روح دونوں بڑی تکلیف
و عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں تو بھی لوگ اُس کا استعمال نہیں چھوڑتے ÷ جب کوئی عیش کے لئے
شراب پیتا ہے تو تھوڑے عرصے میں حیوان سے بھی بدتر ہوجاتا ہے اُس کی عقل جاتی رہتی ہے اور وہ
واہیات بکنے لگتا ہے چلتے ہوئے اپنے تئیں سنبھال نہیں سکتا پر اَور لوگوں کو اُسے سنبھالنا پڑتا ہے
اور گلیوں بلکہ اکثر بدروؤں اور موریوں میں بیہوش گر پڑتا ہے اور اُس حالت میں جو چاہے اُسے لات مار دے
اور نہایت ہی محتاج فقیر بھی اُس حال میں اُسے دیکھکر سمجھتے ہیں کہ یہہ کیسا کمبخت ہے اُس کے آگے
اپنا دکھہ بھول جاتے ہیں ایسی ہی خوشحالی شراب سے پیدا ہوتی ہے پر ابھی تو ایک چوتھائی بھی
نہیں بیان ہوئی ÷ غرض شرابی کی عقل بھی ضایع ہوتی ہے اُس کے ہوش ٹھیک نہیں رہتے
اور وہ کسی کام کو اچھی طرح نہیں کرسکتا یہہ کیسا بقیاس نقصان ہے پھر اُس کا جسم بھی برباد
ہوتا ہے معدہ خراب ہوتا اور طاقت جاتی رہتی ہے اور پھر اُس کے باعث روح بھی جہنم میں پڑتی
ہے ÷ چنانچہ اُس سے ہر طرح کا نقصان ہے جسم و عقل و روح سب ہی تباہ ہوتے ہیں ÷
پھر شرابی کے لڑکے بالوں پر بھی بڑی تکلیف آتی ہے اور اُن کو بڑا رنج بھی رہتا ہے اگر وہ مرجائے تو
اتنا رنج نہ ہو کیونکہ تب تو یہہ کہہ سکیں کہ خدا کی مرضی یوں ہی ہوئی اُس نے ہمارے مالک کو لے لیا
لیکن جب کہ اُس کے متوالپن سے کھانے کپڑے کے حق میں تنگی میں پڑتے اور رنج اُٹھاتے تو یہہ
کہنے کی جگہہ نہیں ہوتی ÷ چنانچہ جب شراب سے انسان کی عقل جاتی رہتی اور وہ حیوان
سے بدتر ہوجاتا ہے اور گلیوں میں لوٹتا پھرتا ہے اور معہ لڑکے بالوں کے بھیکھہ مانگنے کی نوبت
تک پہنچتا ہے تو کیا اُس سے کچھہ خوشحالی اور سعادت حاصل ہوسکتی ہے ÷ ہرگز نہیں ÷

ذکر ہے کہ ایک دفعہ کوئی کسی آبکار کے یہاں گیا اور پوچھا تمہاری شراب اچھی ہے اُس نے ایک
شخص کی طرف جو بیہوشی کے عالم میں پڑا تھا اِشارہ کیا اور کہا نمونہ وہ ہے دیکھ لو * آبکار
نے تو اپنی شراب کی تعریف کے واسطے یہہ کہا پر اُس کی بد اور تباہ کرنیوالی تاثیر کا وہ شخص جو پڑا تھا
ٹھیک نمونہ تھا * نشہ کے کھانیوالے اور پینیوالوں سے تو حیوان زیادہ عقل رکھتے ہیں اگر
کسی کُتّے یا بیل یا اَور کسی جانور کو ایسی کوئی چیز دیجیے جس سے اُس کا نقصان ہو تو سونگھا چھوڑ دیگا
اور نہیں کھائیگا اور اگر کسی حیوان کو شراب دو تو اُسے چکھیگا بھی نہیں * غرض شراب کے پینے سے کچھ
سعادت حاصل نہیں ہوتی اور ہر شخص جس میں ذرہ بھی عقل ہوگی یہی بات کہیگا *

بعضے لوگ ہیں جو ہمیشہ شراب نہیں پیتے اور بہت دفعہ متوالے نہیں ہوتے پر صرف کبھی کبھی *
اِن لوگوں کو یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم تو ہمیشہ متوالے نہیں ہوتے اور جو شرابیوں کے باب میں کہا گیا ہے
ہمارے حق میں راست نہیں ہے * وے بھی شرابیوں میں شمار ہیں * اُن کے شراب پینے
کی وجہہ کیا ہے * جوش اور عیش کے واسطے پیتے ہیں اور اُس سے خوشی کی اُمید رکھتے ہیں *
چنانچہ ہر وقت کے شرابی بھی اُسے اِسی واسطے پیتے ہیں * پس اُن کے اور اِن کے درمیان
اصل میں فرق کیا ہے خدا کو تو دونوں بھولے ہیں اور شراب سے خوشحالی کی اُمید تو دونوں
رکھتے ہیں * جو ہمیشہ شراب پیتے اُس شخص کی مانند ہیں جو بہت زہر کھاتا ہے اور جو کبھی کبھی پیتے
اُس کی مانند جو تھوڑا زہر کھاتا اگر کوئی شخص ایک تولہ زہر کھائے تو اُسے البتہ احمق کہو گے پر
کیا وہ بھی احمق نہ کہلاویگا جو روز مرہ اِس سے کم کھایا کرے دونوں زہر کے کھانے سے مرجائیں
ایک جلد مرے اور دوسرا کچھ عرصے میں اِسی طرح شراب روح کے حق میں زہر ہے *

جب طبیب علاج کے طور پر بتلاتے ہیں تو شراب کے لینے میں کچھ گناہ نہیں ٭
شادی کے وقت اور اور دعوتوں میں بھی جب بہت آدمی جمع ہوتے لوگ شراب منگوایا کرتے ہیں یہہ بہت بیجا ہے انھیں چاہئے کہ شیرینی یا اور ایسی کوئی چیز منگواویں جس سے لوگوں کی عقل جاتی نہ رہے شراب پیکر لوگ مدہوش ہوتے اور بکتے ہیں تو اس میں کونسا مزہ معلوم ہوتا ہے چاہئے کہ ایسے بیجا دستور کو موقوف کریں ٭
غرض شرابیوں کے گناہ میں شراب کے بیچنیوالے بھی شامل ہیں وے شراب کو اپنے نفع کے واسطے بناتے اور بیچتے ہیں لیکن وے اپنے ہمجنسوں کے جسم و عقل و روح کو برباد و خوار کرتے ہیں اور اس میں اُن کا بڑا گناہ پایا جاتا ہے پرورش کی سیکڑوں اور راہیں ہیں اور اُنھیں چاہئے کہ اور کوئی پیشہ اختیار کریں جس سے کسی کا نقصان نہ ہو جب تک کہ اس پیشہ میں رہینگے شیطان اُن کا مالک اور سردار ہے اور روز عدالت میں اُن کی بڑی سزا ہوگی ٭ یہہ لوگ ڈاکوؤں سے بھی بدتر ہیں ڈاکو تو صرف جسم کو ہلاک کرتے پر یہہ لوگ جسم و عقل و روح سب کو برباد کرتے ہیں ٭
یوں ہی گانجہ بھانگ چرس و افیون جن کے استعمال میں بہت لوگ رہتے ہیں روح کو آسودگی اور سعادت نہیں دے سکتیں ان سب سے تو عقل ضایع ہوتی ہے ٭ پس جب عقل ہی ضایع ہوئی جس سے سب باتیں معلوم ہوتی ہیں اور فایدہ اور نقصان دریافت کیا جاتا ہے تو سعادت کیونکر حاصل ہوگی ٭ صاف صاف ظاہر ہے کہ ان چیزوں کی تاثیر بد ہے اسی باعث وے لوگ جو ان کا استعمال رکھتے بدنام رہتے ہیں اور گنجیڑی و بھنگیڑی و افیونی کہلاتے ہیں ٭
پھر بہت لوگ سمجھتے ہیں کہ ناچ رنگ سے سعادت حاصل ہو سکتی ہے اس لئے اُس گ

کو دوڑتے جہاں گانا بجانا اور ناچ ہوتا ہی اِسی باعث شادیوں ولیمے تیوہاروں وغیرہ میں بھی ناچ کرواتے ہیں پر اِس سے کونسی سعادت حاصل ہوتی ہی اُس سے دل اُس وقت ذرہ خوش ہو جاتا ہی پر اُس سے روح کو کونسی آسودگی ہوتی ہی لوگ چاہیں مہینوں برابر ناچ کرواویں پر کبھی اُن کی روح آسودہ نہ ہوگی + بلکہ وے لوگ جن کو مقدور ہی ہمیشہ کرواتے ہیں پر اُس سے اُنھیں کونسا روحانی فایدہ ہوتا ہی اُن کی روح تو بھی سعادت کی بھوکھی رہتی ہی + حقیقت حال تو یہہ ہی کہ ناچ رنگ شیطان کے پھندے ہیں جن سے وہ لوگوں کو پکڑا اور خوار کیا چاہتا ہی اور چونکہ لوگ اِس بات کو بہت پسند کرتے اُس کا مقصد خوب پورا ہوتا ہی + ناچ رنگ کی تاثیر بہت بد ہی اور اُس سے روح ناپاک ہوتی ہی + کسی باجے کے بجانے میں از خود گناہ نہیں پر جب باجا بُرے گیتوں اور رنڈیوں کے ناچ کے ساتھ بجتا ہی تب اُس کی بھی تاثیر بد ہو جاتی ہی + یہہ سب چیزیں حواسوں کے وسیلے جسم کو فریفتہ کرتیں جب جسم فریفتہ ہوا عقل بھی قید ہو جاتی ہی اور جب عقل قید ہوئی روح خراب ہوتی ہی + حقیقت میں ناچ رنگ نہایت خطرناک شی ہی اور جب دل اُس پر لگ جاتا ہی اُس کی محبت دور کرنا بہت مشکل ہی بلکہ ایسے لوگ جن کا دل اُس پر لگا ہی سمجھتے ہیں کہ بغیر اُس کے زندگی میں کچھ مزہ نہیں + پس ہر ایک کو چاہیئے کہ خوب ہوشیار رہے اور اپنا دل ناچ رنگ پر دوڑنے نہ دے اور اُس سے فریفتہ ہونے نہ دے کیونکہ اُس سے ہرگز سعادت حاصل نہیں ہو سکتی +

پھر ہزاروں لوگ ہیں جو خوشحالی اور سعادت کی اُمید سے کسبیوں سے صحبت رکھتے ہیں پر ایسے لوگوں کی حماقت بھی آپ سے آپ خوب ظاہر ہی اور ہر کوئی اُن کو بد کہیگا + شہدہ پن میں

سعادت کا کیا ذکر اُس سے تو اور بھی خراب پیدا ہوتا ہے ✣ چنانچہ اُس سے جسم برباد ہوتا عقل ضایع ہوتی اور روح آتشِ جہنم میں پڑتی ہے ✣ جو لوگ کسبیوں سے صحبت رکھتے بڑے گندے اور ناپاک ہوتے ہیں اور اِس جہان میں بھی اکثر اپنے تیئں تباہ کرتے ہیں وے نفسانیت میں اپنا تمام روپیہ پیسا خرچ کرتے بدنام ہوتے اور اپنے جسم و عقل و روح کو خوار کرتے ہیں اُن کو مکروہ عارضے ہوتے اور آخر کو اُسی سے مرجاتے ہیں ✣ نیک لوگ اُن کی صحبت پسند نہیں کرتے اور جب اُن کا سب روپیہ پیسا خرچ ہوچکتا ہے تو بھیکھ مانگنے کی نوبت تک پہنچتے ہیں شہدے لُچے ایسے کمبخت ہوتے کہ وے خود اپنی ہی نظر میں مکروہ معلوم ہوتے ہیں وے خود جانتے ہیں کہ ہم نہایت ہی گنہگار ہوئے ہیں اور اُن کو ایسا رنج ہوتا کہ جینے سے مرنا زیادہ پسند کرتے ہیں ✣ جب کہ شہدوں کا یہہ سب حال ہے تو کسبی بازی میں کونسی سعادت پائی جاتی ہے ✣

بعضے لوگوں کے دل شہدہ پن اور زناکاری سے ایسے ناپاک اور تاریک ہوگئے ہیں کہ کہتے ہیں کہ کسبیوں سے صحبت رکھنے میں کچھہ گناہ نہیں اور اِس کی یہہ وجہہ بتلاتے ہیں کہ کسبیاں کسی کی جوروان نہیں ہیں پر وے اِسی کام کے لئے ہیں اور اِسی سے اُن کی گذران ہوتی ہے ✣ پر اِس گمان کی غلطی کئی دلیلوں سے خوب آشکارا ہے ✣

پہلی دلیل یہہ کہ جب خدا نے اِنسان کو پیدا کیا تو ایک مرد کو خلق کیا اور اُس مرد کے واسطے ایک ہی عورت پیدا کی ایک مرد کے لئے دو تین جوروان یا ایک جورو اور دو تین کسبیاں پیدا نہیں کیں اِس سے ظاہر ہے کہ ایک مرد کے واسطے صرف ایک ہی عورت مقرر ہے ✣ پس جو لوگ جو سوا جورو کے اَور کسی عورت سے کام رکھتے ہیں بڑا گناہ کرتے ہیں ✣

دوسری یہہ کہ کسی عورت کو اپنے جسم کے حق میں یہہ اختیار نہیں کہ اُسے زنا کے لئے مقرر کرے ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ جب خدا نے اِنسان کو پیدا کیا تو ایک عورت کے واسطے ایک ہی مرد کو خلق کیا اِس سے ظاہر ہی کہ ایک عورت کے لئے صرف ایک ہی مرد چاہئے خصم کے مرنے کے بعد چاہے دوسرے مرد کو خصم کرے لیکن اُس کے جیتے جی کسی دوسرے مرد سے کام نہیں ✤ سوا اِس کے مرد کی طرح عورت بھی ذی عقل مخلوق ہی اور اُس کی مانند وہ بھی خالق کی عبادت اور اِطاعت کے واسطے پیدا ہوئی ہی وہ خود اپنی خالق نہیں ہی اور اُسے اختیار نہیں کہ اپنے جسم کے حق میں جو چاہے سو کرے خدا اُس کا خالق و مالک ہی اور اُس کا صاف صاف یہی حکم ہی کہ تو میری عبادت و اِطاعت کر اور اُسے ہرگز اختیار نہیں کہ اِس حکم کے برخلاف کرے ✤ پس وے عورتیں جو کسبی ہو جاتی ہیں بڑا گناہ کرتی ہیں کیونکہ وے اپنے خالق کے حکم کے برخلاف کرتی ہیں اور اُس سے وہ عبادت اور اِطاعت باز رکھتی ہیں جو اُس کا حق ہی اور اُس کی حکم عدولی میں اپنے جسم و روح دونوں کو خوار کرتی ہیں ✤ اُن کا یہہ عذر کہ اگر ہم ایسا نہ کریں تو کھائیں کہاں سے بیجا ہی اور اُس سے اُن کا گناہ کچھ کم یا دفعہ نہیں ہوتا ✤ ایک زمانہ ایسا تھا کہ اِس حالت میں نہ تھیں پر اُن کے واسطے بہ عزت زندگی بسر کرنے کی صورت تھی اُس نیک راہ پر ثابت قدم کیوں نہ رہیں ✤ بعضی البتہ ایسی ہیں کہ بچپن سے بے اختیار اِس حالت میں آئیں لیکن جب اُن کو ہوش ہوا تب تو نیک و بد کے درمیان تمیز کر سکتی ہیں ✤ ہوش کو پہنچکر اُنھیں وا اور سب کو چاہئے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور خدا کی محبت اور عبادت کی طرف متوجہ ہوں اور وہ ضرور اُن کی پرورش کے واسطے کوئی صورت نکال دیگا ✤ پس وے لوگ جو کسبیوں سے

کمہ سے کام رکھتے ہیں بڑا گناہ کرتے ہیں * اگر یہہ لوگ اپنے بچاؤ کے واسطے کہیں کہ ہم اُن سے زبردستی نہیں کرتے پر وے آپ اِس کام پر مستعد ہیں اور ہم اُنھیں خرچی دیتے ہیں تو یہہ عذر نہیں چلیگا کیونکہ ابھی ہم کہہ چکے ہیں کہ کسی عورت کو اپنے جسم کے حق میں یہہ اختیار نہیں کہ اُسے زنا کے لئے مقرر کرے * حقیقت میں وے لوگ جو کسبی بازی کرتے ہیں اِس مقدمہ میں دُگنا گناہ کرتے ہیں پہلے تو آپ ہی خدا کی حکم عدولی کرتے دوسرے اَوروں یعنے کسبیوں کو اِس امر میں تقویت دیتے ہیں * اگر کوئی خود چوری نکرے پر چوروں کو اپنے یہاں چھپا دے تو وہ بھی مجرم شمار کیا جاتا ہی سب کی عقل اِس بات پر گواہی دیتی ہی * اسی طرح وے لوگ جو کسبیوں سے کام رکھتے ہیں اُن کی طرح بد ہیں اور اُن کے گناہ میں شامل ہیں * کسبیوں کو سب کوئی بد ہی کہتا ہی پس یہہ لوگ بھی بد ہیں *

تیسری یہہ کہ کسبیوں کو سب کوئی بُرا کہتا ہی * نفسانیت کے باعث لُچے شہدے اُن کی صحبت کا اشتیاق رکھتے ہیں پر دل میں وے بھی اُنھیں بُرا سمجھتے ہیں اور حقیر جانتے ہیں کون ایسا ہی جو کسی کسبی کو اپنی جورو یا بہن یا بیٹی کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے دے * جو نہایت ہی لُچے شہدے ہیں سو بھی تو ایسا نہیں کرینگے * اِس سے ظاہر ہی کہ وے کسبیوں کو اپنے دل میں بُرا سمجھتے ہیں اگر کسبیاں بد ہیں تو اُن کی صحبت سے رکھنیوالے بھی بد ہیں * زناکاری کا بد ہونا اِس سے بھی ظاہر ہی کہ اِن لوگوں کو جب کہ اِن کی بدچالی اُن کے نیک عزیزوں اور یگانوں کو معلوم ہو جاتی ہی بڑی شرم آتی ہی *

چوتھی دلیل یہہ کہ کسبی بازی کے باعث بڑے خراب عارضے پیدا ہوتے ہیں یہہ عارضے خدا کے غضب کی نشانیاں ہیں تو کوئی کیونکر کہہ سکتا ہی کہ کسبی بازی میں گناہ نہیں * پس کئی طرح سے صاف صاف ظاہر ہی کہ زناکاری میں بڑا گناہ ہی اور وے لوگ جو کسبیوں سے کام

رکھتے ہیں بہت بد ہیں اگر لوگ ایسے بد نہ ہوں تو جہان میں اِتنی کسبیاں بھی نہ ہوں ٭

غرض خوب آشکار ہی کہ اِنسان کو اِس دُنیا کی کسی چیز سے سعادت حاصل نہیں ہو سکتی ٭ دُنیوی مرتبہ و دولت و عمدہ پوشاک و مزیدار کھانوں و شراب و رنڈیوں و کسی اَور نفسانی چیز سے روح آسودہ و خوشحال نہیں ہو سکتی ٭ یہہ تمام چیزیں نفسانی و جسمانی ہیں پر روح ایسی ایک شی ہی جو جسمانی نہیں روح کی اور اِن چیزوں کی ذات کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہی تو کیونکر ہو سکتا ہی کہ روح جو نہایت افضل و غیر فانی ہی ایسی پوچ و فانی چیزوں سے آسودہ و خوشحال ہو ٭ وہ جو ایسی چیزوں سے سعادت اور نیکبختی کی اُمید رکھتا ہی اُس کی مانند ہی جو اُس میلے اور کیچڑ میں لوٹے جس میں سور لوٹتے ہیں اور سمجھے کہ اِسی میں جیونگا اور خوشحال رہونگا اور پھر اُس کی مانند جو کسی شاہنشاہ کے بچے کو لیکر کوڑے کرکٹ اور میلے کے درمیان ایک گھوڑے پہ ڈال دے اور اُسے کہے کہ تو اِسی کو کھا اور اِسی سے جئیگا اور خوش رہیگا ٭ روح مانند ایک شاہنشاہ کے لڑکے کے ہی اُس کا باپ بادشاہوں کا بادشاہ اور زمین و آسمان کا خالق و مالک ہی ٭ شاہنشاہ کا لڑکا اپنے باپ کے ساتھہ محل میں رہکر خوشحال رہ سکتا ہی اور گھوڑے پر نہیں اِسی طرح روح اپنے خالق کی محبت و عبادت اور صحبت سے سعادتمند اور نیکبخت ہو سکتی ہی اور اِس دُنیا کے پوچ و نفسانی اور فانی مزوں سے نہیں ٭ ہزاروں و لاکھوں اِس دُنیا کے مرتبہ و دولت و عیش و عشرت میں زندگی بسر کرکے چلے گئے ہیں اور اُنھیں کچھہ بھی سعادت حاصل نہیں ہوئی بلکہ اِن کے باعث گناہوں کا بڑا بوجھہ لیکر خدا کے حضور جواب دینے گئے ہیں ٭ ہزاروں و لاکھوں اب بھی اِنھیں میں ڈوبے ہوئے ہیں زندگی بھر ڈوبے رہینگے تب بھی اُنھیں کچھہ

سعادت نہ ملیگی * حقیقی سعادت اور نیکبختی کا بخشنیوالا فقط خدا ہی اور صرف وہی انسان کی روح کو آسودہ کر سکتا ہی *

غرض ہم ابھی اپنے گنہگار ہونے کا بیان کرتے رہے ہیں اور خوب ظاہر ہوا ہی کہ ہم نے خدا کو جو ہمارا خالق و مالک و بھلا کرنیوالا ہی چھوڑ دیا ہی اور اُس کے سب حکموں کو جو اُس سے اور ہماری جنس سے نسبت رکھتے ہیں توڑ دیا ہی اور اِس جہان کی بیہودہ و فانی چیزوں پر دل لگایا ہی اور ان باعثوں سے محض گنہگار اور آتشِ جہنم کے سزاوار ہو گئے ہیں * قادرِ مطلق نے یہی فتویٰ سب گنہگاروں کے حق میں دیا ہی اور سب اُس کے غضب میں گرفتار ہیں *

تیرھواں باب

اِس کے بیان میں کہ اِنسان مغفرت و خلاصی اور نیک راہ پر چلنے کے لئے حق تعالیٰ کی دستگیری کا حاجتمند ہی

پچھلے بابوں میں اِنسان کے گنہگار ہونے کا بیان ہوا اور ظاہر ہوا ہی کہ ہم نے خدا کے حکموں کو خیال و کلام و فعل میں توڑا ہی اور محض گنہگار اور اُس کے غضب کے لایق ہوئے ہیں * قادرِ مطلق نے گنہگاروں کی سزا کے واسطے ایک جگہ مقرر کی ہی اور اگر وے توبہ نہ کریں اور اُس کی طرف نہ پھریں تو اُس میں ضرور ڈالے جائینگے * اگرچہ خدا بڑا رحیم ہی اور بڑا صبر کرتا ہی تو بھی ہمیشہ صبر نہ کرتا رہیگا آخر کار سب اُس عذاب میں پڑینگے جس کے سزاوار ہوئے ہیں * بلکہ اِس جہان میں بھی خدا کے قہر کی نشانیاں ظاہر ہیں * چنانچہ اِسی باعث سب کو تکلیف و بیماری

اور دُکھہ درد اور رنج و غم ہوتا ہی اور سب مرتے بھی ہیں ✤ اگر ہم نے گناہ نہ کیا ہوتا تو خدا کا قہر ہم
پر نہ ہوتا اور ہمیں کُچھ تکلیف بھی نہ ہوتی جب اِنسان نے گناہ نہ کیا تھا تب پوری سعادت کھا
تھا ✤ چنانچہ اِس مُلک کے لوگ بھی یہی مانتے اور کہتے ہیں کہ ست جُگ میں کسی کو دُکھہ درد
نہ ہوتا تھا ✤ لیکن اب تو کلجگ ہی اِسی باعث خدا کا غضب ہم پر جھوم رہا ہی اور ہمیں
ہر طرح کی تکلیف ہوتی ہی ✤ پر یہاں کی تکلیف عاقبت کے عذاب کی نسبت کُچھہ نہیں ✤
اُس جگہہ کو جہاں مرنے کے بعد گنہگاروں کی سزا ہوتی ہی دوزخ یا جہنّم کہتے ہیں اور وہاں کا عذاب
ایسا بے نہایت ہی کہ اِنسان کا کیا ذکر فرشتے بھی اُس کا بیان نہیں کر سکتے اِس عذاب میں روح
و بدن دونوں ہمیشہ مبتلا رہینگے ✤ اگرچہ ابھی جسم مٹّی میں مِل جاتا ہی لیکن قیامت میں پھر
اُٹھایا اور روح کے ساتھہ ملایا جائیگا اور دونوں جہنّم کے عذاب میں پڑینگے اور اِس طرح بدن
کے وسیلے روح کی اَور بھی سزا ہوگی ✤ سب اِنسان جہنّم کے عذاب کے سزاوار ہیں اور اِس میں
وے لوگ بھی شامل ہیں جو اپنے تئیں بہت پاک سمجھتے اور جنھیں اَور لوگ بھی نیک جانتے ہیں ✤
اِنسان کی نظر میں چاہیں نیک معلوم ہوں پر خدا کے حضور کوئی نیک و پاک نہیں ہی ✤
یہہ لوگ جو اپنی اور اَوروں کی نظر میں نیک و پاک معلوم ہوتے ہیں اِس جہان میں تکلیف اُٹھاتے
ہیں یہہ تکلیف گناہ کے باعث ہی اِس سے ظاہر ہی کہ وے پاک نہیں ہیں ✤ چنانچہ اگر گناہ
کے باعث یہاں تکلیف اُٹھاتے ہیں تو اگر توبہ نہ کرینگے اور خدا کی طرف نہ پھرینگے تو عاقبت
میں بھی تکلیف اُٹھاوینگے ✤ اِس سے ہماری مراد یہہ ہی کہ کوئی اِنسان بذاتہٖ اِس
لایق نہیں کہ خدا کے غضب اور جہنّم کے عذاب سے بچ جائے ✤

غرض ظاہر ہے کہ انسان کی حالت گناہ کے باعث نہایت ہی کمبخت ہے وہ خود بخود ایسی کوئی راہ نکال نہیں سکتا جس سے قہر الٰہی اور دوزخ کی تکلیف سے بچے ❖ خدا اپنی شریعت کی پوری فرماں برداری چاہتا ہے اُس میں ذرہ بھی قصور نہ چاہیئے مگر چونکہ اب انسان کا دل بہت بگڑ گیا ہے اور وہ محض گنہگار ہو گیا ہے اُس سے یہہ اطاعت ادا نہیں ہو سکتی اسی باعث وہ اپنے تئیں بچا بھی نہیں سکتا اور اور کوئی تدبیر نکال نہیں سکتا جس سے خدا کے قہر سے چھوٹے ❖ ممکن ہے کہ وہ شخص جو کسی مضبوط قلعہ میں قید ہو اور جس کی نگہبانی کے واسطے چوگرد ہزاروں آدمی موجود ہوں بھاگ جاے پر کسی گنہگار کا خدا کے غضب سے بھاگ جانا ممکن نہیں ❖ اس دنیا میں مجرم اکثر حاکموں کے ہاتھ سے بچ جاتے ہیں حاکم اور اُن کے تابعدار بڑی جستجو کرتے اور حکمتیں چلاتے ہیں پر اُنھیں گرفتار نہیں کر پاتے مجرم کسی مکان یا گھنے جنگل یا اور پوشیدہ جگہہ میں چھپ رہتے اور کبھی کبھی اور کسی بادشاہ کے مُلک کو بھی بھاگ جاتے ہیں اور بعضے ایسے زبردست ہو جاتے ہیں کہ حاکم سے برابر لڑتے ہیں ❖ پر اِن تدبیروں میں سے کسی سے کوئی گنہگار خدا کے غضب سے بھاگ نہیں سکتا ❖ کوئی اپنے تئیں اُس سے چھپا نہیں سکتا وہ سب باتوں کو خواہ بادشاہوں کے محلوں یا فقیروں کی جھونپڑیوں میں ہوتی ہوں جانتا ہے اگرچہ اُس کی سلطنت ایسی وسیع ہے کہ اِس دُنیا کے تمام مُلک اور آفتاب و ماہتاب اور اور سب عالم اُس میں شامل ہیں تو بھی وہ ساری خلقت کے ہر ماجرے کو جانتا ہے اُس کے نزدیک کوئی جگہہ ایسی پوشیدہ نہیں جہاں کوئی گنہگار اپنے تئیں چھپا سکے اگر ممکن ہو کہ کوئی گنہگار آفتاب یا ماہتاب کو بھی اُڑ جائے تو وہاں بھی خدا کی نظر سے غایب نہ ہو سکے سُنسان غاریں گھنے جنگل اور تاریک رات مجرموں کو ڈھونڈ

حاکموں سے چھپاتی ہیں پر حق تعالیٰ سے چھپا نہیں سکتیں مجرم اندھیری رات کو بڑی بات سمجھتے ہیں لیکن جناب باری کے نزدیک رات نہیں ہوتی پر تاریکی روشنی کی طرح چمکتی ہے ✤ غرض وہ ہر کہیں حاضر ہے اور سب باتوں سے واقف ہے اور کوئی اپنے تئیں اُس سے چھپا نہیں سکتا ✤ پھر خدا قادر مطلق بھی ہے اور کوئی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا بڑے بڑے شاہنشاہ بھی اپنی زبردست فوجوں کو لیکر اُس کے عدل سے بچ نہیں سکتے جب خداوند زور و شور کے ساتھ آسمان میں اپنا گرج سُناتا ہے تو بڑے بڑے مضبوط دلوالے بھی ڈر جاتے ہیں تو پھر اُس کا مقابلہ کوئی کیا کریگا ✤ جب تک انسان تندرست و زور آور رہتا ہے تب تک شاید اپنے تئیں محفوظ سمجھے لیکن ہزاروں بیماریاں حق تعالیٰ کی حکم برداری میں موجود ہیں اور جب اُس کا حکم پاویں دم بھر میں اُسے پست کر سکتی ہیں اور اگر کوئی زندگی بھر سلامت بھی بچ جائے تو موت تو آخر کو آنیوالی ہے اُس سے کوئی نہیں بچا اور تب تو خدا کے حضور جوابدہی کے واسطے حاضر ہونا ہوگا ✤ غرض ظاہر ہے کہ انسان آپ سے ایسی کوئی راہ نکال نہیں سکتا جس سے خدا کے غضب سے بچ جائے ✤

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ اب تک گناہ کیا ہے تو کیا ہوا لیکن اگر اب گناہوں کو چھوڑ دیں اور کامل پاکیزگی اور نیکی سے زندگی بسر کریں تو آخر کو نجات ہو جائیگی ✤ لیکن ہمارے دل تو بالکل بگڑے ہوئے ہیں اور ہمیشہ بدی پر مایل رہتے ہیں اور یہہ بات ہم سے ناممکن ہے اگر کوئی مُردہ اپنے تئیں زندہ کر سکے تو شاید ہم بھی گناہ کو چھوڑ کر پاکیزگی اور نیکی کی راہ میں چل سکیں ✤ سوا اِس کے ہمیشہ خوب یاد رکھنا چاہئیے کہ خدا اپنے حکموں کی پوری فرماں برداری چاہتا ہے

ادھی فرماں برداری سے کام نہیں نکلیگا یہہ نہیں ہو سکتا کہ بعضے حکموں کو مانیں اور بعضوں
کو نہ مانیں یا کہ کسی کسی وقت سب کو بجالاویں اور کسی کسی وقت سب کو عدول کریں ضرور ہی
کہ ہر دم سب حکموں کو مانیں ✦ اگر کوئی اپنے لڑکے کو حکم کرے کہ بیٹا دو گھنٹے گھر میں کام
اور دو گھنٹے کھیت میں ✦ اور اگر بیٹا دو گھنٹے گھر میں کام کرے مگر کھیت میں کام کرنے
سے محض انکار کرے اور باپ کے اس حکم کو ذرہ بھی خاطر میں نہ لاوے تو کیا باپ ایسے لڑکے کو
فرماں بردار کہیگا اور اُس سے خوش ہوگا ✦ ہرگز نہیں ✦ اگر لڑکا باپ کے فرمان کے
موافق دونوں جگہہ بدل کام کرے تو البتہ باپ اُسے فرماں بردار کہے اور اُس سے خوش ہو ✦
اسی طرح خدا چاہتا ہی کہ ہم اُس کے ہر ایک حکم کو ہر دم بدل و جان بجالایا کریں ✦ پس ایسی
کامل فرماں برداری اب کس انسان سے ہو سکتی ہی ✦

لیکن اگر فرض بھی کر لیں کہ انسان سے یہہ ہو سکتا ہی کہ کسی وقت سے سب گناہوں
کو چھوڑ دے اور آگے کو کامل پاکیزگی اور نیکی سے زندگی بسر کرے تو بھی پچھلے گناہوں کے واسطے
جو اُس سے ہو گئے ہیں کیا جواب دیگا اور اُن کے باب میں خدا کو کیونکر راضی کریگا ✦ خدا نے
تو ذرہ سے گناہ کے واسطے بھی لعنت فرمائی ہی اور جو نہایت ہی نیک انسان ہی اُس نے بھی
خیال و کلام و فعل میں ہر دم بیشمار گناہ کئے ہیں اور یہہ گناہ بڑے بوجھ کی مانند اُسے دباتے ہیں اور
اُن کے باعث وہ جہنم کا سزاوار ہی ✦ فرض کرو کہ ایسا کوئی شخص کسی وقت سے تمام گناہ چھوڑ
دے اور آئندہ کو کامل پاکیزگی اور خدا پرستی سے زندگی بسر کرے تو پچھلے گناہوں کے واسطے
جو اُس نے برسوں سے ہر دم کئے ہیں کیا جواب دیگا ✦ اگر وہ چالیس برس کی عمر میں اپنی

چال چلن پر غور کرے اور اپنے گناہوں سے پچھتاوے اور اُنھیں چھوڑ دے اور آگے کو
خدا کی پوری فرماں برداری کرے تو بھی پچھلے گناہوں کے واسطے کیا کریگا ❊ بچپن میں
اُسے نیک و بد کی تمیز نہ تھی چنانچہ اُس وقت کے پانچ یا چھہ برس چھوڑ دو تو بھی اُسے چونتیس
برس کے گناہوں کا حساب دینا ہے ❊ ایک ہی گھنٹے بلکہ آدھی ہی گھڑی کے گناہوں کے
باعث انسان ابدی عذاب کا سزاوار ہو جاتا ہے تو پھر چونتیس برس میں تو دو لاکھ ستانوے
ہزار آٹھ سو چالیس گھنٹے ہوتے ہیں اِن کے گناہوں کے واسطے جو کہ حقیقت میں ایک نہایت
ہی بھاری بوجھ کی مانند ہیں کیا کریگا ❊ جو شخص کہ اپنے سب خیالوں اور باتوں اور
کاموں پر غور کیا کرتا ہے اُسے خوب معلوم ہوگا کہ میرے گناہ شمار سے باہر ہیں اور وہ اُن سے
گھبرا جائیگا اور اقرار کریگا کہ میں اُن کے باب میں خدا ے پاک کو ہرگز راضی نہیں کر سکتا ❊
اگر کوئی کچھہ دنوں کے لئے سو روپئے تم سے قرض لے اور جب کہ ادا کرنے کا وقت پہنچے اگر تم سے کہے
کہ مجھہ سے روپیہ ادا نہیں ہو سکتا مہربانی کر کے معاف کر دو اور میں قول کرتا ہوں کہ پھر
کبھی قرض نہ لونگا ❊ کیا تم اُس کی اِس بات سے راضی ہو جاؤ گے ❊ ہرگز نہیں ❊
بلکہ اُسے بڑا احمق کہو گے کہ ایسی بات بنا کر لایا ہے ❊ اور اگر وہ روپئیہ لینے کے بعد ہر طرح سے
تمھاری بدی کرتا رہے اور ایسی کوئی تدبیر کام میں نہ لاوے جس سے روپیہ ادا ہو تو اَور بھی
قصور وار ٹھہرے ❊ ایسا شخص معافی کے واسطے اِسی قول کے بھروسے آوے کہ میں پھر کبھی
قرض نہ لونگا پر اِس قول سے قرض کچھہ ادا نہ ہو جائے اور اُس کا بوجھہ اُس پر سے اُتر نہ جائے
اور قرض کا دینیوالا بھی کچھہ راضی نہ ہو ❊ اِسی طرح اگر کوئی انسان کسی وقت سے خدا سے

قول کرے کہ اب میں تمام گناہوں کو چھوڑتا ہوں اور آگے کو تیری پوری فرمانبرداری کرونگا تو
خدا اِس قول سے اُس کے پچھلے گناہوں کے باب میں ہرگز راضی نہ ہو ٭ یہہ مثل قرضخواہ اور
قرضدار کی خدا اور گنہگار کی نسبت سب باتوں میں ٹھیک نہیں بیٹھتی ٭ قرضخواہ چاہے
تو قرضدار کو معاف بھی کر سکتا ہے پر خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ یہہ معافی کچھ قرضدار کے اِس
قول کے باعث نہ ہوگی کہ آگے کو پھر کبھی قرض نہ لونگا قرضخواہ کو اِس قول سے کیا کام ایکدفعہ
اُسے قرض دینا سیکھہ گیا ہے اب آئندہ کو نہ دیگا اگر قرضدار پھر کسی سے قرض لیگا تو اُس کی سزا
آپ بھگتیگا قرضخواہ کو اِس سے کیا کام معاف کریگا تو ترس کھا کر معاف کریگا اور کچھہ
قول کے باعث نہیں ٭ لیکن خدا بغیر اپنی شریعت کی پوری فرمانبرداری کرائے
کسی گنہگار کو اِس طرح چھوڑ نہیں سکتا ٭ سچ ہے کہ اُس نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے کہ میں
بے نہایت رحیم و کریم ہوں اور اِس سے ہمیں بڑی تسلی اور خاطرجمعی حاصل ہو سکتی ہے پر اِس
کے ساتھہ اُس نے یہہ بھی تو فرمایا ہے کہ میرا عدل بے حد و بے پایان ہے ٭ وہ لکھوکھہا عالموں
کا حاکم ہے اور اور صفتوں کی طرح عدل بھی اُس کی ایک ضروری صفت ہے کیونکہ اگر اُس میں
عدل نہ ہو تو اُن کی عدالت کیونکر کرے ٭ یہہ عدل فرماتا ہے کہ چونکہ گنہگاروں نے خدا کے حکموں کو توڑ
دیا ہے ضرور ہے کہ یا تو وے خود یا اور کوئی اُن کے عوض اِس حکم عدولی کی سزا اُٹھا دے ٭ خدا
نے اِنسان کو پہلے ہی سے جتا دیا تھا کہ جس روز تو گناہ کریگا میرے غضب میں پڑیگا ٭ وہ
صادق القول ہے اور ضرور ہے کہ جو کہے اُسے پورا کرے ٭ خدا اِنسان کی طرح نہیں کہ اپنی
بات کو بدل ڈالے اِنسان کئی باعثوں سے اپنی بات بدل ڈالتے ہیں کبھی نادانی سے اور کبھی

بیقراری سے اور کبھی اپنے تابعداروں کی ضد اور نافرمانی سے پر خدا ان باتوں میں سے کسی سے اپنی بات نہیں بدلتا اور وہ اپنے عدل کو برقرار رکھیگا ✤ پس اُن لوگوں کو جو اپنی زندگی کے کسی وقت سے گناہوں کو چھوڑنا اور پاکیزگی کی راہ میں چلنا چاہتے ہیں ضرور ہے کہ اپنے پچھلے گناہوں کے واسطے حق تعالیٰ کو راضی کریں ✤ اِنسان تو ایک ہی گناہ کے باعث جہنم کے لایق ٹھہرتا ہے پھر اُنھیں تو لاکھوں وکروڑوں بلکہ بیشمار گناہوں کا جواب دینا ہے اُن کا یہہ قول کہ ہم اب سے آیندہ کو کوئی گناہ نہ کرینگے کچھہ کام نہ آویگا ✤ جب خدا نے اپنے حکم اِنسان کو سُنائے اور اُن کی عدولی کی سزا فرمائی تو یہہ نہیں کہا کہ اگر تم اِنھیں توڑوگے اور یہہ قول کروگے کہ اب آیندہ کو اِنھیں عدول نہ کرینگے تو میں راضی ہو جاؤنگا اور تمھیں چھوڑ دونگا ✤ پس خدا کا عدل ضرور برقرار رہیگا اور گناہوں کی سزا بیشک ہوگی ✤ اِس لئے اُنھیں جو اپنی راستبازی اور صوابوں سے بہشت کو پہنچا چاہتے ہیں ضرور ہے کہ پہلے جہنم کو جائیں اور وہاں اپنے پچھلے گناہوں کی سزا اُٹھاویں ✤ لیکن اِس کے ساتھہ یہہ بھی معلوم کیا چاہئے کہ جب وہاں ایک دفعہ پہنچے تو پھر وہاں سے نکلنا نہیں ہے جو وہاں پڑتے ہیں ہمیشہ عذاب میں رہا کرتے ہیں وہ ایسا قیدخانہ ہے کہ وہاں سے کوئی نہیں چھوٹتا ✤ یہہ سزا حکم عدولی کی خدا نے اِنسان کو پہلے سے سُنادی تھی اور چونکہ اِنسان نے گناہ کو اختیار کیا ضرور ہے کہ اُس کی سزا بھی اُٹھاوے خدا کا قانون یہی فرماتا ہے اور بدل نہیں سکتا ✤ پس یہہ بات کہ اِنسان پہلے جہنم کو جا کر اپنے پچھلے گناہوں کی سزا بھگتے اور تب وہاں سے نکلکر راستبازی اور صواب کے کام کرے اور اُن سے بہشت کو پہنچے ناممکن ہے ✤ اُس کے

جہنم میں پڑنے کے تھوڑے ہی عرصے بعد یہہ دُنیا غارت ہو جائیگی اور پھر وہ وہاں سے نکل بھی نہ سکیگا ✣

لوگ بڑھاپے میں اکثر دینداری کی ایک صورت بنا لیتے ہیں کہتے ہیں کہ اب تو بوڑھے ہوئے اب عاقبت کی تیاری کرنا مناسب ہے اور سمجھتے ہیں کہ اگر صورت سنجیدہ رکھیں اور اپنے مذہب کی دو چار رسم ماننے لگیں تو عاقبت بخیر ہوگی ✣ اسی لئے مسلمان بڑھاپے میں اکثر پانچ دفعہ نماز پڑھنے لگتے ہیں اور اگر آپ پڑھ نہیں جانتے تو اَور کسی کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں رمضان میں روزہ بھی رکھتے تسبیح کرتے اور بار بار خدا تعالیٰ و محمد کا نام لیتے ہیں یوں ہی ہندو بھی اپنے مذہب کی دو چار رسم سرگرمی سے ماننے لگتے ہیں اگر دریا نزدیک ہو تو روزمرہ اُس میں نہاتے اور بڑے تڑکے کسی شخص کا جسے اُوتار سمجھتے ہیں نام لیتے پوجا پاٹ میں شامل ہوتے اور راستی اور نیکی کا چرچا بھی کُچھ کرتے ✣ ان باتوں کے کرنے میں ہندو و مسلمان دونوں سمجھتے کہ اب ہم بہشت کی تیاری کر رہے ہیں اور ضرور وہاں پُہنچینگے ✣ پر وے بڑی بھول میں ہیں وے سمجھتے ہیں کہ ہم نیک ہیں اور صواب کے کام کر رہے ہیں اور اسی پر تکیہ کرتے ہیں لیکن نیکی اور صواب کے کام ہیں کہاں ✣ جب بوڑھے لوگ کسی شخص کا جسے پیغمبر یا اُوتار سمجھتے نام لینے لگتے ہیں یا جب کہ خدا تعالیٰ کا بھی نام لیتے اور دو چار رسم ماننے لگتے ہیں تو اِس میں کونسی نیکی اور صواب پایا جاتا ہے جس سے بہشت کو پُہنچا چاہتے ہیں ✣ اگر اِسی طرح بہشت حاصل ہو سکتی ہے تو وہاں پہنچنا نہایت ہی آسان ہے ✣ پر ایسی بات نہیں ہے جو وے کرتے ہیں اُس میں ذرہ بھی صواب پایا نہیں جاتا اور اُس سے وے ہرگز بہشت کو نہ پُہنچ

نہیں سکتے + سوا اِس کے اُن گناہوں کے واسطے کیا کرینگے جنہیں زندگی بھر کرتے رہے ہیں
اِس کا ذکر ابھی ہو چکا ہی + اور اگرچہ بقول اپنے اب بہشت کی تیاری کر رہے ہیں پر اب بھی
تو روزمرہ ہزاروں گناہ کرتے ہیں تو پھر اُن کی نیکی اور عبادت اور بہشت کی تیاری کہاں رہی +
حقیقت حال تو یہہ ہی کہ اِن میں خداپرستی کا کہیں نام و نشان بھی نہیں اب بوڑھے اور ضعیف ہو گئے ہیں
اور نفسانی مزوں اور دُنیوی کاروبار کی طاقت نہیں رہی + پس جب کُچھ کر نہیں سکتے تو
کیا کریں دینداری کا بھیس کر لیا ہی + ہر کسی پر جو اپنی عقل ذرہ بھی کام میں لاوے ظاہر ہوگا کہ
اِس میں اُن کی تعریف نہیں + جب کسی سانپ کے دانت ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ لوگوں کو کاٹ
نہیں سکتا تو کوئی اُس کے حق میں یہہ نہیں کہتا کہ یہہ سانپ بہت سیدھا ہو گیا ہی اور کسی کو نقصان
نہیں پہنچاتا اِس کی ذات بدل گئی ہی + وے لوگ جو اپنی خیالی نیکی اور دعاؤں پر تکیہ کر کے بڑھاپے
میں عاقبت کی تیاری کرنے لگتے ہیں اُس سانپ کی مانند ہیں جس کے دانت ٹوٹ گئے ہوں + اگر
اُن کے جسم میں طاقت ہوتی تو اب بھی نفسانیت اور دُنیوی فکروں میں ڈوبے رہتے اگر جوانی
میں خدا کی محبت اور عبادت کو اختیار کرتے تو البتہ بخوبی ظاہر ہوتا کہ سچے ہیں پر بُڑھاپے
میں وے یہہ ثبوت نہیں رکھتے + ضعیفی کے مارے شیطان کے کام کے نہیں رہے +
پس اُس نے نکال دیا ہی اور جب اُس کے کام کے نہیں رہے تو کہتے ہیں کہ اب ہم خدا پاس آئے
ہیں اور تُم سے نذر کرنے کو اُن کے پاس کُچھ نہیں + ایسے لوگ جو بڑھاپے میں اپنی نیکی اور دعاؤں
پر تکیہ کر کے دینداری کرنے لگتے ہیں اُس کی مانند ہیں جو کسی خوشبودار پھول کو جب تک کہ تازہ رہے
آپ سونگھے اور جب مُرجھا اور سوکھ جاے کسی حاکم کو دے جس نے اُس کے ساتھ بڑی بھلائی کی ہو +

جوانی تو شیطان کی خدمت میں کاٹی اور جب کسی کام کے نہیں رہے تو خدا پاس آئے ہیں ✣ ان باتوں سے کچھ ہماری یہہ مراد نہیں کہ وے لوگ جو بوڑھے ہو گئے ہیں خدا پاس نہ آویں ✣ برعکس اِس کے جب اُنھیں اپنے گناہوں کا بوجھہ معلوم ہوا اور یہہ بھی جانیں کہ ہم پر غضبِ الٰہی جھول رہا ہے تو اُنھیں فوراً خدا کی طرف رجوع ہونا چاہئے پر ضرور ہے کہ اُس کے پاس اُسی راہ سے آویں جو اُس نے خود مقرر کی ہے ✣ نجات کے لئے اپنی نیکی اور صوابوں پہ بھروسا رکھنا نہ چاہئے کیونکہ اُن میں کوئی بھی نیکی اور کچھہ بھی صواب پایا نہیں جاتا چنانچہ اِس بات کا ابھی ذکر کرتے رہے ہیں ✣ روزہ نماز پوجا پاٹ نہانے دھونے نیکی اور دینداری کے چرچا کرنے اور کسی شخص کے جیسے وے پیغمبر یا اُوتار سمجھتے نام لینے بلکہ خدا تعالیٰ کے بھی صرف نام لینے سے نجات نہیں ہوگی ✣ اِن میں کچھہ بھی صواب نہیں جیسا کہ لوگ صواب کے معنے سمجھتے ہیں یعنے اِن کے باعث کوئی بہشت کا دعویٰ نہیں کر سکتا ✣ گنہگاروں کو چاہئے کہ جب خدا کے پاس آویں تو صرف اُس کے رحم و کرم پہ بھروسا رکھکر آویں ✣ جس کی نجات ہوگی فقط اُس کے رحم و کرم سے ہوگی اور کچھہ نیکی اور صواب کے باعث نہیں انسان سے آپ سے آپ کچھہ نیکی اور صواب ہو نہیں سکتا ✣ تو بھی خدا کے فضل کے لئے دعا مانگ کے ویسے نیک کام جو اُس نے فرمائے ہیں ہمیشہ کرنے ہونگے ✣ خدا کے رحم اور اُس راہ کا بیان جو اُس نے انسان کی نجات کے واسطے مقرر کی ہے آگے ہوگا ✣

بعضے لوگ کہتے ہیں کہ اگرچہ ہم نے بیشمار گناہ کئے ہیں تو بھی اگر اُن سے توبہ کریں تو معاف ہو جائینگے چنانچہ ہزاروں نجات کے لئے توبہ ہی پہ بھروسا رکھتے ہیں پر یہہ بھی بڑی غلطی ہے

معلوم کیا چاہئیے کہ توبہ کرنا بہت واجب ہے جب کوئی اپنے گناہوں سے واقف ہوتا اور پچھتاتا ہے کہ میں نے اپنے خالق خدا ے پاک کو بیزار کیا ہے اور اُس کے لئے پچھتاتا ہے تو بہت اچھا کرتا ہے ✦ توبہ کرنا ہر گنہگار پر فرض ہے اور جو نجات کے خواہان ہیں اُن کے لئے یہہ بہت ضرور ہے پر خوب یاد رکھنا چاہئیے کہ توبہ سے کسی کی نجات نہیں ہو جائیگی اِس کے باعث کچھہ نجات اور مغفرت حاصل ہو ہی نہیں سکتی اُس سے خدا کے وے حکم جو ہم زندگی بھر عدول کرتے رہے ہیں اور اب بھی عدول کرتے ہیں پورے نہیں ہو سکتے ✦ توبہ گناہ کے پچھتاوے کو کہتے ہیں اور اِس پچھتاوے سے خالق کی عبادت اور اِطاعت کا وہ فرض جو ہم پر ہے ادا نہیں ہو سکتا ہم پر نہایت فرض تھا کہ ہر دم اُس سے محبت رکھتے اور اُس کی خدمت میں حاضر رہتے لیکن ہم نے کبھی یہہ فرض ادا نہیں کئے پر برعکس اِس کے ہمیشہ اُس کے مخالف رہے ہیں ✦ پس ہمارے اوپر یہہ بڑا قرض ہے اور پچھتاوے سے وہ ہرگز ادا نہیں ہو سکتا ✦ جب خدا نے اِنسان کو پیدا کیا اور اُسے اپنے حکم فرمائے تو یہہ نہیں کہا کہ اگر اِنھیں عدول کروگے اور پھر توبہ کروگے تو میں تمھیں معاف کرونگا نہیں بلکہ یہہ صاف صاف فرمایا کہ جس روز اِنھیں عدول کروگے میرے غضب میں پڑوگے اور بڑے عذاب کے سزاوار ہوگے ✦ پس جو خدا نے فرمایا ہے وہی کریگا اور اپنے عدل کو بحال رکھیگا تو پھر نجات اور معافی کے لئے لوگ توبہ پر کیونکر تکیہ کر سکتے ہیں ✦ اگر کوئی تم سے سو روپیہ قرض لیوے اور تھوڑے دن بعد آکر کہے کہ میں اِس قرض کو ادا تو نہیں کرونگا پر اِس کے باعث پچھتاتا ہوں سو مہربانی کرکے معاف کر دو تو کیا اِس عذر سے تم راضی ہو جاؤگے بلکہ کیا اُس شخص کو ایسی بات کے لئے دیوانہ نہ کہوگے ✦ کوئی قرض خواہ ایسے عذر سے راضی نہ ہوگا اور کوئی قرضدار بھی ایسا دیوانہ نہ ہوگا

کو ایسی بات پیش کرے اور اسی پر قرض کی معافی کا بھروسا رکھے + یہاں قرضدار کے مقدور کا ذکر نہیں کرتے پر صرف اُس کے پچھتاوے کا جس کے باعث وہ معافی کا بھروسا رکھے + کوئی قرض خواہ قرضدار کے پچھتاوے سے راضی نہ ہوگا پر نقد کے عوض نقد مانگیگا اسی طرح خدا اُس قرض کے بدلے جو ہم پر ہے توبہ منظور نہ کریگا + قرض خواہ تو قرضدار کو معاف بھی کر سکتا ہے پر خدا اپنے عدل کے باعث بغیر اپنے حکموں کو پورا کروائے کسی گنہگار کو چھوڑ نہیں سکتا اُس نے ہمیں اپنی حمد و ثنا کے لئے پیدا کیا ہے اور ہماری پرورش و حفاظت کرتا ہے اس مہربانی کے عوض ہم پر اُس کی محبت و عبادت واجب ہے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا اور اب پچھتاوے سے یہ قرض ادا نہیں ہو سکتا + ہر گنہگار کو جو گناہوں کو چھوڑنا اور خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہتا ہے توبہ کرنا بہت ضرور ہے اُسے چاہئے کہ جو بدی و گناہ کئے ہیں اُن کے لئے بدل و جان پچھتاوے + جب انسان گنہگار ہو گیا تو خدا نے اُسے توبہ کا حکم کیا پر یہ نہیں کہا کہ توبہ سے میرے حکم جو تم نے عدول کئے ہیں پورے ہو جائینگے اور تم بہشت کو پہنچ جاؤ گے + جب کوئی کچھ قصور کرتا ہے بہت واجب ہے کہ اُس قصور کے واسطے پچھتاوے پر اس پچھتانے کے باعث وہ کسی بات کا دعوی نہیں کر سکتا + غرض وے لوگ جو نجات کے لئے توبہ پر بھروسا رکھتے ہیں بڑی بھول میں ہیں + جب کوئی مجرم حاکم کے سامھنے لایا جاتا ہے اور وہ اُس پر سزا کا حکم کرتا ہے تو مجرم اپنے کئے سے پچھتاتا ہے پر کیا حاکم اس پچھتاوے کے باعث اُسے چھوڑ دیتا ہے + ہرگز نہیں + اگر اس باعث مجرموں کو چھوڑ دیا کرے تو اُس کا عدل کہاں رہے + خدا کا

عدل بے پایان ہی اور وہ گنہگاروں کو بے سزا چھوڑ نہیں سکتا ضرور ہی کہ یہہ سزا یا تو گنہگار خود اُٹھاویں یا اَور کوئی اُن کے عوض اُٹھاوے ✦

چنانچہ ظاہر ہی کہ اگر ممکن بھی ہو کہ کوئی اِنسان کسی وقت سے تمام گناہوں کو چھوڑ دے اور آیندہ کو کامل پاکیزگی اور نیکی سے چلے تو بھی پچھلے گناہوں کے باب میں خدا کو کسی طرح راضی نہیں کر سکتا ✦ نہ یہہ قول کہ میں آیندہ کو پوری فرماں برداری کرونگا اور نہ توبہ اُس کے کچھ کام آتا ہی وہ کسی صورت سے خدا کے غضب سے چھوٹ نہیں سکتا ✦

پر یہہ محض ناممکن ہی کہ کوئی اِنسان کسی وقت سے تمام گناہوں کو چھوڑ دے اور آیندہ کو کامل نیکی اور پاکیزگی سے چلے ✦ اِنسان کا دل اب ایسا بالکل بگڑا ہوا ہی کہ اُس سے از خود کوئی بھی نیک کام و نیک بات و نیک خیال ہو نہیں سکتا ✦ جب کہ دل ایسا بالکل بگڑا ہوا ہی تو اُس سے کوئی نیک بات کیونکر ہو سکتی ہی ✦ اِنسان کا دل مثل بیج کے درخت کے ہی سب کوئی جانتا ہی کہ اِس درخت کی جڑ و چھال و ڈالیاں و پتّے اور سب کچھ کڑوا ہی ہوتا ہی اُسے کوئی دودھ و شربت سے کتنا ہی سینچے اُس میں ہرگز آنب یا انگور یا اَور میٹھا میوہ نہ لگیگا صرف قادر مطلق ہی اُس کی ذات کو بدل سکتا ہی اور جب تک اُس کی ذات نہ بدلی جائے تب تک اُس میں سب کچھ کڑوا ہی رہیگا ✦ اِسی طرح اِنسان کا دل بالکل بگڑا اور خراب ہی اور جو اُس سے ہوتا ہی گناہ سے خالی نہیں ہی ✦ دل سب اعمال کی جڑ ہی اور جب جڑ ہی بگڑی ہی تو اعمال تو آپ ہی خراب ہونگے ✦ خوب معلوم کیا اور یاد رکھا چاہئے کہ جب تک اِنسان گنہگار حالت یعنے خدا کی فراموشی میں رہتا ہی اور جناب

ا فضل اُس کے دل کو تبدیل نہیں کرتا تب تک اُس سے ذرہ بھی نیکی نہیں ہوسکتی یہہ
ناممکن ہے + کیا تم نے کسی نیب میں ایک آنب بھی لگتے دیکھا ہے + ہرگز نہیں +
اِس کا باعث کیا ہے + یہی کہ یہہ بات اُس کی ذات سے ناممکن ہے + یوں ہی
اُن کے بگڑے دل سے ایک بھی نیک اور پاک کام نہیں ہوسکتا + اِس مقدمہ میں ایک
ل سنو + کہیں کہیں کھاری پانی کے کوئیں بھی ہوتے ہیں اور لوگ اُن کا پانی
پیتے اُن کے پانی کے کھاری ہونے کا سبب کیا ہے + یہی کہ سوت جہاں سے کوئے
پانی آتا ہے کھاری ہے + کیا کوئی کوئے کے کھاری پانی کو میٹھا کرسکتا ہے + نہیں
لہ اُس کے سوت کو کوئی بدل نہیں سکتا سوت ہی تو خاص بات ہے اور جب تک وہی
رہ جائیگا پانی آپ کھاری رہیگا چاہے ہزاروں من چینی کوئے میں ڈالو تو بھی کچھ فایدہ نہیں
ے کا پانی تو بھی کھاری ہی نکلیگا + کوئے کے پانی کے میٹھے کرنے کے لئے ضرور ہے کہ سوت
جائے اور جب تک وہی نہ بدلا جائے تب تک کوئے کا پانی ہرگز میٹھا نہ ہوگا + چنانچہ
ان کا دل مانند کھاری پانی کے سوت کے ہے اور اُس سے کوئی نیک اور پاک کام نہیں
سکتا + لوگوں کے بعضے کام مثلاً فایدہ عام کے لئے پکّے کوؤں اور دھرم سالوں کا بنوانا
خیرات دینا پیاسوں کو پانی پلوانا وغیرہ بہت نیک اور پاک شمار کئے جاتے ہیں + اگر صرف
ن کاموں کو دیکھئے تو البتہ کام بہت اچھے ہیں لیکن چونکہ درست مقصد سے نہیں ہوتے خدا کو منظو-
ر نہیں ہیں + لوگ اُنھیں اِس لئے کرتے ہیں کہ یا تو ناموری حاصل کریں یا بہشت کے واسطے
نیک دھرم پیدا کریں یعنے خودغرضی سے کرتے ہیں + ناموری اور نجات کے لئے اپنے کاموں

پر بھروسا رکھتے ہیں چنانچہ یہہ مقصد درست نہیں ہیں اور اِسی باعث خدا اُنھیں منظور نہیں کرتا ✤ اُس نے فرمایا ہی کہ جو کرو میری ہی حمد و ثنا کے لئے کرو اور جو بات اِس مطلب سے نہیں ہوتی نادرست ہی اور خدا کے یہاں قبول نہیں ہوتی ✤

غرض صرف قادرِ مطلق اِنسان کے دل کو بدل سکتا ہی ✤ جیسا کہ کوئی نیب کی ذات کو بدلکر اُس میں آنب نہیں پیدا کر سکتا اور کھاری پانی کے سوتے کو بدلکر اُسے میٹھا نہیں کر سکتا یوں ہی سوا خدا کے کسی میں یہہ قدرت نہیں کہ اِنسان کے دل کو بدلے اور اُس سے کوئی نیک اور پاک کام کراوے ✤ خدا سے دور ہو جانے کے باعث سب اِنسان روحانی طور پر مردہ ہو گئے ہیں ✤ اگرچہ ہمارا جسمانی دم چلتا ہی اور ہمارے بدن بھی اِدھر اُدھر چلتے پھرتے ہیں تو بھی ہماری روحیں مردہ ہیں ✤ اُن کا گناہ میں ڈوبا رہنا ہی اُن کی موت ہی اور اِس روحانی موت کی تاثیر بدن پر بھی آتی ہی ✤ کیونکہ تھوڑے دن میں وہ بھی مرجاتا اور مٹی میں مل جاتا ہی ✤ کیا کوئی مُردہ اپنے تئیں زندہ کر سکتا ہی کیا تم نے کبھی کسی مُردہ کو جب کہ لوگ اُسے دفنانے یا پھونکنے کو لئے جاتے تھے اپنے تئیں زندہ کرتے دیکھا ہی ✤ ہرگز نہیں ✤ ایسی بات کبھی سُننے میں نہیں آئی اور اِنسان سے یہہ ناممکن ہی ✤ چنانچہ جیسا کوئی جسمانی مُردہ اپنے تئیں جلا نہیں سکتا ویسا ہی کوئی روحانی مُردہ بھی اپنے تئیں زندہ نہیں کر سکتا یعنے کوئی اپنے دل کو پاک نہیں کر سکتا ✤

سب اِنسانوں کے دل گواہی دیتے ہیں کہ ہم گنہگار ہیں اور سب یہہ بھی جانتے ہیں کہ گناہ کا انجام غضبِ الٰہی ہی ✤ اِسی واسطے اُنھوں نے اپنی سمجھ کے موافق بہت راہیں اور تدبیریں نکالی ہیں

کہ اُن سے گناہ دفع ہوں اور وے اُن کے انجام سے بچیں ۔ چنانچہ کوئی ہزار مشکل و خطرہ والے دور دست سے دور دور تیرتھ کو جاتے کوئی آزردہ یا نہ ہو جاتے کوئی اپنے تئیں الٹا لٹکاتے کوئی آگ کے دایروں کے درمیان بیٹھکر اپنے تئیں تکلیف دیتے کوئی اپنے تئیں دریاؤں میں ڈوبا دیتے کوئی جگن ناتھ کے رتھ تلے دب مرتے کوئی بہت خیرات کرتے کوئی جنگلوں میں جا بیٹھتے اور لاکھوں لوگ دریاؤں میں جنھیں پاک سمجھتے نہاتے ہیں اور ہزاروں اور ایسی تدبیریں لوگوں نے نکالی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان سے پچھلے گناہ بھی دفع ہو جاینگے اور ابدی سعادت کے واسطے آگے کو دل بھی پاک ہوگا ۔ پر ان میں سے کسی سے ہرگز یہہ مقصد پورے نہ ہونگے ۔

غرض تیرتھ کی جگہوں میں ہزاروں لاکھوں مرد و عورت جمع ہوتے ہیں ۔ یہاں لوگ گناہوں سے چھوٹنے آتے ہیں پر سچ پوچھو تو یہیں گناہ خوب کثرت سے ہوتے ہیں ۔ بد عورتیں یہاں اور بھی بدچالی پہ مستعد رہتی ہیں ۔ کیونکہ اُن کے گھر کے لوگ اُنھیں ہر وقت دیکھ نہیں سکتے اور بہت عورتیں جو گھر سے نیک بھی چلی تھیں اِتنے مردوں کے درمیان امتحان میں پڑکر خراب ہو جاتی ہیں اور اکثر بیگانے مردوں کے ساتھ بھاگ بھی جاتی ہیں ۔ اِن میں سے بہت شاید گھر سے نیک نیت اور اچھے ارادے سے چلی ہونگی کہ وہاں گناہ دفع ہو جاینگے پر یہاں آکر پاک دامنی بھی کھو چلیں جو عورت کے حق میں ایسا بیش قیمت جوہر ہے کہ ایک دفعہ گم ہوا پھر ہرگز مل نہیں سکتا گناہ چھوڑانے کے لئے تیرتھ کرنے آئی تھیں پر ایک اور بھاری گناہ لا دلے چلیں ۔ یہاں لچے شہدے بھی اپنے مقصد خوب پورے کرتے ہیں اور بہت لوگ اور بھی جو نیک ارادے کے ساتھ گھر سے نکلے تھے اُسی گناہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں ۔ یہاں چوروں کا بازار بھی

خوب گرم ہوتا ہی اور اور بھی بہت لوگ جو بھلمنسی کے ساتھ گھر سے چلے تھے چور ہو کر لوٹتے ہیں گناہوں کا بوجھ اُتارنے آئے تھے پر یہاں سے اِس بوجھ کو اَور بھی بھاری کر کے چلے یہاں لڑکے بھی گم ہوتے بلکہ چوری بھی ہو جاتے ہیں ماباپ سعادت حاصل کرنے آئے تھے پر رنج کے ساتھ گھر کو لوٹتے ہیں ÷ یہاں سب طرح کے سوداگر اور تاجر بھی زیادہ فریب کرتے اور اپنے گناہوں کا بوجھ اور بھی بھاری کرتے ہیں سوا اِن کے اَور ہزاروں گناہ یہاں ہوتے ہیں کہاں تک بیان کریں ÷ جتنے گناہ کہ بڑے اور آباد شہروں میں ہوتے ہیں اُس سے کئی مرتبہ زیادہ تیرتھوں میں ہوتے جہاں کہ لاکھوں اِنسان جمع ہوتے ہیں تو پھر تیرتھوں سے دل کیسے پاک ہوتا ہی ÷ پاک ہونا تو درکنار رہا اَور بھی گناہ لدتا ہی ÷ اُن لوگوں کی چال چلن سے جو تیرتھ کو جاتے ہیں ذرہ بھی تو ظاہر و ثابت نہیں ہوتا کہ اُن کے دل بدل کے نیک اور پاک ہو گئے ہیں ÷ ہر شخص جو کہ انصاف سے غور کریگا اور دیکھیگا یہی کہیگا کہ تیرتھ سے دل پاک صاف نہیں ہوتا اور چونکہ پاک صاف نہیں ہوتا اِسلئے ظاہر ہی کہ اُس سے گناہ بھی نہیں رفع ہوتے ÷ اگر چال چلن کے بدل جانے سے ثابت ہوتا کہ دل پاک ہو گیا ہی تو اِس اُمید کی جگہ بھی ہوتی ÷ کہ ہاں گناہ بھی رفع ہو گئے ہونگے پر تیرتھ سے تو نہ یہی ہوتا ہی نہ وہی ÷

چودھواں باب

اِس مضمون کا بیان کہ اِنسان مغفرت و خلاصی اور خدا کی دستگیری کا حاجتمند ہی چلا جاتا ہی غرض اپنے جسم کو کسی طرح ایذا دینے سے بھی دل کی پاکیزگی حاصل نہیں ہو سکتی ÷

اپنے تئیں اُلٹا لٹکانا آگ کے درمیان بیٹھنا جنگلوں میں رہنا ہاتھ کو سُکھا دینا سیکڑوں
کوس گھٹنوں کے بل زمین ناپکر چلنا اور اَور طرح سے اپنے تئیں اذیت دینا ہرگز دل کو پاک نہیں
کرسکتا ✤ وے لوگ جو ایسا کیا کرتے ہیں اکثر کسی طرح کے فقیر ہوتے ہیں اور اِس بات کی کہ
اِن اذیتوں سے اُن کے دل نہیں بدلتے اور پاک صاف نہیں ہوتے ایک نہایت قوی دلیل
یہہ ہی کہ وے بڑے مغرور ہوا کرتے ہیں ✤ وے اپنے تئیں بہت بڑا جانتے اور سمجھتے ہیں کہ
ہم ایک نہایت عجیب بات کر رہے ہیں اور بہت پاک اور نیک ہیں اور اَور لوگوں کو جو اِس
دُنیا کے کاروبار میں مشغول ہیں بڑا حقیر جانتے ہیں اگر کوئی بغیر اُنھیں سجدہ کئے اِن سے بولے تو
اچھی طرح جواب بھی نہیں دیتے بلکہ اکثر بالکل بولتے ہی نہیں ✤ کیا اِسی کو نیکی اور پاکیزگی
کہتے ہیں ✤ سچ تو یوں ہی کہ یہہ فقیر اور اَور لوگ جو اُنھیں نیک اور پاک سمجھتے ہیں حقیقی نیکی
اور پاکیزگی کی کیفیت نہیں جانتے ✤ غرور بہت ہی بڑا گناہ ہی خدا اُس سے بڑی نفرت
رکھتا ہی اور مغروروں سے بہت بیزار رہتا ہی ✤ اُس کے پاک کلام میں لکھا ہی کہ وہ مغروروں
کو کبھی اپنے نزدیک آنے نہیں دیتا اور اُن کی دعاؤں کو نہیں سُنتا ✤ شیطان جو کہ شروع
میں بڑا فرشتہ تھا غرور ہی کے باعث بہشت سے راندہ گیا اور اپنے اوپر بے نہایت عذاب لایا
تو فقیروں کو جو کہ غرور سے ایسے پھولے رہتے ہیں ہم کیونکر پاک کہہ سکیں ✤ جب فضلِ الٰہی سے
کسی گنہگار کا دل بدل جاتا ہی تو حلم و فروتنی اُس میں ایک خاص بات ہوتی ہی ✤ وہ اپنے
تئیں خوب پست رکھتا ہی کیونکہ جانتا ہی کہ مجھہ میں کچھہ بھی فخر کا باعث نہیں ہی خدا کی
پاکیزگی بے نہایت ہی اور اُس کی بزرگی اور شان بھی بے پایان ہی پر آپ کمبخت بلکہ گنہگار

ہے تو پھر خدا کے حضور کیا غرور کرے ❖ اگر کوئی بیکس بھوکھا فقیر گندے چیتھڑے پہنے
ہوئے بادشاہی دربار میں پہنچایا جاوے تو وہاں کی شان وشوکت کی نسبت اُس میں غرور
وفخر کی کونسی جگہہ رہے ❖ اِسی طرح بیکس لاچار گنہگاروں کو خدا ے پاک کے حضور غرور کی
کونسی وجہہ ہے ❖ غرض اُن لوگوں کے دل جو طرح طرح سے اپنے جسم کو ایذا دیتے ہیں ناپاک
ہیں نہ کبھی اِن تدبیروں سے پاک ہوسکتے ہیں ❖ سوا اُن کے غرور کے اِس باب میں اَور بھی
دلیلیں لاسکتے ہیں پر کچھ ضرور نہیں ❖

پھر بہت لوگ خیرات پر بھروسا رکھتے ہیں اور خیرات اِس اُمید سے دیتے
ہیں کہ اُس سے پچھلے گناہ مٹ جائینگے دل پاک ہوگا اور آگے کو بہشت کے واسطے راہ کھلیگی
پر اِس پر بھی بھروسا رکھنا بڑی بھول ہے ❖ معلوم کیا چاہئے کہ خیرات دینا بہت اچھی
بات ہے اور جو لوگ کہ اپنی ناموری کے لئے نہیں پر صرف مفلسوں کی احتیاج کے رفع کے لئے یا
خوشی خیرات کرتے ہیں خدا کے حکم کے بموجب کرتے ہیں اور اِس سے ایک فرض ادا ہوتا ہے پر کسی
طرح کا حق پیدا نہیں ہوتا ❖ جب کوئی کسی کو خیرات دیتا ہے تو اُسی میں سے دیتا ہے جو خدا نے
اُس کے سپرد کیا ہے انسان کے پاس اپنا کچھ نہیں سب خالق ہی کا ہے ❖ پس جب کہ
سب خدا ہی کا ہے اور انسان کا کچھ نہیں تو خیرات دینے سے کونسا حق پیدا ہوسکتا ہے
کہ اُس سے پچھلے گناہ مٹیں اور آیندہ کو نیکی سے چلنے کو دل پاک ہو ❖ لوگوں کو تو ویسے
بھی خیرات دینا فرض ہے اور اگر نہ دینگے تو سزا اُٹھاوینگے ❖ جب کوئی امیر اپنے دیوان کو
حکم کرتا ہے کہ فلانے فقیر کو کچھ دے اور وہ دیتا ہے تو کیا لوگ اِس بات کے لئے دیوان کی تعریف

کرتے ہیں + ہرگز نہیں + کیونکہ جانتے ہیں کہ اُس نے کچھ اپنا نہیں دیا پر اپنے مالک کا اور مالک
کے حکم سے + بلکہ اگر مالک کے حکم سے باخوشی نہ دے تو لوگ اُسے بُرا بھی کہتے ہیں چنانچہ مثل مشہور
ہے کہ داتا دے بھنڈاری کا پیٹ پھوٹے + سب لوگ جو کچھ بھی خیرات دے سکتے ہیں
اور خاصکر دولتوالے حق تعالیٰ کے دیوان ہیں اور اُنھیں حکم ہے کہ مفلسوں کی مدد کریں اور جب
وے اپنی ناموری اور سعادت کے دعوے کے لئے نہیں پر صرف مفلسوں کی بہتری اور اُن کی
احتیاج کے رفع کے لیے خیرات دیتے ہیں تو ایک فرض ادا کرتے ہیں + لیکن جب ناموری یا
گناہوں کی معافی اور دل کی پاکیزگی اور بہشت کی اُمید سے خیرات کرتے ہیں تو واجب مقصد سے
نہیں کرتے اور خدا ایسی خیرات کو منظور نہیں کرتا + خدا نے ہرگز نہیں فرمایا کہ خیرات سے ان
باتوں کی اُمید رکھو اور وے لوگ جو اسی مطلب سے خیرات کرتے ہیں بڑی بھول میں ہیں +
اُس سے نہ پچھلے گناہ مٹ سکتے ہیں نہ آگے کو کچھ حق پیدا ہوتا ہے اور نہ دل پاک ہو سکتا ہے +
سو اِن کے نہانے دھونے پوجا پاٹ و قربانیوں اور روزے نماز سے بھی دل پاک نہیں ہوتا
روزہ نماز اگر واجب طور پر کیجیے تو بہت اچھی بات ہے پر یہہ بھی از خود دل کو پاک نہیں کر سکتے +
اگر وے لوگ جو اِن میں بہت مشغول رہتے ہیں گناہ سے باز رہتے تو معلوم ہوتا کہ ہاں اِن سے اُن
کا دل پاک ہو گیا ہے پر ایسی بات تو دیکھنے میں نہیں آتی + چنانچہ ظاہر ہے کہ اِن سے دل کی پاکیزگی
حاصل نہیں ہو سکتی + نیب کے درخت کو جب کہ چھوٹا بھی ہو کتنا ہی دودھ و شربت سے
سینچیے اُس کی ذات ہرگز نہ بدلیگی اور کڑواہٹ نہ جائیگی اگر ذات بدل جائے تو البتہ کڑواہٹ بھی
چلی جائے + چنانچہ یہی نسبت انسان کے دل اور اُس کی چال چلن کے درمیان پائی

جاتی ہے * گناہ کی ذات مانند کوڑھ کے ہے کوڑھ کسی انسانی حکمت سے دفع نہیں ہو سکتا اسی طرح گناہ بھی کسی انسانی حکمت سے دور نہیں ہو سکتا * کوئی انسان چاہے سارے جہان کا مالک بھی ہو اور گناہ سے چھوٹنے کے واسطے دُنیا کی تمام دولت خرچ کرے تو بھی گناہ اور اُس کا انجام اُس سے نہ چھوٹیگا * اگر کوئی کوڑھی تمام دُنیا کا مالک ہو اور کوڑھ کے رفع کے واسطے جہان بھر کی دولت صرف کرے تو بھی اُس سے نہ بچیگا یہی حال گناہ کے باعث گنہگار کا ہے *

غرض انسان اپنے تئیں پاک نہیں کر سکتا یہی ان سب باتوں کا خلاصہ ہے جو ابھی ہم کہتے رہے ہیں * اور چونکہ پاک نہیں ہو سکتا اپنے تئیں غضب الٰہی اور جہنم سے بچا بھی نہیں سکتا * جو تدبیر چاہے سو کرے گناہ اُس سے ہرگز نہ چھوٹیگا اور آخر کو اُسے ابدی عذاب میں پہنچاویگا * خدا اپنے حکموں کی کامل اور پوری اطاعت اور فرمانبرداری چاہتا ہے اور یہہ انسان سے ہو نہیں سکتا * وہ نہ اپنے پچھلے گناہوں کے باب میں خدا کو کسی طرح راضی کر سکتا ہے نہ آیندہ کو کامل پاکیزگی اور فرمانبرداری سے چل سکتا ہے * بہشت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے یہہ دونوں باتیں نہایت ضرور ہیں پر اُس سے کوئی بھی نہیں ہو سکتی * پس وہ بالکل بیکس و کمبخت ہے *

انسانوں کے گناہ کی سزا ایسی زیادہ ہے کہ اُن سے عالی درجہ کے مخلوق بھی اُن کی نجات نہیں کر سکتے * اگرچہ فرشتے پاک ہیں اور خدا نے اُنھیں بڑی طاقت دی ہے تو بھی اگر تمام فرشتے چاہیں کہ ملکر ایک گنہگار کو بھی بچاویں تو بچا نہ سکیں * انسان کی طرح وے بھی خدا کے مخلوق ہیں اور اُن پر بھی فرض ہے کہ ہر دم اُس کی محبت اور عبادت و اطاعت میں مشغول

رہیں یا اِن فرضوں کو ایک دم کے واسطے بھی موقوف کرنے کی اجازت نہیں ہی اور اگر ایک دم بھی موقوف کریں تو گنہگار ہو جائیں اور سزا کے لایق ٹھہریں * چنانچہ اگر فرشتے انسانوں پر ترس کھائیں اور اِن کے عوض ابدی عذاب اُٹھایا چاہیں اور ایک ایک فرشتہ ایک ایک گنہگار کے بدلے دُکھ اُٹھانا شروع کرے تو جس دم خالق کی عبادت و اطاعت موقوف کریں اور دُکھ اُٹھانے لگیں اُسی دم گنہگار ہو جائیں اور اپنے گناہ کے باعث ابدی عذاب کے سزاوار ہوں نہ انسان کی سزا نہ اُٹھا سکیں پر اپنی سزا اُٹھانا پڑے * اگر کوئی حاکم اپنے دو تابعداروں کو ایک مہینے بھر کے لیے کوئی ایسا نہایت سخت کام بتلاوے کہ اُس سے اُنھیں ذرہ بھی فرصت نہ ملے اور اُس کے انجام کے قصور کے لئے قید بطور سزا مقرر کرے * اگر اِن میں سے ایک اُس کام پر جو مقرر ہی پورا نہ کرے دوسرا دو چار روز کرکے غفلت کرنے لگے اور حاکم اُسی وقت اُس کی قید کا حکم کرے تو کیا دوسرا شخص اُس کی عوض سزا اُٹھا سکتا ہی * ہرگز نہیں * کیونکہ اگر وہ اُس کی عوض قید ہو نے جائے تو خود اُسی کا کام بند ہو جائے اور اُسے اپنے ہی لئے سزا اُٹھانا پڑے * یہہ مثل اُس علاقہ کی نسبت جو خالق و مخلوق کے درمیان پایا جاتا ہی ہر بات میں ٹھیک نہیں بیٹھتی پر اِس سے کچھ کچھ معلوم ہو سکتا ہی کہ فرشتے ہرچند کہ وے چاہیں بھی انسان کی سزا اپنے اوپر اُٹھا نہیں سکتے * کیونکہ وے بھی تو خدا کے مخلوق ہیں اور اُس کی محبت و عبادت اور اطاعت اُن پر بھی فرض ہی اور اِن فرضوں کو ایک دم بھر کے لئے بھی موقوف نہیں کر سکتے *

غرض نہ انسان اپنے تئیں بچا سکتا ہی نہ فرشتے اُس کی نجات کر سکتے ہیں اُس کا حال

بہت ہی بُرا ہے اور اگر اسی حالت میں رہیگا تو عذاب ابدی میں پڑیگا ✣ پس وہ مغفرت کا محتاج
ہے اُس کی نجات کے واسطے ایک بات یہہ ضرور ہے کہ خدا اُس کے گناہ بخش دے اور اُس پر وہ
عذاب نہ پہنچاوے جس کا وہ سزاوار ہے ✣ معلوم کیا چاہئے کہ مغفرت کے یہہ معنے نہیں کہ خدا
بغیر اپنے حکموں کو پورا کروائے گنہگاروں کو چھوڑ دے ابھی تک تو یہی ذکر کرتے رہے ہیں کہ خدا بغیر
اپنے حکموں کو پورا کروائے گنہگاروں کو چھوڑ نہیں سکتا ✣ مغفرت میں یہہ بات شامل ہے کہ
خدا اپنی حکمت بے پایان سے ایسی کوئی راہ نکال سکتا ہے جس سے اُس کے حکم پورے ہوں اور
گنہگار بھی بچیں ✣ حق تعالیٰ رحیم بھی ہے اور وہ رحم و عدل دونوں کو برقرار رکھا چاہتا
ہے اور وہ اپنی حکمتِ بے پایان سے ایسی کوئی راہ نکال سکتا ہے جس سے دونوں بحال رہیں
یعنے گناہوں کی سزا ہو اور گنہگاروں کی معافی بھی ہو ✣ پس جب کہ معافی کا ذکر ہوتا ہے چاہئے کہ
اِس بات کو خوب یاد رکھیں ✣

پس انسان اپنے گناہوں کے باعث بڑی بُری حالت میں ہے اور چونکہ اپنی نجات کے لئے
کچھ نہیں کر سکتا وہ تمام گناہوں کی معافی کا جو اُس نے اِس جہان میں خیال و کلام و فعل میں کئے
ہیں حاجتمند ہے ✣ انسان بذاتہٖ بہت مغرور ہے اپنے تئیں بڑا جانتا اور سمجھتا ہے کہ میں اپنے
لئے بہت کچھ کر سکتا ہوں ✣ پر وہ اپنے گناہوں کے باعث حقیقت میں نہایت ہی پوچ و حقیر
اور کمبخت و بیکس ہے اور اگر وہ نجات اور سعادت حاصل کیا چاہے تو اُسے ضرور ہے کہ تمام غرور
چھوڑ دے اور منت و زاری اور نہایت عاجزی سے اپنا سارا بھروسا خدا ہی کے رحم و کرم پر
رکھے اور اپنے گناہ پہچانکر اور اُن سے توبہ کر کے دان نجات معافی کے واسطے اُس سے دعا مانگے اپنے

تئیں بڑا نہ جانے اور یہہ نہ کہے کہ البتہ خدا تو مجھے معاف کریگا پر میں بھی اپنی نجات کے واسطے کچھہ کر سکتا ہوں اپنی کسی بات پر بھروسا نہ رکھے کیونکہ اُس سے کچھہ بھی نیکی نہیں ہو سکتی ❖ جب کوئی بڑا مجرم پادشاہ کے حضور پکڑا آتا ہی اور اُس پر قتل کا حکم ہوتا ہی تو مجرم معافی کی کوئی صورت دیکھکر پادشاہ کے سامھنے مغرور نہیں ہوتا اور کسی بات کا فخر نہیں کرتا پر مقدور بھر اپنے تئیں اُس کے حضور عاجز بناتا ہی اِسی طرح اِنسان کو چاہئیے کہ حق تعالیٰ کے حضور اپنے تئیں پست کرے اور ہمیشہ بدل و جان مغفرت کے واسطے دعا مانگے سوا خدا کے رحم و کرم کے اُس کے واسطے اُمید کی اور کوئی جگہہ نہیں ہی سعادت اور نیکبختی صرف اِسی طرح حاصل ہو سکتی ہی ❖ اِس کا مفصل بیان آگے ہوگا ❖

لیکن سوا مغفرت کے یہہ بھی نہایت ضرور ہی کہ ہم سے گناہ کی عادت چھُڑائی جاوے کیونکہ بغیر اِس کے مغفرت سے کچھہ فایدہ نہ ہوگا ❖ ہم اِس دُنیا میں گناہ آلودہ طبیعت لیکر پیدا ہوتے ہیں اور یہہ گناہ آلودہ طبیعت ہمارے ماباپ سے ہم میں آئی ہی کیونکہ جیسا پیڑ ویسی ڈالیاں جیسا سوتا ویسا دھارا جیسا سانپ ویسا بچہ اِس گناہ آلودہ طبیعت کے باعث ہم ہمیشہ بدی و گناہ کی طرف مایل رہتے ہیں اور کبھی نیکی کی طرف نہیں ہم نے ہر دم گناہ کئے ہیں اور گناہ کی عادت ہم کو بچپن سے ہی پس اب یہہ دونوں باتیں ہم کو نہایت ستاتی ہیں ایک تو گناہ آلودہ طبیعت اور دوسرے گناہ کی سخت عادت یہہ ہم پر بڑا ظلم کرتی ہیں اور ہم بالکل اُن کی غلامی میں ہیں پھر ہمیشہ ہمارے ساتھہ رہتیں خواہ ہم کام کرتے ہوں یا بیٹھے ہوں یا باتیں کرتے ہوں وے ہر دم ہم پر مستعد ہیں بلکہ سوتے وقت بھی پیچھا نہیں چھوڑتیں اِسی باعث ہم ایسے

خواب دیکھتے ہیں جن میں گناہ پایا جاتا ہے + اِس سے ظاہر ہے کہ صرف معافی سے کام نہیں نکلتا بلکہ ضرور ہے کہ ہم گناہ کے اختیار اور اُس کی عادت سے بھی چھڑائے جاویں + اگر خدا صرف ہمارے گناہ معاف کر دے اور ہمیں اُن کے اختیار سے رہائی نہ دے اور اُن کی عادت نہ مٹاوے تو مغفرت کے سُنتے ہی ہم سے پھر گناہ ہونے لگیگا کیونکہ ہم ذری دیر بھی تو گناہ سے باز نہیں رہ سکتے چنانچہ جب گناہ کرنے لگینگے تو پھر جیسے کے تیسے ہو جاینگے اور غضبِ آلہی کے سزاوار ہونگے + اگر کوئی کہے کہ مغفرت کے باعث ہمارے دل پگھل جاینگے اور ہم خدا سے محبت رکھنے لگینگے اور گناہ نہ کرینگے تو یہہ بھی ایک بڑی بھول ہے + خالقِ پاک تو پیدائش ہی سے ہماری پرورش اور حفاظت کرتا آیا ہے اور روزمرہ ہزار طرح سے مہربانی کرتا ہے تو بھی ہمارے دل پتھر کے پتھر رہتے ہیں اور ذرہ بھی اُس کی محبت اور فرمانبرداری کی طرف رجوع نہیں ہوتے حا پس ہم مغفرت کے باعث گناہ سے باز نہ رہینگے ہم اپنے اختیار میں نہیں ہیں کہ ایسا کہہ سکیں پر ایک ظالم کے ہاتھ میں ہیں اور وہ گویا کوڑے مار کے ہم سے گناہ کراویگا اور ذرہ بھی آرام لینے نہ دیگا + اگر کوئی کسی دریائے قاہر کو بہنے سے باز رکھ سکے تو شاید گناہ کی عادت کو بھی مٹا سکے + جب کسی شرابی کو کچھ عرصہ تک شراب نہیں ملتی تو کیا بے چین ہوتا ہے اُسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا جان نکلی جاتی ہے اور شراب کے لئے سب کچھ خرچ کرنے پر موجود ہو جاتا ہے کہ اِس سے جسم و عقل و روح سب برباد ہوتی ہیں تو بھی عادت اُس پر ایسی غالب ہے کہ اُس سے باز نہیں رہتا اِسی طرح ہر گنہگار کی عادت گناہ کے باب میں نہایت زبردست ہے یعنے جو اُس سے ہوتا ہے سب بر ہی ہوتا ہے کچھ نیک نہیں ہو سکتا بلکہ شرابی سے شراب کا چھوٹ جانا تو ممکن بھی ہے پر گنہگار

سے کسی اِنسانی حکمت کی باعث گناہ کا چھوٹنا ممکن نہیں جانا جاتا ہے کہ اس کا انجام عذاب ہے تو بھی عادت اُس پر ایسی غالب ہے کہ اُسے چھوڑ نہیں سکتا + پھر افیونیوں و گنجیڑیوں و بھنگیڑیوں اور ہر نشہ کے کھانے والوں کو دیکھو اُن کی بھی عادت ان پر ایسی غالب رہتی ہے کہ جب یہہ نشے انھیں نہیں ملتے تو بڑے بے آرام ہوتے ہیں پر ان کی عادت اِن نشوں کے باب میں تو چھوٹ سکتی ہے لیکن ہر گنہگار کی عادت خدا کی فراموشی اور ہر طرح کی بدی کی بابت چھوٹ نہیں سکتی + مغفرت بہت اچھی اور دل پسند بات ہے اور اُس سے خدا کا بڑا رحم و کرم ظاہر ہوتا ہے + پر گنہگاروں کی سعادت اور نیکبختی کے لئے صرف یہی کافی نہیں ضرور ہے کہ وے گناہ کی محبت و عادت اور اختیار سے رہائی پاویں + کیونکہ مغفرت کے بعد پھر گناہ کرنے لگینگے اور پھر جیسے کے تیسے عذاب کے سزاوار ہو جاینگے + شاید کوئی کہے کہ اگر خدا گنہگاروں کو زندگی بھر یوں ہی رہنے دے اور عین مرنے کے وقت اُن کے گناہ بخشے تو مرنے کے بعد پھر گناہ نہ کرینگے اور بہشت میں ہمیشہ آرام سے رہینگے + پر یہہ بھی ایک خیال خام ہے + معلوم کیا چاہئے کہ سعادت حاصل کرنے کے لئے ضرور ہے کہ ہماری ذات بدل جاے ضرور ہے کہ روح جس سے بدن جیتا اور چلتا پھرتا ہے گناہ سے پاکیزگی اور نیکی کی طرف مایل کیجاے اور جب تک یہہ نہ ہو باوجودیکہ بہشت کو بھی پہنچائی جائے اُسے سعادت حاصل نہیں ہو سکتی + جسم تو آپ سے کچھ نہیں + روح ہی گناہ کرتی ہے اور وہی گنہگار ہے اور جب تک اُس کی ذات بدل نہ جاے جہاں رہیگی گناہ کریگی + جب کوئی بغیر اس تبدیل کے مر جاتا ہے تو صرف اُس کا جسم روح سے جدا ہو جاتا ہے پر گناہ اور گناہ کی عادت نہیں یہہ تو ساتھ ہی ساتھ

چلے جاتے ہیں ✣ چونکہ جسم روح سے جدا ہوکے مٹی میں مل جاتا ہی یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ گناہ اور اُس کی عادت بھی روح سے جدے ہوکے مٹی میں مل جاتے ہیں اور روح پاک ہوکر خدا کے حضور پہنچتی ہی حقیقت حال یہہ ہی کہ جو شخص گنہگار ہی مع گناہوں کے چلی جاتی ہی اور صرف اُس کا پنجرہ یہاں رہ جاتا ہی ✣ یہہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ جب روح تنہا اور بدن سے باہر ہوتی ہی گناہ نہیں کر سکتی ✣ وہ اُس کے باہر بھی گناہ کر سکتی ہی ✣ ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ جسم صرف روح کا گھر ہی جیسا کہ مٹی یا اینٹوں یا پتھر کا مکان انسان کے لئے گھر ہوتا ہی ✣ اور چونکہ انسان جیسا گھر کے اندر ویسا گھر کے باہر بھی کام کر سکتا ہی ویسا ہی روح جیسا بدن کے اندر ویسا ہی اُس کے باہر بھی گناہ کر سکتی ہی ✣ اگر کوئی کہے کہ انسان صرف گھر کے اندر کام کر سکتا ہی اور باہر نہیں تو لوگ اُسے دیوانہ کہینگے ✣ چنانچہ اِسی طرح اُسے بھی دیوانہ سمجھا چاہئے جو کہے کہ روح صرف جسم کے اندر گناہ کر سکتی ہی اور باہر نہیں ✣ فرشتے روح ہیں اُن کے جسم نہیں تو بھی اُن میں سے بہتوں نے گناہ کیا ہی اور اب بھی کرتے ہیں اور گناہ ہی کے باعث شیطان کہلاتے ہیں ✣ پس یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اگر خدا عین مرنے کے وقت انسان کے گناہ معاف کر دے اور اُنھیں بہشت میں پہنچا دے تو پھر گناہ نہ کرینگے اور ہمیشہ سعادتمند رہینگے ✣ اگر روح بغیر تبدیل کے بہشت کو پہنچائی جاے تو وہاں بھی گناہ کریگی اور گناہ کے باعث کمبخت رہیگی ✣

جب تک کہ روح کی ذات بدلی نہیں جاتی اور وہ گناہ کی طرف سے پاکیزگی اور نیکی کی طرف مایل نہیں کی جاتی اُس کا بہشت میں پہنچنا محض ناممکن ہی ✣ بہشت پاک جگہہ ہی اور خدا جو ایک خاص طور پر اپنی شان وہاں ظاہر کرتا ہی پاک ہی فرشتے بھی جو وہاں ہیں پاک ہیں اور کوئی

ناپاک چیز وہاں ہرگز پہنچ نہیں سکتی تو کوئی روح معہ گناہوں کے وہاں کیونکر داخل ہو سکیگی + ممکن ہے کہ کوئی سور میلے سے بھرا ہوا کسی شاہنشاہ کے مسند اور بستر پر لوٹے پر یہہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی روح معہ گناہوں کے بہشت میں داخل ہو +

لیکن اگر فرض بھی کریں کہ خدا کسی روح کو معہ گناہوں کے بہشت میں داخل ہونے دے تو بھی تو وہاں کی پاکیزگی کے باعث اُسے کچھ سعادت حاصل نہ ہوگی + اگر کوئی سور کسی شاہنشاہ کے دربار میں مخمل کے بستر پر دو باریوں کے درمیان رکھا جائے تو کیا اِس سے اُس کی ذات بدل جائیگی + ہرگز نہیں + جب موقع پاویگا میلا کھائیگا اور غلیظ میں لوٹیگا اِسی طرح اگر کوئی روح بغیر تبدیل کے بہشت کو پہنچے تو وہاں بھی گناہ کی طرف مائل رہیگی + اگر کوئی پوچھے کہ وہاں دنیوی چیزیں تو نہیں ہیں روح گناہ کیونکر کر سکتی ہے تو اِس کا جواب یہہ ہے کہ جیسا لوگ یہاں خیال اور دل میں گناہ کرتے ہیں ویسا ہی روح بھی وہاں کر سکتی ہے + گنہگار روحیں وہاں شراب نہ پی سکینگی کیونکہ بہشت میں شراب نہیں ہے اور زنا بھی نہ کر سکینگی کیونکہ وہاں عورتیں نہیں ہیں خدا پرست عورتیں بیشک بہشت کو پہنچینگی لیکن یہہ جسم وہاں نہ ہونگے اور وہاں عورتیں نہیں پر روح کہلاوینگی + گنہگار روحیں ایک دوسرے کو قتل نہ کر سکینگی کیونکہ روحیں مقتول نہیں ہو سکتیں اور کچھ چوری بھی نہ کر سکینگی کیونکہ وہاں سے کچھ چوری نہیں ہو سکتا + لیکن اِن تمام گناہوں کے کرنے کی وے خواہش رکھینگی + پس خواہشوں کے باعث گنہگار ٹھہرینگی اور وہاں سے نکالی جائینگی + شیطان بھی خواہش ہی کے باعث وہاں سے راندہ گیا تھا + پر ایسی روحوں کا سب سے بڑا گناہ تو یہہ ہوگا کہ وے خدا سے محبت

نہ رکھنے؛ خدا اُس کی عبادت نہ کرنے کے باعث وہاں سے پھر نکالی اور جہنم میں ڈالی جائیگی ✥ وہاں کے سب پاک مخلوق خالق کی محبت اور عبادت ہی میں مشغول رہتے اور سوا اِس کے اُن کی خوشی اور کسی بات میں نہیں ہے پر گنہگار روح کو یہہ شغل کب اچھا لگیگا اِس لئے گنہگار ہو کر وہاں سے نکالی اور عذاب میں ڈالی جائیگی ✥ پس اگر خدا انسان کو صرف بخش دے اور اُس کی ذات نہ بدلے تو مغفرت سے اُسے کچھ بھی فایدہ نہ ہوسکا ✥

سوا اِس کے اگر کوئی روح مع گناہوں کے بہشت کو پہنچ بھی سکے تو وہاں اُس کے لایق صحبت نہ ملیگی وہاں کے لوگ تو پاک ہیں اور گنہگار روح سے کچھ سروکار نہ رکھینگے اِس باعث بھی وہ بہت کمبخت رہیگی ✥ یہاں شرابی شرابیوں کو چاہتے افیونی افیونیوں کو جواری جواریوں کو زانی زانیوں کو چور چوروں کو اور ہر قسم کے بدلوگ اپنی ہی طرح کے لوگوں کو چاہتے ہیں اور پھر سب بدلوگ ایک دوسرے کی صحبت پسند کرتے ہیں پر وہاں ایسی صحبت کہاں اور سوا اِس کے وہاں وے مزے بھی نہیں جن کی آرزو روح رکھیگی ✥ غرض اِن کئی باعثوں سے بہشت بھی اُس کے لئے گویا دوزخ ہو جائیگا ✥ اگر کوئی ایک سور کو کسی بادشاہی محل میں بادشاہ کے لڑکے کی طرح رکھے تو اُسے ہرگز آرام وچین نہ ملیگا لیکن وہ اُنھیں چیزوں کی خواہش رکھیگا جو اُس کی ذات کے موافق ہیں ✥ چنانچہ یہی حال اُس روح کا ہوگا جو بغیر تبدیل کے بہشت کو پہنچیگی ✥

پس سوا مغفرت کے یہہ بھی نہایت ضرور ہے کہ ہم گناہ کے اختیار اور قابو سے رہائی پاویں ✥ ہم لوگ اِس طرح گناہ کے قبضہ میں ہیں جیسا کوئی کمزور آدمی کسی زبردست شیر کے تلے دبا پڑا ہو ✥ اور جیسا کوئی کمزور آدمی اپنے تئیں شیر کے پنجے سے جب کہ اُس کے تلے دبا پڑا ہے بچا نہیں سکتا ویسا ہی

ہم لوگ اپنے تئیں گناہ کے قابو اور اختیار سے چھڑا نہیں سکتے ❖ لوگ جب نجات کی کچھ گفتگو کرتے
تو صرف مغفرت کا ذکر کرتے ہیں اور گناہ کی عادت اور اختیار سے رہائی پانے کا نہیں اِس سے ظاہر
ہے کہ اِس بات کو ذرہ بھی نہیں سمجھتے پر معلوم کیا چاہئے کہ گناہ کی عادت اور اختیار سے رہائی پانا
نہایت ضرور ہے ایسا کہ بغیر اِس کے سعادتمند اور نیکبخت ہونا محض ناممکن ہے ❖ پر انسان اپنے
تئیں گناہ سے رہائی نہیں دے سکتا یہہ بات اُس کی قدرت کے باہر ہے اِنسانی حکمت اور
جسمانی طاقت یہاں کام نہیں کرتیں شاہنشاہ بھی اپنی زبردست فوجوں و عالی مرتبہ اور
بڑے اختیار سے اپنے تئیں گناہ کے قابو سے چھڑا نہیں سکتے ❖ کوئی اِنسانی تدبیر دل تک
نہیں پہنچتی ❖ شاید کوئی سمجھے کہ علم سے گناہ کا اختیار مٹ سکتا ہے پر یہہ بھی خیال خام ہے
دُنیوی علم سے دُنیوی جہالت رفع ہوتی ہے پر اُس سے دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا اور گناہ کا
اختیار نہیں مٹتا ❖ بعضے لوگ ایسے ہو گئے ہیں کہ دُنیا بھر کا تمام علم سیکھ لیا ہے تو بھی گناہ کی
غلامی میں رہے ہیں ❖ اُس علم سے جو خدا سے نسبت رکھتا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم بڑے گنہگار
اور گناہ کے اختیار میں ہیں پر گناہ کی غلامی سے وہ بھی نہیں چھڑاتا ❖ پھر وے تدبیریں بھی مثلاً تیرتھ
اشنان قُربانیاں خیرات روزہ نماز صحرانشینی وغیرہ جنھیں لوگ عمل میں لاتے ہیں گناہ کے اختیار اور زور کو
مٹا نہیں سکتیں کیونکہ اگر مٹا سکتیں تو وے لوگ جو انھیں عمل میں لاتے ہیں بعد بروز کم گناہ کرتے جاتے ❖ پھر
اگر کوئی اپنے دل میں قوی ارادہ کرلے کہ اب میں گناہ نہ کرونگا تو اِس سے بھی گناہ کا زور نہیں مٹتا اور کچھ فایدہ نہیں
ہوتا ❖ اگر کوئی یہہ بات کہے کہ میں قوی ارادے سے اپنے تئیں گناہ سے باز رکھہ سکتا ہوں تو اِس سے معلوم ہوتا کہ
وہ اپنے دل کے بُرے حال اور گناہ کے زور سے محض ناواقف ہے ❖ ممکن ہے کہ کوئی دُبلا پتلا آدمی جب کہ شیر کے تلے دبا پڑا ہو

اپنے تئیں اُس کے قبضہ سے بچالے پر کسی گنہگار کا اپنی طاقت سے گناہ کے اختیار اور زور سے بچنا ممکن نہیں ✦

غرض قادر مطلق ہی ہمیں گناہ کے اختیار اور زور سے رہائی دے سکتا ہے اور ہمیں ضرور ہے کہ اس بات کے لئے اُس سے بدل دعا مانگیں ✦ چنانچہ اگر ہم گناہوں سے توبہ کریں اور مغفرت کے لئے اُسی راہ سے جو اُس نے خود مقرر کی ہے عرض کریں اور گناہ کے زور اور قابو سے رہائی پانے کو دعا مانگیں تو وہ بیشک ہماری دعا سنیگا وہ ہمارے گناہ بخشیگا اور ہمیں اُن کے قابو اور اختیار سے رہائی دیگا ✦ جب خدا کسی کو گناہ کے زور اور غلامی سے چھڑاتا ہے تو گناہ کی محبت اُس کے دل سے مٹاتا ہے اُس کی نسبت نفرت پیدا کرتا اور سب نیک باتوں کی طاقت بخشتا ہے ✦ جب کوئی گنہگار گناہ کی غلامی سے رہائی پاتا ہے تو اُن سب بد چیزوں سے جنھیں پہلے پیار کرتا تھا بھاگتا ہے اُس کے دل کی خواہشیں بدل جاتی ہیں اور وہ گناہ کرنے نہیں چاہتا پر سب نیک اور پاک کاموں کی آرزو رکھتا ہے ✦ اسی کو دل کی تبدیل کہتے ہیں اور یہہ کام صرف خدا ہی کی قدرت سے ہو سکتا ہے چنانچہ مغفرت اور رہائی دونوں کے واسطے ہمیشہ اُسی سے دعا مانگنا چاہئے ✦

پر سوا اس کے یہہ بھی معلوم کیا چاہئے کہ جب حق تعالیٰ ہمیں مغفرت اور رہائی بھی بخشے تب بھی ہم از خود نیکی اور پاکیزگی کی راہ پر چل نہیں سکتے تب بھی اُس کی قدرت ہمارے سنبھالنے اور اُس راہ پر ثابت قدم رکھنے کے لئے ضرور ہے ایسا کہ بغیر اُس کی مدد کے ایک قدم بھی اُس راہ پر چل نہیں سکتے ✦ جب کوئی مغفرت اور رہائی بھی پاجاتا ہے تب بھی اُس کا دل جب تک کہ اس دنیا میں رہتا ہے گناہ سے بالکل خالی نہیں ہوتا ✦ کامل پاکیزگی تو اُسے مرنے کے وقت حاصل ہوتی ہے اور

اُس وقت تک کچھ نہ کچھ گناہ اُس کے دل میں ہمیشہ بنا رہتا اور اُسے دق کرتا رہتا ہے ✣ اُس سے بہت گناہ ہو جاتے ہیں لیکن یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ عادتاً گناہ نہیں کرتا اور جب اُسے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے گناہ ہوا ہے تو اُس کے صادر ہونے کے باعث بدل و جان غم کرتا اور پچھتاتا ہے ✣ جب تک کہ اِس جہان میں رہتا ہے گناہ اُسے چوگرد گھیرے رہتا اور اُسے پاکیزگی کی راہ میں کامل طاقت حاصل نہیں ہوتی ✣ اُس کے بہت سے روحانی دشمن ہیں جو اُس کی ہلاکت چاہتے اور اُسے گناہ کرنے کو بہکاتے رہتے ہیں اور اِن میں سب سے خطرناک دشمن وہ گناہ ہے جو دل کے اندر رہتا اور اُسے ہمیشہ بدی کی طرف مائل رکھنے کی کوشش کرتا ہے ✣ یہہ دشمن زیادہ خطرناک اِس باعث ہے کہ دل کے اندر ہے اور ہر دم ساتھ رہتا ہے ✣ اِنسان اُسے نکال نہیں سکتا ✣ جو دشمن گھر کے اندر ہوتا اُس کی بہ نسبت جو باہر ہوتا ہے زیادہ خطرناک ہے یہی حال اِس روحانی دشمن کا ہے ✣ اِس کے سوا شیطان اور دُنیا کے امتحان بھی روحانی دشمن ہیں ✣ جب تک کوئی اِنسان گناہ اور تاریکی کی حالت میں رہتا ہے وہ شیطان کے قبضہ میں ہے اور باخوشی گناہ کرنے کے باعث اُس کا تابعدار کہلاتا ہے ✣ چنانچہ جب کوئی گناہوں سے توبہ کر کے خدا کی طرف رجوع ہوتا ہے تو شیطان اُس سے نہایت غصہ ہوتا وہ جانتا ہے کہ میرا ایک رعیت میری خدمت چھوڑ کے اب سعادت ابدی حاصل کرنے جاتا ہے پس مقدور بھر اُس کے پیچھے پڑتا اور اُسے پھر اپنی غلامی میں لانے کو ہر طرح سے زور مارتا ہے ✣ شیطان کے ساتھ ہزاروں اَور فرشتوں نے گناہ کیا اور وے بھی شیطان ہو گئے یہہ سب اِسی کام پر مستعد رہتے ہیں ✣ بہکاتے تو سب کو ہیں پر خاصکر اُن کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو نیکی اور پاکیزگی کی راہ پر چلنے میں سعی و کوشش کرتے ہیں ✣ پر

تاکہ بدلوگوں کو کچھ عذر نہ رہے اور اُن کو یہہ کہنے کی جگہہ نہ ہو کہ ہم نے آپ سے گناہ نہیں کئے شیطان نے کروائے ہیں یہاں یہہ کہنا ضرور ہی اور اِسے خوب یاد رکھنا چاہئے کہ شیطان کسی سے جبراً گناہ نہیں کروا سکتا اُسے یہہ مقدور نہیں ہی صرف اِنسان سے کہتا ہی کہ تو یہہ کر لے اِنسان کو اختیار ہی چاہے اُس کی بات مانے یا نہ مانے + سوا شیطانوں کے دُنیا کے امتحان یعنے دُنیوی عزت و دولت اور طرح طرح کے نفسانی مزے مثلاً شراب اور اور نشے اور رنڈیاں اور ناچ رنگ وغیرہ بھی روحانی دشمن ہیں + یہہ امتحان جب کہ خداپرست کی نظر کے سامنے پڑتے تو اُس کے دل پر بڑی تاثیر کرتے اور اُس کا بڑا نقصان کرتے ہیں وہ گناہ جو دل میں باقی ہی اور شیطان بھی دونوں طرح حکمتوں سے بہکاتے اور کہتے ہیں کہ اِن مزوں کو کیوں جانے دیتے ہو لے لو + چنانچہ خداپرست جو گرد دشمنوں سے گھرا ہوا ہی اور وے بہت زبردست ہیں پر آپ نہایت کمزور اور ذرہ بھی اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا وہ مانند ایک ذرہ سے بچہ کے ہی جو چوگرد تند بھیڑیوں اور شیروں سے گھرا ہو + وہ آپ سے ایک قدم بھی نیکی اور پاکیزگی کی راہ میں چل نہیں سکتا اُس کا بُرا دل اور شیطان اور دُنیا کے امتحان ہر دم اُس کے مقابلہ کے واسطے مستعد رہتے ہیں تو پھر سعادت کی راہ پر کیونکر چلے اور اِس کی کیا تدبیر کرے + اُسے نہایت ضرور ہی کہ خدا تعالیٰ سے دستگیری اور پناہ کے لئے دعا مانگے اِس کی یہی صورت ہی + جیسا کہ خدا گناہ بخشتا اور گناہ کے اختیار اور زور سے رہائی دیتا ویسا ہی ضرور ہی کہ وہ ہمیں اپنی دستگیری اور پناہ بھی بخشے اور اِس کے ہم ہر دم حاجتمند ہیں + اگر خدا ایک دم بھی اُسے موقوف کرے تو ہم فوراً دشمنوں کے قبضہ میں پڑ جائینگے اور گناہ کرینگے + جب خدا پاکیزگی کا کام کسی کے دل میں شروع کرتا ہی تو وہ پاکیزگی مانند

ایک چھوٹے اور نہایت نازک پودے کے ہی جو طوفان اور لوہ سے مارے جانے اور چوپایوں سے جو چرتے پھرتے ہوں کھائے جانے کے خطرہ میں ہی ۔ سوا خدا کی قدرت کے کوئی پاکیزگی کو محفوظ اور ثابت قدم نہیں رکھ سکتا کوئی اپنے اوپر بھروسا نہ رکھے جو ایسا کرے سو احمق ہی کیونکہ انسان میں اِس بات کے لئے ذرہ بھی طاقت نہیں ۔ ہر کوئی ذرہ سے بچہ کو جو ماں کے سہارے سے پہلے پہل چلنے کی کوشش کرتا ہی اور جس کے پانوں ڈگمگاتے ہیں یاد رکھے اگر ماں ذرہ بھی چھوڑ دے تو گر پڑتا ہی یہی حال اُن لوگوں کا ہی جنھوں نے پاکیزگی کی راہ پر قدم رکھا ہی صرف خدا انھیں سنبھال سکتا ہی ۔ پس اُنھیں ضرور ہی کہ ہمیشہ اُسی پر بھروسا رکھیں اور دستگیری و پناہ کے لئے اُسی سے دعا مانگیں ۔

غرض ہم ابھی مغفرت و رہائی اور دستگیری کا ذکر کرتے رہے ہیں سب انسان اِن باتوں کے حاجتمند ہیں اعلیٰ و ادنیٰ امیر و غریب مرد و عورت بوڑھے و جوان سب گنہگار اور غضب الٰہی کے سزاوار ہیں ۔ پس سب اِن کے حاجتمند ہیں اور سب کو چاہیئے کہ خدا کے رحم میں اُس راہ سے پناہ لیویں جو اُس نے خود مقرر فرمائی ہی ۔

پندرھواں باب

خداوند عیسیٰ مسیح کے نجات دہندہ ہونے کا بیان

پیچھے بیان ہو چکا ہی کہ تمام انسان گنہگار ہیں اور کہ سب اِس کے حاجتمند ہیں کہ خدا اُن کے گناہ بخش دے اور اُنھیں گناہ کے اختیار سے چھڑاوے اور پاکیزگی کی راہ میں اُن کی

دستگیری کرے ✣ اب اُس نجات کا بیان ہوتا ہی جو جناب باری نے اپنے بے نہایت رحم و کرم سے ہم کمبخت گنہگاروں کے واسطے تیار کی ہی ✣

جو گنہگاروں کا نجات دہندہ ہوا چاہے اُس میں نہایت ضرور ہی کہ یہہ چار باتیں ہوں ✣ پہلے کہ وہ بالکل پاک ہو ✣ دوسرے کہ وہ قادرِ مطلق ہو ✣ تیسرے کہ وہ اِنسانوں کی سزا اپنے اوپر اُٹھاوے ✣ اور چوتھے کہ وہ اِنسان کے عوض خدا کے حکموں کو پورا کرے تاکہ وے بہشت کو پہنچ سکیں ✣ نجات دہندہ میں یہہ چاروں باتیں بہت ضرور ہیں ایسا کہ اگر ایک بھی کم ہو تو وہ نجات دہندہ نہیں ہو سکتا ✣

چنانچہ پہلے چاہئے کہ وہ بالکل پاک ہو کہ اُس میں ذرہ بھی گناہ پایا نہ جائے کیونکہ اگر اُس میں ذرہ بھی گناہ ہو تو خود گنہگار اور غضب اِلٰہی کا سزاوار ہوگا اور جب کہ خود گنہگار اور غضب اِلٰہی کا سزاوار ہوگا تو اَوروں کی نجات کیا کریگا ✣ یہہ خوب ظاہر ہی ✣ اگر دو خونی حاکم کے سامھنے پکڑ آویں اور ایک اُن میں سے کہے کہ اِس خونی کو چھوڑ دویں اِس کے لئے اپنی جان دینے پر تیار ہوں تو کیا لوگ اُسے اِس بات کے لئے دیوانہ نہ کہینگے ✣ بیشک کہینگے کہ پورا دیوانہ ہی ✣ وہ تو خود خونی ہی اور اِس جرم کے باعث آپ ہی قتل کے لائق ہی دوسرے خونی کے واسطے جان کیا دیگا دو جانیں تو نہیں رکھتا کہ ایک اپنے واسطے دے اور ایک دوسرے خونی کے لئے ✣ کوئی حاکم ایسی بات کو ہرگز منظور نہ کریگا اور کوئی خونی ایسا دیوانہ بھی نہیں کہ ایسا کہے ✣ پس نہایت ضرور ہی کہ اِنسانوں کا نجات دہندہ بالکل پاک ہو کہ خیال یا کلام یا فعل میں ایک بھی گناہ نہ کیا ہو ایسی کامل پاکیزگی چاہئے کہ اگر دل میں بھی ذرہ سا گناہ ہوا ہو

تو وہ نجات دہندہ نہیں ہو سکتا ۔ اِس سے خوب ظاہر ہے کہ کوئی اِنسان اِنسان کو بچا نہیں سکتا کیونکہ سب محض گنہگار ہیں ۔ پس وے لوگ بڑے بیوقوف ہیں جو نجات کے لئے اِنسان پر بھروسا رکھتے ہیں اور جو پیر پیغمبروں کو مانتے اور اُن کی قبروں پر چراغ جلاتے اور نذر چڑھاتے ہیں ۔ وے تو آپ گنہگار ہیں اَوروں کے واسطے کیا کرینگے اگر اندھا اندھے کو راہ چلاوے تو دونوں ضرور گڑھے میں گرینگے ۔

دوسرے چاہئے کہ نجات دہندہ قادر مطلق ہو ۔ اِس کی ضرورت بھی آشکارا ہے ۔ جو نجات دہندہ ہوگا ضرور ہے کہ تمام جہان کے سب گنہگاروں کا نجات دہندہ ہو کچھ دو چار قوموں کا نہیں بلکہ دُنیا کے تمام باشندوں کا جو شروع سے اُس میں ہو گئے ہیں اور اب ہیں اور آیندہ کو ہونگے یہہ نہیں کہ صرف ہندؤں کا یا صرف مسلمانوں کا یا صرف عیسائیوں کا بلکہ ضرور ہے کہ اِن سب کا ہو اور سوا اِن کے اَور تمام لوگوں کا جو جہان میں ہیں ۔ سب گنہگار ہیں اور ہر اِنسان کو نجات دہندہ کی حاجت ہے ۔ جیسا کہ ہر اِنسان کا جسم بھوکھا اور پیاسا ہوتا ہے ویسا ہی ہر ایک کی روح بھی نجات کی بھوکھی اور پیاسی اور سعادت کی حاجتمند ہے ۔ جب کوئی قحط کے وقت اپنے کھتے کھولتا اور بھوکھوں کو اِدھر اُدھر خبر بھیجتا کہ آ کر خیرات لیویں تو یہہ نہیں کہتا کہ صرف فلانی قوم اور فلانے مذہب کے لوگ آویں اور اَور کوئی نہیں پر سب بھوکھوں کو بُلاتا ہے ۔ اور جب گرمی کے موسم میں لوگ رستوں میں برہمنوں کو بیٹھاتے کہ پیاسوں کو پانی دیں تو اُن سے یہہ نہیں کہہ دیتے کہ فلانی قوم اور فلانے مذہب کے لوگوں کو پلانا اور اَور کسی کو نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ سب پیاسوں کو پلانا ۔ اِسی طرح ضرور ہے کہ جو نجات دہندہ ہو سب کو نجات دینے کو ہے ۔ پر پیشتر اِس خبر اور اشتہار کے اُسے یہہ معلوم کیا چاہئے کہ میں تمام گنہگاروں کی

یعنے اُن سب کی جو میری معرفت نجات قبول کرینگے سزا اپنے اوپر اُٹھا سکتا ہوں یا نہیں ٭ غرض سوا ایسے وجود کے جو قادر مطلق ہی کوئی انسان کی سزا اُٹھا نہیں سکتا ٭ اگر ایک ہی انسان کے گناہوں پر خیال کرو تو کیسا بھاری بوجھ ہی اور جب کہ ایک گھر کے سب لوگوں کے گناہ دیکھو تو اُس سے بھی بھاری ہیں پھر ایک چھوٹی بستی پھر بڑے گانوں پھر ایک بڑے شہر کے سب باشندوں کے تمام گناہوں پر غور کرو کیسے بے نہایت ہیں ٭ بڑے بڑے شہروں میں ہر دم کیسے بے شمار گناہ ہوتے ہیں ٭ اگر ایک ہی مُلک کے باشندوں کے گناہوں پر خیال کرو تو عقل حقیقت میں حیران ہو جاتی ہی پھر دنیا میں تو بہت سے مُلک ہیں اور اُن میں کروڑہا باشندے ہیں ایسے باشندوں کی ہزاروں پشتیں شروع سے دُنیا میں ہو گئی ہیں اور ہزاروں آیندہ کو ہونگی اِن سب اِنسانوں کے گناہوں کا بوجھ ایسا بھاری ہی کہ کسی مخلوق کی کیسے ہی عالی درجہ کا کیوں نہ ہو مجال نہیں کہ اُسے دریافت کرے یا گناہوں کا شمار کرے صرف حق تعالٰی ہی اُن کا حساب جانتا ہی ٭ چنانچہ ہندو بھی اِس بات کا یقین کرتے ہیں اِسی لئے کہتے ہیں کہ جب دھرتی نئے نئے پاپوں سے بڑی بھاری ہو جاتی ہی تو گو جو اُسے سادھے ہی تھک جاتی ہی اور جب اُسے ایک سینگھ سے دوسرے سینگھ پر رکھتی ہی تب بھونچال ہوتا ہی ٭ ضرور ہی کہ اِنسانوں کا نجات دہندہ سب کی سزا اپنے اوپر اُٹھا دے اِس لئے چاہئیے کہ وہ قادر مطلق ہو کیونکہ اگر قادر مطلق نہ ہو تو سب کی سزا نہ اُٹھا سکے اور اگر سب کی سزا نہ اُٹھا سکے تو نجات بھی نہ دے سکے ٭ ظاہر ہی کہ کوئی مخلوق کیسا ہی عالی درجہ کا کیوں نہ ہو نجات دہندہ نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی مخلوق قادر مطلق نہیں ہی یعنے کسی کی طاقت بے حد نہیں ہی ٭ اِسی

باعث بڑے بڑے فرشتے بھی نجات دہندہ نہیں ہو سکینگے اگرچہ پاک ہیں پر قادر مطلق نہیں ہیں
اُن کی طاقت بے حد نہیں ہے ÷ باوجودیکہ اُن میں سے ہر ایک ایسی طاقت رکھتا ہے کہ ہمارے
سے ہزاروں عالموں کو ہلاک کر سکتا ہے تو بھی وے قادر مطلق نہیں ہیں جو طاقت وے رکھتے
ہیں خدا ہی کی دی ہوئی ہے اور وہ بے حد قُدرت کی بہ نسبت جو گنہگاروں کی سزا اُٹھانے
کے لیئے ضرور ہے کچھ نہیں ÷ چنانچہ اگر خدا اُنھیں یہہ اجازت بھی دیوے کہ چاہو تو میری عبادت
و اطاعت چھوڑ دو اور جا کر گنہگاروں کی نجات کرو تو وے ہرگز نہ کر سکیں ÷ کسی چونٹی کی
مجال نہیں کہ ایک پہاڑ کو اُٹھا لے اِسی طرح فرشتوں کی مجال نہیں کہ گنہگاروں کی سزا
اُٹھاویں اور اُن کی نجات کریں اُن کے واسطے بے حد قُدرت کا نجات دہندہ ضرور ہے ÷

تیسری بات نجات دہندہ میں یہہ چاہئیے کہ وہ حقیقتاً سب گنہگاروں کی سزا اپنے اوپر
اُٹھاوے ÷ خدا کا عدل ایک خیالی بات نہیں ہے اور اُس نے سزا کا ذکر صرف لوگوں
کے ڈروانے کے واسطے نہیں کیا پر جو وہ کہتا ہے اُسے کرتا ہے ÷ پس نجات دہندہ کو ضرور ہے کہ
گنہگاروں کی سزا اپنے اوپر اُٹھاوے ÷

چوتھی بات یہہ کہ نجات دہندہ گنہگاروں کے عوض خدا کے سب حکموں کو جو اُنھوں نے
عدول کیئے ہیں بجا لاوے یہہ بھی نہایت ضرور ہے اور بغیر اِس کے کوئی گنہگار بہشت کو پہنچ نہیں
سکتا ÷ فرض کرو کہ کسی بادشاہ کا کوئی نوکر کسی عالی درجہ پر مقرر ہو اور بادشاہ اُسے محبت
چاہتا ہو اور کہ وہ کوئی ایسا بھاری جُرم کرے جس کے باعث قتل کے لایق ہو اگر اُس کا کوئی
رفیق اُس کے عوض جان دینا منظور کرے تو اِس سے وہ نوکر البتہ قتل سے بچ جائیگا پر اُس عالی

عہدے اور بادشاہ کی مہربانی سے تو بھی محروم رہیگا بلکہ اُس کے حضور تک جانے بھی نہ پاویگا لیکن اگر وہ بادشاہ کی بڑی خیرخواہی کرے اور لڑائی میں یا مجرموں کی گرفتاری یا رعایا کی بہتری میں کسی طرح از حد جاں فشانی دکھلاوے اور یہہ خبر بادشاہ کو پہنچے تو وہ کہاں تک اُسے اپنے خیال میں نہ لاویگا ضرور اُس پر پھر مہربان ہوگا اور آگے کی سی اس کی حالت پھر ہو جایگی ❊ یوں ہی اگر نجات دہندہ ہمارے عوض صرف دُکھ اُٹھاوے تو اِس سے البتہ دوزخ سے بچ جائینگے پر بہشت کو پہنچ نہ سکینگے یعنے تو بھی خدا کی مہربانی سے محروم رہینگے ❊ پس ضرور ہے کہ سوا سزا اُٹھانے کے نجات دہندہ ہمارے عوض خدا کے حکموں کو بھی پورا کرے اور بہشت کی راہ کھولے ❊

یہہ چاروں باتیں نجات دہندہ میں نہایت ضرور ہیں اگر ایک بھی کم ہو تو نجات دینیوالا نہیں ہو سکتا اور پھر چاہیے کہ چاروں میں کامل اور پورا ہو ❊ چنانچہ چاہئے کہ وہ بالکل پاک ہو اور قادر مطلق ہو اور گنہگاروں کی سزا اپنے اوپر اُٹھا دے اور اُنھیں بہشت کو پہنچانے کے لئے خدا کے سب حکموں کو جو اُنھوں نے عدول کئے ہیں بجا لاوے ❊

غرض حق تعالیٰ نے اپنے بے پایان رحم سے ہمارے لئے ایک ایسا نجات دہندہ مقرر کیا ہے جیسا ہمیں درکار ہے ❊ اُس نے ہماری کمبخت حالت دیکھی کہ ہم عذاب ابدی کو دوڑتے چلے جاتے ہیں اور اپنے بچاؤ کے واسطے کچھ نہیں کر سکتے سو اُس نے ہم پر ترس کھایا اور ہماری نجات کے لئے آپ ہی ایک راہ نکالی ❊ یعنے اپنے پیارے بیٹے کو بخش دیا تاکہ وہ اِس جہان میں آکر ہمارے عوض عذاب اُٹھاوے اور خدا کے حکموں کو جو ہم نے عدول کئے تھے پورا کرے ❊ حقیقت میں

جناب باری نے گنہگاروں سے ایسی محبت کی کہ اپنے بیٹے کو بھی باز نہ رکھا پر اُسے بھی اُن کے عوض تکلیف اُٹھانے کو دے دیا اِس محبت کو کوئی مخلوق دریافت نہیں کر سکتا +

جب کہ ہم خدا کے بیٹے کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے ایسا رشتہ نہ سمجھنا چاہئے جیسا دُنیا میں باپ بیٹے کے درمیان ہوتا ہے + یہہ بات خدا کی ذات سے تعلق رکھتی ہے اور چونکہ ہم اُس کی ذات نہیں سمجھتے اِس بات کو بھی دریافت نہیں کر سکتے + اِنسانوں کا کیا ذکر خود فرشتے بھی تو خدا کی ذات کو نہیں سمجھتے + ہم اپنی ہی ذات کو دریافت نہیں کر سکتے اور نہیں جانتے کہ جسم روح کے ساتھ کس طرح ملا ہے اور روح کیا شی ہے اور ایسی ایسی سیکڑوں باتیں ہیں جنہیں نہیں سمجھتے تو حق تعالیٰ کی ذات کو جس کی شان و بزرگی بے حد و بے پایان ہے کیا سمجھینگے + اِسی خلقت کی جسے روزمرہ دیکھتے ہیں کسی بات کو دریافت نہیں کر سکتے مثلاً نہیں جانتے کہ ہوا اصل میں کیا شی ہے بیج کس طرح اُگتے اور درخت کیسے بڑھتے ہیں روشنی کیا شی ہے اور گرمی کیا شی ہے غرض کسی چیز کی ذات کو ہم دریافت نہیں کر سکتے + پس اگر مخلوق کی ذات کو نہیں سمجھتے تو خالق کی ذات کو کیا سمجھینگے + حق تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے کہ میں جو خدائے واحد و برحق ہوں باپ بیٹا روح قدس ہوں چنانچہ اِس کا صرف یقین کر لینا ہم پر واجب اور فرض ہے +

خدا کے بیٹے میں بے نہایت محبت اور رحم پایا جاتا ہے اور وہ ہمیشہ مصیبت زدوں پر ترس کھاتا ہے + اُس نے ہماری کمبخت حالت دیکھی کہ عذاب ابدی کے سزاوار ہیں اور بچنے کی کوئی صورت نہیں + پس اُس نے ہم پر ترس کھایا اور ہمارے عوض غضب الٰہی اُٹھانے

اور احکام ربّانی کے پورا کرنے کا ذمہ لیا تاکہ ہم جہنم کی تکلیف سے بچکر بہشت کی سعادت میں پہنچیں ٭ خدا کے بیٹے کی محبت جو اُس نے گنہگاروں کے لئے ظاہر کی ہے شاید اِس مثل سے کچھ کچھ سمجھ میں آجائے ٭ اگر کسی بادشاہ کے چند نوکروں نے کوئی ایسا جرم کیا ہو جس کے باعث قتل کے لایق ہوں بلکہ قتل کا حکم ہو بھی چکا ہو اور اُس وقت بادشاہ کا کوئی بیٹا سب کے سامھنے آکر اپنے باپ سے کہے اور عاجزی کے ساتھ کہے کہ باباجان اِن بیچاروں کو چھوڑ دو میں اِن کے عوض اپنی جان دینے کو تیار ہوں مجھے قتل کرو ٭ تو کیا بیٹے کی ایسی بات سے یہہ ظاہر نہ ہوگا کہ وہ اُن مجرموں کا بڑا خیرخواہ ہے اور اُن پہ نہایت ترس کھاتا ہے بیشک یہی آشکار ہوگا اور ہر کوئی یہہ ماجرا سُنکر دنگ ہو جائیگا ٭ پر معلوم کیا چاہئے کہ وہ محبت جو خدا کے بیٹے نے گنہگاروں کے حق میں ظاہر کی ایسی محبت سے بے نہایت زیادہ ہے ٭ پہلے تو وہ ذاتِ الٰہی رکھتا ہے انسان کی اور اُس کی ذات میں کچھ نسبت نہیں اور پھر وہ آسمان سے ایسے لوگوں کو بچانے آیا جو اُس کے سخت دشمن تھے ٭ اگر وہ چاہتا تو اِن سب دشمنوں کو دم بھر میں ہلاک کر دیتا لیکن اُس نے رحم کیا اور اُن کی خاطر بہشت کو جہاں کہ کامل سعادت رکھتا تھا چھوڑ دیا اور اپنے نور کو جو کہ آفتاب کے نور سے بے حد و حد زیادہ تھا ترک کیا اور اِس جہان میں اگر تینتیس برس گنہگاروں کے درمیان رہا اور اُن کی نجات کے کام پورے کئے ٭ مگر افسوس کہ کمبخت گنہگاروں نے جن کی خاطر اُس نے بہشت کو چھوڑا اور یہاں تکلیف اُٹھانے آیا اُس کا ذرہ بھی احسان نہ مانا بلکہ جب تک وہ اِس جہان میں رہا اُسے حتی المقدور ستاتے رہے اور آخر کو قتل بھی کیا ٭ چنانچہ ایسی عجیب محبت خدا نے گنہگاروں کے

لئے ظاہر کی اور اپنا عزیز بیٹا بھی اُن سے باز نہ رکھا اور بیٹا بھی جبر اً اِس کام پر نہ آیا پر نہایت خوشی اور رحم و محبت سے ◆

چونکہ انسان نے جسم کے ساتھ گناہ کیا تھا سزا بھی اُس کے لئے جسم ہی کے ساتھ مقرر کی تھی ◆ پر اِس باعث کہ خدا کا بیٹا ذات اِلٰہی رکھتا ہے اور ذات اِلٰہی کا تکلیف اُٹھانا ناممکن ہے ضرور تھا کہ وہ بھی اپنے اوپر جسم لے ◆ پس وہ ایک غریب آدمی کے گھر میں پیدا ہوا ◆ چونکہ وہ قادر مطلق ہے چاہتا تو کسی شاہنشاہ کے یہاں پیدا ہوتا پر وہ تو یہاں دُکھ اُٹھانے کو آیا تھا او شان و شوکت میں رہنے کو نہیں اگر شان و شوکت میں رہا چاہتا تو بہشت کو کیوں چھوڑتا ◆ یہاں آنے میں اُس کا یہی مقصد تھا کہ گنہگاروں کے بدلے ہر طرح کا دُکھ اُٹھاوے اور آخر کار جان بھی دے ◆ مفلسی اور احتیاج بھی گناہ کی سزا ہیں پس اُسے ضرور تھا کہ انھیں بھی برداشت کرے اِسی لئے وہ ایک غریب آدمی کے گھر میں پیدا ہوا ◆ چنانچہ کھانے کپڑے کے حق میں اُسے تکلیف رہتی تھی اور مکان کے نہ رکھنے کے باب میں اُس نے ایک دفعہ خود فرمایا تھا کہ حیوان و پرندے بھی آرام سے رہنے کی کوئی جگہ رکھتے ہیں پر میرے واسطے کوئی مکان نہیں جہاں رہوں ◆ اِس سے ظاہر ہے کہ وہ بہت ہی مفلس اور محتاج تھا اور اُسے ضرور تھا کہ اِس حالت میں رہے کیونکہ یہہ بھی گناہ کی سزا ہے ◆ اگر کسی شاہنشاہ کے یہاں پیدا ہوتا تو یہہ تکلیف نہ اُٹھا سکتا کیونکہ تب تو اچھی خوراک و پوشاک موجود رہتی رہنے کو ایک بڑا محل ہوتا اور ہزاروں نوکر خدمت کے واسطے حاضر رہتے ◆

اگرچہ خدا کے بیٹے نے ہمارا سا جسم لیا تو بھی وہ ایک نہایت عجیب طور یعنے کرامات سے پیدا ہوا اور اور انسانوں کی طرح نہیں ◆ وہ بن باپ ایک پارسا کنواری سے پیدا ہوا اگر وہ کنواری

سے پیدا نہ ہوتا اور اُس کے باپ ہوتا تو اَور انسانوں کی طرح گنہگار ہوتا اور ہمارا نجات دہندہ نہ ہو سکتا ۔ اگرچہ ہمارا جسم اپنے اوپر لیا پر اِس کے ساتھ کچھ گناہ نہ لیا لیکن بیگناہ اور بالکل پاک تھا ۔ جب یہاں جہان میں آیا اُس نے اپنے تئیں عیسیٰ مسیح کہا اور سوا اَور ناموں کے جو حق تعالیٰ کے لئے مستعمل ہیں وہ اِن ناموں سے بھی کہاتا ہے ۔ عیسیٰ کے معنے ہیں نجات دہندہ اور اُس کا یہ نام اِس باعث ہے کہ وہ اُن لوگوں کو جو اُس پر بھروسا رکھتے اور اُس کی عبادت و اطاعت کرتے ہیں نجات و سعادت بخشتا ہے ۔ نام مسیح کے خاص معنے ہیں تیل سے ملا ہوا اور اِس سے مراد ہے مقرر کیا ہوا ۔ قوم یہود کا جن کے درمیان خداوند عیسیٰ ظاہر ہوا یہ دستور تھا کہ جب کوئی کسی عہدے پر مقرر ہوتا تھا اُس کے سر پر خوشبودار تیل ملتے تھے ۔ پس جب کہ اُس نے اپنے تئیں انسان کا نجات دہندہ ہونے کو پیش کیا اور خدا باپ نے اُسے اِس کام پر مقرر فرمایا تو اُس کا نام مسیح بھی ہوا ۔ کلام الٰہی میں جو اُس نے ہماری ہدایت کے واسطے دیا ہے اُس نے اپنے تئیں ابنِ آدم یعنے آدمی کا بیٹا بھی کہا ہے کیونکہ اُس نے آدمی کا جسم اپنے اوپر لیا ۔

نجات دہندہ کا وعدہ انسان کو اُسی وقت سے ہوا جب سے اُس نے گناہ کیا ۔ خدا کے پیغمبر پیشتر اُس کے آنے کے ہر زمانے میں لوگوں کو اُس کی خبر دیتے رہے ۔ چنانچہ وے اُن سے کہتے رہے کہ جناب باری نے اپنے بڑے رحم و کرم سے تمہارے واسطے ایک نجات دہندہ مقرر کیا ہے اور کہ وہ اُس عین وقت پر جو اُس نے خود ٹھہرایا ہے دُنیا میں آویگا اور سبھوں کو جو گناہوں سے بچنے اور سعادت حاصل کرنے چاہتے ہیں ضرور ہے کہ اُس پر اعتقاد اور بھروسا رکھیں ۔ سوا اِس کے اُنھوں نے نجات دہندہ کی پیدایش اور زندگی کے ماجرے اور مرنے کے باب میں بہت پیشین گوئیاں کیں

جو معین وقت پر حرف بحرف پوری ہوئیں + ان پیشین گوئیوں اور اُن کے پورے ہونے کا بیان کلام پاک میں مندرج ہے +

نجات دہندہ کے آنے کے پیشتر خدا نے یہودیوں کو جن کے درمیان وہ ظاہر ہونے کو تھا قربانیوں کا حکم کیا تھا یہودیوں سے یہہ رسم اور قوموں نے سیکھ لی اور اب سب قوموں کے درمیان قربانیوں کا دستور ہے + وے قربانیاں جو یہودی خداوند عیسیٰ کے آنے کے پیشتر چڑھاتے تھے اُس کی علامت تھیں اُن کے حکم کرنے میں خدا کا یہی مقصد تھا + وہ نجات دہندہ ذات انسانی میں اپنے تئیں قربان کرنے کو تھا کہ گنہگار انسان جو اُس پر اعتقاد رکھیں اُس کی معرفت گناہوں کی معافی اور نجات پاویں + اور خدا کا حکم لوگوں کو یہہ تھا کہ جب تم حیوانوں کی قربانیاں چڑھاؤ تو میرے بیٹے کی اُس عالی قربانی کو یاد کرو جو ہونیوالی ہے اور اُسی کی معرفت میرے رحم و کرم پر بھروسا رکھو اور مغفرت و سعادت کی تلاش کرو + قربانیوں میں اکثر بے داغ برّے بھی چڑھتے تھے اسی باعث نجات دہندہ برّۂ خدا بھی کہلاتا ہے + چونکہ اب خدا کا بیٹا آچکا اور اپنے تئیں قربان کر چکا ہے اور نجات کا کام جس کی طرف قربانیاں اشارہ کرتی تھیں تمام کر لیا ہے اب اُن کا کُچھ کام نہیں رہا + دُنیا کی وے سب قومیں جو خدا کے بیٹے سے واقف نہیں ہیں اب بھی قربانیاں چڑھاتی ہیں پر اب وے محض بے فایدہ ہیں + چاہئے کہ اب اُنھیں ترک کریں اور بدل و جان اُس پر جس کی قدیم قربانیاں علامت تھیں اعتقاد رکھیں + اس مُلک کے لوگ بھی قربانیاں چڑھاتے ہیں اُنھیں لازم ہے کہ خدا کے بیٹے کی اُس بڑی قربانی پر بھروسا رکھیں جو چڑھ چکی ہے + غرض خداوند عیسیٰ مسیح ہر صورت سے نجات دہندہ ہونے کے قابل ہے اُس میں وے چاروں باتیں پائی جاتی ہیں جو نجات دہندہ میں ضرور ہیں اور جن کا ابھی

ہم ذکر کر چکے ہیں یعنے وہ بالکل پاک ہے اور قادر مطلق ہے اور اُس نے گنہگاروں کی سزا اپنے اوپر اُٹھائی ہے اور اُن کے عوض خدا کے حکموں کو پورا کیا ہے ۔ پس وہ خاص ویسا ہی نجات دہندہ ہے جیسا ہمیں چاہئے ۔ اب اِن چاروں باتوں کا ذکر جو اُس میں پائی جاتی ہیں علیحدہ علیحدہ کرتے ہیں ۔

چنانچہ پہلے وہ بالکل پاک ہے ۔ اور چونکہ وہ خدا کا بیٹا ہے ناپاک کیونکر ہو سکتا ہے ۔ ہر کوئی اِس بات کا اقرار کریگا کہ خدا پاک ہے اور چونکہ وہ پاک ہے خداوند عیسیٰ مسیح بھی جو اُس کا بیٹا اور خود خدا ہے پاک ہے ۔ جب وہ اِس جہان میں آیا تب بھی پاک بنا رہا اگرچہ اُس نے ہمارا جسم اپنے اوپر لیا پر اُس کے ساتھ اُس کی ذات میں کچھ گناہ نہ آیا وہ قدرتِ اِلٰہی سے ایک کنواری کے رحم میں پڑا اور کسی مرد سے پیدا نہیں ہوا پس اُس کی ذات میں گناہ نہ آیا ۔

غرض مسیح بچپن کی حالت میں بیگناہ تھا اور جب بڑھا تب بھی بیگناہ رہا ۔ جب لڑکے ذرہ بڑے ہونے لگتے ہیں تو ماباپ کی نافرمانی کرتے ہیں اور لڑکوں کے درمیان یہہ گناہ ہر کہیں کثرت سے ہوتا ہے لیکن مسیح نے لڑکپن کی حالت میں یہہ گناہ نہ کیا پر خیال و کلام و فعل میں اپنے ماباپ کی تعظیم جیسی چاہئے تھی ادا کی ۔ کوئی اِنسان خداوند کا باپ نہ تھا پر پیچھے سے اُس کی ماں بی بی مریم کی شادی یوسف سے ہوئی اِس لئے اُسی کو اُس کا شرعی باپ کہتے ہیں ۔ لڑکپن میں لوگ اپنے کھیل ہی کود میں لگے رہتے ہیں اور خدا کو ذرہ بھی نہیں پہچانتے لیکن مسیح نے اِس عمر میں بھی اپنے آسمانی باپ کی اِطاعت کی اور وہی کام کئے جن سے وہ خوش رہتا ہے ۔ جب لوگ جوان ہونے پر آتے ہیں تب اپنی ہی مرضی پر چلا چاہتے ہیں ذرہ بھی کسی کی بات نہیں مانتے اور ماباپ

کی نہایت نافرمانی کرتے ہیں عیش و عشرت کے پیچھے لگے رہتے اور جسم کی طاقت کے باعث بڑے مغرور
ہوتے ہیں ÷ لیکن خداوند نے اس عمر میں بھی ہرگز ایسا نہ کیا ÷ اُس نے وے سب فرض
جو انسانی ذات کی نسبت اُس پر واجب تھے ادا کئے وہ کبھی اپنی جوانی اور جسم کی طاقت کے باعث
مغرور نہ ہوا اور کبھی ماباپ و بزرگوں اور بڑوں کی نافرمانی نہ کی کبھی عیش کے پیچھے نہ پڑا اور اپنی
ضد پر نہ چلا کبھی لڑکوں و نوجوانوں کی طرح چنچل مزاج اور شریر نہ ہوا پر ہمیشہ سنجیدہ و نیک اور ہر ایک
پر مہربان تھا ÷ اور جب پورا جوان ہوا تب بھی وے کام نہ کئے جو دُنیا کے لوگ کرتے ہیں یعنے مرتبہ و دولت
اور عیش و عشرت کی تلاش میں نہ پڑا پر خدا کے حکموں کے جنھیں انسان نے عدول کیا تھا بجا لانے اور
انسان کی خیر خواہی اور بہتری کرنے میں ہمیشہ بدل و جان مشغول رہا ÷ شیطان نے چاہا کہ
میں اس سے گناہ کراؤں پر اُس سے کسی طرح کا ذرہ بھی گناہ کرا نہ سکا ÷ اگرچہ خوراک و پوشاک
اور مکان کے باب میں بہت تنگ رہتا تھا تو بھی ذرہ بھی فریاد نہ کی اور اس حالت سے ناراض
نہ ہوا ÷ جب لوگ ایسی تکلیف میں پڑتے ہیں تو صبح سے شام تک کُڑکُڑاتے ہی رہتے ہیں اور دل میں
خدا کو بُرا کہتے ہیں اور اُس کے حق میں سمجھتے ہیں کہ کچھ بھی رحم نہیں کرتا لیکن خداوند نہ کُڑکُڑایا پر
نہایت صبوری سے احتیاج اور مفلسی کو برداشت کرتا رہا ÷ اگرچہ خداوند کے دشمن اُسے ہمیشہ
ستاتے تھے اور اُس کے قتل کے درپے رہتے تھے تو بھی اُس نے اُنھیں گالی نہ دی اور کبھی اُن
کا بُرا نہ چاہا ÷ لوگ ناحق اُس سے عداوت رکھتے تھے اور ہر طرح سے اُس کی بدی کرتے تھے بلکہ
یہاں تک کہتے تھے کہ اُس میں شیطان ہے ÷ خداوند کو ایسے سلوک سے بسبب ذاتِ انسانی کے
نہایت رنج ہوا پر عداوت کے بدلے اُن سے ہرگز عداوت نہ کی بلکہ اُنھیں ہر طرح سے سمجھایا اور

تعلیم کی کہ گناہوں سے توبہ کریں اور خدا کی طرف متوجہ ہوں اور اُسے پہچانیں اور مانیں ✤ جب کوئی کسی سے ناحق عداوت رکھتا ہے تو اُس کے دل کو بڑی چوٹ لگتی ہے اور اُس میں بڑا غصہ پیدا ہوتا اور وہ حتی المقدور اُس سے بدلہ لینے چاہتا ہے ✤ لیکن خداوند عیسیٰ مسیح نے اپنے دشمنوں سے عداوت نہ کی اور ان سے بدلہ لینا نہ چاہا ✤ آخر کو دشمنوں نے اُسے گرفتار کیا اور مارا اور اُس پر تھوکا اور بعد اِس کے بُری طرح سے قتل کیا تو بھی خداوند اُن سے غصہ نہ ہوا اور اُن کی بُرائی نہ چاہی پر تو بھی اُن سے بدل محبت رکھی اور اُن کی بہتری چاہی اور مرتے وقت اپنے آسمانی باپ سے اُن کے لئے یہہ دعا مانگی کہ اے باپ اِنھیں معاف کر کیونکہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں ✤ غرض اُس کی ایسی پاکیزگی تھی کہ اگرچہ لوگوں نے اُسے بہت ہی ستایا اور آخر کو نہایت بُری طرح سے مارا تو بھی اُس کے مُنہہ سے ایک بھی سخت کلام نہ نکلا ✤

سوا اِس کے اُس کی کامل پاکیزگی اَور طرح بھی ظاہر ہوئی یعنے اُس نے لوگوں کو ہمیشہ سکھلایا کہ گناہ بڑی خراب شے ہے اور کہ اُس سے پرہیز کرنا نہایت واجب اور فرض ہے ایسا کہ اُسے خیال میں بھی آنے دینا نہ چاہئیے ✤ جب کسی کو گناہ کرتے دیکھتا تھا ڈانٹتا تھا اور جب لوگ اُس کے پاس بیماریوں سے چنگے ہونے آتے تھے وہ اُنھیں صحت بخشتا تھا پر اُس کے ساتھ یہہ بھی کہہ دیتا تھا کہ گناہ نہ کرو کیونکہ یہی تمھاری سب تکلیفوں کا باعث ہے ✤ ذکر ہے کہ اُس نے ایک دفعہ بچّوں کو گود میں لیا اور اُنھیں برکت دی اور لوگوں سے کہا کہ اگر بہشت کو پہنچا چاہو تو ضرور ہے کہ ذرہ ذرہ سے بچّوں کی مانند بنو یعنے کہ گناہ نہ کرو پر فروتن اور بےعیب ہو ✤ اگرچہ بچّوں کی بھی ذات گنہگار ہوتی ہے پر جب تک کہ بہت چھوٹے رہتے ہیں اُن سے خیال یا کلام یا فعل میں گناہ صادر نہیں ہوتا

اور اُن میں غرور نہیں پایا جاتا ✤ پس خداوند نے اُنھیں سمجھایا کہ اِن کی مانند فروتن اور بے قصور ہو ✤ ہر ایک کلام جو خداوند بولتا تھا اور ہر ایک کام جو وہ کرتا تھا اِسی لئے تھا کہ گناہ کو مٹا دے ✤ وہ زندگی بھر پاکیزگی کے کاموں میں مشغول رہا اور اُس سے خیال یا کلام یا فعل میں ذرہ بھی گناہ کبھی صادر نہ ہوا جو اُس سے ہوتا تھا پاک ہی ہوتا تھا ✤ غرض اُس کی پاکیزگی بے نہایت ہے اور ہماری دریافت میں آ نہیں سکتی ✤ چونکہ اُس کی پاکیزگی کامل ہے وہ ہمارا نجات دہندہ ہو سکتا ہے ✤

دوسرے نجات دہندہ کو چاہیئے کہ قادرِ مطلق ہو تا کہ سب گنہگاروں کی سزا اُٹھا سکے ✤ چنانچہ خداوند عیسیٰ مسیح قادرِ مطلق بھی ہے ✤ خدا قادرِ مطلق ہے اور چونکہ مسیح خدا ہے وہ قادرِ مطلق ہے اُسی نے آفتاب و ماہتاب و ستاروں اور اِس دُنیا کو معہ سمندروں و دریاؤں و پہاڑوں اور سب چیزوں کے بنایا ہے اور اُس کو اِن چیزوں کے خلق کرنے کچھ مشکل نہ ہوئی پر اُس نے صرف اپنے کلام سے ساری خلقت کو پیدا کیا اُس کے حکم کرتے ہی سب چیزیں موجود ہو گئیں ✤ خدا کی بے حد قدرت کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے خدا اور مسیح ایک ہی ہے خدا باپ نے خدا بیٹے کی معرفت خلقت کو پیدا کیا ✤ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ باپ بیٹا اور روح قدس ایک ہی خدا ہے ✤ چنانچہ خداوند عیسیٰ مسیح قادرِ مطلق ہے اور اِس باعث بھی گنہگاروں کا نجات دہندہ ہو سکتا ہے ✤

خداوند جب اِس جہان میں آیا اور مجسم ہوا تب بھی قادرِ مطلق بنا رہا اور اپنی قدرتِ کاملہ کو ہزاروں طرح سے ظاہر کیا جو لوگ اُس کی ذاتِ الٰہی سے واقف نہ تھے اُس کی قدرت پر تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہہ کس طرح کا انسان ہے کہ ایسے عجیب کام کرتا ہے ✤ اُس نے ہزارہا کرامات کیں یہہ سب انسان کی بہتری کے واسطے تھیں کیونکہ اُن سے اُن کی احتیاجیں رفع اور

بیماریاں دفع ہوتی تھیں ٭ گنہگاروں سے محبت کرکے اِس جہان میں آیا اور اُن کے درمیان
اِس محبت کو ظاہر اور اپنی بے حد قُدرت کو آشکارا کرتا رہا اُس کی قُدرت پر اُس کے سخت دشمن
بھی تعجب کرتے تھے ٭ ایک دفعہ ایک کوڑھی نے آکر خداوند سے یوں عرض کی کہ ای خداوند
اگر تو چاہے تو مجھے پاک صاف کرسکتا ہے ٭ خداوند نے صرف اُسے چھُوا اور کہا میں چاہتا
ہوں تو پاک صاف ہو جا اور اُس کا کوڑھ فوراً جاتا رہا ٭ ہر کوئی جانتا ہے کہ کوڑھ ایسی
بیماری ہے کہ اِنسانی حکمت سے ہرگز دفع نہیں ہوسکتی پر مسیح نے اُسے صرف اپنے حکم سے چنگا
کیا اُس نے صرف چاہا کہ آدمی چنگا ہو جائے اور وہ چنگا ہوگیا اُس نے اُس شخص سے یہہ نہیں
کہا کہ فلانی طرح کی علاج کر اور فلانے قسم کا کھانا کھا جیسا طبیب مریضوں سے کہتے ہیں پر اُس نے
صرف اُسے چھوا اور کہا میں چاہتا ہوں تو پاک صاف ہو جا ٭ میں چاہتا ہوں کے الفاظ کے
جو خداوند نے فرمائے بڑے معنے ہیں اُن سے یہہ مراد ہے کہ میں جو ہزارہا عالموں اور فرشتوں و
اِنسانوں کا خالق ومالک وحافظ ہوں چاہتا ہوں کہ یہہ بات ہو جائے اور میرا چاہنا ہی کافی
ہے چنانچہ یوں ہی ہوا وہ کوڑھی فوراً چنگا ہوگیا ٭ اگر خداوند مسیح فرماوے تو اُس کے
بات کہتے ہی لکھوکھہا اور عالم پیدا ہو جائیں اور اگر نیست ہونے کا حکم کرے تو وے سب جواب
موجود ہیں فوراً مٹ جائیں ٭ مریض اُس کی قُدرتِ کاملہ پر اعتقاد کرکے اکثر صرف اُس
کی پوشاک کا دامن چھوتے تھے اور صحت پاجاتے تھے ٭ لوگ بارہا بڑے فاصلہ سے آتے تھے اور
اُن کے عزیز اور بیگانے ایسے بیمار ہوتے تھے کہ اُنھیں ساتھ لا نہ سکتے تھے ٭ پس خداوند سے منت
کرتے تھے کہ وہیں جاکر اُنھیں چنگا کرے خداوند اکثر اُسی فاصلہ سے حکم کرتا اور بعوض رساں

کہہ دیتا تھا کہ جا تیرا عزیز جیتا ہے چنانچہ وہ مرض رساں گھر کو پہنچکر اُسے بھلا چنگا پاتا تھا *

خداوند عیسیٰ مسیح لوگوں کے گناہ بھی بخشا کرتا تھا چونکہ وہ خدا تھا اُسے یہہ حق تھیا تھا *
انسان لوگوں کے ایسے گناہ معاف کر سکتے ہیں جو خاص اُنھیں کے حق میں ہیں لیکن اِس معاملی کا ذکر یہاں نہیں کرتے خداوند ایسے گناہوں کو بھی معاف کرتا تھا جو لوگ اُس کے حق میں کیا کرتے تھے اور سوا اِس کے وہ خیالوں کے گناہ بھی معاف کیا کرتا تھا * اگر کوئی کسی سے کہے کہ میں تمہارے سب گناہ بخشے دیتا ہوں اور تم اب سعادتمند و نیکبخت ہو تو کیا بڑا کافر ٹھہرے اور لوگ اُسے دیوانہ نہ کہیں بیشک کافر ٹھہرے اور دیوانہ کہلاوے پر چونکہ مسیح خدا ہے ہر طرح کا گناہ اُس کے حکموں کی نافرمانی میں شمار ہے چنانچہ اُسے گناہ بخشنے کا اختیار تھا اور اِس طرح بھی اُس نے اپنا قادر مطلق ہونا ظاہر کیا *

پھر خداوند عیسیٰ نے اپنی قدرت کاملہ مُردوں کے زندہ کرنے سے بھی آشکار کی کسی انسان سے یہہ کام نہیں ہو سکتا لیکن خداوند نے اپنے نام سے مُردوں کو زندہ کیا اور پھر بڑے اختیار سے اُن کے زندہ ہونے کا حکم کیا اُن سے کہا کرتا تھا میں تجھہ سے کہتا ہوں اُٹھہ * ایک دفعہ اُس نے لعاذر نامے چار دن کے مُردے کو جِلایا تھا اُس وقت اُس کی قبر پر کھڑے ہو کر یہہ حکم کیا تھا کہ لعاذر باہر نکل آ چنانچہ وہ فوراً زندہ ہوا اور باہر نکل آیا * اِس شخص کے دو بہنیں تھیں جو بہتیرا اُس کے جی اُٹھنے کے نالہ و زاری کر رہی تھیں * خداوند نے اُن سے فرمایا کہ قیامت اور زندگی میں ہی ہوں * اِس کے یہہ معنے تھے کہ جسم و روح دونوں میری ہی قدرت سے جیتے ہیں کہ میں

کو جلا سکتا ہوں پر سوا اِس کے روح کو بھی جو گنا ہوں میں مُردہ ہی زندہ کر سکتا ہوں یعنے
ہنگاروں کو نجات دے سکتا ہوں ✣

پھر خداوند نے اپنی بے حد قُدرت اِس طرح بھی ظاہر کی کہ طوفان اپنے حکم سے موقوف کرتا
تھا ✣ ایک دفعہ جب وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ کشتی پر سوار تھا رات کو بڑا طوفان چلا موجیں
چاروں طرف سے کشتی کو مارنے لگیں شاگرد بڑے خوف و خطر میں پڑے اور آکر خداوند کو جو اُس وقت
سو رہا تھا جگایا اور پناہ کے لئے اُس سے عرض کی ✣ چونکہ مسیح اُن کے ساتھ موجود تھا اُنھیں
ڈرنا نہ چاہئے تھا اِس واسطے اُس نے اُٹھکر اُن کی بے ایمانی کے باعث اُن کو ڈانٹا پر طوفان کو
بھی بڑے اختیار سے حکم کیا کہ خاموش ہو ٹھہر جا ✣ پس وہ فوراً موقوف ہو گیا گویا چلا ہی
نہ تھا ✣ اِس مُلک میں طوفان اکثر ہوا کرتے ہیں کیا کسی اِنسان کو اُن کے موقوف کرنے کی
قُدرت ہی ✣ جب کہ زور و شور کے ساتھ طوفان چلتا ہی کیسا ہی بڑا خدا پرست اُس کے موقوف
ہونے کا حکم کیوں نہ کرے کیا اُس کی بات مان جائیگا اور بند ہو جائیگا ✣ ہرگز نہیں ✣ بلکہ
اگر اپنے خالق کی بیپروائگی پاوے تو اُسے بھی اُڑا لیجائے اور ایسے صدمہ سے کہیں ٹپکے کہ پھر دم باقی
نہ رہے ✣ لیکن خداوند مسیح بڑے اختیار سے طوفانوں کو حکم کرتا تھا اور وے موقوف ہو جاتے تھے
چنانچہ اِس سے بھی ظاہر ہی کہ وہ قادرِ مطلق ہی ✣

غرض اُس نے اپنے تئیں قادرِ مطلق ہونا اِس طرح بھی ظاہر کیا کہ اِنسانوں سے شیطانوں
کو نکالا کرتا تھا ✣ اِنسان سے یہہ کام نہیں ہو سکتا اور اگر مسیح کی قُدرت بے پایان نہ ہوتی تو
وہ بھی یہہ نہ کر سکتا شیطان اِنسان سے نہیں ڈرتے اور ہرگز اُن کی بات نہیں مانتے پر برعکس

اس کے انسان شیطانوں سے بہت ڈرتے ہیں اور طرح طرح سے اُن کی خدمت کرتے ہیں ✣ لیکن
خداوند عیسیٰ اُن پر پورا اختیار رکھتا تھا اور اُن پر ایسا حکم کرتا تھا جیسا کوئی اپنے غلام پر کرے جب
کسی شیطان کو انسان سے نکالتا تھا تو اُسے فرماتا تھا کہ اُس سے نکل آ اور پھر اُس میں داخل نہ ہو
شیطان فوراً اُس کی بات مانتا تھا اور اُس آدمی سے نکل آتا تھا ✣ شیطان خداوند عیسیٰ مسیح کو
بخوبی جانتے ہیں انسان کی طرح وے بھی اُس کی ذات الٰہی سے ناواقف نہیں ہیں پر وے جانتے ہیں
کہ وہ خدا کا بیٹا ہے اور کہ اُسے اُن کی سزا کا اختیار ہے اسی واسطے ایک دفعہ اُن میں سے دو اُس کے
حضور چلّا اُٹھے تھے کہ اے عیسیٰ خدا کے بیٹے ہم سے تجھ سے کیا کام کیا تو آیا ہے کہ وقت سے پیشتر ہمیں
عذاب میں پہنچاوے ✣ اس کلام سے اُن کی یہہ مراد تھی کہ ہم جانتے ہیں کہ تو روزِ عدالت میں ہماری
سزا کریگا پر کیا اُس وقت کے پیشتر بھی عذاب میں ہم کو پہنچاویگا ✣ پھر ایک دفعہ اور جب کہ خداوند نے ایک
شیطان کے نکلنے کا حکم کیا وہ بول اُٹھا میں جانتا ہوں تو کون ہے تو خدا کا قدوس ہے ✣ ہم لوگ
ابھی ان جسموں میں ہیں اور روحوں کا حال دریافت نہیں کر سکتے لیکن شیطان روح ہیں ان
کے جسم نہیں اور وے روحوں کا حال دریافت کر سکتے ہیں چنانچہ وے جانتے ہیں کہ خداوند عیسیٰ
مسیح کون ہے ✣ جب اُنھوں نے گناہ کیا تو اُسی نے تو اُنھیں بہشت سے نکال دیا اور جب کہ
وہ اس جہان میں آیا وے اُس سے بہت ڈرتے رہتے تھے اور جب وہ اُنھیں کسی سے نکل جانے
کا حکم کرتا تھا فوراً اُس کا حکم مانتے تھے ✣ پس اس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ قادرِ مطلق ہے
اور گنہگاروں کو نجات دے سکتا ہے ✣

خداوند مسیح کا قادرِ مطلق ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ اُس نے سب کرامات اپنے ہی نام

سے کیں ÷ بیماروں سے کہتا تھا کہ میں چاہتا ہوں تو چنگا ہو جا مُردوں کو فرماتا تھا میں تجھ سے کہتا ہوں اُٹھ اور شیطانوں سے کہتا تھا کہ فلانے شخص سے نکل جا ÷ ہدایت اور تعلیم بھی اِسی طرح مسیح فرماتا تھا یعنے میں کہتا یا چاہتا ہوں کہ تم ایسا یا ویسا کرو ÷ لیکن پیغمبر و حواری کرامات و تعلیم کے باب میں ایسا نہیں کرتے تھے ÷ کرامات خدا کی قدرت اور نام سے کرتے تھے اور ہدایت و تعلیم دیتے وقت یوں کہتے تھے کہ خداوند یوں فرماتا ہے اور فرشتے بھی خدا کے حکم اِسی طرح سُنایا کرتے تھے ÷ اگر کوئی اِنسان اپنے نام سے کوئی کرامت کیا چاہے تو بڑا کافر ٹھہرے اور کرامت ہرگز وقوع میں نہ آوے ÷ لیکن خداوند عیسیٰ المسیح نے سب کرامات اپنے ہی نام سے کیں اور یوں ظاہر کیا کہ میں قادرِ مطلق ہوں اور اُن سب کو جو مجھ پر اعتقاد اور بھروسا رکھیں نجات دے سکتا ہوں ÷

پھر اُس نے اپنے تئیں قادرِ مطلق اور حق تعالیٰ ہونا یوں آشکار کیا کہ دُنیا میں رہتے ہوئے لوگوں کی عبادت کو قبول کیا ÷ پیغمبروں اور رسولوں اور خدا پرستوں نے کبھی لوگوں کی عبادت قبول نہ کی کیونکہ جانتے تھے کہ ہم صرف مخلوق اور محض گنہگار ہیں اور اُس کے حق دار نہیں ÷ بعضی دفعہ جب وے کوئی کرامت کرتے تھے اور لوگ اُن کی پرستش کیا چاہتے تھے تو وے خوفِ خدا رکھکر فوراً اُنھیں منع کرتے تھے ÷ لوگ اِس بات کو تو جلد اقرار کر لینگے کہ مسیح پیغمبر تھا لیکن اگر صرف پیغمبر تھا تو لوگوں کی عبادت قبول کیوں کی رسول و پیغمبر تو ایسا کبھی نہ کرتے تھے پر اُس سے ہمیشہ بدل و جان پرہیز کرتے تھے بلکہ فرشتے بھی ایسی بات سے ڈرتے تھے ÷ ایک دفعہ ایک فرشتہ خدا کے حکم سے کسی حواری کو دکھلائی دیا کہ اُس پر کئی ماجروں کو جو آیندہ کو ہونیوالے تھے ظاہر کرے دم حواری اُس کے نور و رُعب سے ایسا حیران ہوا کہ گویا بے خود ہو گیا اور پرستش کے لئے اُس کے سامنے

کر ✣ فرشتے نے فوراً اُسے منع کیا اور کہا خبردار ایسا نہ کر کیونکہ میں تیرا اور نبیوں کا جو تیرے بھائی ہیں اور اُن کا جو اس کتاب کی باتیں مانتے ہیں ہم خدمت ہوں خدا کو سجدہ کر ✣ عبادت و پرستش صرف خدا ہی کا حق ہے اور مسیح نے لوگوں کی عبادت قبول کی پس وہ خدا تعالیٰ و قادر مطلق ہے اور انسان کا نجات دہندہ ہو سکتا ہے ✣

خداوند عیسیٰ مسیح کا قادر مطلق ہونا اس سے بھی آشکارا ہے کہ اُس نے فرمایا ہے کہ میں روز آخر میں سب کی عدالت کرونگا ✣ کوئی انسان اِس اختیار کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہے مسیح نے یہہ دعویٰ کیا کیونکہ وہ خدا ہے ✣ اپنے کلام میں اُس نے بارہا صاف صاف فرمایا ہے کہ اگر لوگ صرف زبان سے مجھے خداوند خداوند کہیں تو اُنھیں کچھ فایدہ نہ ہوگا پر ضرور ہے کہ دل و جان سے میری عبادت و اطاعت کریں ✣ بدکاروں کے حق میں اُس نے فرمایا ہے کہ روز عدالت میں میں اُن سے صاف کہونگا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو ✣ کیا کوئی انسان یا فرشتہ ایسے اختیار کا دعویٰ کر سکتا ہے ✣ ہرگز نہیں ✣ روز عدالت میں تو سب کوئی آپ ہی پناہ اور گناہوں کی معافی مانگینگے اوروں کی عدالت کیا کرینگے ✣ مسیح نے یہہ اِس لئے فرمایا کہ وہ قادر مطلق ہے ✣

جب قربان ہونے کا عین وقت آیا اُس نے اپنے تئیں دشمنوں کے حوالہ کر دیا ✣ اِس واجب الوجود کے قربان ہونے کے وقت بہت سے نہایت عجیب ماجرے واقع ہوئے اُن کے بیان کی یہاں گنجایش نہیں ✣ قصہ کوتاہ اُس نے جان دی اور مدفون ہوا اور اپنی قدرت سے تیسرے دن پھر اُٹھا ✣ وہ قبر جس میں وہ رکھا گیا تھا پتھر میں کھودی ہوئی تھی اور اُس میں مٹی نہ

بھری گئی تھی پر صرف ایک پتھر مُنہہ پر رکھا گیا تھا ✦ خداوند نے قربان ہونے کے پیشتر بار بار فرمایا تھا کہ میں تیسرے دن پھر زندہ ہونگا اُس کے دشمنوں نے اِس بات کا یقین نہ کیا پر سمجھے کہ شاگرد رات کو لاش کو چرا لیجا ئینگے اور پھر سب سے کہینگے کہ وہ زندہ ہو کر چلا گیا ہی اِس لئے اُنہوں نے قبر کی بڑی خبرداری کی اور اُس پر پہرا کھڑا کیا اور پتھر پر مُہر بھی کی ✦ پر اِن تدبیروں سے کچھہ کام نہ نکلا تیسرے روز خداوند زندہ ہوا اُس وقت فرشتے بھی دکھلائی دئے اُن کے شان و نور سے پہروالے ایسے ڈرے کہ گویا مُردے سے ہوگئے اور اُس کے جی اُٹھنے کے باعث دشمن بھی نہایت شرمندہ ہوئے ✦ زندہ ہونے کے بعد خداوند بار۱۱ اپنے شاگردوں کو دکھلائی دیا اور چند روز پیچھے اپنی قدرت سے آسمان کو پھر چڑھ گیا ✦

حاصل کلام کئی طرح سے ظاہر ہوا ہی کہ خداوند عیسیٰ مسیح قادر مطلق ہی ✦ اور چونکہ وہ قادر مطلق ہی ہمارا نجات دہندہ ہو سکتا ہی کیونکہ ہمیں ایسا ہی نجات دہندہ چاہئے جو بے حد قدرت رکھتا ہو ✦ پس خداوند مسیح قادر مطلق ہو کر گنہگاروں کی سزا اپنے اوپر اُٹھا سکتا ہی اور پاک ہو کر خدا کے حکموں کو جو ہم نے عدول کئے ہیں پورا کر سکتا ہی اور یوں ہمارے لئے بہشت کی راہ کھول سکتا ہی وہ اپنی بے حد قدرت اور کامل پاکیزگی دونوں طرح سے ہمارا نجات دہندہ ہونے کے قابل ہی ✦

سولھواں باب

خداوند عیسیٰ مسیح کے نجات دہندہ ہونے کا بیان چلا جاتا ہی

تیسرے نجات دہندہ میں یہہ چاہئے کہ وہ گنہگاروں کی سزا اپنے اوپر اُٹھاوے ✦ غرض

خداوند نے اِس جہان میں گنہگاروں کے عوض سب طرح کی تکلیف اُٹھائی ❖ گناہ ہی سب عذاب کا باعث ہے چنانچہ جو عذاب اُس نے اُٹھائے گنہگاروں کے عوض برداشت کئے کیونکہ وہ تو خود پاک تھا اور اُس میں ایسی کوئی بات نہ تھی جس کے باعث اُس پر تکلیف آتی ❖ وہ اِس جہان میں اِسی واسطے آیا کہ گنہگاروں کے بدلہ سزا اُٹھاوے اور اُن کے عوض اُن حکموں کو جو اُنھوں نے عدول کئے پورا کرے ❖

چنانچہ خداوند پیدائش ہی سے تکلیف اُٹھانے لگا ❖ جہان کے سب شاہنشاہ اُسی کے قدم میں اور اگر وہ چاہتا تو اُنھیں میں سے کسی کے یہاں پیدا ہوتا پر تاکہ افلاس اور احتیاج کے باعث بھی تکلیف اُٹھاوے وہ ایک غریب آدمی کے گھر پیدا ہوا ❖ اگر اِنسان گناہ نہ کرتا تو ہرگز مفلس اور محتاج نہ ہوتا ❖ مفلسی اور احتیاج بھی گناہ کا انجام ہے ❖ پس خداوند کو ضرور تھا کہ گنہگاروں کے عوض اُنھیں بھی برداشت کرے ❖ اگر کسی بادشاہ کا لڑکا کسی مجرم کی عوض سزا اُٹھایا چاہے تو اُسے ضرور ہو کہ اپنی شان و شوکت اور عیش و آرام کو ترک کرے اور ہر طرح سے مجرم کی حالت میں آوے اور قانون کے موافق اُس کی سزا اُٹھاوے چنانچہ مسیح نے یوں ہی کیا اور گناہ کو چھوڑ ہر صورت سے گنہگاروں کی طرح بنا ❖ خداوند غریب کے گھر میں پیدا ہونے کے سوا ایک گوسالہ میں پیدا ہوا اِس سے بہتر اور کوئی جگہہ نہ ملی اور خاص کر کے اُسے پیدائش ہی سے ایسی زیادہ تکلیف ہوئی ❖ مسیح ملک یہودیہ کے شہر بیت اللحم میں پیدا ہوا اُس کی ماں اور یوسف نام وہ شخص جس سے اُس کی ماں کی شادی ہوئی اور جسے خداوند کا شرعی باپ کہا چاہئے بیت اللحم کے رہنیوالے تھے پر اُن دنوں ایک ایسا باعث ہوا کہ ہزاروں لوگ

وہاں جمع ہوئے اور اُن کے درمیان یہہ بھی گئے لوگوں کی کثرت کے سبب شہر و سرا میں سب مکان
تنگ گئے اور خداوند کے ماباپ کو سوا ایک گوسالہ کے جہاں گاے بیل رہتے تھے اَور کچھہ نہ ملا ✢
وہیں خداوند پیدا ہوا اور چرنی میں رکھا گیا شروع ہی سے اُس کی کیسی پست حالی ہوئی اُس
کو جو کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک ہی جب کہ ہماری نجات کے واسطے اِس جہان میں آیا گوسالہ
اور چرنی سے بہتر اَور کچھہ نہ ملا وہ جس کے حضور اِس جہان کے شاہنشاہ کھڑے ہونے کے قابل نہیں
اور جس کو جبرئیل و اَور بڑے بڑے فرشتے سجدہ کرتے ہیں حیوانوں کے درمیان رہا اور سوا اِس کے ایسی
جگہہ اَور بھی تکلیفیں ہوئی ہونگی ✢ یہہ سب گنہگاروں کے واسطے تھا ✢
خداوند کی پیدایش بعضے لوگوں پر جو کہ ایک اَور ملک کے رہنیوالے تھے عجیب طور پر ظاہر کی گئی
تھی ✢ چنانچہ وے یہہ خبر پاکر شہر اورشلیم کو جو کہ ملک یہودیہ کا پایۂ تخت تھا آئے اور وہاں
لوگوں سے پوچھنے لگے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو اِن دنوں پیدا ہوا ہی کہاں ہی ✢ حق تعالیٰ نے
خداوند مسیح کی پیدایش کو اِسی نام سے اُن پر ظاہر کیا ✢ تھا تو وہ جہان کی سب قوموں کا
بادشاہ پر خاصکر یہودیوں کا بادشاہ اِس لئے کہلایا کہ صرف وے ہی سچے خدا کی پہچان رکھتے
تھے اور اِس باعث وے ہی اُس کے خاص لوگ تھے سوا اِن کے اَور سب قومیں بُت پرست
تھیں ✢ وہ بادشاہ بھی جس کے تحت میں یہودی اُس زمانے میں تھے بُت پرست تھا چنانچہ
جب اُس نے سُنا کہ یہودیوں کا ایک بادشاہ پیدا ہوا ہی نہایت حیران اور فکرمند ہوا اور سمجھا
کہ اگر وہ جیتا بچیگا تو میری بادشاہت مجھہ سے جاتی رہیگی پس اُس کے قتل کے درپے ہوا ✢
خداوند کے ماباپ نے یہہ خبر پائی اور اُسے لیکر ایک اَور ملک کو بھاگ گئے ✢ بادشاہ نے

اپنے مُلک میں اُس کی بڑی تلاش کی پر وہ وہاں تھا کہاں جو اُسے پاتا ✦ خداوند نے گنہگاروں کی سزا کا ذمہ لیا تھا چنانچہ بچپن ہی سے اُن کے عوض دُکھ اُٹھانے لگا اور پھر ایسا دُکھ اور ستایا جانا کہ لوگ بھی سے اُس کی جان کے خواہان ہوئے ✦ ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ جہان میں جتنی تکلیف ہے گناہ ہی کے باعث ہے اور پیشتر اُس کے کہ خداوند کی ذاتِ اِنسانی کو ہوش ہو وہ گنہگاروں کے عذاب اُٹھانے لگا ✦

غرض بھوکھ پیاس کی تکلیف بھی گناہ کے باعث ہوتی اور خداوند نے اِسے بھی برداشت کیا اگرچہ وہ دُنیا کی تمام دولت کا مالک ہے تو بھی جب یہاں آیا اپنی پرورش کے واسطے کچھ نہ رکھتا تھا ✦ جب تک کہ اپنے تئیں نجات دہندہ مشہور نہ کیا بہت برسوں تک اپنی پرورش کے واسطے اپنے ہاتھوں سے سخت محنت کی یہہ بھی گناہ کی ایک سزا تھی ✦ جب اپنے تئیں نجات دہندہ ظاہر کیا اور خلق اللہ کو تعلیم کرنے اور نجات کی راہ بتلانے لگا تب پرورش کے لئے محنت کی فرصت نہ رہی اِس حالت میں جو کچھ اوروں سے ملتا کھا لیتا تھا اور جب کچھ نہ ملتا ویسے ہی رہتا تھا ✦ لوگوں کی بہتری کے لئے ہمیشہ اِدھر اُدھر سفر کیا کرتا تھا تب اُسے پیاس لگتی تھی پر پاس کچھ کھینچنے کو نہ تھا اِس طرح پیاس سے بھی اکثر تکلیف ہوا کرتی تھی ✦ چنانچہ بھوکھ و پیاس دونوں سے اُس نے دُکھ اُٹھایا ✦ وہ اپنی قُدرتِ اِلٰہی سے سب احتیاجیں رفع کر سکتا تھا لیکن قُدرت کو کام میں نہ لایا کیونکہ اگر قُدرت کو کام میں لاتا اور اپنے آرام کے لئے سب چیزیں موجود کرتا تو گناہ کی سزا کیونکر اُٹھاتا ✦ اگر خوراک و پوشاک کے لئے قُدرت کو ظاہر کرتا تو اِس طرح دشمنوں کے باب میں بھی اُسے کام میں لاتا اور حکم سے اُنھیں فنا کر ڈالتا لیکن اگر اِس طرح ہر بات میں قُدرت

ظاہر کرنے لگتا تو گنہگاروں کی سزا کیونکہ اُٹھاتا ✣ اُس نے ہزاروں کو معجزہ سے کھلایا اور آسودہ کیا پر اپنے واسطے کبھی کرامت نہ کی اِس جہان کے غریبوں کے حال سے بھی اُس کی حالت بدتر تھی ✣ اوروں کا دیا کھانا ایسی بات ہے کہ اُس سے دل کو نہایت چوٹ لگتی ہے اور جن لوگوں کی زندگی اِس طرح بسر ہوتی ہے اُن کے کھانے دانے کا آیندہ کے لئے کچھ ٹھکانہ بھی نہیں رہتا آج یہاں ملا ہے کل معلوم نہیں کہاں ملے یا ملے کہ نہ ملے ✣ پس خداوند نے اِس باب میں ہر صورت سے ہمارے لئے تکلیف اُٹھائی ✣

تھکائی اور ماندگی بھی اِنسان کے لئے ایک بڑی تکلیف ہے اور خداوند نے اِس کو بھی برداشت کیا وہ پاپیادہ لوگوں کی بہتری اور تعلیم کے لئے اِدھر اُدھر چلا پھرا کرتا تھا کیونکہ ایسا محتاج تھا کہ خوراک و پوشاک تو ملتی ہی نہیں تھی سواری کہاں سے آتی چنانچہ وہ اِن سفروں میں بہت تھکا ماندہ بھی ہوا کرتا تھا ✣

پھر خداوند کے رہنے کو کوئی مکان بھی نہ تھا اِس سے بھی اُس کو نہایت تکلیف ہوئی ✣ ہر کسی کو معلوم ہے کہ وے لوگ جن کے گھر مکان اور رہنے کا کہیں ٹھکانہ نہیں ہوتا کیسے تنگ حال اور مصیبت زدہ ہوتے ہیں ✣ یہی حال خداوند کا تھا ✣ جب تک اپنے تئیں نجات دہندہ مشہور نہ کیا ماباپ کے ساتھ رہا لیکن جب سے نجات دہندہ ہونا ظاہر کیا اور لوگوں کی تعلیم و ہدایت کے واسطے اِدھر اُدھر پھرنے لگا تب سے اُس کے لئے کوئی گھر و مکان نہ رہا جو کوئی اُسے مہربانی کر کے اپنے یہاں رکھ لیتا اُسی کے گھر ٹک رہتا تھا ✣ اِس تکلیف کے باب میں اُس

نے خود فرمایا ہی کہ لومڑیوں کے لئے ماندیں اور ہوا کے پرندوں کے لئے گھونسلے ہیں پر ابنِ آدم یعنے مسیح کو سر دھرنے کی جگہہ نہیں ٭

پھر رنج و غم خداوند کی بڑی تکلیفوں میں شمار ہیں ٭ رنج و غم کی تاثیر نہایت خراب ہوتی ہی اُس سے جسم سوکھہ جاتا ہی ٭ اِس جہان میں رنج و غم سب کو ہوتا ہی بادشاہوں سے لے فقیروں تک سب اُس میں گرفتار ہیں کوئی بھی نہیں بچتا یہہ بھی گناہ کا انجام ہی ٭ پس خداوند عیسیٰ المسیح نے اِسے بھی برداشت کیا بلکہ حقیقت حال تو یہہ ہی کہ اُس کے برابر رنج و غم اور کسی پر نہیں پڑا اِسی لئے اُس نے کلام پاک میں اپنے تئیں مرد الم آشنائے آزار کہا ہی ٭ رنج و غم اُسے یہہ دیکھکر ہوتا تھا کہ لوگ قصداً گناہ کرتے اور جہنم کی راہ میں دوڑتے چلے جاتے ہیں اور پھر اِس باعث بھی کہ لوگ ناحق اُس سے عداوت رکھتے اور حتی المقدور اُسے ستاتے تھے ٭ جب کوئی کسی سے ناحق عداوت رکھتا ہی اور اُس کا نقصان کیا چاہتا ہی تو اُس شخص کو بڑا رنج و غم ہوتا ہی چنانچہ یہی حال خداوند کا تھا ٭ اُس نے کبھی کسی کا ذرہ بھی نقصان نہ کیا تھا اور لوگوں کو اُس سے عداوت کرنے اور ستانے کی کچھہ بھی وجہہ نہ تھی ٭ برعکس اِس کے اُنھیں فرض تھا کہ بدل و جان اُس سے محبت کرتے کیونکہ وہ ہر صورت سے خلق اللہ کی بہتری میں مشغول رہتا تھا چنانچہ اُس نے اندھوں کو آنکھیں لنگڑوں کو پانوں ٹنڈوں کو ہاتھہ بیماروں کو شفا بھوکھوں کو روٹی اور مُردوں کو زندگی دی اور سب کو نجات کی ہدایت کی ٭ وہ بہشت کے آرام اور شان کو چھوڑکر اِس جہان میں گنہگاروں کے بدلے دکھہ اُٹھانے اور اُنھیں سعادت بخشنے کو آیا تو بھی اُنھوں نے اُس کا احسان نہ مانا پر اُس سے عداوت کی اور زندگی بھر اُسے ایسا ستاتے رہے

گویا وہ بڑا خطاکار اور مجرم تھا ۔ لوگ ہر طرح سے اُسے بُرا کہتے تھے یہاں تک کہ شیطان کا خادم بھی کہتے تھے جب مریضوں کی شفا کے واسطے بھی معجزہ کرتا تھا لوگ اُس کے قتل پر مستعد ہوتے تھے ۔ یہودیوں کے رئیس اُس کے خاص دشمن تھے اُنھیں یہہ اندیشہ تھا کہ مسیح کی کرامات کے باعث سب اُسی کی طرف متوجہ ہو جائینگے اور ہمیں کوئی نہ پوچھیگا اِسی لئے اُسے بہت دق کرتے اور ستاتے تھے اور اُس کے قتل کے درپے رہتے تھے رئیسوں کے خوف سے عوام بھی اکثر یہی کرتے اور اُس پر اعتقاد نہ رکھتے تھے ۔

اگرچہ خداوند گنہگاروں کے بدلے زندگی بھر تکلیف اُٹھاتا رہا لیکن اُن کی خاص سزا اُس پر قربان ہونے کے وقت پڑی اور خصوصاً اُسی سے خدا کا عدل پورا ہوا اُس وقت غضب اِلٰہی نے مانند ایک بڑے پہاڑ کے اُسے دبایا اور اُس وقت وہ ایسی جانکنی اور دُکھ میں پڑا کہ کوئی مخلوق اُسے دریافت نہیں کرسکتا ۔ اگرچہ اُس کے دشمنوں نے اُس کی گرفتاری اور قتل کو بارہا چاہا تو بھی جب تک اُس کے قربان ہونے کا عین وقت جو اُس نے خود مقرر کیا تھا نہ پہنچا اُسے کوئی گرفتار نہ کرسکا ۔ چنانچہ تینتیس برس کی عمر میں قربان ہونے کا وقت آیا ۔ خداوند کے شاگردوں کے درمیان یہودا نام ایک مکار تھا اُس نے یہودیوں کے رئیسوں سے تیس روپے کے لئے اُسے پکڑوا دینے کا اقرار کیا ۔ غرض شہر اورشلیم کے قریب گتسمنی نام ایک باغچہ تھا اور خداوند معہ شاگردوں کے اکثر وہاں جایا کرتا تھا ۔ پس ایک دفعہ رات کو یہودا کو چھوڑ اور سب شاگردوں کو لیکر وہاں گیا ۔ اُس وقت یہودا دشمنوں کے پاس یہہ کہنے گیا کہ اِس وقت خوب موقع ہے آدمی بھیجکر اُسے گرفتار کرلو چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا ۔ چونکہ

مسیح خدا ہے اُسے سب حال معلوم تھا اور وہ جانتا تھا کہ اب گنہگاروں کے عوض غضب الٰہی
اُٹھانے اور قربان ہونے کا وقت آ پہنچا ہے ✤ پس اُسی وقت سے جب کہ باغچہ میں تھا
وہ نہایت جان کنی میں پڑنے لگا اور غضب الٰہی اور عذاب اُس پر نازل ہونے لگا اور یہہ ایسے حد
درجہ تک کہ انسانوں کا کیا ذکر فرشتے بھی اُسے دریافت نہیں کر سکتے ✤ جب لوگ کسی سخت
محنت میں مشغول ہوتے ہیں تو اُن کے پسینا نکلتا ہے خداوند اِس وقت ایسی جان کنی اور رنج
میں پڑا کہ معمولی پسینے کے عوض اُس کے جسم سے خون ٹپکنے لگا ابھی تک کسی نے اُس کے جسم کو
چھوا نہ تھا پر یہہ خون کا ٹپکنا اُس کے روحانی اور دلی رنج کے باعث تھا قہر الٰہی گنہگاروں
کے عوض اُس پر نازل ہو رہا تھا ✤ جب تک خداوند عیسیٰ المسیح باغچہ میں تھا دعا میں مشغول
رہا جب یہیں تھا یہودا کے ساتھ ایک گروہ آدمیوں کا معہ تلواروں ولاٹھیوں اور مشعلوں
کے آیا وے خداوند کو اِس طرح پکڑنے گئے گویا کسی چور کو پکڑنے جاتے ہیں ✤ خداوند کے ایک
شاگرد نے اپنے اُستاد کی حمایت میں تلوار چلائی اور گروہ کے ایک آدمی کا کان اُڑا دیا پر خداوند
نے اُسے منع کیا اور فرمایا کہ جو تلوار چلاتے ہیں تلوار ہی سے مارے جائینگے ✤ وہ تو گنہگاروں
کے عوض عذاب ہی اُٹھانے آیا تھا تو پھر شاگردوں کو کیوں لڑنے دیتا ✤ اگر دشمنوں
سے اپنے تئیں محفوظ رکھا چاہتا تو اپنے ایک فرشتے کو حکم کرتا کہ وہاں دکھلائی دے اُس کی
شان و نور ہی سے وے لوگ مُردے سے ہو جاتے یا خداوند خود اپنے حکم سے اُنھیں فنا کر ڈالتا
پر وہ تو گنہگاروں کے عوض دُکھ اُٹھانے آیا تھا پس اپنے تئیں اُن کے حوالہ کر دیا ✤ اُس
نے اُسی وقت کرامت سے اُس شخص کو جسے تلوار لگی تھی چنگا کیا اور اُس کا کان جوڑ دیا پر اُس

وقت بھی کرامت کے دیکھنے سے اُن لوگوں کے سخت دل نرم نہ ہوے ✤ پس اُنھوں نے اُسے باندھا اور یہودیوں کے دینی سرداروں پاس لے چلے ✤ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ خداوند بالکل پاک تھا اُس میں ذرہ بھی گناہ نہ تھا اور یہہ عذاب جو اُس نے برداشت کئے اپنے لئے نہیں پر گنہگاروں کے عوض اُٹھائے ✤ اگرچہ رات تھی یہودیوں کے رئیسوں نے آرام کی کچھ پرواہ نہ کی پر جمع ہو کر اُس گروہ کے منتظر بیٹھے تھے اور سوچ رہے تھے کہ وے لوگ عیسیٰ کو لا سکینگے یا نہیں چنانچہ جب اُنھوں نے دیکھا کہ پکڑ لائے ہیں تو نہایت خوش ہوئے اور دل میں کہنے لگے کہ اب تو ہمارے اختیار میں ہے جو چاہیں سو کریں ✤ تمام عذاب جو اُس نے اِس وقت اور وے بھی جو بعد اِس کے اُٹھائے کلامِ پاک میں لکھے ہیں ✤ رئیسوں نے برائے نام اُس کی تحقیقات کی اور جب اُس نے ایک معقول جواب دیا ایک نوکر نے اُسے تھپڑ مارا ✤ بہت جھوٹھے گواہ گواہی دینے آئے پر کسی کی گواہی متفق نہ ہوئی ✤ اِس جھوٹھی تحقیقات میں اُنھوں نے ساری رات اُسے دق کیا اور ستایا اور نوکروں نے اُس کی آنکھیں باندھیں اور اُسے مارا اور اُس پر تھوکا اور ہر طرح سے اُس کو اذیت دی ✤ زمین و آسمان کا خالق و مالک گنہگاروں کے بچانے کو آیا پر اُنھوں نے اُس کے ساتھ ایسا سلوک کیا ✤ یہہ سب عذاب اُس نے گنہگاروں کے عوض اُٹھایا ✤

یہودی اِس زمانے میں ایک دوسری قوم کے تحت میں تھے چنانچہ اِس جھوٹھی تحقیقات کے بعد اُنھوں نے اُسے پیلاطس نامے مُلک کے حاکم پاس بھیجا اُس نے اُس کے مقدمہ کی تحقیق کی پر اُس کا کچھ قصور نہ پایا ✤ جب پیلاطس نے سُنا کہ عیسیٰ نے گلیل میں بھی جو کہ قریب کا ایک مُلک تھا کرامات کی ہیں تو اُسے ہیرود نامے اُس مُلک کے حاکم پاس بھیجا جو کہ اُس وقت اورشلیم

میں موجود تھا اُس نے بھی اُس کی بابت دریافت کیا پر ذرہ بھی قصور نہ پایا لیکن اپنی شرارت سے اور یہودیوں کو خوش کرنے کے لئے اُس نے بھی اُسے ستایا اور اِس باعث کہ خداوند نے کہا تھا کہ میں یہودیوں کا بادشاہ ہوں اُسے بھڑکیلی پوشاک پہنا کر پیلاطؔ پاس پھر بھیجا ✣ پیلاطؔ نے پھر اُس کی بابت تحقیق کی پر ذرہ بھی قصور نہ پایا اور چاہا کہ اُسے چھوڑ دے لیکن یہودی اِس بات پر راضی نہ ہوئے ✣ معلوم کیا چاہئے کہ پیلاطؔ یہودیہ کا صرف نواب تھا اور اُس کے بندوبست و انتظام کے لئے فرنگستان کے رومی شاہنشاہ کی طرف سے مقرر ہوا تھا اور جب کبھی اُس کے مُلک میں بلوہ و فساد ہوتا تھا اُسے شاہنشاہ کے حضور جوابدہی کرنی پڑتی تھی اور اُس کو تدارک ہوتا تھا پس وہ ڈرتا تھا کہ اگر میں عیسیٰ کو چھوڑ دونگا تو تمام یہودی ملکر بلوہ کرینگے اور شاہنشاہ کی طرف سے میرے سر پر آفت پڑیگی چنانچہ اُس نے خوف سے یہودیوں کی مرضی کے موافق کیا ✣

غرض پیلاطؔ نے خداوند کے کوڑے مروائے اور بعد اِس کے سپاہیوں کے حوالہ کیا کہ اُسے صلیب پر ماریں ✣ صلیب پر مارنے کے پیشتر سپاہیوں نے اُس کے لئے کانٹوں کا ایک تاج بنایا اور کانٹوں کی نوکیں اندر کو رکھیں اِس کے پہننے سے خداوند کو نہایت ایذا ہوئی اور ٹھٹھے کے لئے اُنھوں نے اُسے ایک بینگنی پوشاک پہنائی کیونکہ اُس مُلک کے بادشاہ دربار میں اِسی رنگ کی پوشاک پہنتے تھے اور اُس کے ہاتھ میں ایک سینٹھا بھی پکڑا دیا جو اُس عصائے شاہی کا نشان تھا جسے بادشاہ اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے ✣ سپاہیوں نے بھی اُسے مارا اور اُس پر تھوکا اور ہر طرح سے اُسے ستایا ✣ جب یہہ سب کر چکے تو صلیب پر مارنے کو لے چلے ✣ صلیب پر مارنے میں ایسی تکلیف پائی جاتی تھی کہ اُس کا بیان نہیں ہو سکتا ✣ صلیب

دو لکڑیوں کا بنتا تھا ایک لنبی اور دوسری اُس سے کچھ چھوٹی ✦ چھوٹی لکڑی لنبی لکڑی کے ایک سرے پر بینڈری ٹھونکی جاتی تھی اور لنبی لکڑی کا دوسرا سرا زمین میں گڑا تھا اِسی کو صلیب کہتے تھے اور جس شخص کے صلیب پر مارنے کا حکم ہوتا تھا بڑی بڑی کیلوں سے اِسی پر ٹھونکا جاتا تھا دھڑ اور ٹانگیں لنبی لکڑی پر رہتے تھے اور ہاتھ چھوٹی لکڑی کے دونوں سروں پر پھیلے رہتے تھے ہاتھ پانوں میں لنبی اور موٹی کیلیں گڑتی تھیں اور اِنہیں سے جسم صلیب پر سدھا رہتا تھا ✦ جو شخص مصلوب ہوتا تھا از حد درد کے باعث مرتا تھا اور پھر اِس طرح کے مرنے میں یہہ بھی خرابی تھی کہ جلد نہیں پر بڑے عرصہ میں مرتا تھا ✦ کیلوں سے بڑے بڑے زخم ہو جاتے تھے اور اُن زخموں سے شدت کا بخار پیدا ہوتا تھا اور بخار سے بڑی پیاس لگتی تھی اور اِس طرح بھی از حد تکلیف ہوتی تھی ✦ غرض اِس طرح کے مرنے میں نہایت درد اور تکلیف پائی جاتی تھی ✦ سوا اِس کے صلیب پر مارے جانے میں بہت ہی شرم و بدنامی تھی ایسا کہ کوئی رومی جو اُن دنوں بڑے زبردست اور کئی ولایتوں کے مالک تھے اِس طرح مارا نہ جاتا تھا اور قوموں کے بڑے بھاری مجرم اِس طرح مقتول ہوتے تھے ✦ پس خداوند نے ایسے درد اور بدنامی کی موت سے گنہگاروں کی خاطر اپنے تئیں قربان کیا ✦

حاکم کے سپاہی خداوند کو صلیب پر مارنے کے لئے شہر کے باہر لے چلے ✦ صلیب بھاری ہوا کرتا تھا اور اُنھوں نے خداوند کو مجبور کیا کہ اپنا صلیب آپ اُٹھاوے چنانچہ وہ کچھ دور تک اُسے لیگیا پر جب کمزوری کے مارے آگے کو بڑھ نہ سکا تو سپاہیوں نے ایک اَور شخص کو پکڑا اور اُسی پر صلیب رکھا ✦ آخر کار اُس جگہہ کو جہاں جاتے تھے پہنچکر اُنھوں نے خداوند کو

صلیب پر ٹھونکا اور وہ تمام درد اور اذیت جس کا ابھی ذکر کر چکے ہیں اُس پر آئی ۔ انسان
کے گناہوں کے واسطے وہ زمین و آسمان کے درمیان لٹکایا گیا اُس کا جسم بڑی بڑی کیلوں سے
چھیدا گیا اِس سے شدت کا بخار پیدا ہوا اور مارے پیاس کے اُس کا حلق سوکھنے لگا پر ایک
بوند پانی بھی نہ ملا ۔ تاکہ اُس کی زیادہ بدنامی ہو اُنھوں نے اُسے دو چوروں کے درمیان
صلیب پر مارا اور جب کہ صلیب پر بے حد اذیت کھینچ رہا تھا تب بھی جب تک کہ اُس میں دم رہا
لوگ اُس سے ٹھٹھا کرتے اور بُرا کہتے رہے ۔

اگرچہ خداوند نے جسم میں بے نہایت اذیت اُٹھائی پر کچھ خاص اُسی سے انسان کے
گناہوں کا کفارہ نہیں ہوا اگرچہ بدن کا دکھ بہت تھا پر ایسا نہ تھا کہ ویسا اَور کسی کو نہ ہوا ہو جسم
کی اذیت تو اُن چوروں کو بھی ویسی ہی ہوئی تھی ۔ خاص عذاب جس سے انسان کے
گناہوں کا کفارہ ہوا دلی و روحانی رنج تھا ۔ اُس وقت حق تعالیٰ کا بے نہایت غضب
اُس پر نازل ہوا اور ایک پہاڑ کی طرح اُسے دبایا حقیقت میں اُس کی جان کنی اِس وقت
ایسی تھی کہ کوئی مخلوق اُسے دریافت نہیں کر سکتا اور اِس کی نسبت اُس کے جسم کی اذیت کچھ
بھی نہ تھی ۔ چونکہ اِس وقت انسانوں کے عوض خاص سزا اُٹھا رہا تھا خدا باپ نے اپنے
تئیں اُس سے چھپایا اور عذاب کی شدت سے خداوند ذات انسانی میں پکار اُٹھا اے میرے
خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں ترک کیا ہے ۔ اگر صرف جسم کی اذیت ہوتی تو اِس طرح سے
ہرگز نہ چلاتا اور اگر اِس جان کنی اور روحانی عذاب کو برداشت نہ کرتا تو کسی گنہگار کی نجات بھی
نہ ہو سکتی ۔ اُس نے گنہگاروں کی نجات کا ذمہ لیا اور شریعت الٰہی کے موافق اُن کی

سزا اُٹھائی ÷ چونکہ خداوند عیسیٰ مسیح کا درجہ بے نہایت بڑا ہے یعنے وہ خدا کا بیٹا ہے اُس کا کفارہ بھی بڑا ہے اور اُس سے خدا کا عدل بخوبی پورا ہوا ہے ÷ شاہنشاہ کے ایک لڑکے کا درجہ ہزارہا فقیروں کے درجے سے بڑا ہوتا ہے ÷ اگر دو بادشاہوں میں لڑائی ہو اور ایک بادشاہ دوسرے کی رعایا میں سے دس ہزار فقیروں و بھکھاریوں و اور غریب آدمیوں کو پکڑ پاوے تو اس سے اِتنا خوش نہ ہو جتنا کہ اُس بادشاہ کے ایک لڑکے کے پکڑ پانے سے خوش ہو اور اگر ہزارہا رعایا کے بدلے اُس کا ایک لڑکا ملے تو فوراً سب کو چھوڑ دے کیونکہ بادشاہ کے ایک لڑکے کا بھی درجہ ہزارہا رعایا کے درجہ سے بڑا ہوتا ہے ÷ اِس مثل سے یہہ مراد ہے کہ جو اذیت اور عذاب خداوند نے اُٹھائے ہیں اُن میں بے حد صواب ہے ÷ بادشاہ کے لڑکے اور رعایا میں تو نسبت ہے اُن کے درمیان بے نہایت فرق نہیں ہے کیونکہ دونوں انسان ہیں اور جو فرق ہے بھی سو چند روزہ اور صرف اِسی جہان کا ہے لیکن خداوند عیسیٰ مسیح اور تمام انسانوں کے درمیان ایسا فرق ہے کہ اُس کی کچھ انتہا نہیں وہ حق تعالیٰ کا بیٹا اور یہہ صرف انسان ہیں وہ خالق ہے اور یہہ اُس کے مخلوق پس اُس کے کفارہ اور قربان میں بڑا صواب ہے اور اُس کے باعث جہان بھر کے سب گنہگار بچ سکتے ہیں بشرطیکہ اُس کی ہدایت کے موافق اُس پر اعتقاد رکھیں ÷ عذاب تو اُس نے صرف ذات انسانی میں اُٹھائے پر چونکہ اُس میں ذات الٰہی اور ذات انسانی دونوں ملی ہیں اُس کے قربان کو بے حد قدر ہے اور اُس کا کفارہ سب کی نجات کے لئے کافی ہے ÷

غرض خداوند کئی گھنٹے صلیب پر رہا بعد اِس کے جاں بحق ہوا ÷ خدا کا عدل یہہ

بھی چاہتا تھا کہ وہ کچھ عرصہ تک موت کے قبضہ میں رہے چنانچہ اُس کا جسم تیسرے دن تک قبر میں رہا ✣ تیسرے روز بڑے جلال کے ساتھ زندہ ہوا اور بار ہا شاگردوں کو دکھلائی دیا پھر بعد چند روز کے آسمان کو چڑھ گیا اور اب وہاں اُن گنہگاروں کے لئے جو اُس پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اُس کی اطاعت کرتے ہیں سفارش کرتا ہے ✣

پس خداوند نے گنہگاروں کی سزا اپنے اوپر اٹھائی ہے اور خدا کے عدل کو بخوبی پورا کر دیا ہے چنانچہ اس طرح بھی نجات دہندہ ہونے کے قابل ہے ✣ اب اُن چار باتوں میں سے جو نجات دہندہ میں چاہئے تین تو خداوند میں دیکھ لی ہیں یعنے پہلے وہ پاک ہے دوسرے قادر مطلق ہے تیسرے گنہگاروں کی سزا اٹھائی ہے ✣ اب چوتھے اِس کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ خدا کے سب حکموں کو جو ہم نے عدول کئے تھے بجا لایا ہے اور اپنی نیکی اور ثواب سے ہمارے لئے بہشت کی راہ کھولی ہے ✣

غرض چوتھے خداوند مسیح نے گنہگاروں کے عوض شریعت الٰہی کی اطاعت کی ہے اور اس کے باعث وے جو اُس پر اعتقاد رکھتے ہیں بہشت کی سعادتِ ابدی کو پہنچ سکتے ہیں ✣ معلوم کیا چاہئے کہ خداوند نے ذاتِ الٰہی میں شریعت کی اطاعت نہیں کی کیونکہ وہ تو خود حق تعالیٰ اور شریعت کا دینے والا ہے اور ذاتِ الٰہی میں فرماں برداری کرنا ناممکن ہے لیکن وہ ذاتِ انسانی میں شریعت کو ہر طرح سے بجا لایا ہے ایسا کہ کچھ باقی نہیں رہا ✣ اُس کی فرماں برداری کا بیان وہاں ہو چکا ہے جہاں ہم نے پیچھے اُس کی پاکیزگی کا ذکر کیا ہے ✣ خداوند سب کے پاک ہے اور چونکہ وہ خدا ہے ذاتِ الٰہی میں تو پاک ہی ہے پر ذاتِ انسانی

میں بھی پاک رہا اور ذات انسانی ہمگی پاکیزگی کے یہی معنے ہیں کہ وہ خدا کے سب حکموں کو جو اُس نے انسان کو فرمائے ہیں بجا لایا اگر وہ اُس میں ذرہ بھی قصور کرتا تو پاک نہ ٹھہرتا ✤ پس اِس فرماں برداری کا بیان ہم کامل بیان نہ کرینگے ✤

خدا کے حکموں میں سے بعضے تو خدا سے نسبت رکھتے ہیں اور بعضے انسان سے ✤ چنانچہ مسیح نے اِن دونوں طرح کے حکموں کو پورا کیا ✤ ہم پر واجب ہے کہ خدا سے بدل و جان محبت رکھیں اور اُس کی حمد و ثنا میں مشغول رہیں ✤ پس خداوند زندگی بھر اِسی کام میں رہا اپنے آسمانی باپ سے محبت رکھی اور وہی کام کئے جو اُسے خوش آتے ہیں لڑکپن سے بھی اُس کی حمد و ثنا میں مشغول رہا اور ہر بات کو اُسی کے جلال اور بزرگی کے لئے کیا ✤ خدا سے دعا مانگنا ہم پر فرض ہے چنانچہ مسیح رات رات بھر دعا میں بسر کرتا تھا اور عبادت کے کسی فرض سے کبھی غافل نہ رہتا تھا اور ہر وقت اُس کام میں بھی رہتا جو خدا باپ نے اُس کے سپرد کیا تھا یعنے لوگوں کو تعلیم کرتا اور اُنھیں نجات کی راہ بتلاتا تھا ✤ اُس کا دل خدا کی محبت و تعظیم اور عبادت میں ہر دم لگا رہتا تھا اور وہ ہر خیال و کلام و فعل میں اُس کی بزرگی کرتا تھا اِس میں اُس نے ذرہ بھی قصور نہ کیا انسان پر یہہ واجب اور فرض تھا اور اُس نے اُس کے عوض یہہ پورا کیا ✤

اِسی طرح اُس نے خدا کے اُن حکموں کو بھی پورا کیا جو انسان سے نسبت رکھتے ہیں ✤ اِن حکموں کا خلاصہ یہہ ہے کہ تو اپنے ہمجنس کو اپنی طرح پیار کر ✤ پس خداوند نے انسان سے بھی بدل و جان محبت رکھی اِسی باعث ہمیشہ اُن کی بہتری کرتا تھا اور اُنھیں حقیقی سعادت

کی راہ بتلاتا تھا ۔ وہ اُنھیں بتلاتا تھا کہ تم لوگ خدا سے گمراہ ہو گئے ہو اور محض گنہگار اور غضب الٰہی کے سزاوار ہو اور ضرور ہے کہ گناہوں سے توبہ کرو اور اُس کی طرف متوجہ ہو اور اُس نجات دہندہ پر جسے اُس نے تمھارے لئے تیار کیا ہے اعتقاد اور بھروسا رکھو ۔ سوا اِس کے وہ انسان کے جسم کو بھی آرام بخشتا تھا چنانچہ اُن کی بیماریوں کو چنگا کرتا اندھوں کو آنکھیں اور لنگڑوں کو پانوں دیتا اور بھوکھوں کو کھلاتا تھا ۔ خدا کا حکم ہے کہ اپنے جانی دشمنوں کو بھی پیار کرو غرض خداوند شریعت الٰہی کو ایسی تاکید سے بجا لایا کہ اپنے قاتلوں کو بھی پیار کیا اور جب کہ صلیب پر بے نہایت اذیت و جان کنی میں تھا تب بھی اُن کے حق میں یہہ دعا مانگی کہ اے باپ اُنھیں معاف کر کیونکہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں ۔ اُس نے کبھی کسی کا ذرہ بھی نقصان نہ کیا پر ہمیشہ سب کا بھلا کیا ۔ جب تک لڑکا رہا اور ماباپ کے تحت میں رہا اُن کی فرماں برداری کرتا رہا اور اَور لڑکوں کی طرح نافرمانی نہ کی اور جب بالغ ہوا پیغمبری کے کام پر داخل ہونے تک اپنی پرورش کے واسطے سخت محنت کی ۔ وہ یہودیوں کے درمیان پیدا ہوا تھا اور لڑکپن ہی سے اُس شریعت کے بجا لانے میں مشغول رہا جو خدا نے خاص یہودیوں کی ہدایت کے واسطے دی تھی ۔ قصہ کوتاہ اُس نے سب حکم جو خدا نے انسان کو دئے تھے پورے کئے اور کسی میں ذرہ بھی قصور نہ کیا جو انسان سے نہ ہو سکا وہ اُس کے عوض بجا لایا اور اب اپنی نیکی اور ثواب کے باعث اُن سب کو جو اُس پر اعتقاد رکھتے اور اُس کی اطاعت کرتے ہیں بہشت کو پہنچا سکتا ہے ۔

غرض خداوند عیسیٰ مسیح ہر طرح سے نجات دہندہ ہونے کے قابل ہے یعنے وہ بالکل پاک

ہے اور اپنا کچھ بھی گناہ نہیں رکھتا جس کے لئے جوابدہی کرنا اور سزا اُٹھانا ہو * اور وہ قادر مطلق ہے اُس نے گنہگاروں کی سزا اپنے اوپر اُٹھائی ہے * پس وے لوگ جو اُس پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اُس کا کہا مانتے ہیں جہنم کے عذاب میں نہ پڑینگے * پھر اُس نے خدا کے سب حکم جو انسان نے عدول کئے تھے پورے کئے ہیں اِس باعث بڑا ثواب رکھتا اور اپنے معتقدوں کو بہشت کو پہنچا سکتا ہے * ہمیں ایسا نجات دہندہ چاہئے جس میں یہہ سب باتیں پائی جاتی ہوں اور ہزارہا شکر جناب باری کی درگاہ میں کہ اُس نے خداوند عیسیٰ مسیح کو جو ہمیں بچانے کے قابل ہے ہماری نجات کے لئے مقرر فرمایا ہے *

چونکہ حق تعالیٰ نے اپنے بیٹے مسیح کو بھی نہ چھوڑا پر گنہگاروں کے عوض اُس پر بھی سزا پہنچائی اِس سے اُس کی بے حد پاکیزگی خوب ظاہر و آشکار ہے * وہ گناہ سے نہایت نفرت رکھتا ہے اور جب کہ انسان نے گناہ کیا وہ بغیر مسیح پر سزا پہنچائے اُنھیں چھوڑ نہ سکا وہ ایسا پاک ہے کہ گناہ کو بغیر سزا کے چھوڑ نہیں سکتا اور مثل اُس حاکم کے ہے جو اپنی رعایا میں جرم دیکھ نہ سکے پر ہر جرم کے واسطے کیسا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو وہ جب سزا پہنچاوے * جب انسان گنہگار ہوا خدا نے اُس پر ترس تو کھایا پر بغیر مسیح پر سزا پہنچائے اُسے چھوڑ نہ سکا * اگر ایسا پاک نہ ہوتا اور گناہ سے ایسی نفرت نہ رکھتا تو اپنے بیٹے پر اِتنا عذاب ہرگز نہ پہنچاتا * انسانوں کے درمیان دیکھتے ہیں کہ جب تک کوئی کام نوکروں یا اَور کسی سے نکل سکتا ہے بیٹے کو تکلیف نہیں دیتے اور جب اُسے نہایت تکلیف دیجاتی معلوم ہوتا ہے کہ کام بڑی ضرورت کا ہے * پھر اگر کوئی بادشاہ ایک حکم نکالے اور فرماوے کہ جو اُسے عدول کرے قتل کیا جاوے اور اگر خود

اُسی کا بیٹا اُسے عدول کرے تو البتہ موافق قانون کے قتل کے لایق ہو لیکن اگر بادشاہ اُسکے قتل کا حکم نہ کرے تو عادل اور راست نہ ٹھہرے اور جب کہ عادل اور راست نہ ٹھہرے اُس کی پاکیزگی میں فرق آوے لیکن اگر موافق قانون کے قتل کا حکم کرے تو عادل و راست ہو اور اُس کی پاکیزگی میں فرق نہ آوے ✣ بیٹے کے قتل کے باعث کوئی اُسے برا بھی نہ کہے بلکہ عدل کے سبب وہ آیندہ زمانوں میں بھی مشہور و نامور رہے ✣ چنانچہ اسی طرح خدا نے بھی اپنی پاکیزگی ظاہر کی ہے جب خداوند مسیح نے اپنے تئیں پیش کیا کہ میں گنہگاروں کا نجات دہندہ ہونگا تو اُسے بھی نہ چھوڑا پر گنہگاروں کے عوض اُس پر سزا پہنچائی ✣

پھر خداوند عیسیٰ المسیح کے عذاب اٹھانے سے یہ بھی آشکار ہے کہ گناہ بڑی بری شے ہے اُسے کوئی ہلکی بات نہ سمجھے اُس کی ذات و تاثیر آگ کی سی ہے بہت سی آگ کی طرح ذرہ سی آگ بھی تمام دنیا کو پھونک سکتی ہے اسی طرح ہر گناہ کے لئے لوگ اُسے کیسا ہی چھوٹا کیوں نہ سمجھیں انسان عذاب ابدی کا سزاوار ہو جاتا ہے ✣ گناہ کے سبب اس جہان میں بے نہایت تکلیف آئی ہے اور اسی سے خداوند نے اتنا عذاب اٹھایا ✣ لوگ گناہ کو بڑی ہلکی بات سمجھتے ہیں اسی لئے اُس سے پرہیز کرنے کی کچھ بھی کوشش نہیں کرتے انہیں لازم ہے کہ اُس کی تاثیر کو یاد رکھیں اور ہمیشہ اُس سے ڈرتے رہیں ✣

خداوند کے عذاب اٹھانے سے خدا کا بے پایان رحم بھی ظاہر ہے ✣ گناہ کرنے سے ہم تو خدا کے دشمن ہو گئے ہیں اُس نے ہمیں اپنی محبت اور عبادت کے لئے پیدا کیا تھا پر ہم اُس سے برگشتہ ہو گئے اور زندگی بھر وہی کام کرتے ہیں جو اُس کی پاک مرضی کے برخلاف ہیں وہ روزمرہ

ہماری پرورشس و حفاظت کرتا ہے تو بھی ہمارے سخت دل نرم نہیں ہوتے ✤ پر ایسی سرکشی کی حالت میں بھی اُس نے ہم پر ترس کھایا دیکھا کہ گنہگار عذاب ابدی کی راہ میں دوڑتے چلے جاتے ہیں پس اپنے بیٹے کو ہماری نجات کے لئے بخش دیا ✤ حقیقت میں خدا نے گنہگاروں کی بڑی خبر لی ہے اگر وہ سب کو جہنم میں ڈال دیتا تو اُس کا کیا نقصان ہوتا ہماری نجات سے اُس کو کچھ غرض نہ تھی اُس کی سعادت کچھ ہماری نجات پر موقوف نہ تھی وہ تو خود بخود اپنی ذات میں کامل و بے پایان سعادت رکھتا ہے اور اگر تمام جہان کے باشندے دوزخ میں پڑیں تو بھی اُس کی سعادت میں کچھ فرق نہ آوے حق تعالیٰ ایسا اکبر اور انسان ایسا پوچ ہے کہ دونوں کی ذات میں کچھ نسبت نہیں پر دونوں کے درمیان ایسا فرق پایا جاتا ہے جو لاانتہا ہے پس جب کہ خدا نے گنہگاروں پر رحمت کی نظر کی تو اُن کی بڑی خبر لی ✤ ایک مثل سنو اگر کسی ویران ٹاپو میں جو سمندر کے درمیان واقع ہو کوئی چونٹی ہو اور بھوکھ سے مرنے پر ہو اور کوئی شاہنشاہ اُس کا حال معلوم کرکے اُسے اُس آفت سے چھڑانے اور اپنے ملک میں منگوانے اور آرام سے رکھنے کا قصد کرے پر اُس ٹاپو تک پہنچنا طوفانوں کے سبب نہایت ہی خطرناک ہو ایسا کہ جو وہاں جائے جان ہتھیلی پر رکھکر جائے اور اِسی باعث وہاں کا جانا کوئی قبول نہ کرے پر آخر کو شاہنشاہ کا بیٹا یہہ حال سُنکر اِس مہم پر راضی اور مستعد ہو اور شاہنشاہ بھی اُسے منظور کرے تو کیا یہہ عجیب ماجرا نہ ہوگا اور یہہ از حد مہربانی نہ ہوگی اور لوگ اُسے سُنکر حیران نہ ہو نگے کہ اِتنا بڑا شاہنشاہ ایک ذرہ سی چونٹی کے واسطے اپنے پیارے لڑکے کو اِتنے خطروں کے درمیان بھیجتا ہے ✤ پر خدا کی رحمت اور مہربانی اِس سے بے حد درجہ زیادہ ہے شاہنشاہوں اور چونٹیوں میں تو ایک طرح کی نسبت ہے

کیونکہ دونوں مخلوق ہیں لیکن خدا اور انسان کے درمیان جو فرق ہے اُس کی انتہا نہیں ٭ خدا کا اپنے بیٹے کو گنہگاروں کی خاطر دیدینا ایسا نہایت عجیب ماجرا ہے کہ فرشتے بھی اِس سے حیران ہیں اور کوئی مخلوق اِس مقدمہ کو دریافت نہیں کر سکتا اگر حق تعالیٰ خود اِس بات کو اپنے کلام میں ظاہر نہ کرتا تو کوئی اُسے یقین نہ کر سکتا ٭ پس جناب باری نے گنہگاروں پر بشارِ رحم و کرم کیا ہے ٭

خدا نے نجات کی اِس راہ کو اپنے پاک کلام میں ظاہر کیا ہے اور وہ سب کو فرماتا ہے کہ اُسے قبول کرو اور میرے بیٹے کی معرفت بچ جاؤ ٭ وہ سب کو حکم کرتا ہے کہ اپنے گناہوں سے بدل و جان توبہ کرو اور میری طرف متوجہ ہوؤ اور مجھ سے فضل کے لئے دعا مانگو تاکہ آئندہ کو گناہوں سے بچے رہو ٭ نجات کی صورت یہی ہے کہ صرف خداوند عیسیٰ المسیح پر اعتقاد رکھیں ٭ فقط اُسی پر بھروسا رکھنا چاہئے اور اپنی کسی بات پر نہیں ٭ خدا کے فضل سے ہر طرح کے نیک اعمال تو کرنے ہیں پر نجات کے لئے اُن پر تکیہ کرنا منع ہے ٭ توبہ کرنا اور گناہ سے پرہیز کرنا دونوں نہایت ضرور ہیں پر یہ ہم صرف خدا کے فضل سے کر سکتے ہیں ٭ پس ہمیں خدا سے دعا مانگنا ہے کہ وہ ہم کو اپنا فضل عنایت کرے تاکہ ہم بدل توبہ کریں اور گناہ سے پرہیز کر سکیں اور خداوند عیسیٰ المسیح پر اعتقاد رکھیں ٭ اِس تدبیرِ نجات میں سوا توبہ و دعا و پاکیزگی و اَور سب فرضوں کے خداوند مسیح پر اعتقاد رکھنا ایک خاص شے ہے جناب باری اپنے کلام پاک میں بار بار اِس کا حکم کرتا ہے اور عقل بھی اِس بات پر گواہی دیتی ہے ٭ ہم بہت بیکس اور لاچار ہیں اور اپنے لئے کچھ کر نہیں سکتے ٭ پس چاہئے کہ سلامتی اور سعادت کے لئے اپنا سارا بھروسا اُسی پر رکھیں ٭

غرض ایسا نجات دہندہ اور کہیں مل نہیں سکتا دنیا میں بہت لوگ اپنے تئیں نجات دہندہ کہگئے ہیں لیکن اگر طرفداری چھوڑ کر دیکھو تو معلوم ہو جائیگا کہ وے نجات دہندہ نہیں ہو سکتے خدا نے تمہیں عقل اسی لئے دی ہے کہ نیک و بد کے درمیان فرق معلوم کرو اور سعادت کی راہ پہچانو تو نجات کے مقدمہ میں اپنی عقل کو کام میں کیوں نہیں لاتے ۔ اگر کسی کے پاس دولت ہو اور وہ اُسے اپنی پرورش اور آرام کے لئے خرچ نہ کرے پر تھوڑے لالچ سے بھوکھوں مرتا پھرے تو ہر کوئی اُسے بڑا کمبخت کہے چنانچہ اِسی طرح وے لوگ بڑے کمبخت ہیں کہ عقل رکھکر جو روح کے حق میں ایک طرح سے دولت ہے سعادت کی راہ پہنچانے کے لئے اُسے کام میں نہیں لاتے حقیقت میں ایسے لوگ کلام پاک کے درمیان احمق کہلاتے ہیں ۔ روح کی نجات بڑی بات ہے پس چاہئے کہ جب تک فرصت ہے اُس کی فکر کریں ۔ نجات دہندہ کی وے چار لیاقتیں جن کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے عقل کے برخلاف نہیں ہیں پر عقل بھی یہی کہتی ہے کہ ہاں نجات دہندہ میں یہہ چاروں باتیں ضرور چاہئے ۔ اگر طرفداری چھوڑ کر یہہ چاروں باتیں اُن میں جو اپنے تئیں نجات دہندہ کہگئے ہیں تلاش کرو تو سوا خداوند عیسیٰ مسیح کے اور کسی میں نہ پاؤگے چاروں کا کیا ذکر کسی میں ایک بھی تو نہ پاؤگے اور یہہ حال تم پر انھیں کتابوں سے ظاہر ہو جائیگا جن میں اُن کا بیان اور اُن کی تعریف ہے ۔ ہم یہہ نہیں کہتے کہ تم ہماری بات بغیر ثبوت کے یقین کر لو بلکہ یہہ کہتے ہیں کہ اپنی ہی کتابیں دیکھو اور تمھیں معلوم ہوگا کہ وے لوگ جن پر تم نجات کے لئے تکیہ کرتے ہو نجات دہندہ کی ایک بھی صفت نہیں رکھتے چنانچہ وے نہ پاک تھے نہ قادر مطلق نہ انھوں نے اِنسانوں کی سزا اپنے اوپر اُٹھائی نہ اُن کے عوض خدا کے حکموں کو پورا کیا ۔

ہم تمھیں یہہ دوستانہ صلاح دیتے ہیں کہ اپنے دینی ہادیوں کی بات کو بن غور کے یقین نہ کرو ٭
تو ضرور تمھیں گمراہ کرینگے کیونکہ تمھاری گمراہی سے اُن کی روٹی چلتی ہے ٭ وے تو تمھیں اپنے
قبضہ اور اختیار میں رکھا چاہتے ہیں اور اگر وے راہ حق جانتے بھی ہونگے تو بھی نہ بتلاوینگے
کیونکہ اگر تمھاری آنکھیں کھل جاینگی تو اُن کا نفع جاتا رہیگا ٭ جو کچھ وے تمھیں سکھلاویں
سنو پر اُن کی تعلیم کو اپنی عقل سے دریافت کرو کہ سچ ہو سکتی ہے یا نہیں ٭ یہہ نہ سمجھو کہ ہم
جاہل ہیں اور نجات کی راہ معلوم نہیں کر سکتے ٭ نجات کی راہ کے معلوم کرنے کو علم درکار نہیں
خدا نے اِس راہ کو بہت صاف کر دیا ہے اور نہایت جاہل بھی اُسے سمجھ سکتے ہیں بشرطیکہ دل سے اِس
کی خواہش رکھیں ٭ نجات کی سچی راہ کا ایک خاص نشان مختصر طور پر یہاں لکھتے ہیں یعنے وہ راہ جو
خدا کی بے حد پاکیزگی کو ظاہر نہیں کرتی اور انسان سے دلی اور ہر دم کی پاکیزگی نہیں چاہتی خدا کی
طرف سے ہرگز نہیں ہو سکتی پر وہ راہ جو حق تعالیٰ کی پاکیزگی کو ظاہر کرتی اور انسان سے ہر صورت
سے پاکیزگی چاہتی ہے بیشک اُس کی طرف سے ہے ٭ یہاں کے لوگ لفظ پاکیزگی سے صرف جسم
کا دھونا دھانا اور چند چیزوں کے کھانے سے پرہیز کرنا سمجھتے ہیں پر ہماری مراد اِس سے نہیں ہماری
تو خیال و کلام و فعل کی پاکیزگی سے مراد ہے ٭ پس اُسی راہ کو ڈھونڈھا چاہئے جس میں یہہ
پاکیزگی پائی جاتی ہے کیونکہ نجات کی سچی راہ وہی ہے ٭ جب دھیلے کی ہانڈی لینے جاتے ہو
تو خوب ٹھونک بجا کر لیتے ہو عقل کو کام میں لاتے ہو کہ کوڑیاں کہیں بیفایدہ نہ جائیں پھر روح
تو لاکھوں عالموں کی دولت سے بھی بے حد درجہ بیش قیمت ہے چنانچہ اُس کی نجات کے حق میں
تو عقل کو اور بھی کام میں لایا چاہئے ٭ اِس دُنیا کے معاملوں کی بابت عقل کو استعمال

میں لاتے ہو تب کام چلتا ہے یہہ نہیں کہتے ہو کہ چپ چاپ بیٹھہ رہیں سب آپ سے آپ بن جائیگا جانتے
ہو کہ جب محنت کرینگے تب کھانا کپڑا ملیگا چنانچہ کام میں مشغول ہوتے ہو اور اسی طرح تمہاری پرورش
ہوتی ہے اگر عقل کو کام میں نہ لاؤ اور پتھر کی طرح بیٹھہ رہو تو بھوکھہ کے مارے مر جاؤ +
پس چاہئے کہ اِسی طرح روح کی خوراک کی بابت عقل کو استعمال میں لاؤ + طرفداری کو چھوڑ کر دیل
و جان اُس راہ کی تلاش کرو جس سے سچی سعادت حاصل ہوتی ہے اور پاکر بے خوف و اندیشہ اُسے
قبول کر لو + تم نے کبھی تحقیق نہیں کی کہ سچا نجات دہندہ کون ہے تمھارے باپ دادے کسی پر
بھروسا رکھگئے ہیں اور تمھارے عزیز اور یگانے اب بھی رکھتے ہیں اُن کی دیکھی دیکھا تم بھی اُس
پر اعتقاد رکھتے ہو لیکن تم پر فرض ہے کہ اپنی عقل سے دریافت کرو کہ وہ سچا نجات دہندہ ہے یا نہیں +
شاید کہو کہ ہمارے باپ دادے اِس راہ پر چلتے رہے ہیں سو ہم بھی چلتے ہیں اور چلینگے لیکن تمھاری
اِس دلیل میں تو کچھہ دانائی پائی نہیں جاتی اِسی طرح تو یہہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ہمارے باپ دادے
گناہ کرتے رہے ہیں سو ہم بھی ضرور کرینگے + اگر کسی کے ماباپ قیدخانہ میں پڑے ہوں اور وہ قید
خانہ میں پیدا ہوا ہو تو کیا یہہ کہیگا کہ میرے ماباپ قیدخانہ میں پڑے تھے سو میں بھی زندگی بھر
وہیں بنا رہونگا + اور اگر ایسا کہے تو کیا لوگ اُسے سِڑی نہ سمجھینگے + پھر اگر کسی کے ماباپ
اندھے ہوں اور وہ قصداً اپنی آنکھیں پھوڑ ڈالے اور کہے کہ میرے ماباپ اندھے تھے سو میں بھی اندھا
ہوؤنگا تو کیا وہ شخص ایسا دیوانہ نہ ہوگا کہ ویسا کبھی دُنیا کے درمیان دیکھنے میں نہیں آیا +
چنانچہ ایسے دیوانے وے لوگ بھی ہیں جو بغیر دیکھے بھالے اور جانچے بھیڑ کی دھسان اپنے باپ
دادوں کی راہ پر چلے جاتے ہیں اور اِس کا سبب یہی بتلاتے ہیں کہ ہمارے

باپ دادے اِس راہ پر چل گئے ہیں سو ہم بھی چلینگے ۔ وے لوگ جو بغیر دیکھے بھالے اوند
ھے کسی راہ پر چلتے ہیں بڑے احمق ہیں اور ہندؤں کے درمیان بھی کوئی ایسی بات کہہ
گیا ہے یعنے ایک لیک گاڑی چلے لیک ہی چلے کپوت ۔ لیک چھوڑ تینوں چلیں کب
اور سنگھ سپوت ۔ روزِ عدالت میں ہر کسی کو اپنا اپنا جواب دینا ہوگا باپ بیٹے کے
لئے اور استاد شاگرد کے لئے جواب نہ دیگا اور بیٹے کا یہہ عذر کہ میرا باپ فلانی راہ پر
چلتا تھا اِسی لئے میں بھی چلا کچھ کام نہ آویگا ۔ اِس جہان کی عدالتوں میں کیا حال
دیکھتے ہو کیا باپ بیٹے کے واسطے جوابدہی کرتا اور اُس کی سزا اُٹھاتا ہے اور کیا بیٹا باپ
کے بھروسے جو جرم چاہتا کرتا ہے ۔ نہیں ہر کسی کو اپنا اپنا جواب دینا ہوتا ہے ۔
اِس دُنیا کی عدالتوں میں کوئی بیٹا ایسا دیوانہ نہیں کہ اپنے بچاؤ کے لئے یہہ عذر پیش لاوے
کہ میرے باپ نے یہہ جرم کیا تھا اِسی واسطے میں نے بھی کیا اور اگر لاوے بھی تو اُس
کی کون سُنے اِسی طرح روزِ عدالت میں سب کو اپنا اپنا جواب دینا اور اپنی اپنی سزا
اُٹھانی ہوگی یہہ عذر کہ ہمارے باپ دادے فلانی راہ پر چلے تھے اِسی واسطے ہم بھی چلے خدا
کے حضور کچھ کام نہ کریگا سوا اِس کے جو راہِ حق سے آگاہ کئے جاتے ہیں اُن کی زیادہ سزا ہوگی ۔
کلام الٰہی فرماتا ہے کہ دھوکھا نہ کھاؤ خدا سے کوئی ٹھٹھا نہیں کر سکتا جو کچھ انسان بوتا ہے وہی
کاٹیگا یعنے جیسی راہ پر یہاں چلتا ہے ویسا اُس کا انجام ہوگا ۔ غرض ہر ایک
پر فرض ہے کہ اپنی عقل کو کام میں لاوے اور دریافت کرے کہ نجات کی سچی راہ کون
ہے ۔ اور اِس کی فکر ابھی بلکہ اِسی دم سے کرنی چاہئے کیونکہ موت دوڑی چلی آتی ہے

اور جب موت پہنچ جائیگی تب کچھ فکر ہو نہ سکیگی جس حالت میں انسان مرتا ہی اُسی میں ہمیشہ رہتا ہی ✦ عاقبت کی تیاری کے باب میں لوگ اکثر کہا کرتے ہیں کہ ابھی سے فکر کرنی کیا ضرور جب وہ وقت آویگا تب دیکھہ لینگے پر اُن کی اِس بات میں بڑی حماقت پائی جاتی ہی تب کیا فکر و تدبیر کرینگے وہ وقت تو سزا اُٹھانے کا ہوگا اور نجات پانے کا نہیں ✦ خدا کا کلام فرماتا ہی کہ یہی قبولیت کا وقت اور نجات کا دن ہی وہ حکم کرتا ہی کہ ابھی نجات کی تلاش کرو بعد موت کے کچھہ تیاری اور تبدیل نہیں ہو سکتی چنانچہ سلیمان نے جو اِنسانوں کے درمیان دانائی میں ثانی نتھا حق تعالیٰ کی ہدایت سے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہی کہ جو کچھہ تیرے ہاتھہ لگے اُسے اپنے مقدور بھر جلد کر کیونکہ پاتال میں جہاں تو جاتا ہی نہ کام نہ بناوٹ نہ دانائی نہ حکمت ہی ✦ پس جس کسی کو گناہوں کے انجام اور غضب اِلٰہی سے بچنا منظور ہو سو ابھی نجات کی فکر و تلاش کرے ✦

شاید لوگ اُن لڑکوں کی نجات کی بابت جو بچپن ہی میں مر جاتے ہیں غلط گمان کریں یہاں غور کرنا ضرور ہی کہ ذرہ ذرہ سے بچّے بھی گنہگار ہیں اگرچہ جب تک بہت چھوٹے رہتے ہیں اُن سے فعل یا کلام یا خیال میں کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا تو بھی اُن کا شمار گنہگاروں میں ہی کیونکہ اُن کی ذات گنہگار ہی ✦ جیسی جس شی کی ذات ہوتی ہی اُس سے اُسی طرح کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں مثلاً سانپ کا بچہ سانپ ہی کی طرح اور بھیڑئے کا بچہ بھیڑئے ہی کی طرح ہوتا ہی اور پیڑوں کی ڈالیاں بھی درختوں کی ذات ہی کی طرح ہوتی ہیں اِسی طرح کوئے یا دھارے کا پانی بھی سوت کے پانی کے موافق ہوتا ہی غرض چونکہ ماباپ گنہگار ہیں اُن کے بچوں کی بھی ذات ویسی ہوتی ہی بلکہ مثل بھی مشہور ہی کہ چوہے کا بچہ بِل ہی کھودتا ہی ✦ چنانچہ جب لڑکے چلنے

بولنے اور باتیں کرنے لگتے ہیں اُن کی گنہگار ذات فوراً ظاہر ہو جاتی ہے ✣ چونکہ لڑکے بھی گنہگار ہیں اُنھیں بھی نجات دہندہ درکار ہے اور ضرور ہے کہ وے بھی صرف خداوند عیسیٰ المسیح کی معرفت بچیں ✣ وے لڑکے جو ہوش کو نہیں پہنچتے پر بچپن ہی میں مرجاتے ہیں بہشت میں داخل ہوتے ہیں لیکن خوب یاد رکھنا چاہئے کہ ایسی کسی بات کے باعث نہیں جو اُن میں ہے پر صرف خداوند مسیح کے ثواب سے ✣ اُنھیں بھی وہی نجات بخشتا ہے ✣

حاصل کلام سب اِنسانوں کو معلوم کیا چاہئے کہ نجات صرف خداوند عیسیٰ المسیح سے مل سکتی ہے اُس کے سوا کوئی دوسرا بچانیوالا نہیں ✣ ایک ہی خدا ہے اور جہان کے سب گنہگار کالے و گورے جاہل و عالم ادنیٰ و اعلیٰ غریب و غنی بوڑھے و جوان سب ایک ہی ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں اور اِن سب گنہگاروں کے واسطے ایک ہی نجات دہندہ ہے جو خداوند عیسیٰ المسیح ہے ✣

سترھواں باب

اُن فرضوں کا بیان جو خدا کی نسبت ہم پر واجب ہیں ✣

اب اُن فرضوں کا بیان ہوتا ہے جو خدا کی نسبت ہم پر واجب ہیں ✣ فرض یہہ ہیں یعنے گناہوں سے توبہ کرنا نجات اور سب باتوں کے لئے خداوند عیسیٰ المسیح پر اعتقاد اور بھروسا رکھنا دعا مانگنا خدا سے محبت کرنا کلام اِلٰہی پڑھنا خوف خدا دل میں رکھنا سبت کو ماننا اور دلی پاکیزگی کے لئے سعی و کوشش کرنا ✣ اِس باب میں توبہ اور خداوند عیسیٰ المسیح پر اعتبار رکھنے کا بیان ہوتا ہے ✣

توبہ کا بیان ۔ غرض ہم خدا کے حضور جو ہمارا خالق و حافظ اور سدا بہشت ہی
کرنیوالا ہی نہایت ہی گنہگار ہوئے ہیں پس نہیت ضرور اور واجب ہی کہ اپنے گناہوں سے پچھتاویں ۔
اگر کوئی بیٹا جو اپنے مہربان باپ سے لڑکے جدا ہو گیا ہو اپنی شرارت پر غور کرے اور اُس سے پھر
ملنے چاہے تو اُسے ضرور ہی کہ اپنی شرارت سے پچھتاوے اور اُس افسوس و رنج کا حال باپ
سے بھی کہے اور اُس کے آگے اپنے قصور کا اقرار کرے ۔ اگر باپ سے بدل ملنے چاہے تو اُسے
نہایت ضرور ہی کہ پہلے یہی کرے ۔ اگر بیٹا اپنے قصور سے واقف ہو کر ہنستے ہوئے بیپرواہی سے
باپ کے پاس جائے اور بےغرضی کے ساتھ اُس سے کہے کہ البتہ قصور تو میں نے کیا ہی لیکن اب
آپ سے ملنے چاہتا ہوں تو کیا باپ ایسے بیٹے کو قبول کریگا اور اُس سے ملیگا ۔ ہرگز نہیں
وہ تو صاف دیکھ لیگا کہ اِس میں اپنی شرارت کے لئے ذرہ بھی افسوس و رنج نہیں اور لوگ بھی
ایسے بیٹے کو جو ہنستے ہوئے بےغرضی کے ساتھ اپنے رنجیدہ باپ سے ملنے جائے بڑا احمق کہینگے ۔
اگر بیٹا حقیقت میں باپ سے ملنے کی آرزو رکھے تو اُسے ضرور ہی کہ اپنی شرارت کے لئے دل سے توبہ
کرے اور نہایت غم اور فروتنی کے ساتھ جا کر اُس سے عرض کرے ۔ اگر اِس طرح جائے
تو باپ البتہ اُسے قبول کرے اور محبت کے ساتھ اُس سے ملے ۔ چنانچہ ہم خدا کے حضور جو ہمیشہ ہم پر
مہربانی اور رحم کرتا رہا ہی بہت ہی گنہگار ہوئے ہیں اور اگر ہم اُس سے ملنے چاہیں تو پہلے یہی چاہئے کہ
اپنے گناہوں سے توبہ کریں یہہ بات ایسی نہایت ضرور ہی کہ بغیر اُس کے حق تعالیٰ کے حضور پہنچ نہیں
سکتے ۔ ہمیں خوب یاد رکھنا چاہئے کہ توبہ میں کچھ ثواب نہیں ہوتا جیسا کہ لوگ ثواب کے

حق میں خیال کرتے ہیں اور اُس سے ہماری نجات نہیں ہو سکتی لیکن اگر نجات کی فکر رکھیں اور خدا سے ملنے چاہیں تو پہلے یہی بات ضرور ہے +

پھر چاہئے کہ یہہ توبہ جس کا حکم ہوا ہے سچی ہو جھوٹھی توبہ سے کام نہ نکلیگا خدا کسی جھوٹھی چیز کو نہیں چاہتا سکار اُس کے نزدیک نہایت مکروہ ہیں + اگر کوئی صرف زبان سے کہے کہ میں توبہ کرتا ہوں اور دل سے توبہ نہ کرے تو اِس سے اُسے کچھ فایدہ نہ ہوگا + زبانی جھوٹھی توبہ اِس ملک کے لوگوں میں بہت رائج ہے جب اُن سے ایسا کوئی کام ہوتا ہے یا اُن کے منہہ سے ایسی کوئی بات نکل جاتی ہے جسے نہیں چاہتے تو ہندو کہتے ہیں رام رام رام اور مسلمان کہتے ہیں توبہ توبہ اور جب خدا کے حضور گناہوں کا اقرار کرتے ہیں تب بھی اسی طرح کہتے ہیں + وے سمجھتے ہیں کہ یہہ توبہ ہے پر حقیقت میں یہہ کچھہ بھی توبہ نہیں اور خدا اِسے منظور نہیں کرتا + جب کوئی اپنے گناہوں سے سچائی اور راستی کے ساتھہ توبہ کرتا ہے تو وہ اُن سے نفرت رکھتا اور اُنھیں پھر کرنے نہیں چاہتا دلی توبہ کا ایک خاص نشان ہے +

صرف جہنم کے ڈر کے باعث بھی توبہ کرنا نہ چاہئے + اگر کوئی صرف یہی سمجھکر توبہ کرے کہ اگر میں توبہ نہ کروں تو جہنم میں ڈالا جاؤنگا تو یہہ توبہ بھی درست نہیں + ہمیں مناسب ہے کہ خدا کی محبت پر جو اُس نے ہماری نسبت ظاہر کی ہے خیال کرکے اپنے گناہوں سے توبہ کریں چاہئے کہ اِس لئے غم کریں کہ ہم نے اُس واجب الوجود کا گناہ کیا ہے جس نے ہمیں پیدا کیا اور پیدایش سے لیکر اب تک ہماری پرورش و حفاظت کی ہے اور اب بھی ہر دم ہر صورت سے ہم پر مہربانی اور رحمت کرتا ہے +

جب کوئی لڑکا قصور کرتا اور سزا کے واسطے باپ یا اُستاد کے سامنے پکڑا آتا ہے تو پچھتاتا ہے لیکن

باپ یا اُستاد اِس پچھتاوے کو خیال میں نہیں لاتا کیونکہ جانتا ہے کہ صرف سزا کے خوف کے باعث ہے ❊ ایسا لڑکا جو صرف اِسی باعث پچھتاتا ہے جب سزا کا خوف نہ رہیگا پھر شرارت کریگا ❊ یہہ جھوٹھی توبہ شریر لڑکوں میں اکثر دیکھنے میں آتی ہے چنانچہ جب قصور کرتے اور سزا کے واسطے پکڑے آتے ہیں تو سر جھکا لیتے اور بہت غمگین معلوم ہوتے ہیں اور اگر اُن سے پوچھیئے کہ اپنے قصور کے لئے پچھتاتے ہو تو یہی کہتے ہیں کہ ہاں صاحب پچھتاتے ہیں اور ایسا کام اب کبھی نہ کرینگے اور اگر اِسی باعث چھُٹ جائیں تو باہر جاکے ہمجولیوں کے درمیان ہنسنے اور کہتے ہیں کہ ہم کیسی چالاکی سے بچ آئے ❊ ایسے لڑکے قابو پاکر پھر شرارت کرتے ہیں غرض اُن کی توبہ جھوٹھی ہے ❊ یوں ہی اُن لوگوں کی توبہ بھی جھوٹھی ہے جو صرف جہنم کے خوف کے باعث گناہوں سے پچھتاتے ہیں خدا ایسی توبہ نہیں چاہتا بلکہ اُس سے نفرت رکھتا ہے یہہ لوگ شریر لڑکوں کی طرح ہیں جو صرف سزا کے خوف سے غمگین معلوم ہوتے ہیں اُن کو اگر جہنم کا خوف نہ ہو تو ہرگز توبہ نہ کریں ❊ ہمیں معلوم کیا چاہئے کہ ہم از خود راستی سے توبہ نہیں کر سکتے گنہگار کے دل میں حقیقی توبہ صرف خدا کی روح پاک سے پیدا ہوتی ہے ❊ پس ہمیں ضرور ہے کہ روحِ پاک کے لئے دعا مانگیں اُس نے سب سچے سائلوں کو روح پاک کے دینے کا وعدہ کیا ہے اور اگر ہم روح پاک کے لئے دعا نہ مانگینگے تو اِس میں بڑے گنہگار ٹھہرینگے ❊ روح پاک دل میں آکر خدا کی نسبت محبت پیدا کرتی ہے اور اِس محبت سے سچی توبہ پیدا ہوتی ہے ❊ جب کسی گنہگار کے دل میں روحِ پاک کی تاثیر ہوتی ہے تب وہ یوں سوچتا ہے کہ خدا نے مجھے پیدا کیا ہے اور پیدایش سے لیکر اب تک میری پرورش و حفاظت کرتا آیا ہے اور اب بھی روزمرہ ہزار طرح سے مجھ پر مہربانی اور رحمت کرتا ہے تو بھی میں

نے کبھی اپنے خیال میں نہیں لایا اور اُس کا شکر ادا نہیں کیا بلکہ برعکس اس کے حتی المقدور ہر طرح سے اُس کا گناہ کرتا رہا ہوں ✦ پس جب کوئی اس طرح خدا کی مہربانی اور اپنے گناہوں کی بابت سوچتا اور گناہوں سے بدل نفرت رکھتا اور فضلِ الٰہی سے اُنھیں چھوڑنے کی آرزو رکھتا اور آگے کو ارادہ کرتا ہے کہ ہمیشہ دعا مانگونگا اور خدا ہی کی محبت و عبادت اور ایسی باتوں میں مشغول رہونگا جو اُس کو پسند آتی ہیں تو اس کو سچی توبہ کہتے ہیں ✦ جب کوئی انسان جو اس طرح توبہ کرتا خدا سے روح پاک کے لئے دعا مانگتا ہے اور خداوند عیسیٰ مسیح پر اعتقاد رکھتا ہے تو خدا اُسے فضل بخشتا ہے کہ آیندہ کو گناہ سے پرہیز کرے اور پاکیزگی کی راہ پر چلے ✦ اگر کسی شخص نے جو سِن شعور کو پہنچا ہو کسی طرح اپنے باپ کو بہت رنجیدہ اور بیزار کیا ہو اور اپنے قصور سے واقف ہو کر نہایت غم کے ساتھ روتا ہوا اُس کے پاس آوے اور کہے کہ بابا جان آپ نے اِتنے دن مجھے پالا پوسا اور کھلایا پلایا اور مجھ پر بڑی مہربانی کی ہے اور میں نے نہایت بُرا کام کیا کہ آپ کو رنجیدہ اور بیزار کیا ہے میں اس باعث بہت شرمندہ ہوں اور پچھتاتا ہوں اور آپ کو اپنا مُنھ دکھانے کے لائق نہیں رہا میں منت کرتا ہوں مہربانی کر کے ایک دفعہ معاف کیجئے آیندہ کو ایسی خطا ہرگز نہ ہوگی پر ہمیشہ آپ کی مرضی بجا لاؤنگا ✦ اگر باپ کچھ عرصہ تک اُس سے نہ بولے پر خاموش رہے لیکن بیٹا نالہ و زاری کرتا اور اُس سے معافی مانگتا جائے اور اُس کا پنڈ نہ چھوڑے تو اُس کی اِس بات سے البتہ سب پر ظاہر ہو کہ یہ حقیقت میں اپنے تصور سے پچھتاتا ہے اور باپ بھی اُسے بخش دے ✦ پھر اگر کوئی لڑکا اپنے باپ کو بیزار کرے اور قصور سے واقف ہو کر اُس سے معافی مانگنے جائے پر جب باپ جلد اُسے جواب نہ دے تو بول اُٹھے کہ میرا باپ تو ایسا مغرور ہے کہ بات ہی نہیں

سنتا خبر کچھ مضائقہ نہیں اکیلا ہی گھر نہیں ہے تمام جہان پڑا ہے اور کہیں نکلکر دیکھینگے + جو کوئی اُس کی یہہ بات سُنے فوراً دریافت کرلے کہ اپنے قصور کے واسطے دل سے نہیں پچھتایا اور راستی سے معافی نہیں مانگی پاپ تک شریر اور سخت دل بنا ہے + چنانچہ اگر گنہگار بھی ایسی جھوٹھی توبہ کریں تو اُنھیں کچھ فایدہ نہ ہوگا ضرور ہے کہ دل سے توبہ کریں تب مقصد کو پہنچینگے +

جو شخص دل و راستی سے توبہ کرتا ہے وہ خیال و کلام و فعل میں ہر طرح کے گناہ سے نفرت رکھتا ہے اور اُنھیں باتوں کو کیا چاہتا ہے جو واجب اور حق ہیں اور خدا کو پسند آتی ہیں سچی توبہ کا یہہ ایک خاص نشان ہے + جو شخص دل سے توبہ کرتا ہے وہ ہر طرح کے گناہ سے پرہیز کرتا ہے اور پرہیز اپنی طاقت سے نہیں کر سکتا پر صرف خدا کے فضل سے اور وہ فضل الٰہی کے واسطے ہمیشہ دعا مانگتا ہے + اگر کوئی کہے کہ میں گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور پھر قصداً گناہ کرے تو وہ جھوٹھا ہے مثلاً اگر کوئی شرابی کہے کہ میں اپنے اِس فعل سے توبہ کرتا ہوں اور رہا ہو پاکر پھر شراب پیئے اور متوالا ہو تو اُس شخص کی توبہ محض جھوٹھی ہے جو آدمی کہ گناہوں سے توبہ کرتا اور پھر بار بار قصداً گناہ کرتا ہے اُس کی توبہ سچی کیونکر ٹھہر سکتی ہے + ہر طرح کے گناہوں سے پرہیز کرنا اور سب فرضوں کو بدل بجا لانا یہی سچی توبہ کا نشان ہے اور جو کہتا ہے کہ میں توبہ کرتا ہوں پر یہہ نشان نہیں رکھتا جھوٹھا ہے + بہت لوگ کہتے ہیں کہ ہم گناہوں سے توبہ کرتے ہیں تو بھی قصداً گناہ کرتے جاتے ہیں ایسے لوگ اپنے تئیں فریب دیتے ہیں اور حقیقی توبہ کی کیفیت نہیں جانتے + وے خدا سے ٹھٹھا کرتے ہیں اور اِس کے لئے اُن کی سخت سزا ہوگی + جب کوئی کسی دُنیوی حاکم کے حضور جاتا اور کسی امر میں اُسے فریب دیا چاہتا ہے اور یہہ بات حاکم پر ظاہر ہو جاتی ہے تو حاکم اُس فریبی سے کیسا خفا ہوتا اور اُس کی کیسی

سخت سزا کرتا ہی ❖ خدا سب کے دلوں کو جانتا ہی پس وہ اُن سے بھی واقف ہی جو توبہ کا اقرار کرتے ہیں پر دل سے توبہ نہیں کرتے اور اِس مجموعہ وار اور گناہوں کے لئے اُن پر روز آخر میں اپنا غضب نازل کریگا ❖

پھر ہمیں چاہئے کہ روز مرہ توبہ کریں کیونکہ روز مرہ گناہ کرتے ہیں ❖ اگرچہ وے لوگ جنھوں نے راستی سے توبہ کی ہی اوروں کی طرح عادتاً گناہ نہیں کرتے تو بھی اُن سے روز مرہ ہزاروں گناہ ہو جاتے ہیں اکثر امتحان میں پڑکر گناہ میں پھنس جاتے ہیں اور پھر ہزاروں طرح کے بُرے خیال دل میں آجاتے ہیں جب تک کہ جسم میں رہتے ہیں اِسی طرح گناہ ہوا کرتا ہی ❖ پس ضرور ہی کہ اِن گناہوں سے روز مرہ پچھتاویں اور جو شخص روز مرہ توبہ نہیں کرتا وہ خدا کا مقبول نہیں ہوتا ❖

لیکن خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نجات اور خدا کے یہاں مقبول ہونے کے لئے توبہ پر تکیہ نہیں کرنا ہی ❖ ہم محض گنہگار ہیں پس ضرور اور واجب ہی کہ گناہوں سے پچھتاویں پر پچھتاوے میں یہہ ثواب نہیں کہ کوئی گنہگار اُس کے باعث نجات پا جاوے ❖ نجات تو صرف خداوند عیسیٰ مسیح کے ثواب سے ہوگی ❖

خداوند مسیح پر اعتقاد رکھنے کا بیان ❖ یہہ بھی ایک فرض ہی جو خدا کی نسبت ہم پر واجب ہی ❖ جب کوئی اپنے گناہوں کو پہچانتا اور بدل اُن سے توبہ کرتا ہی تو ایسی کسی راہ کی تلاش کرتا جس سے اُس کے گناہ معاف ہوں اور وہ خدا کے حضور پہنچے اور سعادت حاصل کرے چنانچہ جب کوئی بدل اِس کی خواہش رکھتا ہی تو خدا اُسے خداوند عیسیٰ مسیح کی طرف رجوع کرتا ہی ❖ حق تعالیٰ گنہگاروں کو اپنے رحم سے بچاتا ہی یہہ رحم اُس نے اِس طرح ظاہر کیا کہ اپنے بیٹے کو

اُن کی عوض عذاب اُٹھانے کو دیدیا اور اب گنہگاروں کو فرماتا ہی کہ اُسی پر بھروسا رکھ کے گناہوں کے انجام سے بچیں ✣ ہمیں یہہ حکم نہیں کہ کسی طرح اپنے بدن کو ایذا دیں یا کہ دولت صرف کرکے نجات مول لیں ایسی کسی تدبیر سے نجات ہو نہیں سکتی اِس کا بیان پیچھے ہو چکا ہی ✣ مسیح نے ہمارے عوض عذاب اُٹھایا ہی اور ہمیں حکم ہی کہ نجات کے واسطے صرف اُسی پر آسرا رکھیں ✣ پیچھے ذکر ہو چکا ہی کہ ہم سب گنہگار اور اِس بات کے حاجتمند ہیں کہ ہمارے گناہ معاف کئے جائیں اور ہم گناہوں کی غلامی سے چھُڑائے جائیں اور فضلِ آلہی پاویں تا کہ آیندہ کو گناہ سے پرہیز کریں اور پاکیزگی کی راہ میں چلیں ✣ یہہ سب ہم کو خداوند مسیح سے حاصل ہوگا بشرطیکہ ہم اُس پر دل سے اعتقاد رکھیں چنانچہ وہ ہمارے گناہ بخشیگا اور ہمیں گناہوں کی غلامی سے چھُڑاویگا اور اپنی روح پاک دیگا کہ آگے کو پاکیزگی کے ساتھہ زندگی بسر کریں ✣ اِنسان بناتہی مغرور ہوتا اور سمجھتا ہی کہ میں اپنی نجات کے واسطے بہت کُچھہ کر سکتا ہوں اور دوسرے پر آسرا رکھنا نہیں چاہتا لیکن ہمیں معلوم کیا اور یاد رکھنا چاہئیے کہ ہم اپنی نجات کے واسطے کُچھہ بھی نہیں کر سکتے اور وے جنھوں نے سچی توبہ کی ہی ذرہ بھی اپنے اوپر بھروسا نہیں رکھتے پر جانتے ہیں کہ اگر خدا ہم کو چھوڑ دے تو ہم غضبِ آلہی میں گرفتار ہونگے اور آخر کو جہنم میں پڑینگے اِسی لئے وے اپنا سارا بھروسا صرف خداوند عیسیٰ مسیح پر رکھتے ہیں ✣ ضرور ہی کہ ہم اپنی لاچاری اور بیکسی ہمیشہ یاد رکھیں اور خداوند پر تکیہ کئے رہیں کیونکہ اگر اِس کا خیال نہ رکھینگے تو اپنے کاموں پر بھی کُچھہ بھروسا کرنے لگینگے ہمارے دل بہت ہی خراب اور فریبی ہیں اور اگر ہم ہوشیار نہ رہینگے تو وے ہمیں اِس پھندے میں پھنسا دینگے ✣ اِن خراب دلوں کے

باعث ہم رفتہ رفتہ سمجھنے لگینگے کہ توبہ و دعا و خیرات و کلامِ الٰہی کے پڑھنے سے بھی کچھ کچھ ہماری نجات ہو جایگی ÷ بڑے بڑے خداپرستوں کے دل بھی اِس فریب پر مائل رہتے ہیں چنانچہ اُنھیں بھی بہت ہوشیار رہنا پڑتا ہی اور جب اُنھیں معلوم ہوتا ہی کہ ہم سے یہہ گناہ ہو گیا ہی تو اپنے دلوں کو ڈانٹتے ہیں اور اِس گناہ سے توبہ کرتے ہیں ÷ غرض ہمیں ضرور ہی کہ ہر دم اپنی بیکسی یاد رکھیں اور نجات کے لئے صرف مسیح پر تکیہ کریں ÷ ایک مثال سنو اگر کسی شخص نے کسی ساہوکار سے لاکھہ روپے قرض لئے ہوں اور تھوڑے عرصہ کے بعد اُس کا دیوالہ نکل گیا ہو اور اب ایسا تنگ حال اور بیکس ہو کہ بھیکھہ مانگنے کی نوبت تک پہنچا ہو اور سوا اُس کے سخت بیماری سے بھی ایسا دق ہو کہ کہیں چل پھر نہ سکتا ہو پر چیتھڑے لادے ایک ہی جگہہ پڑا بھیکھہ مانگتا رہتا ہو ÷ اگر ساہوکار اُس کی یہہ بیکسی و تنگ حالی اور آفت دیکھکر اُس کا قرض معاف کر دے اور وہ شخص خوشی سے اُس مغفرت کو قبول کرے اور بدل اُس کا احسان مانے تو البتہ بہت اچھی بات ہو ÷ لیکن اگر وہ مغفرت قبول کرنے اور احسان ماننے کے ساتھ یہہ بھی کہے کہ اگرچہ لاکھہ روپے مجھہ سے ادا نہیں ہو سکتے تو بھی کوشش کرونگا اور دو چار آنے جیسے تیسے ادا کرونگا تو کیا ساہوکار اُس کی یہہ بات سُنکر بہت ہی بیزار نہ ہوگا اور نہ سمجھیگا کہ اِس کمبخت میں ذرہ بھی احسان نہیں کہ آپ بھوکھوں مرا جاتا ہی اور دینے کو پاس ایک پیسا بھی نہیں رکھتا تو بھی شیخی نہیں چھوڑتا اور ہر کوئی جو اُس کی یہہ بات سُنیگا اُسے دیوانہ کہیگا ÷ ذرہ خیال تو کرو لاکھہ روپیوں اور دو چار آنوں میں کیسا فرق ہی اور پھر آنے بھی اُس کے پاس نہیں کیونکہ آپ بھوکھوں مرتا ہی اور اِدھر اُدھر کہیں چل پھر بھی نہیں سکتا ÷ چنانچہ ایسا ہی دیوانہ وہ

شخص ہو جو نجات کے لئے مسیح پر کچھہ آسرا رکھے پر اِس کے ساتھہ اپنے اعمال پر بھی تکیہ کرے اور سمجھے کہ یہہ بھی بہت کام کرینگے ٭ یہاں اُن لوگوں کا ذکر نہیں کرتے جو بالکل اپنے اعمال ہی پر تکیہ کرتے ہیں اُن کی بابت پیچھے کہہ آئے ہیں یہاں صرف ایسے لوگوں سے مراد ہے جو مسیح اور اپنے اعمال دونوں پر تکیہ کرتے ہیں ٭ ہم پیچھے کہہ چکے ہیں کہ کوئی اِنسان از خود کسی نیک کام کو جس پر نجات کے لئے بھروسا رکھے کر نہیں سکتا بڑے بڑے خدا پرست بھی از خود کسی نیک کام کو کر نہیں سکتے جس پر تکیہ کر سکیں ٭ جو نیک اعمال اُن سے ہوتے ہیں خدا کے فضل سے ہوتے ہیں ٭ پس نیک اعمال کے کرنیوالے وے نہیں بلکہ خدا کا فضل چنانچہ اِس میں تعریف اُن کی نہیں پر خدا کی ہے ٭ اِس مقدمہ میں ایک مثل سنو جب بہت چھوٹے لڑکے گھر میں اپنے ماباپ کو کوئی بھاری چیز مثلاً پلنگ یا صندوق اُٹھاتے دیکھتے ہیں تو اُن چیزوں کے اُٹھانے کا اکثر اُن کو بھی شوق پیدا ہوتا ہے اور کبھی کبھی وے بھی ایک طرف برائے نام پکڑ لیتے ہیں حقیقت میں تو اُس شی کے اُٹھانیوالے ماباپ یا اَور سیانے لوگ ہوتے ہیں لڑکا صرف اُسے پکڑے رہتا ہے اگر سیانے لوگ نہ اُٹھاویں تو لڑکا چاہے دن بھر پکڑے رہے تو بھی اُسے اُٹھا نہ سکے ٭ اِسی طرح جو نیک اعمال خدا پرستوں سے ہوتے ہیں صرف خدا کے فضل سے ہوتے ہیں اور خود نیک لوگوں سے نہیں ٭ پس کسی اِنسان سے کوئی نیک کام نہیں ہو سکتا جس پر نجات کے لئے کچھہ بھی تکیہ کر سکے جو شخص سوا مسیح کے اپنے اوپر بھی تکیہ کرتا ہے اُس دیوالیہ کی مانند ہے جس کا ذکر ابھی کر چکے ہیں ٭ چاہئے کہ ہمارا اعتقاد مسیح پر کامل ہو ٭ ذرہ سا بچہ اپنی ما سے دور

اپنے تئیں سلامت نہیں سمجھتا اسی طرح جب تک کہ ہمارا پورا بھروسا خداوند پر نہ ہو ہمیں اپنے تئیں سلامت نہ سمجھنا چاہئے ⁘

غرض مسیح پر اعتقاد رکھنے میں پہلی بات یہہ ضرور ہے کہ ہم بدل و جان یقین کریں کہ وہ ہمیں بچانے کی قدرت رکھتا ہے ⁘ سب سے پہلے یہی نہایت ضرور ہے کیونکہ اگر ہمیں یہی یقین نہ ہوگا تو اُس پر سارے دل سے آسرا اور بھروسا کیونکر رکھ سکینگے ⁘ اِس جہان میں دیکھتے ہیں کہ وے لوگ جو کسی طرح کی مصیبت و تنگ حالی میں پڑتے ہیں مدد اور رہائی کے واسطے اُن لوگوں پر آسرا نہیں کر سکتے جو اُنھیں کی طرح مصیبت زدہ اور تنگ حال ہیں ⁘ جن کا حال اُن کے سے کچھہ بہتر ہو البتہ اُن سے کچھہ اُمید ہو سکتی ہے پر بخوبی اعتماد تو اُس پر ہو سکتا ہے جو دولت و مرتبہ دونوں رکھتا ہو ⁘ اگر کسی فقیر کے صرف فقیر ہی دوست ہوں تو احتیاج کے رفع کے باب میں اُسے اُن کی دوستی سے کچھہ بھی خاطر جمعی نہیں ہوتی ⁘ اگر ایسے لوگ جو کھانے کپڑے سے خوش ہوں اُس پر مہربانی کی نظر رکھیں تو البتہ کچھہ خاطر جمعی ہو لیکن اگر کوئی بادشاہ اُس کا مربی ہو تو بیشک اُسے پوری بے فکری اور کامل اطمینانِ خاطر ہو کیونکہ بادشاہوں کو سب طرح کا مقدور ہوتا ہے ⁘ چنانچہ اگر ہم یقین کریں کہ مسیح صرف ہمیں کچھہ کچھہ بچا سکتا ہے اور اچھی طرح نجات نہیں دے سکتا تو تمام دل سے اُس پر بھروسا نہ رکھہ سکینگے ⁘ پس ضرور ہے کہ اُس کے قادر مطلق ہونے کا یقین کریں اور کہ وہ ہر گنہگار کو اُس کے گناہ کیسے ہی زیادہ کیوں نہ ہوئے ہوں بچا سکتا ہے ⁘ اگر مسیح کسی گنہگار کو بچایا چاہے اور تمام اِنسان اور شیطان اُس کی ہلاکت پر کمر باندھے ہوں تو بھی اُسے ہلاک نہ کر سکیں خداوند اپنی قدرتِ کاملہ سے اُسے بچالے ⁘ اگر مسیح کا قادر مطلق ہونا ہم یقین نہ

کریں تو اِس میں دو خرابیاں ہونگی پہلی تو یہہ کہ اُس پر بھروسا رکھنے سے ہمیں کچھہ خاطر جمعی نہ ہوگی + اگر کوئی کمزور آدمی بھیڑیوں اور شیروں کے درمیان پڑ جاے اور اُس کے ساتھہ اُسی کی طرح ایک اَور ناتوان آدمی ہو اور سوا اِس کے وہاں چھڑانیوالا اَور کوئی نہ ہو تو اِس ناتوان ہمراہی کی صحبت سے اُس آدمی کو پناہ اور رہائی کے باب میں کیا خاطر جمعی ہو کچھہ بھی نہیں چنانچہ اِسی طرح گنہگار کو کچھہ خاطر جمعی نہ ہوگی جب تک کہ مسیح کا قادرِ مطلق ہونا یقین نہ کرے + دوسری خرابی یہہ کہ اِس بے ایمانی اور شک کے باعث مسیح ہم سے بیزار ہوگا اور اُس سے ہمیں نجات حاصل نہ ہوگی + اگر کوئی بادشاہ کسی غریب آدمی پر مہربانی کیا چاہے اور وہ غریب آدمی بادشاہ سے کہے کہ میں آپ پر بھروسا تو رکھتا ہوں لیکن مجھے یقین نہیں کہ آپ سے میری مدد اچھی طرح ہو سکے تو بادشاہ بیشک اُس سے بہت بیزار ہو اور اپنے حضور سے نکال دے اور اُسے پھر وہاں کبھی مُنہہ دکھلانے نہ دے + پس اگر ہم مسیح کے قادرِ مطلق ہونے کا یقین نہ کریں تو وہ ہم سے بیزار ہوگا اور اُس سے ہمیں کچھہ فایدہ نہ ہوگا + اُس نے اپنے کلام پاک میں گنہگاروں کو فرمایا ہی کہ اگر تم مجھہ سے نجات پایا چاہتے ہو تو یقین کرو کہ مجھے نجات دینے کی قُدرت ہی + جب وہ اِس جہان میں تھا اور لوگ اُس کے پاس چنگے ہونے آیا کرتے تھے تو وہ اُنھیں اکثر پوچھتا تھا کہ کیا تم یقین کرتے ہو کہ میں یہہ کر سکتا ہوں اور کبھی کبھی مریضوں سے یہہ بھی کہتا تھا کہ تمھارے ایمان کے موافق تم کو ہو جاے + پس وے فوراً چنگے ہو جاتے تھے کیونکہ اُن میں اِس کا ایمان تھا + اِسی طرح نجات کے باب میں ہمیں یہہ یقین کرنا ضرور ہی کہ وہ گناہوں سے رہائی دے سکتا ہی +

غرض ہمیں سب پچھلے گناہوں کی معافی کے واسطے مسیح پر بھروسا رکھنا چاہئے + جب کوئی گنہگار

توبہ کرتا اور خداوند پر ایمان لاتا ہے تو وہ اُسے صرف اُسی وقت سے نہیں بچاتا جب سے اُس پر اعتقاد رکھتا ہے پر گذری زندگی کے سب گناہ بھی معاف کرتا ہے + اگر خداوند صرف اُسی وقت سے بچاوے جب سے کہ وہ اُس کی طرف رجوع ہوتا اور اُس پر اعتقاد رکھتا ہے اور پچھلے گناہ معاف نہ کرے تو نجات کا ہے کی ہو اُن گناہوں کے واسطے گنہگار جہنم میں ڈالا جائے اور پھر وہاں سے ہرگز نکل نہ سکے پر سچے تائب کو یہہ بڑی خاطرجمعی اور تسلی کی بات ہے کہ اُس کے سب پچھلے گناہ بھی معاف ہو جائینگے اور اُسے اُن میں سے کسی کے لئے سزا اُٹھانی نہ پڑیگی +

پھر جو گناہ ہم سے اب ہوتے ہیں اُن کی معافی کے واسطے بھی مسیح پر بھروسا رکھنا ضرور ہے + سب سے روزمرّہ گناہ ہوتے ہیں + بڑے بڑے خداپرستوں سے بھی جو دل و جان خدا سے محبت رکھتے اور اُس کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں روزمرّہ گناہ ہو جاتے ہیں اِن سب کی مغفرت کے واسطے ضرور ہے کہ خداوند پر بھروسا رکھیں + معلوم کیا چاہئیے کہ جو شخص واجب طور پر اور راستی سے مسیح پر اعتقاد رکھتا ہے وہ عادتاً اور قصداً گناہ نہیں کرتا پر اکثر بڑے غلبہ کے امتحان میں پڑ جاتا ہے اور اِس طرح اُس سے گناہ ہو جاتا ہے اور پھر روزمرّہ ہزاروں طرح کے بُرے خیال دل میں آجاتے ہیں اِن دونوں طرح سے وہ ناپاک ہو جاتا ہے + پس اِن سے توبہ کرتا اور دعا مانگتا اور مسیح اُسے بخش دیتا ہے + اِس بات سے سچے معتقدوں کو بڑی خاطرجمعی اور تسلی حاصل ہوتی ہے + اگر خداوند ہمارے گناہ صرف ایک دفعہ معاف کرے اور کہہ دے کہ اب گناہ کروگے تو معاف نہ کرونگا تو ہماری نجات ہرگز نہ ہو سکے کیونکہ ہم تو روزمرّہ گناہ کرتے ہیں + پس اُن گناہوں کے واسطے جو ہم مغفرت کے بعد کریں جہنم کے عذاب سے بچانے

جائیں ÷ چنانچہ یہہ بڑی تسلی کی بات ہی کہ جب کسی ایماندار سے گناہ ہو جاتے اور وہ اُن سے
توبہ کرتا اور معافی مانگتا ہی تو مسیح اُسے بخش دیتا ہی ÷ انسان کا یہہ دستور اور مزاج نہیں جب
کوئی دو ہی چار دفعہ کسی کا گناہ کرتا ہی تو اتنے ہی میں وہ دق ہو جاتا ہی اور آگے اُسے معاف نہیں
کرتا ÷ کوئی کیسا ہی حلیم اور مہربان کیوں نہ ہو اگر کوئی دن بھر میں پانچ چھہ دفعہ اُس کا
گناہ کرے تو اتنے ہی معاف کرتے کرتے تھک جائیگا اور اگر اُس کا نوکر ہو تو اُسے نکال دیگا
اور پھر اُس کا مُنہہ دیکھنے نہ چاہیگا ÷ لیکن خداوند ایسا نہیں وہ روزمرہ سچے معتقدوں کے گناہ
معاف کرنے کو تیار ہی ÷

پر اِس بیان سے کوئی یہہ نہ سمجھے کہ جتنا گناہ چاہیں کیا کریں مسیح سب معاف کر دیگا
ہماری مراد یہہ نہیں کہ لوگ جس قدر چاہیں گناہ کیا کریں خداوند سب بخش دیگا ÷ ہر کسی
کو معلوم کیا اور یاد رکھنا چاہئے کہ اگرچہ مسیح اُن کے لئے جو راستی سے توبہ کرنے اور نجات کے لئے صرف
اُسی پر بھروسا رکھتے ہیں بڑا رحیم و کریم ہی پر اُن سب کے لئے جو گناہ کو پیار کرتے اور اُسے
چھوڑا نہیں چاہتے بڑا خوفناک ہی اور اُن کا بُرا حال کریگا وہ اُن سے جو عادتاً اور قصداً
گناہ کیا کرتے ہیں بہت ہی بیزار رہتا ہی اور اُس نے فرمایا ہی کہ میں ایسے لوگوں کی روز
عدالت میں سخت سزا کرونگا ÷ اُن لوگوں نے جو عادتاً اور قصداً گناہ کیا کرتے ہیں توبہ نہیں
کی ہی اور چونکہ توبہ نہیں کی ہی اور اُس پر راستی سے اعتقاد نہیں رکھتے ہیں وہ انھیں معاف
بھی نہیں کرتا ÷ یہاں تو صرف ایسے ہی لوگوں کی معافی کا ذکر ہوا ہی جو اپنے گناہوں

سے بدل توبہ کرتے اور اُن سے نفرت رکھنے اور خدا کی محبت و عبادت اور مسیح کے اعتقاد کے لئے اشتیاق و آرزو رکھتے ہیں ؞

پھر ہم پہ فرض ہے کہ گناہ پر غالب ہونے کے لئے مسیح پہ اعتقاد اور بھروسا رکھیں ؞ مغفرت کے سوا گناہ پہ غالب ہونا بھی نہایت ضرور ہے اور جب تک یہہ بھی نہ ہو سعادت حاصل نہیں ہو سکتی ؞ مغفرت سے گویہ گنہگار کی صفائی ہو جاتی ہے کہ اب یہہ قصوروار اور لایق سزا کے نہیں ہے ؞ اگر ہم صرف معافی حاصل کریں اور گناہ کے قبضہ و اختیار سے چھڑائے نہ جائیں تو مغفرت سے کچھ فایدہ نہ ہو پر تو بھی ایسے کمبخت رہیں گویا کبھی بخشے ہی نہیں گئے تھے ؞ گناہ کے قبضہ اور اختیار سے یہہ مراد ہے کہ انسان کا دل نہایت خراب ہے اور ہمیشہ بدی و گناہ کی طرف مایل رہتا ہے ؞ جو شخص گناہ کے قبضہ اور اختیار میں ہے اُس کا دل ہردم گناہ کی طرف رجوع رہتا ہے اور ایسی کسی بات کی طرف نہیں جو حقیقت میں نیک اور خدا کو منظور ہو ؞ جیسے کہ کوئی آقا جبرًا اپنے غلام سے تابعداری کرواتا ہے اسی طرح گناہ گنہگار سے اپنی خدمت کرواتا ہے مثلاً شرابی شراب کی طرف افیون کھانیوالا افیون کی طرف اور جواری جوا کی طرف مایل رہتا ہے اور اسی طرح ہر انسان گناہ کے قبضہ میں ہے کوئی کسی گناہ کو چاہتا ہے اور کوئی کسی کو اُس کے قبضہ اور اختیار سے باہر کوئی نہیں ہے ؞ چنانچہ اگر سعادت حاصل کیا چاہیں تو ضرور ہے کہ اُس کے قبضہ سے رہائی پاویں کیونکہ صرف مغفرت سے کام نہیں نکلتا ؞ گناہ کے قبضہ سے چھڑائے جانے اور پاک کئے جانے کے ایک ہی معنے ہیں جب کوئی پاک ہوتا ہے تب گناہ کے اختیار اور غلبہ سے رہائی پاتا ہے ؞ اگر ہم اُس کے قبضہ سے رہائی نہ پاویں لیکن معہ گناہوں

کے بہشت کو پہنچائے جائیں تو ہمیں وہاں کچھ بھی سعادت حاصل نہ ہو اور وہ جگہہ ہمارے لئے
بہشت نہ ٹھہرے ✤ اگر کسی شرابی یا افیونی یا جواری یا زانی کو ایک ہفتہ کے لئے نیکوں کی
صحبت میں رکھیں جہاں اسے وہ چیز نہ ملے جس کی اُس کو عادت ہے تو وہ وہاں ہرگز خوش نہ ہوگا
بلکہ نہایت کمبخت رہیگا اور جب تک نیکوں کی صحبت میں رہیگا سمجھیگا کہ میں قید خانہ میں پڑا
ہوں ✤ اُس کو تو کسی بُری شے کی عادت ہے اور وہ اُس کے قبضہ میں ہے اسی لئے اُسے بغیر اُس
چیز کے آرام نہیں ملتا ✤ اسی طرح اگر ہم گناہ کے قبضہ سے رہائی نہ پاویں لیکن مع گناہوں کے
بہشت کو پہنچائے جائیں تو وہاں ہمیں کچھ سعادت حاصل نہ ہوگی کیونکہ وہ پاک جگہہ ہے اور خدا
جو خاص طور پر اپنی شان حضوری وہاں ظاہر کرتا پاک ہے اور فرشتے بھی پاک ہیں اور ایسی کوئی
چیز وہاں نہیں مل سکتی جس سے اپنی نفسانی خواہشیں پوری کر سکیں اور اگر ہمیں کوئی بُری
عادتیں نہ بھی ہوں تو بھی بہت کمبخت رہیں کیونکہ ہر طرح کے بُرے خیال از خود ہمارے
دل میں پیدا ہوا کریں اور ہمیں ناپاک اور دق کیا کریں ✤ پس ضرور ہے کہ ہم گناہ کے قبضہ سے رہائی
پاویں ✤ غرض خداوند مسیح اپنی روح پاک سے ہمیں گناہ کے اختیار سے رہائی دیتا ہے اور ہمیں
اس بات کے لئے اُس سے دعا مانگنا اور اُس پر بھروسا رکھنا ضرور ہے ✤ خداوند اُن کو جو اُس
پر بھروسا رکھتے ہیں اپنی روح پاک دیتا ہے چنانچہ روح پاک اُس کے دل میں بستی اور اُسے گناہ سے
پھراتی اور اُس کی نسبت نفرت و کراہیت پیدا کرتی اور دل کو خدا کی محبت و عبادت و مسیح
پر اعتقاد اور ہر نیک بات کی طرف رجوع کرتی ہے ✤ جو شخص مغفرت اور گناہوں سے رہائی
پانے کے لئے خداوند مسیح پر بھروسا رکھتا ہے سو مسیحی یا عیسائی کہلاتا ہے ✤ اُن لوگوں

کہ وہ عیسائی جو مسیحی یا عیسائی کہلاتے ہیں ہزاروں جھوٹھے بھی ہیں یہاں صرف سچوں کا ذکر ہوتا
ہے اِن ریاکاروں سے کچھ کام نہیں اِس کو ذرہ یاد رکھو ✣ غرض کلام الٰہی فرماتا ہے کہ سچوں
کا اِس جہان میں رہنا ہر دم کا لڑنا ہے اور ہر مسیحی کو یہہ بات تجربہ سے بھی خوب معلوم ہے ✣
جب تک اِس جہان میں رہتا ہے ہر دم گناہ سے لڑتا ہے ایسا کہ اُسے ایک ساعت بھی آرام
نہیں ✣ وہ اُس مسافر کی مانند ہے جو کسی دشمن کے مُلک سے گذرتا ہو اور وہاں کے باشندے
اُس کی ہلاکت پر مستعد ہوں اِس لئے اُسے ضرور ہو کہ ہر دم ہوشیار اور ہتھیار بند رہے ✣
شیطان اِس جہان میں بادشاہت کرتا ہے اور جب کوئی گناہ کو چھوڑنے اور خدا کی عبادت
و اطاعت کرنے چاہتا ہے وہ بہت بیزار ہوتا اور ہزار طرح سے اُس کو گناہ میں پھنسانے اور اپنی
تابعداری میں پھر لانے کے لئے سعی و کوشش کرتا ہے ✣ جیسا کہ چھوٹے اور بڑے مار پھندوں
اور جالوں سے مچھلیوں اور چڑیوں کو پکڑتے ہیں اِسی طرح شیطان دُنیوی مرتبہ و دولت و
عیش و عشرت کو جال بناتا اور انھیں سے گنہگاروں کو پکڑ کے اپنی غلامی میں رکھا چاہتا ہے
وہ ہمارے بُرے دلوں کے وسیلے ہماری روحوں پر تاثیر کرتا اور اُنھیں اپنے قبضہ میں رکھا
اور آخر کو ہلاک کیا چاہتا ہے ✣ جب تک ہم اِس جہان میں ہیں ہمارے اندر بُرے دل رہتے
ہیں اِسی باعث شیطان اور دُنیا کے امتحان ہمارے حق میں نہایت خطرناک ہیں ✣ وہ نوکر
یا لڑکا جو دل میں گھر کے لوگوں سے پھر گیا ہو اور اُن کا جانی دشمن ہو گیا ہو اور تو بھی اُن کے
ساتھ رہتا ہو باہر کے دشمنوں کی نسبت جو کھلکر دشمن ہیں زیادہ خطرناک ہے ✣ اِسی
طرح اگر کوئی گھر ہتھیار بند دشمنوں سے گھرا ہو اور اگر اُن میں سے ایک کسی طرح گھر میں

گھس آوے تو لڑکے بالوں کے حق میں وہ ایک دشمن باہر کے بیس دشمنوں سے زیادہ خطرناک ہی + جب کوئی راستی کے ساتھہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا اور خدا کی محبت و عبادت کی طرف رجوع ہوتا اور مسیح پر اعتقاد رکھتا ہی تو اُس کے حق میں کہتے ہیں کہ اُس کا دل بدل گیا ہی وہ اب گناہ سے نفرت رکھتا اور پاکیزگی سے محبت کرتا ہی + لیکن معلوم کیا چاہئے کہ اُس کا دل ایک دم سے پاکیزگی میں کامل نہیں ہو جاتا دل کی کامل پاکیزگی تو رفتہ رفتہ حاصل ہوتی ہی + وہ گناہ جو دل کے اندر رہتا ہی اِنسان کا بڑا دشمن ہی اُس سے دل خراب رہتا ہی اِسی باعث اِنسان کا بُرا دل جو ہمیشہ اِنسان کے ساتھہ رہتا ہی باہری دشمنوں کی نسبت زیادہ خطرناک ہی + سچے خدا پرست کو اِس گناہ سے جو دل کے اندر ہی روزمرہ لڑنا ہوتا ہی بلکہ یہہ لڑائی مرنے کے وقت تک موقوف نہیں ہوتی + اُسے قتل کرنا ضرور ہی روزمرہ اُس کے زخم لگتے اور وہ کمزور ہوتا جاتا ہی پر قتل اُسی وقت ہوتا جب سچا مسیحی مرتا اور اِس دُنیا سے چلا جاتا ہی + جو گناہ حقیقی خدا پرست کے دل میں ہی اُس درندے کی مانند ہی جس کے بہت زخم لگے ہوں اور وہ کمزور ہو گیا ہو پر مرا نہ ہو + اگر کوئی شیر مارا جائے اور اُس کے بیس زخم لگیں تو اِتنے زخموں کے دیکھتے ہی لوگ دریافت کر لیں کہ ایک زخم سے نہ مرا ہو گا اور مرنے کے پیشتر شکاری پر بڑی چوٹ چپیٹ کی ہو گی اور مشکل سے مارا گیا ہو گا + پہلے زخم میں کچھہ خون بہا ہو گا لیکن اُس سے شیر ایسا کمزور نہ ہوا ہو گا کہ شکاری پر چوٹ نہ کر سکے اور پہلا زخم لگا کر شکاری نے بھی ہتھیار نہ رکھہ دئے ہونگے اور یہہ نہ سمجھا ہو گا کہ اب کچھہ خطرہ نہیں + دوسرے زخم کے لگنے پر اُس کے زیادہ خون بہا اور زیادہ درد ہوا ہو گا

پر اب بھی اُس کو اِتنی طاقت نہیں ہوگی کہ اگر شکاری کو پکڑ پاوے تو اُسے پھاڑ ڈالے اور دوسرے زخم پر بھی شکاری غافل نہوا ہوگا ✦ یوں ہی ہر ایک زخم پر شیر البتہ کمزور تو ہوتا گیا پر توبھی شکاری کو خطرہ رہا اور جب اُنیسواں یا بیسواں زخم لگا اور شیر گر پڑا اور بالکل ناطاقت ہوگیا بلکہ جب وہ مرگیا تب ہی شکاری اپنے تئیں اُس سے سلامت سمجھا اور ہتھیاروں سے بےخبر ہوا ہوتا ✦ پس وہ گناہ جو حقیقی مسیحی کے دل میں رہتا ہے اِس درندے کی مانند ہے ✦ جب کوئی گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کرتا اور خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے تب اِس دشمن سے لڑنے لگتا ہے اور یہہ دشمن تب ہی مقتول ہوتا اور یہہ لڑائی تب ہی تمام ہوتی جب ایماندار اِس جہان سے کوچ کرتا ہے ✦ روزمرہ اُس سے لڑنا اور خداوند مسیح کی طاقت سے اُس کے زخم لگاتا ہے توبھی یہہ دشمن زندہ رہتا اور جب قابو پاتا اُس کا نقصان کیا چاہتا ہے ✦ کسی وقت اُس کی چالاکی کم معلوم ہوتی اور کسی وقت زیادہ پر جب تک کہ ایماندار کا جسم یہاں زندہ رہتا ہے وہ بھی زندہ رہتا ہے اور کبھی اُس سے علیحدہ نہیں ہوتا ✦ شیطان اور دُنیا کے نفسانی مزے اور عیش و عشرت بھی خداپرست کے بڑے دشمن ہیں لیکن لفظِ گناہ میں یہہ بھی سب شمار ہیں ✦

گناہ نہایت زبردست دشمن ہے اور کوئی اِنسان اُس سے اپنی طاقت سے لڑ نہیں سکتا ✦ اُس آدمی کے لئے جو سو شیروں سے گھرا ہو بچ نکلنا ممکن ہے پر یہہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی اپنی طاقت سے اپنے تئیں گناہ کے قبضہ سے چھڑاوے ✦ اگر کوئی اپنی طاقت سے اُڑکر آفتاب تک پہنچ سکے تو شاید اپنے تئیں گناہ سے بھی چھڑا سکے پر یہہ دونوں باتیں اِنسان سے ناممکن ہیں ✦ پس اِس کے واسطے بھی خداوند عیسیٰ مسیح پر اعتقاد اور بھروسا رکھنا ہے وہ ہمارے گناہ معاف

کرتا ہے اور گناہ پر فتح بھی بخشتا ہے ✣ اگرچہ گناہ ایسا زبردست ہے کہ تمام فرشتے ملکر ہمیں اُس کے اختیار اور قبضہ سے چھڑا نہیں سکتے لیکن اگر ہم مسیح پر بھروسا رکھیں تو وہ ہمیں اُس سے لڑنے کو طاقت عنایت کرتا ہے اور آخر کو اُس پر فتحمند بھی کرتا ہے ✣ اگر کوئی سمجھے کہ میں اپنی طاقت سے گناہ سے لڑ سکتا اور اُس پر فتح پا سکتا ہوں تو وہ بڑا نادان ہے اور اپنے دل کا حال اور گناہ کے غلبہ اور زور کو نہیں جانتا ✣ گناہ سے رہائی پانے کے لئے خداوند عیسیٰ مسیح پر بھروسا رکھنا ضرور ہے اور بغیر اُس کے ہرگز کچھ ہو نہ سکیگا اگر کوئی اپنی طاقت سے گناہ سے رہائی پایا چاہے تو زندگی بھر سر پٹک ماریگا پر کچھ فایدہ نہ ہوگا ✣

خداوند مسیح قادر مطلق ہے اور وہ ایک دم میں سب ایمانداروں کو گناہ کے قبضہ سے رہائی دے سکتا اور انھیں پاک کر سکتا ہے پر اُس کی مرضی یوں نہیں ہوئی ✣ وہ رنج جو گناہ کے قبضہ میں رہنے سے سچے مسیحیوں کو ہوتا ہے ایک بڑا رنج ہے ایسا کہ اُس کا بیان نہیں ہو سکتا اور خداوند اُنھیں اِس دُنیا میں اِس رنج میں رہنے دیتا ہے کہ یہہ رنج اُٹھا کر آخر کو اُنھیں کامل پاکیزگی اور بہشت کے آرام سے زیادہ خوشی حاصل ہو ✣ جو پیاسا نہیں ہے پانی کی قدر نہیں کرتا اور جو تھکا ماندہ نہیں ہے آرام کو بڑی بات نہیں سمجھتا لیکن پیاسے کو پانی اور تھکے ماندے کو آرام بڑی نعمت ہے اِسی طرح سچے ایمانداروں کو مدت تک گناہ سے دق ہونے کے بعد کامل پاکیزگی اور بہشت کا آرام ایک نہایت بڑی نعمت ہوگی اور وے اُس کی زیادہ قدر کرینگے ✣ اگر گناہ کے قبضہ اور اختیار سے اِتنا رنج نہ اُٹھا دیں تو کامل پاکیزگی اور بہشت کے آرام کو اِتنی بڑی نعمت نہ سمجھیں ✣ چنانچہ ہمیں حال کے اور گذرے گناہوں کی معافی اور گناہ پر فتح پانے سب کے لئے خداوند عیسیٰ مسیح پر اعتقاد

اور بھروسا رکھنا ہے + جب ہم کہتے ہیں کہ گناہ پر فتح پانے کے لئے مسیح پر بھروسا رکھنا ضرور ہے
اس سے کچھ ہماری یہہ مراد نہیں کہ صرف بھروسا ہی رکھنا ہے اور اس کے سوا کچھ کرنا نہیں +
نہیں اُس کے ساتھ ہر دم لڑنا بھی ہے اور لڑنے کے معنے یہہ ہیں کہ اس سے ہر طرح سے پرہیز کریں +
بُرے فعلوں اور کلاموں کا کیا ذکر ہر طرح کے بدخیالوں کو بھی جب دل میں اُٹھا چاہیں روکنا
ضرور ہے + گناہ کے دبانے میں اِس دُنیا کے ہتھیار مثلاً تلوار و بندوق کام نہیں کرتے پر چاہیئے
کہ ہم اِس لڑائی میں روحانی ہتھیار استعمال کریں اور روحانی ہتھیار یہہ ہیں یعنے دعا مانگنا و
خدا کا کلام غور سے پڑھنا و ہوشیار رہنا و مسیح پر اعتقاد رکھنا اور اُس سے فضل حاصل کرنا +
گناہ کے دبانے میں اِن سب وسیلوں کو کام میں لانا اور اُس سے فعل و کلام و خیال میں پرہیز کرنا
چاہیئے چنانچہ اِسی کو گناہ سے لڑنا کہتے ہیں +

پھر ہمیں یہہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ خداوند عیسیٰ ہمیں بہشت کو پہنچاویگا یہہ بھی ضرور ہے +
اگر ہم اُس کی فرمانبرداری کریں تو وہ ہم کو گناہ کی سزا اور اُس کے قبضہ سے بچاتا ہے پر صرف
اِتنا ہی نہیں کرتا وہ بعد اِس کے ہمیں بہشت کو بھی پہنچاتا ہے اور اُس کا حکم ہے کہ اِس بات کے
لئے بھی ہم اُس پر اعتقاد رکھیں + جیسے ہم کہہ چکے ہیں کہ ہم میں کچھ نیکی نہیں جس کے باعث
بہشت کو پہنچ سکیں اور کوئی مخلوق ہمیں وہاں پہنچا نہیں سکتا جو گنہگار وہاں داخل ہوتے ہیں
صرف خداوند مسیح کے ثوابوں کے باعث پہنچتے ہیں + اگر خداوند فقط ہمیں گناہ کے قبضہ اور سزا سے
بچاوے اور بہشت کو نہ پہنچاوے تو ہم کو کامل سعادت حاصل نہ ہو اُس حالت میں ہم اُن
قیدیوں کی مانند ہوں جن کی بیڑیاں کاٹی گئی ہوں اور جنھوں نے قید سے رہائی پائی ہو پر

بے گھر، بے ٹھور ٹھکانے کسی بیابان میں آوارہ پھرتے ہوں ۔ لیکن مسیح نے اپنے معتقدوں کو بہشت میں پہنچانے کا وعدہ کیا ہے وہاں وے پاک فرشتوں کی صحبت میں رہینگے اور خدا کے جلال وشان کو دیکھینگے اور ابدالآباد اُس کی عبادت اور حمد وثنا میں خوشوقت رہینگے ۔

پس ہمیں ضرور ہے کہ اِس بات کے لئے بھی روزمرہ خداوند پر پورا اعتقاد رکھیں ۔

سوا اِس کے ہر سچے خداپرست کو صرف یہی نہ یقین کیا چاہئے کہ مسیح سب گنہگاروں کے واسطے مرا پر خاص یہہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ میرے واسطے بھی مرا یہہ بہت ضرور ہے اور بغیر اِس کے کوئی مسیح پر اچھی طرح اعتقاد نہیں رکھہ سکتا ۔ جب کسی جگہہ کوئی خطرناک بیماری پھیلتی ہے اور لوگ سنتے ہیں کہ فلانی جگہہ شفاخانہ ہے اور جو وہاں جاتا علاج حاصل کرتا اور صحت پاتا ہے تو لوگ سنکر صرف یہی یقین نہیں کرتے کہ سب کے واسطے ہے پر ہر ایک مریض یقین کرتا ہے کہ میرے لئے بھی ہے چنانچہ یہہ یقین کرکے وہاں جاتا اور فایدہ اُٹھاتا ہے ۔ پس یوں ہی نجات کے باب میں سمجھا چاہئے ہر ایک گنہگار کو بے غرضی کے ساتھہ صرف یہی نہ یقین کیا چاہئے کہ سب کے واسطے ہے پر خاص یہہ یقین کیا چاہئے کہ میرے واسطے بھی ہے جب ایسا یقین کریگا تب خداوند پر بخوبی اعتقاد رکھہ سکیگا ۔ ہر ایک گنہگار کو جو نجات کا مشتاق ہے یہہ یقین کیا چاہئے کہ خداوند میرے واسطے بھی مرا ہے اور کہ اگر میں فضل کے لئے اُس سے دعا مانگوں تو میری بھی نجات کریگا ۔ جیسا کہ خداوند اپنی روح پاک سے ہمارے دل میں

تو یہ پیدا کرتا ہے اُسی طرح اعتقاد بھی پیدا کرتا ہے اور ہمیں خداوند سے روزمرہ روح پاک کے لئے دعا مانگنا چاہئے کہ وہ ہمارے دل میں اعتقاد پیدا کرے ✤

پھر ضرور ہے کہ وے لوگ جو مسیح سے نجات چاہتے ہیں اور اُس پہ اعتقاد رکھتے ہیں سب کے سامھنے اِس بات کو ظاہر کریں ✤ اِس ملک کے بہت لوگ خداوند عیسیٰ مسیح کو نہیں جانتے اور اُن میں سے جو جانتے بھی ہیں اکثر اُس سے عداوت سی رکھتے ہیں اور اِس کا باعث یہی ہے کہ وہ اُنھیں فرماتا ہے کہ اگر مجھ سے نجات چاہو تو تمھیں تمام گناہ چھوڑنے اور پاک بننے ہونگا ✤ بہت لوگ ہیں جو خوب جانتے ہیں کہ نجات صرف خداوند عیسیٰ ہی سے مل سکتی ہے اور چاہتے بھی ہیں کہ اگر اُس سے نجات پا جائیں تو بہت اچھی بات ہو لیکن یگانوں و اور لوگوں سے ڈرتے ہیں کہ یہہ لوگ ہم سے بیزار ہونگے ہمیں گالی دینگے و بُرا کہینگے اور بدنام کرینگے اِسی واسطے سب کے سامھنے اُسے قبول نہیں کرتے اور اُس کے نام کا اقرار نہیں کرتے لیکن خدا کا خاص حکم ہے کہ جو مسیح پر اعتقاد رکھا چاہے اُسے ضرور ہے کہ سب کے سامھنے اِس بات کا اقرار کرے ✤ اگر کوئی غریب آدمی کسی امیر کی مہربانی اور توجہ چاہتا ہو اور اُس کے منہہ پر بڑی منت و خوشامد سے پیش آوے لیکن اگر اُس امیر کے دشمن ہوں اور جب یہہ غریب آدمی اُن دشمنوں کے درمیان پڑے تو اپنی اِس آرزو سے شرمائے اور اُسے چھپاوے بلکہ ظاہراً اُس کا انکار کرے تو اُس امیر کو یہہ بات جب کہ اُسے سُن پاوے کیسی لگے ✤ بیشک اُس سے بہت ہی بیزار ہو اور اُسے پھر اپنے حضور آنے نہ دے ✤ چنانچہ روز عدالت میں یہی حال اُن لوگوں کا ہوگا جو جانتے ہیں کہ صرف خداوند عیسیٰ مسیح نجات دہندہ ہے اور اُس پہ اعتقاد رکھا چاہتے ہیں لیکن لوگوں کے ڈر کے مارے ظاہرا

اُس کا اقرار نہیں کرتے ✣ ظاہراً اُس کے نام کا اقرار کرنا نہایت ضرور ہے اور اِس کا تاکید
سے حکم ہوا ہے ✣ خداوند جانتا تھا کہ لوگ اِس بات سے شرمائینگے اور ڈرینگے اِسی واسطے اُس
نے صاف صاف فرمایا ہے کہ جو یہاں ظاہراً میرا اِقرار کرتا ہے اُس کا میں بھی روزِ عدالت میں
تمام اِنسانوں اور فرشتوں کے سامھنے اقرار کرونگا لیکن جو یہاں میرا اِنکار کرتا ہے اُس کا میں
بھی سب کے سامھنے اِنکار کرونگا ✣ غرض وے لوگ جو اِنسان کے ڈر کے سبب اُس کا اقرار نہیں کرتے
بڑے احمق ہیں ✣ اگر کوئی بادشاہ کسی آدمی کا بڑا دوست ہو اور اُس بادشاہ کے دو چار بھکمنگے
چھٹ پٹرے فقیر دشمن ہوں اور وہ آدمی اِن فقیروں کے ڈر کے مارے بادشاہ کی دوستی چھوڑ دے تو
دیوانہ کہلاوے ✣ چنانچہ خداوند عیسیٰ مسیح قادرِ مطلق اور زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے اور
کہیں بغیر اُس کی مرضی کے کچھ ہو نہیں سکتا جہان کے تمام اِنسان اُس کے حضور ذرہ ذرہ سی
چونٹیوں کی مانند ہیں تو پھر اِنسان سے ڈرنے کی کونسی وجہ ہے ✣ پس اُن سب کو جو خدا کے
سچے پرستار ہونے اور مسیح سے نجات قبول کرنے چاہتے ہیں ضرور ہے کہ اِس خوف کو دل سے دور
کریں اور خداوند پر پورا اِعتقاد رکھیں اور پھر سب کے سامھنے اُس کا اقرار کریں ✣ وے لوگ
جو خداوند پر اعتقاد رکھتے دو رسمیں مانتے ہیں ایک تو بپتسما اور دوسری عشاے ربانی اِنھیں کو
مانکر وے ظاہراً مسیح کا اقرار کرتے ہیں اور ہر ایک پر جو اُس سے نجات چاہتا ہے اِن رسموں کے
وسیلے اُس کا اِقرار کرنا فرض ہے ✣ خدا کے کلام میں اِن رسموں کا پورا بیان پایا جاتا ہے ✣
پھر سوا اِس کے ہمیں ضرور ہے کہ اگر ہم بات سکے لیے بھی خدا یا مسیح پر کہ دونوں ایک ہی
ہیں اِعتقاد اور بھروسا رکھیں ✣ روزمرہ کے کھانے کپڑے اور تندرستی اور جو کام اُس کی

مرضی کے موافق ہے اُس میں برکت کے لئے اُس پر اعتقاد رکھنا فرض ہے ❖ جو لوگ جو خدا کو نہیں جانتے اپنے ہی اوپر بھروسا رکھتے اور سمجھتے ہیں کہ سب کچھ ہم اپنی ہی طاقت ولیاقت سے حاصل کرتے ہیں لیکن ایسا سمجھنا اور اپنے اوپر بھروسا رکھنا بڑا گناہ ہے اور ہمیشہ ضرور ہے کہ اُس سے پرہیز کریں ❖ خدا ہی ہمیں ہاتھ پاؤں اور تندرستی بخشتا ہے ❖ خوراک و پوشاک وغیرہ کے حاصل کرنے کے لئے صرف وسیلے ہیں پر ہر ایک نعمت کا دینیوالا حقیقت میں خدا ہی ہے ❖ اگر حق تعالیٰ ہمیں ہاتھ پاؤں اور آنکھوں اور تندرستی سے محروم کر دے تو ہم اپنی پرورش کے واسطے محنت نہ کر سکیں اُس حالت میں ہمیں بھیکھ مانگ کر دن کٹنا پڑے ❖ چنانچہ ہمیشہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ ہاتھ پاؤں و تندرستی کے وسیلے خدا ہی ہمیں ہر ایک نعمت بخشتا ہے اور اپنے پر نہیں لیکن اُسی پر بھروسا رکھنا فرض ہے ❖

جیسا کہ آپ پر بھروسا رکھنا نہ چاہئے اُسی طرح اور انسانوں پر بھی تکیہ کرنا منع ہے پس وے لوگ جو خدا کو بھولکر انسان پر بھروسا رکھتے ہیں بڑا گناہ کرتے ہیں ❖ حق تعالیٰ ہی ہمارا خالق و مالک اور پروردگار ہے اور فرض ہے کہ ہمارا اعتماد اُسی پر ہے اور انسان پر نہیں ❖ خدا نے اِس جہان میں انسانوں کو چھوٹا بڑا کر دیا ہے اور اکثروں کو پرورش کے لئے اوروں کی خدمت کرنی ہوتی ہے پر انسان صرف وسیلہ ہے اور حقیقت میں پرورش کا دینیوالا فقط خدا ہے ❖ جہان کے سب بادشاہ خود حق تعالیٰ ہی سے پرورش پاتے ہیں اُن کے پاس اپنا کچھ نہیں اور جب تک خدا اُنہیں نہ دے وے بھی کسی کو کچھ دے نہیں سکتے ❖ پس ضرور ہے کہ اپنی طاقت ولیاقت یا بڑے آدمیوں پر بھروسا نہ رکھیں پر روزمرہ خدا ہی پر

پورا اعتقاد رکھیں اور بدل یقین کریں کہ وہی ہماری پرورش و حفاظت کرتا ہے ٭ البتہ اُن وسیلوں کو جو خدا نے پرورش اور تندرستی کے لئے مقرر کئے ہیں کام میں لانا ضرور ہے پر چاہئے کہ اعتماد ہمیشہ اُسی پر رہے اِس بات کو کسانوں کی محنت سے جو کاشتکاری کے باب میں کرتے ہیں اپنے دل پر نقش کر لو ٭ کسان خوب جانتے ہیں کہ چاہیں ہم کتنا ہی جوتیں بوویں اور محنت کریں اگر خدا مہربان نہ ہو اور مینھہ نہ بھیجے اور محنت پر برکت نہ بخشے تو کچھ بھی حاصل نہ ہو چنانچہ وے مقدور بھر محنت تو کرتے ہیں پر مینھہ و برکت کے لئے خدا ہی کو تکتے ہیں ٭ یوں ہی چاہئے کہ ہر انسان اُن وسیلوں کو جو خدا نے پرورش و تندرستی و آرام کے لئے مقرر کئے ہیں کام میں لاوے لیکن ضرور ہے کہ اعتقاد صرف خدا پر رہے اور اپنی طاقت و لیاقت اور کسی اِنسان پر نہیں ٭ اور سوا اِس کے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ خدا پر یہہ اعتقاد خداوند عیسیٰ المسیح کی معرفت رکھنا ضرور ہے ٭

اٹھارھواں باب

اُن فرضوں کا بیان جو خدا کی نسبت ہم پر واجب ہیں چلا جاتا ہے

دعا کا بیان ٭ حق تعالیٰ سے اُن چیزوں کا مانگنا جو ہمارے جسم و روح کے لئے درکار ہیں اور اُن نعمتوں کے واسطے جنہیں پاچکے ہیں اُس کا شکر ادا کرنا اور اُس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کرنا اِسی کو دعا کہتے ہیں ٭ دعا میں ہم خدا سے ملتے ہیں ٭ جیسا کوئی اپنے دوست سے ملتا اور اُس سے دل کھولکر گفتگو کرتا ہے اِسی طرح دعا میں ہم حق تعالیٰ سے ملتے اور گویا

اپنے سامہنے دل کھولکر اُس سے گفتگو کرتے ہیں ٭ ہم ابھی اِن جسموں میں ہیں اور خدا روح ہے
اِس لئے اِن جسمانی آنکھوں سے اُسے دیکھہ نہیں سکتے تو بھی اُس سے ملتے ہیں اور اگر ہم بدل
اُس سے محبت کرتے ہوں اور راستی کے ساتھہ اُس سے دعا مانگتے ہوں تو اُسے اپنی روحانی
آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور روحانی آنکھوں سے دیکھنا یہی ہے کہ قوی اعتقاد رکھتے ہیں کہ
وہ ہمارے ساتھہ حاضر ہے اور ہمارے دلوں کے حال سے آگاہ ہے اور ہماری غرض کو جانتا
اور سنتا ہے ٭

ہم کو دعا مانگنا نہایت ہی ضرور ہے ٭ ہم خود بخود کچھہ بھی نہیں اور اپنے لئے کچھہ نہیں
کر سکتے پر سب کچھہ خدا ہی سے پاتے ہیں اور اُسی پر آسرا رکھنا ہوتا ہے ٭ یہاں کی زندگی اور
عاقبت کے آرام دونوں کے لئے اُسی پر بھروسا رکھنا ہے ٭ چونکہ ایسے بیکس ولاچار ہیں اور اپنے
لئے کچھہ بھی نہیں کر سکتے پر ہر بات کے واسطے خدا پر بھروسا رکھنا ہے اُس سے دعا مانگنا ضرور ہے ٭
اگر ہم نے اپنے تئیں آپ پیدا کیا ہوتا اور آپ ہی اپنی پرورش وحفاظت کر سکتے اور اپنی طاقت سے یہاں
اور عاقبت میں بھی خوشی اور سعادت حاصل کر سکتے تو البتہ خدا پر اعتماد نہ رکھنا ہوتا اور اُس سے دعا مانگنے
کی کچھہ ضرورت بھی نہ ہوتی ٭ اگر دس آدمی کہیں رہتے ہوں اور وے دولت ومرتبہ وہر طرح کی
لیاقت میں برابر ہوں تو وے خوراک وپوشاک وخوشحالی کے لئے ایک دوسرے پر آسرا نہ رکھیں کیونکہ
اِس دُنیا کی نعمتوں سے تو سب خوش ہوں اور اُنہیں کسی بات کی حاجت نہ ہو ٭ چنانچہ اگر ہم میں
قدرت ہوتی تو ہم یہاں اور عاقبت میں بھی اپنے تئیں خوشحال وسعادتمند کر سکتے ٭ لیکن
ہم تو بیکس ولاچار بندے ہیں اور ہماری زندگی وسعادت حق تعالیٰ ہی کی قدرت ومہربانی پہ

موقوف ہے اِس لئے پرورش حفاظت اور حیاتِ ابدی کے واسطے اُس سے دعا مانگنا ضرور ہے ۔ بچے ہر بات کے لئے اپنے ماباپ پر کیوں آسرا رکھتے ہیں اور محتاج فقیر کیوں بھیکھ مانگتے ہیں اِسی لئے کہ بیکس و لاچار ہیں ۔ گلی کوچوں و لوگوں کے دروازوں پر بہت فقیر چیتھڑے لادے بھیکھ مانگا کرتے ہیں یہہ اُنھیں اپنی بیکسی کے باعث کرنا پڑتا ہے اگر لاچار نہ ہوں تو ایسا نہ کریں ۔ یہاں موٹے فقیروں کا ذکر نہیں کرتے پر صرف اُنھیں کا جو احتیاج کے باعث بھیکھ مانگتے ہیں مثلاً اندھے لولے لنگڑے واپاہج بھی لوگ بہت لاچار ہوتے اور بڑی عاجزی کے ساتھ گڑگڑاتے ہیں ۔ خدا کے حضور سب اِنسان ایسے فقیروں سے بھی کہیں لاچار اور عاجز ہیں اور جیسا کہ یہہ لوگ اپنے ہمجنسوں کے دروازوں پر بھیکھ مانگتے ہیں اُسی طرح ضرور ہے کہ ہم خدا کے حضور بھیکھ مانگیں ۔ اگر اِس جہان میں محتاج فقیر بھیکھ نہ مانگیں تو مارے بھوکھ کے مرجائیں اِسی طرح اگر اِنسان خدا کے حضور بھیکھ نہ مانگینگے تو اُن کی روحیں مرجائینگی یعنے عذاب ابدی میں پڑینگی ۔ دُنیا بُرے لوگوں سے معمور ہے وے خدا سے دعا نہیں مانگتے تو بھی کثرت سے خوراک و پوشاک و تندرستی و دولت و مرتبہ رکھتے ہیں حق تعالیٰ کی مہربانی سے اُنھیں یہہ سب ملتا ہے پر اِس سے کچھہ یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ اِن نعمتوں کے رکھنیوالے اِس جہان میں حقیقتاً خوش ہیں اور عاقبت میں بھی نیکبخت و سعادتمند ہونگے ۔ اِس مہربانی پر غور کرکے اُنھیں چاہئے کہ حق تعالیٰ سے روحانی خوراک کے لئے عرض کریں ۔ چند روز میں موت آجائیگی اور یہہ سب دُنیوی چیزیں اُن سے چھین لیگی تب عاقبت میں اُن کا حال یہاں کے نہایت ہی محتاج فقیروں سے کہیں بدتر ہوگا ایسے عذاب میں پڑینگے کہ اُس کا

کوئی بیان نہیں کر سکتا ✣ جب تک خدا سے دعا نہیں مانگتے صرف اُن کے جسم زندہ ہیں پر روحیں مُردہ ہیں وے خدا کو نہیں پہچانتے اور اُس سے دور ہیں چنانچہ سعادت سے بھی دور ہیں یہی روحانی موت ہے بعد جسموں کی موت کے روحیں ہمیشہ کے دُکھ میں رہینگی ✣ پس جب تک زندگی ہے مناسب ہے کہ تمام دُنیوی نعمتوں کیلئے خدا کا شکر بجالاویں اور روحانی خوراک کے لئے اُس سے دعا مانگیں تاکہ عاقبت میں نیکبخت اور سعادتمند ہوں ✣ تمام اِنسان صرف خدا کے حضور بھیک مانگنے سے حقیقت میں زندہ اور سعادتمند ہو سکتے ہیں کوئی ایسا دیوانہ نہ بنے کہ اپنے اوپر یا کسی چیز پر جو اُس کے پاس ہے بھروسا رکھے ✣ دولت کا کچھ ٹھکانا نہیں ایک دن میں اڑ جانے سکتی ہے جسم کی قوت پر کچھ اعتماد نہیں ہو سکتا گھڑی بھر کے سخت بخار میں تمام قوت بھاگ جاتی ہے ہزاروں باتیں ایسی ہیں کہ اِنسان کو دیوانہ کر دیتی ہیں چنانچہ اُن سے داناؤں کی دانائی اور عالموں کا علم جاتا رہتا ہے ✣ اِنسان کی کچھ بھی حقیقت نہیں بڑے بڑے شہنشاہ بھی حق تعالیٰ کے حضور نہایت محتاج فقیر ہیں ✣ لاچاری کے باب میں سب اِنسان خدا کے حضور اُس شخص کی مانند ہیں جس کے ہاتھ پانوں کاٹے گئے اور آنکھیں نکالی گئی ہوں اور وہ ایک بڑے گہرے کوئے میں ڈالا گیا ہو ✣ ہم سب اُس کے در کے فقیر ہیں اور اگر سعادت و نیکبختی حاصل کیا چاہتے ہیں تو ضرور ہے کہ اُس سے عرض کریں اور دعا مانگیں ✣

پھر چاہئے کہ ہر اِنسان اُس زبان میں دعا مانگے جسے سمجھتا ہے خدا ہر زبان کو جانتا ہے اور کسی کو غیر زبان میں دعا مانگنے کی ضرورت نہیں ہے ✣ بہت سے برہمن ہیں جو سنسکرت میں دعا پڑھتے ہیں اور اُس کی آدھی لفظ بھی نہیں سمجھتے اور ہزاروں مسلمان

عربی میں نماز پڑھتے ہیں اور اِس زبان کو ذرہ بھی نہیں جانتے ÷ لیکن یہہ بڑی بیوقوفی
ہے اُنھیں چاہئے کہ اُس زبان میں دعا مانگیں جسے سمجھتے ہیں ÷ شاید کوئی کہے کہ خدا سب
زبانوں سے واقف ہے جس میں چاہو دعا مانگو دعا مانگنے سے کام ہے ÷ لیکن سچ تو یوں
ہے کہ جب کوئی ایسی زبان میں نماز پڑھتا ہے جسے نہیں سمجھتا تو دعا نہیں مانگتا بلکہ طوطے
کی طرح کچھہ بک دیتا ہے ÷ دل کی آرزو سے واقف ہونا اور اُسے خدا کے آگے عرض کرنا
اِسی کو دعا کہتے ہیں ÷ پس جس زبان کو اِنسان جانتا ہی نہیں اُس میں آرزو کیا بیان
کریگا سچ ہے کہ خدا سب زبانوں سے واقف ہے پر یہاں دعا مانگنیوالے کی بابت گفتگو ہے ÷
جب کوئی فقیر بھیکھہ مانگنے کو نکلتا ہے تب ایسی زبان میں بھیکھہ نہیں مانگتا جسے نہیں سمجھتا پر
اپنی ہی زبان میں اپنی عاجزی ظاہر کرتا ہے ÷ بہت ہندو فارسی سے واقف ہیں چنانچہ اگر کوئی
ہندو فقیر جو فارسی نہ جانتا ہو کسی سے اپنی اِحتیاجوں کا بیان فارسی میں لکھوالے اور اِس
بیان کو کسی سے زبانی سیکھہ لے اور بعدہٗ اُن ہندؤں کے پاس جو فارسی جانتے ہیں جاکر اور
اِن عرضوں کو پڑھکر فارسی میں بھیکھہ مانگے ÷ وے ہندو فوراً اُس سے پوچھینگے کیا تو
فارسی بھی جانتا ہے وہ جواب دیگا نہیں تب وے کیا یہہ نہ کہینگے پھر تو کیسا واہی اور احمق ہے
کہ فارسی میں جس سے واقف نہیں بھیکھہ مانگتا ہے اور اپنی بولی میں نہیں مانگتا جسے سمجھتا
ہے بھیکھہ کاہے کو مانگتا تماشہ کرتا پھرتا ہے ÷ پس ایسے ہی وے لوگ ہیں جو غیر زبان میں
جسے نہیں جانتے طوطے کی طرح آواز نکالتے ہیں اور اِسے دعا مانگنا کہتے ہیں ÷ پھر جب کوئی
لڑکا اپنے باپ سے کچھہ مانگتا ہے تو کیا کسی غیر زبان میں مانگتا ہے جسے نہیں سمجھتا ÷ نہیں

پنجابی بولی میں مانگتا جیسے جانتا ہے ÷ خدا کے نزدیک زبان کچھ شی نہیں ہے اور وہ کسی زبان کو بڑا اور کسی کو چھوٹا اور کسی کو پاک اور کسی کو ناپاک نہیں سمجھتا بلکہ سب زبانیں اُس کے نزدیک برابر ہیں وہ تو دل کی خواہشوں اور آرزوؤں پر نگاہ کرتا ہے اور ہر انسان کو چاہئے کہ ان خواہشوں اور آرزوؤں کو ایسی زبان میں پیش کرے جیسے جانتا ہے ÷

دعا میں یہہ کئی باتیں ہیں یعنے حق تعالیٰ کی بڑائی کرنا اُس کا شکر بجالانا اُس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کرنا اور اُس سے وے چیزیں مانگنا جو ہمارے جسم و روح کے لئے درکار ہیں ÷ چنانچہ جب دعا مانگتے ہیں چاہئے کہ حق تعالیٰ کی بزرگی کے لئے اُس کی بڑائی کریں اور اُن نعمتوں کے لئے جنھیں پاچکے ہیں اُس کا شکر ادا کریں اور اپنے گناہوں کا اقرار کریں اور اُس سے وے جسمانی و روحانی چیزیں مانگیں جن کی ہمیں حاجت ہے ÷

پہلے دعا میں جناب باری کی بزرگی کا اقرار کیا چاہئے ÷ جب کوئی فقیر کسی مرتبہ والے یا دولتمند کے دروازے بھیکھ مانگنے جاتا ہے تو ذرہ سی بھیکھ کے واسطے اُسے ہر طرح سے بڑا بتلاتا ہے چنانچہ اُسے بڑا امیر و غریب پرور و دھرم اوتار و پُن آتما اور بہت سی ایسی ایسی باتیں کہتا ہے اور اُس کا ایک چہارم بھی سچ نہیں ہوتا ÷ انسانوں کو چاہئے کہ اپنے تمام دل سے حق تعالیٰ کی بزرگی کا اقرار کریں جب کہ حتی المقدور اقرار کرینگے تو بھی اُس میں کچھ جھوٹھ نہ ٹھہریگا بلکہ اُس کی ساری بزرگی کا اُن سے اچھی طرح اقرار بھی نہ ہوگا ÷ کوئی انسان کسی نیکی اور صفت میں کامل نہیں ہے اور انسان انسان کی بڑائی میں بہت جھوٹھ بولتے ہیں اور تعریف اکثر صرف خوشامد کے لئے کرتے ہیں لیکن خدا کی سب صفتیں بے حد و بے پایان ہیں

خدا اُس کی بزرگی ایسی لا انتہا ہے کہ یہ غرض فرشتوں سے بھی جیسا چاہئے ادا نہیں ہو سکتا
بزرگی کے اقرار کی یہاں تھوڑی سی مثلیں لکھتے ہیں + چنانچہ دل و راستی سے کہنا چاہئے
کہ اے خداوند خدا تو نہایت بزرگ ہے تو جلال و حشمت کا لباس پہنے ہے تو نے زمین و
آسمان کو خلق کیا اور تیری ہی قدرت سے وے آج تک موجود ہیں + آسمان تیرے
جلال اور سماوات تیری دستکاری کو ظاہر کرتے ہیں تو نے آفتاب و ماہتاب اور ستاروں
کو ہماری روشنی کے لئے پیدا کیا ہے تیرے ہی حکم سے آفتاب و ماہتاب نکلتے اور بیٹھتے ہیں تو ہی
نے دن اور رات کو بنایا ہے تیرے نزدیک رات دن کی مانند روشن ہے تاریکی اور روشنی
تیرے نزدیک یکساں ہیں تو نے اپنی قدرت سے پہاڑوں کو قایم کیا ہے اور سمندر کو جب کہ
اُس کی لہریں اُٹھتی ہیں سکونت بخشتا ہے تو حیوان و انسان کا حافظ و رازق ہے اور تیری
رحمت تیرے سب مخلوقوں پر ہے تو اپنی مٹھی کھولتا ہے اور ہر ایک جاندار کو آسودہ کرتا ہے
اور راستوں و ناراستوں پر مینہہ برساتا ہے تیرا رحم و کرم سب پر بے نہایت ہے اے
خداوند خدا قادر مطلق تیرے کام بڑے اور عجیب ہیں تو نے کمال حکمت سے سب کو پیدا کیا
ہے جہان تیری مہربانی سے معمور ہے تو ہمیشہ موجود رہتا ہے پیشتر اُس کے کہ پہاڑ پیدا ہوئے
اور زمین خلق ہوئی تو ہمیشہ سے ہمیشہ تک خدا ہے ہزار برس تیرے آگے ایسے ہیں جیسے کل
کا دن جو گذر گیا اور جیسے ایک پہر رات تو کل و آج و ہمیشہ یکساں ہے تو خدا ہے اور بدلتا
نہیں + غرض ایسے ایسے کلمے کہکر دعا میں حق تعالیٰ کی بزرگی کا اقرار کیا چاہئے +

وہ قدرت و حکمت و مہربانی و عدل و رحم و ابدیت اور اور سب صفتوں میں کامل ہے

اسا پنے سب مخلوقوں کی حمد و ثنا کے لائق ہے ✦ دعا کو بزرگی کے اقرار ہی سے شروع کیا چاہئے

دوسرے فرض ہے کہ دعا میں ہم اُن سب نعمتوں کے لئے جنھیں پاتے ہیں جناب باری کا شکر بجا لاویں ✦ ہم کسی بات کے لائق نہیں ہیں اگر ہم کبھی گنہگار نہ بھی ہوتے تو بھی کسی نعمت کے لائق نہ ہوتے لیکن چونکہ اب گناہ کیا ہے ہماری نالائقی تو از خود ظاہر ہے ✦ اگرچہ ہم ایسے نالائق ہیں تو بھی روز مرہ خدا تعالیٰ سے ہزار ہا نعمتیں پاتے ہیں یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ایسی نالائقی اور اتنی نعمتیں ✦ ایسی نعمتوں کے واسطے خدا کے حضور کیا نذر لیجاویں ہمارے پاس کیا ہے کچھ بھی نہیں ہم تو آپ اُس کے در کے فقیر ہیں پس جب کہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے تو چاہئے کہ ہم صرف سجدہ شکر بجا لاویں ✦ خدا جانتا ہے کہ ہمارے پاس دینے کو کچھ نہیں اسی لئے اُس نے فرما دیا ہے کہ شکر بجا لاؤ اور ایسا کون کمبخت ہے کہ ایسی آسان بات سے بھی انکار کرے ✦ خدا نے شکر گذاری کا تاکید سے حکم کیا ہے اور وے جو اس فرض کو ادا نہیں کرتے وواجب سزا پاوینگے ✦ نمکحرامی اور احسان فراموشی ایسا بڑا گناہ ہے کہ انسان کی نظر میں بھی نہایت مکروہ ہے ✦ اگر کوئی آدمی کھانے پینے کے حق میں بڑی تنگی میں پڑا ہو ایسا کہ فاقوں کے مارے مرنے کے قریب پہنچا ہو اور اُس کا یہ حال دیکھکر کوئی امیر اُس پر ترس کھائے اور اُسے کئی ہزار روپے دے جس سے اُس کی تمام احتیاجیں رفع ہوں اور وہ اُن روپیوں سے تجارت یا اور کوئی پیشہ شروع کر کے با آرام زندگی بسر کرنے لگے لیکن اگر یہ شخص تھوڑی مدت میں اُس بڑے آدمی کا احسان بھول جائے اور جب گلی کوچوں میں اُس کے سامنے پڑے تو صاحب سلامت نہ کرے بلکہ منہ پھیر کر ایک طرف سے نکل جائے تو کیا لوگ ایسے شخص کے

حق میں یہہ کہینگے کہ بڑا ہی نمک حرام ہے کہ فلانے بھلے آدمی نے اُس کے لئے اِتنا کچھ کیا ہے پر اِس احسان کے واسطے ذرہ صاحب سلامت بھی نہیں کرتا ✤ البتہ یوں ہی کہینگے اور یہہ الزام حق ہوگا ✤ چنانچہ جب ہم خدا کا شکر بجا نہیں لاتے تو ایسے شخص سے کہیں بد تر ٹھہرتے ہیں ✤ ہمیں چاہئے کہ ہمیشہ بدل و جان خدا کی تمام مہربانی اور رحمت کے لئے اُس کا شکر کیا کریں ✤ سوا حکم اِلٰہی کے ہماری عقل و ضمیر دونوں اِس فرض پر گواہی دیتی ہیں اور پھر یہہ بات ایسی پسندیدہ ہے کہ اُس کے بجالاتے وقت بھی خوشی حاصل ہوتی ہے ✤ اگر کوئی دولتمند کسی محتاج کو یکایک ہزار روپئے دیدے تو وہ محتاج اُس دولتمند کا ایسا نہایت احسانمند ہو کہ اُس سے کچھ کہتے نہ بن پڑے صرف اُس کے قدموں پر گر پڑے اور خوشی و شکر گذاری کے مارے آنسو بہانے لگے ✤ پس چونکہ شکر کا ادا کرنا ایسی دلپسند اور خوشی بخشنیوالی بات ہے سب کو چاہئے کہ دعا کے وقت اور اور وقتوں میں بھی جناب باری کا شکر بجالایا کریں ✤

غرض چاہئے کہ ہم دعا میں زندگی کے لئے حق تعالیٰ کا شکر کیا کریں ✤ اگر وہ ہمیں زندگی عنایت نہ کرتا تو یا تو ہم بالکل موجود نہ ہوتے یا اگر موجود بھی ہوتے تو پتھروں کی طرح ہونے اُس حالت میں ہم نہ کچھ معلوم کر سکتے نہ سوچ سکتے اور نہ کسی طرح کی شناخت رکھتے ہم آفتاب و ماہتاب و ستاروں کو جو کہ ایسے رونق کے ساتھ بنے ہیں اور اِس دُنیا کی کسی چیز کو جو سب ایسی عجیب ہیں دیکھہ نہ سکتے اور خالق بزرگ کو بھی نہ جان سکتے لیکن خدا نے ہمیں ایک عالی درجہ کی زندگی عنایت کی ہے اور ہم سب باتوں کے دیکھنے و دریافت کرنے اور جاننے

سکے قابل ہیں ٭ پس ہمیں لازم ہی کہ اِس کے لئے اُس کی درگاہ میں ہمیشہ شکر ادا کیا کریں ٭

پھر ہمیں چاہئے کہ زندگی کے قایم رہنے کے لئے خدا کا شکر کریں صبح کو اِس لئے شکر کرنا چاہئے کہ اُس نے ہمیں رات بھر سلامت رکھا ہی اور شام کو اِس لئے کہ دن بھر بچایا ہی ٭ ہمیں یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ چونکہ خدا نے ہم کو ایک دفعہ پیدا کر دیا ہی ہم ضرور جیتے رہینگے خواہ وہ ہماری خبرداری کرے یا نہ کرے ٭ ہماری زندگی کے قایم رہنے کو اُس کی قُدرت ہر دم ضرور ہی اگر وہ ایک دم بھی اپنی قُدرت موقوف کر دے تو ہم فوراً مر جائیں ہزاروں خطرے ہمیں ہر دم گھیرے رہتے ہیں جن سے بآسانی ہماری جان جا سکتی ہی ٭ جب رات کو بیخبر سوتے ہیں شاید سانپ ہمیں کاٹے یا ٹھگ کو قتل کریں یا کسی چیز سے جو ہم نے رات کو کھائی ہو بیمار پڑ جائیں اور وہ بیماری ایسی بڑھ جائے کہ اُس سے مر جائیں اور سوا اِن کے سیکڑوں اور باتیں ہیں جن سے جان جا سکتی ہی ٭ پھر دن کو بھی ہم ہر دم خطروں سے گھرے رہتے ہیں شاید وبا ہمیں مارے یا مکان کی کوئی سڑی کڑی ہمارے اوپر گر پڑے یا کوئی پاگل کتا کاٹ کھائے یا کوئی دیوانہ ہمیں مار ڈالے یا گائے گورو سینگھ مارے یا کسی سے تکرار ہو اور بات بڑھتے بڑھتے ایسی بڑھ جائے کہ خون تک کی نوبت ہو اور ہم مارے جائیں یا شاید زیادہ کھا جائیں یا ایسی کوئی چیز کھائیں جو ہضم نہ ہو سکے اُس سے بیماری پیدا ہو اور اُس سے مر جائیں ٭ سوا اِن کے اور ہزاروں خطرے ہیں جو اِنسان کو ہر دم گھیرے رہتے ہیں یہہ بات مشہور ہی کہ زندگی کا کچھ ٹھکانا نہیں بہت لوگ ناگہاں مر جاتے ہیں ٭ پس ہمیں لازم ہی کہ سب خطروں سے بچنے اور زندگی کے قایم رہنے کے لئے خدا کا شکر کریں ٭

پھر ہم پر فرض ہے کہ تندرستی کے واسطے بھی جناب باری کا شکر کریں ✤ سیکڑوں باتیں ایسی ہیں کہ اگرچہ اُن سے فوراً جان نہ بھی جاسے پر تندرستی جاتی رہتی ہے اور ہمیں اُن سے بڑی تکلیف ہوتی ہے اگر خدا ہم پر مہربانی نہ کرے تو ہمیشہ بیمار و نا طاقت رہا کریں ✤ کہیں سردی گرمی ہو جائے تو اُس سے شدت کا بخار پیدا ہو اور اُس سے بڑی تکلیف ہو یا ایسی کوئی چیز کھا جائیں جو ہضم نہ ہو سکے اُس سے معدہ بگڑ جائے اور بیماری پیدا ہو اور شاید مہینوں تکلیف اُٹھاویں شاید کام کرتے وقت کوئی اوزار لگ جائے اور اُس سے مدت تک بڑا درد ہو یا کُتّا کاٹ کھائے یا گائے بیل سینگھ مارے کوئی گھوڑے کے پاس سے نکلے گھوڑا اُسے لات مارے کوئی گھوڑے پر چڑھے گھوڑا اُسے صدمہ سے پٹک دے یا لقوہ مارے تو ہاتھ پانوں بے کام ہو جائیں یا کوئی عزیز جاتا رہے اِس سے از حد غم پیدا ہو اور اُس غم سے تندرستی جاتی رہے غرض سیکڑوں ایسی باتیں ہیں جن سے تندرستی میں فرق آسکتا ہے یہہ تم آپ دیکھ لو چوگرد کے سیکڑوں لوگ طرح طرح کے دُکھ درد اور بیماری میں مبتلا رہتے ہیں ✤ پس جو تندرستی ہم رکھتے ہیں خدا کی مہربانی سے ہے اور چاہئے کہ اِس کے لئے اُس کا شکر بجا لاویں ✤ تندرستی اِس جہان میں ایک بہت بڑی نعمت ہے چنانچہ ہندؤں کے درمیان عوام میں یہہ مثل مشہور ہے کہ من چنگا تو کٹھوتی میں گنگا ✤ بغیر تندرستی کے زندگی میں بھی کچھ مزہ نہ ہو اور موت زندگی سے زیادہ پسند آوے تم آپ ہی دیکھ لو کہ جو لوگ مہینوں بڑے دُکھ درد میں پڑے رات دن کراہتے رہتے ہیں اور اُنھیں تندرستی کی اُمید نہیں موت ہی کو زیادہ چاہتے ہیں زندگی اُن کے نزدیک کچھ نہیں ✤ ہم اپنے گناہوں کے سبب اِسی لائق ہیں

کرنی ہوگی پھر نہایت عذاب میں رہیں لیکن خدا اپنے رحم و کرم سے ہمیں تندرستی بخشتا ہے ◆ پس چاہئے کہ ہمیشہ اُس کا شکر بجا لاویں ہم بہت ہی بیکس اور ناچار ہیں اور ایک دم بھی اپنی خبرداری نہیں کر سکتے صرف خدا ہمیں سلامت رکھتا ہے تو اُس کا شکر بجا لانا ہم پر واجب اور فرض ہے ◆

پھر حق تعالیٰ کا شکر اس لئے بھی کرنا چاہئے کہ وہ ہمارے ہوش او سمجھ کو درست رکھتا ہے ◆ عقل ہی کے باعث ہم حیوانوں سے بڑے ٹھہرتے ہیں اگر یہی نہ ہو تو ہم انھیں کی مانند ہوویں ◆ ہوش و سمجھ یعنے عقل میں کئی باعثوں سے فرق آ سکتا ہے ◆ وے لوگ جن کا ہوش ٹھیک نہیں رہتا سڑی اور دیوانے کہلاتے ہیں ایسے لوگ کچھ کام نہیں کر سکتے اور اپنے عزیزوں اور بیگانوں کو نہیں پہچانتے وے اپنی خبرداری نہیں کر سکتے اور سردی گرمی و بھوکھ پیاس سے تکلیف پاتے اور ننگے میلے کچیلے گلیوں میں پھرا کرتے ہیں اور جب اُن کی دیوانگی بہت بڑھ جاتی ہے پاگلخانوں میں بھی بند ہوتے ہیں ◆ عوام سمجھتے ہیں کہ اِن لوگوں کا ایسا حال بُری روحوں کے ستانے سے ہو جاتا ہے لیکن یہہ گمان غلط ہے صرف اُن کی عقل میں فرق آتا ہے تب یہہ حال ہو جاتا ہے ◆ اور عقل میں فرق کئی باعثوں سے آتا ہے بعضی دفعہ دولت کے یکایک چلے جانے سے بعضی دفعہ لڑکوں کے مر جانے سے اور بعضی دفعہ کسی خاص مقصد کے جس کے حق میں از حد آرزو و قوی اُمید تھی پوری نہ ہونے سے غرض ایسی ایسی بہت باتوں سے ہوش و سمجھ میں فرق آ جاتا ہے ◆ اگر ہمارا ہوش درست نہ رہے تو دیوانگی کی تمام تکلیف ہم پر بھی آ دے اور تب ہم گناہوں سے توبہ کرنے اور

خداکو پہچاننے اور عاقبت کی سعادت حاصل کرنے کا موقع اور فرصت نہ پاویں ✦ پس ہوش و سمجھ کے بحال رہنے کے لئے چاہئے کہ ہم جناب باری کی درگاہ میں شکر ادا کیا کریں ✦

جب دعا مانگتے ہیں چاہئے کہ روزمرہ خوراک و پوشاک کے لئے جو پاتے ہیں حق تعالیٰ کا احسان مانیں ✦ وہی ہمیں خوراک و پوشاک دیتا ہے ہمیں یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اپنی محنت سے یہہ حاصل کر لیتے ہیں محنت تو صرف ایک وسیلہ ہے ✦ جب کہ خدا بارش کو باز رکھتا ہے تب اپنی محنت سے خوراک و پوشاک حاصل کیوں نہیں کر لیتے اُس وقت تو سب کی آنکھیں بادلوں کی طرف اور سب کے دل خدا کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور محنت کا ذکر کوئی نہیں کرتا ✦ جب خدا وقت پر مینہہ نہیں بھیجتا اور قحط کا اندیشہ ہوتا ہے تب لوگوں کو تکلیف ہونے لگتی ہے بہت لوگ چوری اور ڈاکہ زنی پر مستعد ہو جاتے ہیں اور سب کو گھبراہٹ ہوتی ہے ✦ پس معلوم کیا چاہئے کہ خدا ہی ہمیں خوراک و پوشاک دیتا ہے اور ہم اُسے آپ سے حاصل نہیں کر لیتے ✦ عوام کی یہہ مثل کہ باسی بھات میں خدا کا کیا بڑی کفر آمیز ہے کوئی نعمت ہمیں ازخود نہیں ملتی پر خدا ہی اُس کا دینیوالا ہے غرض لازم و فرض ہے کہ خوراک و پوشاک کے لئے بھی روزمرہ بدل و جان اُس کا شکر کیا کریں ✦

لیکن خصوصاً اُس کا احسان اِس لئے ماننا چاہئے کہ اُس نے ہمیں اپنی سچی پہچان دی اور نجات کی راہ بتلائی ہے بشرطیکہ یہہ نعمت ہمیں ملی ہو ✦ خدا کی نعمتوں میں یہی سب سے بڑی ہے ✦ اور نعمتیں تو اِسی جہان سے علاقہ رکھتی ہیں پر یہہ اِس جہان اور عاقبت سے بھی اگر وہ ہمیں عنایت نہ کرتا تو ہمیشہ تک جہنم کے عذاب میں مبتلا رہتے ✦

یہہ اُس کی بہت بڑی نعمت ہے اور وہی لوگ جو جانتے ہیں کہ گناہ سے کیسا عذاب پیدا ہوتا ہے اُس کی قدر کرتے ہیں ✢ پس اُن کو جنھیں یہہ نعمت پہنچی ہے چاہئے کہ ہمیشہ بدل و جان اُس کا شکر کریں ✢

تیسرے دعا میں لازم ہے کہ گناہوں کا اقرار کیا کریں ✢ ہم محض گنہگار ہیں اور جب خدا سے کچھ مانگتے ہیں تو کسی لیاقت کے باعث نہیں جو ہم میں ہے پر مسیح کے وسیلے صرف خدا کے رحم و کرم پر بھروسا رکھکے اور یوں ہی خدا کے حضور عرض بھی کیا چاہئے ✢ اگر کسی نوکر نے اپنے صاحب کی بہت نافرمانی کی ہو اور اُس کے بڑے بڑے قصور کئے ہوں اور اُس سے ایسی کسی چیز کے لئے عرض کرنے جائے کہ بغیر جس کے پائے اُس کو اور اُس کے لڑکے بالوں کو نہایت تکلیف ہو تو کیا عرض کرتے وقت اپنے قصور اقرار نہ کریگا اور نہ کہیگا کہ میں اِس کے لایق تو نہیں ہوں پر صرف آپ کی مہربانی پر بھروسا رکھکے یہہ عرض کرتا ہوں ✢ بیشک یوں ہی کہیگا چنانچہ ہمیں بھی لازم ہے کہ جب دعا میں خدا سے نعمتیں مانگتے ہیں اپنے گناہوں کا اِقرار کریں ✢ اگر ایسا نوکر بغیر اپنے قصوروں کے اِقرار کے اپنے صاحب سے کوئی بڑی چیز مانگے تو کیا وہ سوال اُس کے مُنہہ سے اچھا لگے اور کیا اُس کا صاحب ایسی گستاخی کے واسطے اُس سے بیزار نہ ہو ✢ اِسی طرح جب ہم بغیر گناہوں کے اِقرار کے خدا سے کوئی نعمت مانگتے ہیں تو وہ سوال ہمارے مُنہہ سے اچھا نہیں لگتا اور خدا بھی اِس گستاخی سے بہت بیزار ہوتا ہے سو دعا میں گناہوں کا اقرار کرنا ضرور ہے ✢ اور یہہ اقرار کرنا چاہئے کہ ہم خیال و کلام و فعل میں سب طرح سے گنہگار ہیں اور پھر ہر دم و قصداً گناہ کرتے ہیں ✢

ہم سے روزمرہ گناہ ہوتے ہیں اور یہہ گناہ مانند بلند اور بھاری پہاڑوں کے ہم کو دباتے
ہیں اور عقل و ضمیر دونوں اِس بات پر گواہی دیتی ہیں کہ خدا کے حضور اپنے گناہوں کا
ساتھہ غم اور فروتنی کے اقرار کرنا ضرور ہی + گناہوں کے اقرار سے یہی مراد نہیں کہ ہم
صرف زبان سے کہہ دیں کہ ہم گنہگار ہیں بلکہ ضرور ہی کہ اُن کے باعث افسوس کریں اور اپنے
تیئں خدا کے حضور پست کریں کہ اگرچہ اُس نے ہم پر بڑا رحم و کرم کیا ہی تو بھی ہم نے اُس کے
حضور ازحد گناہ کئے ہیں + قدیم زمانے کا ایک خداپرست دعا میں یوں اپنے گناہوں کا
اقرار کیا کرتا تھا کہ دیکھہ بدی میں میں نے صورت پکڑی اور گناہ کے ساتھہ میری ماں نے مجھے
پیٹ میں لیا میں اپنی تقصیروں کا اقرار کرتا ہوں اور میرا گناہ ہمیشہ میرے سامھنے ہی صرف
تیرا ہی گناہ میں نے کیا ہی اور تیرے حضور بدی کی ہی گناہ مجھہ پر غالب ہوتے ہیں +
ای خداوند تو میری حماقت جانتا ہی اور میرے گناہ تجھہ سے پوشیدہ نہیں اپنے نام کی خاطر ای
خداوند میرا گناہ بخش دے کیونکہ وہ بہت زیادہ ہی میری تقصیریں بڑے پہاڑ کی مانند میرے سر پر
دھری ہیں اور مجھہ سے برداشت نہیں ہو سکتیں میرے گناہوں کے سبب میرے جسم میں صحت
نہیں رہی اگر تو گناہوں کا حساب لے تو کون تیرے حضور ٹھہر سکے لیکن تیرے پاس مغفرت ہی تاکہ
لوگ اُمید کے ساتھہ تیرا خوف مانیں + غرض اِسی طرح ہر ایک کو چاہئے کہ خدا کے حضور دعا میں
اپنے گناہوں کا اقرار کرے بغیر گناہوں کے اقرار کے سچی دعا نہیں ہو سکتی جو شخص بغیر اقرار کے
خدا سے نعمتیں مانگتا ہی سو بڑی گستاخی کرتا اور گویا خدا کو اپنا قرضدار سمجھتا ہی اور اُس

کے حضور نعمتوں کا دعویٰ کرنے جاتا ہی ✣ پس ضرور ہی کہ ہمیشہ ساتھ نہایت افسوس اور فروتنی کے خدا کے حضور دعا میں اپنے گناہوں کا اقرار کریں ✣

جو تھے چاہئیے کہ ہم دعا میں خدا سے وے چیزیں مانگیں جن کی ہم کو ضرورت ہی اور جو اُس کی مرضی کے موافق ہیں ✣ ہمیں اختیار نہیں کہ جو چاہیں سو مانگیں پر صرف وہی چیزیں جن کی ہم کو حاجت ہی اور جو اُس کی مرضی کے موافق ہیں ✣ خدا ہمیں ناواقفی نہیں اُس کے لئے یہہ کچھہ ضرور نہیں کہ جب ہم اپنی حاجتیں بیان کریں تب ہی جانے ✣ وہ ہماری سب حاجتوں کو پیشتر اُس کے کہ ہمیں خود معلوم ہوں جانتا ہی پر اُس نے ہمیں مانگنے کا حکم کیا ہی اور یہہ بات عقل کے نزدیک بھی بہت درست ہی چنانچہ جب کسی کو کچھہ درکار ہوتا ہی تو اُسے مانگنے پڑتا ہی ✣

غرض دعا میں خدا سے خوراک و پوشاک کے لئے عرض کرنا چاہئیے اور جو یہہ عرض نہیں کرتے گنہگار ٹھہرتے ہیں ✣ یہہ تو ہر کوئی کہیگا کہ قحط کے وقت اِس بات کے لئے دعا مانگنا چاہئیے پر شاید کوئی سمجھے کہ افراط کے وقت اِس کی کچھہ ضرورت نہیں لیکن یہہ گمان بڑا غلط ہی خواہ قحط ہو یا افراط ہمیشہ خدا سے خوراک و پوشاک کے لئے عرض کرنا چاہئیے ✣ یہہ نہ سمجھو کہ ہرے ہرے کھیت چوگرد کھڑے ہیں اور کہ خود ہمارے پاس کھیت ہیں یا کوئی پیشہ رکھتے ہیں جس سے روپیہ پیسا پیدا کرکے کھانا کپڑا مول لے سکتے ہیں اور اِس کے لئے عرض کرنے کی کچھہ ضرورت نہیں ✣ اگرچہ تمھیں خوب یقین ہی کہ اگر جیتے رہے خوراک و پوشاک ضرور ملیگی تو بھی اُس کے لئے عرض کرنے سے غافل نہ ہو ✣ ہم پیچھے کہہ چکے ہیں کہ خدا

ہی کی مہربانی سے سب چیزیں ہماری پرورش اور آرام کے لئے پیدا ہوتی ہیں ✢ اگر
خدا مینہہ نہ برساوے اور اناج کو ٹڈیوں اور پالے سے نہ بچاوے تو کچھ پیدا نہ ہو ✢ یہہ نہ
سمجھنا چاہئے کہ محنت سے سب کچھ ہو جاتا ہے اور عرض کرنے کی کیا ضرورت اگر خدا مہربانی
نہ کرے تو محنت سے کیا ہو جب خدا انسان کی شرارت کے باعث بارش کو باز رکھتا ہے
یا ٹڈی یا اولے یا پالا بھیجتا یا اناج کے خراب کرنے کو کسی کیڑے کو مقرر کرتا ہے تب محنت سے کام
کیوں نہیں نکلتا اور قحط کیوں نہیں رفع ہو جاتا لوگ کیوں تکلیف اُٹھاتے ہیں اور ہزاروں
ملکر اپنی محنت سے خوراک و پوشاک پیدا کیوں نہیں کر لیتے ✢ غرض محنت صرف ایک
وسیلہ ہے اور کھانے کپڑے کے واسطے ہمیشہ خدا سے عرض کرنا چاہئے ✢ اگر ہمیں خوب
یقین بھی ہو کہ جو ہم آیندہ دن یا مہینے یا سال بھر جیتے رہینگے تو ہمیں خوراک و پوشاک ضرور
ملیگی تو بھی اُس سے عرض کرنا چاہئے اُس نے اِس کا حکم کیا ہے اور اُس کا حکم ماننا ضرور ہے
زندگی اور تندرستی اور خوراک و پوشاک اور سب باتیں اُسی کے اختیار میں ہیں اور اگر ہمیں
اِن کی حاجت ہے تو ضرور ہے کہ اُس سے مانگیں ✢ باپ جانتا ہے کہ میرے لڑکوں کو
کن کن چیزوں کی حاجت ہے لیکن جب وے اُس کے سامھنے آکر ادب کے ساتھہ اُن
چیزوں کے لئے عرض کرتے ہیں تو وہ نہایت خوش ہوتا ہے یہہ جانکر کہ میرے لڑکوں کو دستور
و قاعدہ معلوم ہے چنانچہ اِسی طرح ہمیں چاہئے کہ خدا سے عرض کریں ✢ اگر کوئی مالک
اپنے نوکروں چاکروں کے لئے بہت سی خوراک و پوشاک جمع کر رکھے اور اُن سے کہہ دے
کہ یہہ سب تمہارے ہی واسطے ہے لیکن جب اِس میں سے کچھہ لیا چاہو تو پہلے مجھہ سے کہہ لیا

کریو ✦ اگر وے نوکر بغیر اجازت کے ویسے چیزیں لینے اور خرچ کرنے لگیں تو اُن کا صاحب جب یہہ بات معلوم کرے کیا نہ کہے کہ تم لوگ بڑے گستاخ اور بیحیا ہو کہ بغیر اجازت کے ان چیزوں کو لینے اور خرچ کرتے ہو تم سے اِتنا بھی نہیں ہوتا کہ مجھہ سے ذرہ کہہ لو چنانچہ جب ہم بغیر خدا سے عرض کئے خوراک و پوشاک کو کام میں لاتے ہیں تو اُس کے حضور بڑی گستاخی اور بے دینی ظاہر کرتے ہیں اور وہ ہم سے بہت بیزار ہوتا ہی ✦ ہم پیچھے کہہ چکے ہیں کہ سب اِنسان خدا کے حضور ناچار فقیروں کی مانند ہیں سب گھیتی اور کرطوڑتی اور بڑے بڑے بادشاہ بھی اُس کے حضور محتاج ہیں ✦ پس سب کو چاہئے کہ خوراک و پوشاک اور سب ضروری باتوں کے لئے اُس سے عرض کریں ✦

ہندوؤں کے درمیان بہت لوگ دولت کے واسطے دعا مانگتے ہیں لیکن یہہ بڑی بات ہی دولت ضروری چیزوں کے درمیان شمار نہیں ہی اور لوگ بغیر دولت کے بھی با آرام زندگی بسر کر سکتے ہیں ✦ اگر خدا نے کسی کو دولت دی ہی تو اُسے چاہئے کہ اُس کا شکر بجا لاوے اور اُسے محتاجوں کی بہتری کے لئے خرچ کرے لیکن کسی کو دولت کے واسطے دعا مانگنا نہ چاہئے ✦ خدا نے ایسی عرضوں کا حکم نہیں کیا اور وہ اُنھیں نہیں سُنتا ✦ برعکس اِس کے اُس نے دولت کا پیار کرنا منع فرمایا ہی دولت اکثر نجات کی روکنیوالی ہوتی ہی اُس سے اِنسان خدا کو بھول جاتا اور عذاب ابدی کا سزاوار ہوتا ہی دولتمندوں کے درمیان بہت کم لوگ خدا کو پیار کرتے ہیں پس اُنھیں چاہئے کہ ہوشیار رہیں اور ہمیشہ حلم

اور خداشناسی کے لئے دعا مانگیں ✣ غرض ہم کو صرف خوراک اور پوشاک کے لئے دعا مانگنا فرض ہے اور دولت کے لئے نہیں ✣

بہت لوگ دشمنوں کی ہلاکت کے واسطے دعا مانگتے ہیں لیکن اس میں بڑا گناہ پایا جاتا ہے اور خدا ایسی دعاؤں کو ہرگز نہیں سُنتا ✣ چنانچہ لوگ دشمنوں کے حق میں کہتے ہیں کہ اُس کا بُرا ہو کہ وہ مرجاوے اور اُن کے لڑکوں کے حق میں کہتے ہیں کہ وے ٹکڑے مانگتے پھریں یا مرجائیں عورتیں جب آپس میں لڑتیں تو ایک دوسرے کو کہتیں کہ تو رانڈ ہو جائے اور اِسی طرح کے اور بہت کلمے بولتیں ہیں غرض مرد و عورت دونوں جب لڑنے لگتے ایک دوسرے کو کوسا کرتے ہیں اس میں بڑا گناہ ہوتا ہے اور اس سے انسان اپنے تیئں شیطان بنا دیتا ہے خدا بھی اس سے بہت بیزار ہوتا ہے اور ایسے لوگوں کی بڑی سزا کریگا ✣ دشمنوں سے عداوت رکھنے کا کیا ذکر خدا کا بڑی تاکید سے حکم ہے کہ اُن کی بہتری کے لئے دعا مانگو پس جن کے دشمن ہیں اُن پر روزمرہ فرض ہے کہ اُن کے حق میں دعا مانگیں اور جو کینہ کے باعث اپنے دشمنوں کے لئے دعا نہیں مانگتے اُن کو خدا کے حضور اس بات کے لئے جوابدہی کرنی ہوگی ✣

پھر ہمیں ہمیشہ چاہئے کہ گناہوں کی معافی کے واسطے عرض کریں یہہ ایک بڑی اور خاص اور نہایت ضروری عرض ہے ✣ جو اِس بات کے لئے دعا نہیں مانگتا سو نہ خدا کو جانتا نہ اپنے کمبخت روحانی حال کو اور نہ یہہ کہ دعا مانگنا کیا ہے ✣ گناہ سے دُنیا میں عذاب آیا ہے اور گناہوں کے باعث گنہگار جہنم میں ہمیشہ تکلیف میں رہینگے ✣ پس وے

لوگ جو گناہوں کی معافی کے واسطے دعا نہیں مانگتے یہاں اور عاقبت میں دونوں جگہہ تکلیف اور عذاب میں رہینگے * بغیر گناہوں کی معافی کے اور نعمتوں سے کچھہ فایدہ نہ ہوگا زندگی اور تندرستی اور عقل اور مرتبہ و دولت کسی کام کے نہ ہونگے خدا اپنے کلام پاک میں فرماتا ہی کہ انسان کو کیا فایدہ ہو اگر تمام جہان کو حاصل کرے اور اپنی روح کو کھو دیوے یعنے گناہوں کے باعث عذاب جہنم میں پڑے * پس ضرور ہی کہ روزمرہ گناہوں کی مغفرت کے لئے بدل و جان دعا مانگیں * ہم سے کئی طرح سے گناہ صادر ہوتا ہی خیال میں و کلام میں اور فعل میں پھر ہم بہت سی باتوں کو نہیں کرتے جن کا کرنا فرض ہی اور بہت سی کرتے ہیں جو منع ہیں اور پھر سوائے اس کے قصداً گناہ کرتے ہیں غرض ہم ہر طرح سے گنہگار ہیں گناہ ہم ایسا کرتے ہیں جیسا گویا روزمرہ کی خوراک کھاتے ہوں ہمیں گناہ کا مرض ہی اور اُس سے ہماری تمام ذات بگڑی ہوئی ہی پس مغفرت کے واسطے ہمیشہ دعا مانگنا ضرور ہی ایسا کہ ایک روز بھی اِس سے غافل ہونا نہ چاہئے *

پھر روح قدس کے لئے بھی دعا مانگنا چاہئے کہ وہ آکر ہمارے دلوں میں بسے اور ہمیں پاک کرے * ہم پیچھے ایک جگہہ کہہ آئے ہیں کہ صرف مغفرت سے نجات نہیں ہوتی پر ضرور ہی کہ ہم اُس کے قبضہ سے چھڑائے بھی جاویں * ہمارے دل گناہ سے بھرے ہوئے ہیں اور ہم اُسی کے اختیار میں ہیں * روح پاک ہمارے دل کو پاک کر سکتی اور ہمیں گناہ کے قبضہ سے چھڑا سکتی ہی اور یہہ کام اِس طرح کرتی کہ ہمارے دلوں میں بستی اور گناہ کی محبت مٹاتی اور خدا کی عبادت کرنے اور اُس کی راہ پہ چلنے کی ہمیں طاقت بخشتی

ہی ÷ حق تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے یہی مناسب جانا ہی کہ دل کی پاکیزگی کا کام رفتہ رفتہ ہو چنانچہ یہہ پاکیزگی زندگی بھر ہوتی رہتی ہی اور موت کے وقت کامل ہوتی ہی ÷ ہم آپ اپنے دلوں کو پاک نہیں کر سکتے اور اپنے تئیں گناہ کے قبضہ سے چھڑا نہیں سکتے پس روح پاک کے واسطے دعا مانگنا نہایت ضرور ہی خدا نے روح قدس کے دینے کا وعدہ کیا ہی اور جو اُس سے یہہ عرض کرتے ہیں اُن سے بہت خوش ہوتا اور اُنھیں روح پاک دیتا ہی ÷

سوا اِس کے چاہئے کہ ہم خدا سے دعا میں یہہ عرض کریں کہ وہ ہمارے سب کاروبار میں ہماری ہدایت کرے ہم لوگ بہت نادان ہیں اور ہر وقت اُنھیں باتوں کے کرنے کو رجوع رہتے ہیں جن سے خدا بیزار ہوتا اور ہمارا نقصان ہوتا ہی ÷ ہم ننھے ننھے بچوں کی مانند ہیں جو چلنا سیکھتے جن کے پانوں لڑکھڑاتے اور جو ہر وقت گر پڑتے اور چوٹ کھاتے ہیں غرض بہت ضرور ہی کہ ہم خدا سے دعا مانگیں کہ جب تک اِس جہان کے بیابان میں سفر کرتے ہیں ہر بات میں ہماری ہدایت کرے ÷ خدا ہمہ دان ہی اور اُس کی حکمت بھی بے پایان ہی اور اُس سے کسی بات میں کبھی غلطی یا چوک نہیں ہوتی جو وہ کرتا سو بے حد حکمت اور رحمت کے ساتھ ہی وہ ہمیشہ اُن کی ہدایت کرتا جو اُس پر بھروسا رکھتے ہیں اور جو کرتا اُن کی بہتری کے واسطے ہی ÷

پھر فرض ہی کہ دعا میں ہم اُن لوگوں کو یاد کریں جو کسی طرح کے رنج و مصیبت میں ہیں ÷ اِس جہان میں بہت دکھہ درد اور تکلیف ہی اور اُن لوگوں پر جو اُس میں گرفتار ہیں ترس کھانا چاہئے اور ضرور ہی کہ مقدور بھر اُن کی مدد کریں اور اُنھیں تسلی اور آرام دلویں ÷ اُن کے لئے دل و جان سے دعا مانگنا اُن کی مدد اور تسلی کا ایک بڑا وسیلہ ہی پس ہمیں خدا

کے حضور عرض کرنا چاہئے کہ وہ رنج و مصیبت اور تکلیف کے وسیلہ اُن کا دل آپ پر لگاوے
اور اُنھیں رہائی دے ÷ اسی طرح اُس وقت بھی دعا مانگنا چاہئے جب ہم خود کسی
رنج و تکلیف میں پڑیں لیکن بیقراری کے ساتھ نہیں اور رہائی کے واسطے بے صبر نہ ہوں
بلکہ اِس بات کو خدا کی حکمت پر چھوڑ دیں کہ جب وہ مناسب جانے رہائی دے ÷ پھر
دعا میں یہہ عرض کرنا چاہئے کہ خدا سب اِنسانوں کو نیکبختی بخشے سب اِنسان گنہگار ہیں اور
سب نیکبختی کے حاجتمند ہیں یہہ نیکبختی یہاں چاہئے اور عاقبت میں بھی پس عرض کرنا فرض ہے
کہ حق تعالیٰ یہہ سب کو عنایت کرے ÷ حقیقی نیکبختی خدا کی سچی پہچان سے آتی ہے تو ہمیں یہہ
دعا مانگنا چاہئے کہ خدا اپنی سچی پہچان سب اِنسانوں کو عنایت کرے ÷ اِنسانوں کے
درمیان زیادہ لوگ خدا کو نہیں پہچانتے اور اِس باعث یہاں بھی کمبخت ہیں اور وہ راہ
چلتے ہیں جس سے عاقبت میں بھی ہمیشہ کمبخت رہینگے پس ہمیں اُن کے واسطے دعا مانگنا ضرور
ہے ÷ یہہ بھی اُس کی درگاہ میں عرض کرنا ہے کہ ہمارے وسیلہ اَوروں کا بھلا کرے
کہ ہمیں طاقت بخشے کہ جو ہم اُس کی بابت جانتے ہیں اَوروں کو سکھلاویں اور اُس کے
کلام پاک کے سب کہیں بھیجنے میں مدد کریں ÷ جب تک اِس جہان میں رہینگے ہم پر فرض
رہیگا کہ مقدور بھر ہر طرح سے اَوروں کی بہتری کریں لیکن یہہ از خود نہیں کر سکتے چنانچہ
طاقت کے لئے خدا سے دعا مانگنا چاہئے ÷ سب جو اِس جہان میں کریں خواہ کھائیں یا
پیئیں یا دُنیوی کاروبار کریں ضرور ہے کہ سب خدا کی حمد و ثنا کے لئے کریں لیکن یہہ ہم
آپ سے نہیں کر سکتے پس ضرور ہے کہ طاقت اور فضل کے لئے اُس سے عرض کریں ÷

وے سب نعمتیں جن کے لئے دعا میں خدا سے عرض کرتا ہے اور جن کا ابھی ذکر ہوا ہیں یہہ ہیں یعنے خوراک و پوشاک گناہ کی مغفرت دل کی پاکیزگی سب کاروبار میں برکت رنجوروں اور مصیبت زدوں کی رہائی دشمنوں اور سب انسانوں کی بھلائی اور خدا کی حمد و ثنا کے لیے طاقت اور فضل ✤ یہہ سب باتیں بہت اچھی ہیں اور ہمیشہ ان کے لئے دعا مانگنا فرض ہے ✤

پھر معلوم کیا چاہیئے کہ دعا خداوند عیسیٰ المسیح کے نام سے مانگنا ہے ✤ خدا اُن لوگوں کی دعا جنھوں نے مسیح کی بابت سُنا ہے اُسی کے نام سے منظور کرتا ہے اور اگر یہہ لوگ اُس کے نام سے دعا نہ مانگیں تو اُن کی عرضیں نہیں سنتا ✤ مسیح نے اپنے کلام پاک میں اپنی بابت فرمایا ہے کہ کوئی بغیر میرے وسیلہ باپ کے پاس آ نہیں سکتا راہ اور سچائی اور زندگی میں ہوں اچھا چوپان میں ہوں میں دنیا کا نور ہوں ✤ ان سب کلموں سے یہہ مراد ہے کہ نجات گنہگاروں کو صرف مسیح کے وسیلہ سے ملیگی اور کہ صرف اُسی کے وسیلہ سے خدا باپ سے ملنا اور اُس کی عبادت کرنا ہے ✤ انسان اپنے گناہوں کے سبب خدا سے دور ہوئے اور اُس کے دشمن ہو گئے ہیں اور اُس کا غضب اپنے اوپر لائے ہیں لیکن جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے مسیح خدا اور انسان کے درمیان آیا ہے اُس نے شریعتِ الٰہی کو پورا کیا اور انسان کی سزا اُٹھائی ہے ✤ چونکہ مسیح نے یہہ سب ہمارے واسطے کیا ہے ضرور ہے کہ ہم اُس کے وسیلہ خدا پاس جائیں خدا اور انسان کے بیچ وہ درمیانی ہے اور وے دعائیں جو اُس کے وسیلہ کیجاتی ہیں مقبول اور منظور ہوتی ہیں مسیح اُن کی عرضوں کو لیکر اپنے ثوابوں کے باعث پیش کرتا ہے اور وے

سُنی جاتی ہیں ✤ پر اُن کی دعائیں جو اُس کا نام جانتے ہیں اور اُس کے وسیلہ دعا نہیں مانگتے سُنی نہیں جاتیں ✤

غرض دعا تین طرح کی ہے یعنے خلوت کی دعا گھرانے کی دعا اور مجلس کی دعا ✤ خلوت کی دعا ایک شخص کا تنہائی میں دعا مانگنا ہے ✤ یہہ بات بہت ضرور ہے اور ہر ایک کو چاہئے کہ خدا سے روزمرہ تنہائی میں دعا مانگا کرے ✤ جو شخص بدل وجان ایسا کرتا ہے سو اپنے دل میں یہہ گواہی رکھتا ہے کہ میں خدا کا سچا عابد ہوں ✤ ہر ایک کو چاہئے کہ اگر زیادہ نہ ہوسکے تو روزمرہ دو دفعہ تنہائی میں دعا مانگے یعنے صبح وشام ✤ جب صبح کو اُٹھے تو ضرور ہے کہ ساتھہ تعظیم اور تکریم کے خدا کی سب رحمتوں اور رات کے وقت اپنی اور لڑکے بالوں کی حفاظت کے واسطے اُس کا شکر کرے اور ضروریات کے لئے عرض کرے اور پھر اِسی طرح شام کو کرے یعنے تعظیم کے ساتھہ دن بھر کے رحم وکرم اور حفاظت کے واسطے شکر کرے اور اپنی حاجتوں کے لئے عرض کرے ✤ صبح کو چاہئے کہ لڑکے بالوں کے اُٹھنے اور شور وغل کے شروع ہونے کے پیشتر دعا مانگے اور شام کو جب سب سو رہیں اور شور وغل موقوف ہو ✤ شور وغل میں دعا اچھی طرح نہیں ہوسکتی کیونکہ دھیان اِدھر اُدھر دوڑتا ہے ✤ خلوت کی دعا میں سچا عابد خدا کے ساتھہ گویا اچھی طرح ملاقات کرتا ہے اُس وقت اُس کے اور خدا کے سوا وہاں اور کوئی نہیں ہوتا اور وہ دل کھولکر اپنا سب احوال خدا کے حضور عرض کرسکتا ہے ✤ سوا اِن دو معین وقتوں کے چاہئے کہ ہم دن بھر میں کئی دفعہ مختصر عرض کیا کریں ✤ اِن عرضوں میں زبان سے بولنا کچھہ ضرور نہیں پر صرف دل کو مسیح کے وسیلہ خدا کی طرف

اُٹھانا کافی ہے خدا اِن خواہشوں کو بھی جانتا اور دعائیں شمار کرتا ہے ✤ اِن عرضوں
کے لئے تنہائی بھی ضرور نہیں لیکن جب کہ اَوروں کے ساتھ ہوتے بلکہ کام کرتے اور باتیں
کرتے وقت بھی اُنھیں گذران سکتے ہیں اور گھٹنے ٹیکنا بھی ضرور نہیں پر بیٹھے یا کھڑے بلکہ
راہ چلتے بھی اُنھیں پیش کر سکتے ہیں صرف دل کو خدا کی طرف اُٹھانا ہے ✤ یہہ مختصر
عرضیں اِس طرح کی ہوں یعنے یا خدا مجھ گنہگار پر رحم کر ✤ اے خداوند میرے سارے گناہوں
کے واسطے مجھے سچی توبہ بخش ✤ اے خداوند میرے گناہ بخش دے وے بیشمار ہیں ✤ میرے
گناہوں کے قبضہ اور سزا سے مجھے بچا ✤ اے خداوند اپنی روح پاک مجھے عنایت کر ✤ میرے
دل کو رجوع کر کہ بدل و جان تیرے عزیز بیٹے پر اعتقاد رکھوں ✤ اے خداوند میرے لڑکے
بالوں کو نجات بخش ✤ یہہ علیحدہ علیحدہ دعائیں ہیں اور اِنھیں جس جگہہ اور جس وقت
چاہیں گذران سکتے ہیں پھر یہہ صرف مثل ہیں اپنی حاجتوں کے موافق اَور طرح کی دعائیں
بھی مانگ سکتے ہیں لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ گناہوں کی معافی و روح پاک کے پانے اور مسیح پر
اعتقاد رکھنے کی طاقت کے لئے دن بھر میں کئی دفعہ دعا مانگنا لازم ہے ✤ خواہ بیٹھے ہو یا کام
کرتے ہو یا باتیں کرتے ہو جسم کے ہلانے جھکانے سے کچھ کام نہیں اِن نعمتوں کے لئے صرف
دل کو خدا باپ اور مسیح کی طرف اُٹھاؤ ✤ اگر ایسا کروگے تو گویا دن بھر جناب باری کی
عبادت میں مشغول رہوگے لیکن اگر نہ کروگے تو شام کو خاطر جمعی کے ساتھ بندگی نہ کر سکوگے
تمھارا دل دن بھر کی دُنیوی باتوں سے بھرا رہیگا اور عبادت کے وقت خدا اور تم
بیگانہ اور اجنبی سے معلوم ہوگے ✤

پھر سوا اِس کے گھرانے کی دعا ہے ✦ گھرانے کی دعا میں فرض ہے کہ خصم وجورو و لڑکے اور اَور لوگ جو ساتھ رہتے ہوں شریک ہوں ✦ خدا ہی خصم وجورو بناتا اور لڑکے دیتا ہے اور ماباپ اور لڑکوں کی پرورش اور حفاظت کرتا ہے اِس لئے لازم ہے کہ سب مل کر اُس کی عبادت کریں ✦ گھرانے کی دعا میں صبح کے وقت سوا اَور منتوں کے چاہئیے کہ رات بھر کی حفاظت کے لئے حق تعالیٰ کا شکر کریں اور اَور درخواستوں کے درمیان یہہ عرض کریں کہ دن بھر ہم کو اپنی پناہ میں رکھے اور شام کو دن بھر کی حفاظت کے لئے شکر کریں اور رات بھر کے لئے اپنے تئیں اُس کے سپرد کریں ✦ جو گھرانہ کہ بلاناغہ رستی سے اِس طرح اُس کی عبادت کرتا ہے اُس کی بڑی برکت پاتا ہے اور اُس کی مہربانی اور پناہ میں رہتا ہے ✦ سوا اُس فایدہ کے جو گھرانے کی دعا سے ماباپ کو پہنچتا ہے لڑکوں کے حق میں بھی بہت اچھا ہوتا ہے وے خوفِ خدا سیکھتے ہیں اور ماباپ کی دعاؤں اور جناب باری کی برکت سے وے بھی جب ہوش کو پہنچتے سچے عابد بنتے ہیں ✦ لیکن وے لڑکے جو اپنے گھر میں دعا بندگی نہیں دیکھتے خوفِ خدا نہیں سیکھتے اور جب ہوش کو پہنچتے بے دین ہوکر ہر طرح کی بُرائی کرتے اور جہنم کے سزاوار ہوتے ہیں ✦ گھرانے کی دعا میں خدا کا کلام بھی پڑھا جاتا ہے ✦ گھر کے مالک کو چاہئیے کہ اِس بندگی کے واسطے ایسا کوئی وقت مقرر کرے جس میں سب کو حاضر ہونے کا موقع ہو اور چاہئیے کہ یہہ وقت دوپہر کے پیشتر ہو ✦ اور شام کی بندگی اُس وقت ہو جب کہ سب دُنیوی کام تمام ہوجاے لیکن پیشتر اُس کے کہ لڑکے بالے نیند سے سُست ہوجائیں ✦ جو شخص کہ اِس فرض سے واقف ہے اور اُس سے غافل رہتا ہے

اُس میں خوفِ خدا نہیں ہے اور وہ اُس کی عبادت نہیں کرتا بلکہ اپنے لڑکے بالوں کو گمراہ کرتا ہے اور اُن کی ہلاکت کے واسطے خدا کے حضور اُسے جوابدہی کرنی ہوگی + گھرانے کی دعا کا قایم کرنا اور جاری رکھنا ہر ایک شخص پر جو گھر کا مالک ہو فرض ہے +

پھر مجلس کی دعا بھی ضرور ہے + ہر سبت کو اور اَور وقتوں میں بھی جنھیں لوگ مناسب سمجھکر اور موقع کا حال کر مقرر کریں ہر جگہہ کے باشندوں کو چاہئے کہ جمع ہو کر اور ملکر دعا مانگیں اور بندگی و عبادت کریں + جیسا خدا ہم پر علیحدہ علیحدہ مہربانی کرتا ہے ویسا ہمیں گروہ میں بناکر بھی ہم پر رحم و کرم کرتا ہے اُس نے سب کو پیدا کیا ہے اور بارش و اَور نعمتیں سب کے واسطے بھیجتا ہے اور صرف ایک دو یا دس بیس کے لئے نہیں اور وہ سب کو وباؤں اور ایسی بیماریوں سے جو ہزاروں کو ایک دم سے مار سکتی ہیں بچاتا ہے + پس سب کو چاہئے کہ ملکر اُسے سجدہ کریں اور اُسی کا شکر بجا لاویں اور اُس سے وے نعمتیں مانگیں جن کی ہم کو حاجت ہے جب کوئی بات سب کے فایدہ کے واسطے ہوتی ہے تو سب ملکر حاکم کو عرضی دیتے ہیں + چنانچہ ہمیں بطور گروہوں کے یعنے گروہ بنکر بھی خدا سے کام ہے + ضرور ہے کہ ہماری خوشحالی کے واسطے خدا ملک میں انتظام اور بندوبست رکھے اور وبا اور اَور ہولناک بیماریاں ہم سے دور رکھے اور ہمیں وے چیزیں دیوے جن کی ہم کو ضرورت ہے + پس چاہئے کہ سب ملکر اُس سے دعا اور عرض کریں + مجلس کی دعا میں بھی کلام پاک کا پڑھنا ضرور ہے اور اُس کا وعظ کرنا اور سننا بھی فرض ہے اور حمد و ثنا کے لئے پاک گیت بھی گانا چاہئے + وے گروہیں جو اِس مقدمہ میں اپنے فرض سے واقف ہیں اور تب بھی اُس سے غافل رہتی ہیں سزا پاوینگی اور کبھی خوشحال نہ ہونگی

غرض اگر کوئی چاہے کہ میری روح نیکبخت اور سعادتمند ہو تو اُسے ضرور ہے کہ کبھی دعا سے غافل نہ رہے ✤ دعا وہ وسیلہ ہے جس سے روح کو سعادت حاصل ہوتی ہے ✤ جب تک کسی کی روح گناہوں میں مُردہ رہتی ہے وہ دعا نہیں مانگتا لیکن جیوں ہی زندہ ہوتی دعا مانگنے لگتا ہے ✤ دل و جان سے بلاناغہ دعا مانگنا وہ نشان ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ روح زندہ ہے یعنے کہ فضلِ الٰہی سے گناہوں سے توبہ کرنے اور انھیں چھوڑنے اور مسیح پر بھروسا رکھنے اور خداے برحق کی عبادت کرنے کی کوشش کرتی ہے ✤ وہ جو دعا نہیں مانگتا گناہوں میں بالکل مُردہ ہے اور خدا کو ذرہ بھی نہیں پہچانتا ✤ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے رونے لگتا ہے رونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ زندہ ہے ✤ اگر زندہ نہ ہو تو رو نہ سکے اور جب رو نہ سکے تو معلوم ہو جائے کہ مُردہ ہے ✤ جیسا کہ لڑکے کے رونے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہے اسی طرح دعا مانگنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مانگنیوالے کی روح زندہ ہوئی ہے ✤ دعا مانگنا خدا کے حضور مانند رونے کے ہے اِس رونے سے ہم سب ضروریات اور خاصکر گناہوں کی معافی اور روح پاک مانگتے ہیں ✤ ہماری روحیں روحانی طور سے تب ہی تک زندہ رہتی ہیں جب تک ہم خدا کے قریب رہتے اور دعا سے دوستی رکھتے اور اُس کے حضور عرض کرنے سے غافل نہیں ہوتے ✤ ہمارے جسم تب ہی تک زندہ رہتے ہیں جب تک ہم اُن کی پرورش کے واسطے کھانا کھاتے ہیں اگر کھانے کو چھوڑ دیں تو جسم مرجائیں ✤ پس جو علاقہ جسم و خوراک کے درمیان ہے وہی دعا اور روح کے درمیان بھی ہے ✤ دعا وہ وسیلہ ہے جس کی معرفت ہم خدا سے روحانی پرورش پاتے ہیں ✤ جب کوئی ایک یا دو روز کھانا نہیں کھاتا تو بہت کمزور ہو جاتا ہے اور کام نہیں کرسکتا اسی طرح جب کوئی ایک یا دو روز

سے غافل رہتا ہی تو اس غفلت سے روح کا عجب حال ہو جاتا ہی وہ بہت کمزور ہو جاتی ہی اور خدا کی عبادت اور نیکی اور پاکیزگی کی طرف بہت مایل نہیں ہوتی چنانچہ بلاناغہ دعا مانگنا چاہئے * اس سے کچھ یہہ مراد نہیں کہ ہردم گھٹنے ٹیکے اور جسم کو لچائے سجدہ ہی کرتے رہیں ہم نہیں * خلوت و گھرانے اور مجلس کی دعا کے وقت بیشک سجدہ کرنا فرض ہی لیکن بلاناغہ دعا مانگنے سے یہہ مراد ہی کہ ہم ہمیشہ دل میں خدا سے عرض کرتے رہیں چاہئے کہ ہمارے دل ہردم دعا کی طرف مایل رہیں اور گناہ سے بچنے اور پاکیزگی کی راہ میں چلنے کے لئے باربار ویسی مختصر عرض کیا کریں جن کا ابھی ذکر کر چکے ہیں * اور اگر کسی کو فرصت اور موقع ہو تو خلوت یا تنہائی کی اور کسی جگہہ جا کر دن بھر میں جتنی دفعہ چاہے دعا مانگے * یہاں نمونہ کے طور دو دعائیں درج کرتے ہیں پہلی دعا خداوند عیسیٰ مسیح کی ہی جو اس نے اپنے شاگردوں کو سکھلائی تھی *

خداوند کی دعا

ای ہمارے باپ جو آسمان پر ہی تیرے نام کی تقدیس ہو * تیری بادشاہت آوے اور تیری مرضی کے موافق جیسا آسمان پر ہی زمین پر بھی ہو * ہماری روز کی روٹی آج ہمیں بخش * اور جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض ہم کو بخش دے اور ہمیں آزمایش میں نہ ڈال بلکہ بُرے سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال تیرا ہمیشہ ہی آمین *

دوسری دعا

ای خداوند خدا قادر مطلق زمین و آسمان کے خالق و مالک تو اپنی ذات و صفات میں بے پایان و ابدی اور بے تبدیل ہے اور اُس نور میں رہتا ہے جس تک کوئی پُہنچ نہیں سکتا ۔ ہم اپنی پیدایش و حفاظت اور اِس زندگی کی تمام نعمتوں کے لئے تیرا شکر بجا لاتے اور تیری حمد و ثنا کرتے ہیں ۔ تیرا نام مبارک ہو کہ تو نے ہماری زندگی کو اب تک دراز کیا اور ہماری تندرستی اور ہوش و سمجھ کو برقرار رکھا ہے اور ہمیں خوراک و پوشاک اور جو درکار ہے عنایت کیا ہے ۔

لیکن خاص کر ہم بدل و جان تیرا شکر اِس لئے کیا چاہتے ہیں کہ تو نے ہم نالائق گنہگاروں کو ایسا پیار کیا کہ اپنے عزیز بیٹے کو ہمارے لئے دیدیا اور اپنا کلام پاک ہمیں عنایت کیا اور نجات کی راہ اُس میں ظاہر کی ہے ۔

یا باری تعالیٰ ہم تیرے حضور اقرار کرتے ہیں کہ ہم محض گنہگار ہیں ہم نے خیال و کلام و فعل سے بیشمار گناہ کئے ہیں اور تیرے سب حکموں کو عدول کیا ہے ہماری تقصیریں بڑے بلند پہاڑ کی مانند ہمیں دباتی ہیں اگر تو گناہوں کا حساب لے تو کون تیرے حضور ٹھہر سکے تو ہمارے گناہوں کے باعث ہم پر سزا نہ پہنچا کیونکہ کوئی انسان تیرے حضور راستباز نہ ٹھہر سکیگا ۔ اپنے عزیز بیٹے کی خاطر جس نے ہمارے عوض عذاب اُٹھایا اور تیری شریعت کو پورا کیا ہمارے سب گناہ بخش دے ۔ ہمیں مضبوط ایمان عنایت کر کہ ہم بدل و جان اُس پر بھروسا رکھیں اور اپنی روح پاک دے کہ وہ ہمارے دلوں کو پاک کرے اور تمام سچائی میں

ہماری ہدایت کرے + ہمارے گذرے گناہوں کے واسطے ہمیں سچّی توبہ بخش اور اپنی روح القدس سے طاقت عنایت کر کہ ہم آگے کو اُن سے پرہیز کریں + ہماری روحانی آنکھیں کھول کہ ہم تیرے کلام پاک کو سمجھیں اور اپنے فضل سے ہمیں اپنے حکموں پہ چلا + ہمیشہ ہم کو اپنی پناہ میں رکھ اور جب تک کہ تیری مرضی ہو کہ ہم اِس جہان میں رہیں ہمیں شیطان و دُنیا کے اِمتحانوں اور غلبوں اور ہمارے بُرے دلوں کے فریبوں سے بچا + موت اور عاقبت کے لئے تیاری بخش اور جب تیری مرضی ہو کہ ہم یہاں سے کوچ کریں تو اپنے بیٹے کے ثوابوں کی خاطر ہمیں اُس آرام میں پہنچا جو تو نے اپنے لوگوں کے لئے تیار کیا ہے +

سب اِنسانوں کا بھلا کر + ہمارے یگانوں اور عزیزوں کو جسمانی اور روحانی سب طرح کی نعمتیں بخش + ہمارے دشمنوں کو معاف کر اور رحم و کرم سے محتاجوں و بیماروں و رنجور دلوں اور اُن کو جو کسی طرح کے اِمتحان میں پڑے ہیں یا وغیرہ اور اُن کی تکلیفوں سے اُنھیں روحانی فایدہ بخش اور اُن کو تمام دکھ درد اور مصیبت سے رہائی دے +

اے خداوند اپنے کلام پاک کو تمام جہان میں پہنچا اور سب قوموں کو اپنی طرف پھیر اور اپنے بیٹے کی معرفت اُنھیں نجات بخش شیطان کی بادشاہت کو مٹا دے اور اپنی بادشاہت کو ہر کہیں قایم کر اور اپنے فضل و کرم سے وہ دن جلد لا جب کہ سب قومیں تیری ہی عبادت کرینگی جو کہ سچا اور زندہ خدا ہے +

جب تک ہمیں اِس جہان میں رکھے خوراک و پوشاک اور جو جو ہمارے آرام کے لئے ضرور ہو عنایت کر + اپنی حکمتِ بے پایان سے ہماری ہدایت کر اور ہمیں فضل بخش کہ ہر طرح سے

تیری بندگی اور جلال کے کام کریں اور آخر کو جب یہاں سے رخصت ہوں ہمیں بہشت کے
آرام میں پہنچا + یہہ سب ہماری مناجاتیں اور دعائیں اپنے بیٹے ہمارے خداوند عیسیٰ مسیح
کی خاطر قبول کر + آمین ÷

اُنیسواں باب

اُن فرمانوں کا بیان جو خدا کی نسبت ہم پہ واجب ہیں چلا جاتا ہے

محبت کا بیان + یہہ بھی ایک فرض ہے جو ہم پر خدا کی نسبت واجب ہے + حق
تعالیٰ نے اپنے سب حکموں کا خلاصہ دو باتوں میں کر دیا ہے پہلی یہہ کہ ہم اُس سے سارے دل سے
محبت رکھیں اور دوسری یہہ کہ سب انسانوں کو اپنی طرح پیار کریں + خدا سے محبت رکھنا
سب سے پہلا اور بڑا حکم کہلاتا ہے اور اَور سب فرائض جو خدا کی نسبت ہم پر واجب ہیں اِسی حکم
میں شامل ہیں + ہر ایک کو معلوم ہوگا کہ خدا سے محبت رکھنا بہت ضرور ہے + یہہ بات بہت
واجب ہے کیونکہ وہ ہمارا خالق و پروردگار اور بھلا کرنیوالا ہے اور اُس نے ہمیں خاص اِسی
لئے پیدا کیا ہے +

اگرچہ ہم خدا کو دیکھہ نہیں سکتے تو بھی اُسے پیار کر سکتے ہیں + ہم اُسے اُس کے کاموں
کے وسیلے دیکھتے ہیں اُسی نے آفتاب و ماہتاب اور ستاروں اور اِس ساری عجیب خلقت کو پیدا
کیا ہے وہی سب چیزوں کو زمین پر اُگاتا اور طرح طرح کے موسموں اور دن و رات کو وقت پر
لاتا اور روزمرہ ہماری خبرداری اور پرورش کرتا ہے + چنانچہ اگرچہ اُسے دیکھہ نہیں سکتے

پر یہہ سب اُس کی مہربانی کے نشان دیکھتے ہیں جو اُس نے ہم پر ظاہر کی ہی ٭ چاہئیے کہ اِس
بڑی مہربانی کے واسطے اُسے بدل پیار کریں اور اگر چاہیں تو کر بھی سکتے ہیں ٭ اُس سے
محبت رکھنا اُس کے دیکھنے پر موقوف نہیں ہی وہ روز روز ہم پر مہربانی کرتا ہی اور ہم اُس کی
بابت خیال کر سکتے ہیں ٭ پس اِسی طرح چاہئیے کہ ہمارے دل میں اُس کی نسبت محبت پیدا ہو ٭
ہم کو حکم ہی کہ خدا کو مقدور بھر پیار کریں اُس کی برابر اور کسی کو پیار کرنا منع ہی ٭ وہ
سب وجودوں سے نہایت ہی خوب اور پسندیدہ ہی اور سب اِنسانوں اور فرشتوں کو فرض
ہی کہ اُسے مقدور بھر پیار کریں ٭ جب ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص بہت زور آور یا دانا یا
عالم یا خوبصورت ہی اور جانتے ہیں کہ اُس میں کسی طرح کا عیب اور بدی نہیں تو اُسے بہت پسند
کرتے ہیں یہہ پسند کرنا ایک طرح کی محبت ہی چنانچہ خدا سب نیک صفتوں کو بے حد درجہ میں رکھتا
ہی اور اُس میں کسی طرح کا عیب نہیں ٭ پس وہ نہایت خوب اور پسندیدہ ہی اور اِس باعث
اپنے سب مخلوقوں کی محبت کے لایق ہی ٭ غرض وہ اپنی قدرت و حکمت و پاکیزگی و عدل
و مہربانی و سچائی میں بے حد و بے پایان ہی اور اِس باعث بہت خوب اور پسندیدہ ہی اور
سوا اِس کے ہم پر ہر دم مہربانی و فضل کرتا ہی اِس لئے اَور بھی چاہئیے کہ مقدور بھر اُس سے محبت رکھیں ٭
رعایا ایسے بادشاہ کو جو عادل ہوتا اور ہر صورت سے اُن کی بہتری کرتا ہی بہت پیار کرتے
ہیں چنانچہ خدا جو سب اِنسانوں کا بادشاہ ہی بے نہایت درجہ عادل اور مہربان و رحیم
ہی اور ہر طرح سے اُن کی بہتری کرتا ہی پس سب کو چاہئیے کہ مقدور بھر اُسے پیار کریں ٭
چونکہ ہم خدا کے مخلوق ہیں ہم پر ویسے ہی فرض ہی کہ اُس سے محبت رکھیں لیکن اُس غ

اپنے نہایت کرم سے ہمیں اس بات کے لئے اجر بھی دینے کہا ہے ٭ ہم اُس سے روز روز بلکہ ہر دم نعمتیں پاتے ہیں اور ہم اُس سے کتنی ہی زیادہ محبت کیوں نہ رکھیں یہی اجر بہت کافی ہو لیکن سوا اس کے اُس نے عاقبت میں ابدی سعادت اور نیکبختی دینے کا وعدہ کیا ہے ٭ ایسی مہربانی کے واسطے چاہئے کہ ہم ہر دم مقدور بھر اُسے پیار کریں ٭ اگر کوئی امیر چار روپیہ مہینے پر کسی غریب آدمی کو نوکر رکھے اور بلاناغہ وقت پر اُسے طلب دیا اور بڑی مہربانی سے اُس سے سلوک کیا کرے پر سوا اس کے اُس سے یہہ بھی کہے کہ اگر تو دل و جان سے میری خدمت کریگا تو چند برس میں میں تجھے بیس ہزار روپئے اور ایک بڑا مکان اور بہت سی زمین اور سب طرح کا مال و اسباب اور ہاتھی گھوڑے و نوکر چاکر دونگا اور تو با آرام زندگی بسر کرنا ٭ تو اس بات کے لئے کیا وہ نوکر بدل و جان محبت سے اُس امیر کی خدمت نہ کریگا ٭ بیشک کریگا ٭ غرض اسی طرح چاہئے کہ عاقبت کی سعادت کے وعدہ سے ہمارے دل خدا کی محبت کی طرف اور بھی مایل اور رجوع ہوں ٭ دنیوی آقا تو اپنے آرام کے لئے نوکر کی خدمت کی حاجت رکھتا ہے لیکن خدا اپنی ذات میں کامل سعادت رکھتا ہے اور وہ ہماری محبت اپنی نیکبختی کے لئے نہیں بلکہ ہماری نیکبختی کے لئے چاہتا ہے وہ تمام نیکبختی کا چشمہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ ہم اُس سے ملے رہیں اور سعادت حاصل کریں ٭ اگر ہم اُس سے بدل محبت رکھیں تو اُس نے ہمیں پیار کرنے اور ہمارے سب گناہ بخشنے اور ہمیں پاک کرنے اور آخر کو بہشت کے آرام میں پہنچانے کا وعدہ کیا ہے اور بہشت کے آرام اور سعادت کا شمار مہینوں اور برسوں بلکہ لاکھوں کروڑوں برسوں سے بھی نہیں ہوتا بلکہ وہ ابدالآباد رہیگی ٭ ایسے بڑے اجر سے

چاہیئے کہ سب کے دل خدا کی پوری محبت کی طرف مایل ہوں + غرض وہ ہر طرح سے ہماری محبت کے لایق ہی اُس نے ہمیں اسی لئے پیدا کیا پھر روزمرہ ہمیں خوراک و پوشاک دیتا اور ہردم ہماری حفاظت اور بہتری کرتا ہی سوا اس کے وہ سب نیک صفتیں رکھتا اور اپنی ذات میں نہایت خوب اور پسندیدہ ہی پھر سوا اِن سب کے اُس نے ہمیں عاقبت میں کامل سعادت بخشنے کا وعدہ کیا ہی + چنانچہ وہ ہر طرح سے ہماری محبت کے لایق ہی اور ہمیں چاہیئے کہ خوشی کے ساتھ مقدور بھر اُسے پیار کریں +

خدا فرماتا ہی کہ میں اُن سب کو جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں محفوظ رکھونگا + اِس دُنیا میں بہت سی آفتیں ہیں لیکن اُس کے پیار کرنیوالوں کو اِن آفتوں میں سے کسی سے خوف نہ ہوگا پر اُن کو پوری اطمینانِ خاطر رہیگی + خدا میں سب قدرت اور علم اور حکمت ہی + چونکہ اُس کو سب قُدرت ہی بغیر اُس کی مرضی کے اُن پر کوئی آفت یا مصیبت آ نہیں سکتی + اور چونکہ وہ ہمہ دان ہی یعنے سب کچھ جانتا ہی بغیر اُس کے جانے اُن کو کچھ ہو نہیں سکتا + پھر چونکہ وہ بڑا حکیم و دانا ہی جو کچھ اُن کو ہوگا اُن کی خاص بہتری کے واسطے ہوگا + وے جو اُسے پیار کرتے ہیں یہہ سب باتیں اُس کے کلام پاک سے سیکھتے ہیں اور یہہ سیکھکر اور اُس سے محبت رکھکر ہر حالت میں اطمینانِ خاطر اور دلجمعی رکھتے ہیں + وے اپنے تیئں خدا کے ہاتھ میں سلامت سمجھتے ہیں کیونکہ اُسے پیار کرتے ہیں اور خدا نے صاف صاف وعدہ کیا ہی کہ اِس پیار کے باعث وہ اُنھیں آرام اور چین سے رکھیگا + البتہ وے تکلیفیں جو اِس جہان میں سب اِنسانوں پر آتی ہیں اُن پر بھی آوینگی یعنے اُن کے گھرانے میں سخت بیماری ہوگی

اُن کے لڑکے اور اور عزیز مر جاینگے اُن کو دُنیوی نقصان ہوگا اور دُنیا کے لوگ اُنھیں ستاوینگے اور خود اُن کو بھی دُکھ درد اور بیماری ہوگی لیکن اِن سب تکلیفوں میں اُنھیں دلجمعی رہیگی اور وے اپنے تئیں خدا کے ہاتھہ میں سلامت سمجھینگے کیونکہ اُس سے محبت رکھتے ہیں اُنھیں معلوم رہیگا کہ یہہ سب تکلیفیں ہم پر اِسی واسطے آتی ہیں کہ ہمارے دل گناہ اور دُنیا کی محبت سے اُٹھہ جائیں اور خاص خدا ہی پر لگ جائیں + اُنھیں معلوم ہوگا کہ خدا میں سب قُدرت اور علم اور حکمت ہی اور جو وہ کرتا ہی ہماری بہتری کے واسطے کرتا ہی + خدا کے پیار کرنیوالوں کو موت میں بھی کُچھہ خوف نہیں پر اُس وقت بھی دلجمعی رکھتے ہیں کیونکہ جانتے ہیں کہ اب ہم اپنے آسمانی باپ کے پاس جاتے ہیں جسے اِس دُنیا میں پیار کرتے رہے ہیں + سب اِنسان سلامت رہنے اور دلجمعی رکھنے چاہتے ہیں پس اُنھیں چاہئے کہ خدا کو پیار کریں کیونکہ اُس کی یہی راہ ہی + جس شخص پر کہ بادشاہ یا حاکم بڑی مہربانی رکھتا ہی وہ اپنے تئیں اِس دنیا کے باب میں سلامت سمجھتا اور خوش رہتا ہی اور یقین رکھتا ہی کہ کوئی میرا کُچھہ نقصان نہ کر سکیگا کیونکہ حاکم میرا دوست ہی چنانچہ خدا اُن پر مہربان رہتا ہی جو اُسے پیار کرتے ہیں اور وے کسی آفت سے خوف نہیں کھاتے +

اگر کوئی خدا کو پیار کرتا ہوگا تو یہہ پیار پوشیدہ نہ رہیگا پر ظاہر ہوگا + جب کوئی کسی سے محبت رکھتا ہی تو اِس محبت کو کئی طرح سے ظاہر کرتا ہی چنانچہ اُس شخص کے ساتھہ رہنا چاہتا ہی اور وے باتیں کرتا ہی جو اُس کو پسند ہیں اور اُن سے پرہیز کرتا ہی جن سے اُس کو نفرت ہی اگر ضرور ہو تو اُس کی خاطر بہت تکلیف بھی اُٹھاتا ہی اور اگر کوئی چیز جو اُس

کے پاس ہو اُس کا محبوب مانگتا ہو تو اُسے خوشی سے دیدیتا ہے غرض ایسی ایسی سیکڑوں باتوں سے وہ اپنی محبت دکھاتا ہے اور محبت ظاہر ضرور ہوگی اُس کا چھپا رہنا ناممکن ہے ✣ سب انسان جانتے ہیں کہ خدا سے محبت رکھنا ہم پر فرض ہے اور سب جانتے ہیں کہ یہہ بات اپنی ذات سے بھی بہت خوب اور واجب ہے اور سب زبان سے کہتے بھی ہیں کہ ہم خدا کو پیار کرتے ہیں لیکن یہہ سچ نہیں ہے ✣ سب انسان اُسے پیار نہیں کرتے صرف زبان سے کہنا کچھہ نہیں اور اُس سے فایدہ نہ ہوگا ✣ اگر کسی نہایت ہی بڑے چور یا ڈاکو یا بدمعاش یا خونی سے بھی پوچھے کہ تو خدا کو پیار کرتا ہے تو وہ بیشک کہیگا ہاں میں پیار کرتا ہوں لیکن کون اُس کی بات کو مانیگا ہر کوئی یہی کہیگا کہ اگر خدا کو پیار کرتا ہوتا تو ایسا خراب نہ ہوتا ✣ جب کوئی کسی کو پیار کرتا ہے تو یہہ پیار ظاہر ہو جاتا ہے اسی طرح اگر ہم خدا سے محبت رکھتے ہونگے تو یہہ محبت ظاہر ہوگی اور وہ جو زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو پیار کرتا ہوں اور اپنی چال چلن سے اس پیار کو ظاہر نہیں کرتا بڑا جھوٹھا ہے ✣

اگر ہم بدل و جان خدا سے محبت رکھتے ہونگے تو بڑی ہوشیاری کے ساتھہ گناہ سے پرہیز کرینگے ✣ گناہ ایسی شی ہے کہ خدا اُس سے نہایت نفرت رکھتا ہے ✣ پس وے لوگ بھی جو خدا کو پیار کرتے ہیں اُس سے نفرت رکھینگے ✣ اگر کسی کا کوئی جانی دشمن ہو تو وہ اُس سے پرہیز کرتا اور علیحدہ رہتا ہے اگر اُس شخص کے کوئی بیٹا ہو تو وہ بھی اپنے باپ کے جانی دشمن سے پرہیز کریگا اور علیحدہ رہیگا بشرطیکہ اپنے باپ سے محبت رکھتا ہو ✣ چونکہ خدا کو گناہ سے بڑی نفرت و کراہیت ہے وے بھی جو اُسے پیار کرتے ہیں اُس سے نفرت اور کراہیت رکھینگے وے

خیال و کلام و فعل میں ہر طرح سے اور ہر حالت میں اُس سے پرہیز کرینگے ✦ وہ جو گناہ کرتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا کو پیار کرتا ہوں بڑا جھوٹھا ہے گناہ تو خدا کا دشمن ہے اور یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ خدا اور اُس کے دشمن دونوں کو پیار کرے ✦ کیا کوئی لڑکا جو اپنے باپ سے محبت رکھتا ہے اُس کے جانی دشمن سے بھی محبت رکھہ سکتا ہے ہرگز نہیں ✦ غرض وہ جو گناہ کو پیار کرتا ہے خدا سے ذرہ بھی محبت نہیں رکھتا ✦ جو شخص خدا سے محبت رکھتا ہے گناہ سے ایسا بھاگتا رہیگا جیسا زہردار سانپ سے خدا کی محبت کا یہہ ایک خاص نشان ہے ✦

پھر اگر کوئی جناب باری سے محبت رکھے تو ہمیشہ اُنھیں باتوں کو کریگا جنھیں خدا چاہتا ہے یہہ بھی خوب ظاہر ہے ✦ اگر کوئی شخص بدل و جان کسی کو پیار کرتا ہو تو اُس کا بیٹا بھی اگر اپنے باپ کو چاہتا ہو اُسے پیار کریگا یا اگر کوئی کسی کو بہت چاہتا ہو تو وہی کام کریگا جس سے اُس کا دوست خوش ہو اور اُن کی دوستی اور بڑھے ✦ یوں ہی اگر ہم خدا کو حقیقتاً پیار کریں تو ہمیشہ اُنھیں باتوں کے کرنے کی سعی و کوشش کرینگے جنھیں وہ چاہتا ہے اور جن سے ہماری محبت اُس کی طرف زیادہ ہو ✦ غرض خدا نیکی کو چاہتا ہے اور اگر ہم اُس کے پیار کا اقرار کرتے ہیں تو ضرور ہے کہ ہم بھی اُسے چاہیں ✦ سب اچھے اعمال کو نیکی کہتے ہیں ✦ چنانچہ ضرور ہے کہ ہم روزمرہ بدل و جان خدا کی عبادت کریں اور سب انسانوں کو اپنی طرح پیار کریں صرف یہی کافی نہیں کہ اُن کا کچھہ نقصان نہ کریں بلکہ ضرور ہے کہ مقدور بھر اُن کی بھلائی کریں چاہئے کہ بیوؤں اور یتیموں اور سب رنجوروں کی مدد کریں اور سب پر مہربانی کریں اور سب کا بھلا چاہیں ✦ خدا ایسی باتوں سے خوش ہے اور وے بھی جو اُسے پیار کرتے ہیں اُنھیں خوشی سے کرینگے ✦ اگر

ہم خدا کو پیار کرتے ہوں تو صرف اُسی کی عبادت کرینگے اور اَور کسی کی نہیں وہی سچا اور زندہ خدا ہے اور عبادت اُسی کا حق ہے اور اَور سب وجود خواہ انسان ہوں یا حیوان یا فرشتے اُس کے مخلوق ہیں اور عبادت کے لایق نہیں ❖ اگر کوئی نوکر اپنے مالک کی خدمت سے غافل ہو کر اپنے کسی ہم خدمت کا کام کرے تو اِس سے ظاہر ہو کہ اپنے مالک کو نہیں چاہتا یا اگر آدھے وقت اپنے مالک کی خدمت کرے اور آدھے وقت مالک کے حکم کے برخلاف کسی ہم خدمت کے کام میں مشغول رہے تو اِس سے بھی ثابت ہو کہ اپنے مالک کو جیسا چاہئیے پیار نہیں کرتا ❖ غرض یہی حال خدا کے عابدوں کا ہے اگر ہم اُسے حقیقتاً پیار کرتے ہونگے تو صرف اُسی کی عبادت کرینگے ❖ انسان کی محبت کے باب میں ہم پر فرض ہے کہ نہ صرف اپنے یگانوں اور دوستوں بلکہ سب کے ساتھ بھلائی کریں ❖ چور اور خونی چوروں اور خونیوں کو چاہتے ہیں لیکن اُن کے اِس چاہنے میں کچھ خوبی نہیں اور وہ خدا کے حضور پسند نہیں وے سب انسانوں کو پیار نہیں کرتے اگر کرتے تو اُن کا مال نہ چُراتے اور اُنھیں قتل نہ کرتے ❖ ہم پر فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے چوگرد کے لوگوں کی بہتری کریں اور پھر دنیا بھر کے سب انسانوں کا بھلا چاہیں ❖ اُن فرضوں کے جو خدا اور انسان کی نسبت ہم پر واجب ہیں ادا کرنے کو نیکی کہتے ہیں ❖ خدا نیکی سے بہت خوش ہے اور وے لوگ جو خدا کو پیار کرتے ہیں ضرور اُسے عمل میں لاوینگے ❖

یہہ ایک اَور بڑا نشان ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم میں خدا کی محبت ہے یا نہیں ❖

پھر وے جو حقیقتاً حق تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں روزمرہ اُس کی عبادت کرینگے ❖ عبادت میں دعا مانگنے اور بغور خدا کا کلام پڑھنے ہوتا ہے اور اگر لوگ گا سکیں تو دینی گیت بھی گانے ہوتے ہیں ❖ خدا کے سچے پیار کرنیوالے بغیر اُس کی عبادت کے خوشی کے ساتھ نہیں جی سکتے اگر

اُس کی عبادت نہ کرنے پاویں تو نہایت رنجیدہ اور کمبخت ہوں بلکہ اُس شخص سے جو بیڑیوں اور ہتھکڑیوں سے لدکر ایک اندھیرے تہخانہ میں ڈالا جائے اُن کا حال زیادہ بُرا ہو + خدا سب حقیقی سعادت کا چشمہ ہے اور یہہ سعادت وے اُس کی عبادت کے وسیلہ حاصل کرتے ہیں + بعضے دوستوں میں اس قدر محبت پیدا ہو جاتی ہے کہ وے بغیر ایک دوسرے کے دیکھے جی نہیں سکتے اور جب کسی اتفاق سے علیحدہ ہو جاتے ہیں تو جدائی کے رنج سے تھوڑے دنوں میں مر جاتے ہیں + یوں ہی اگر ہم حقیقتاً خدا سے محبت رکھتے ہونگے تو بغیر اُس کی عبادت کے خوشی کے ساتھہ جی نہ سکینگے + عبادت میں ہم خدا سے ملتے اور اُسے اپنی روحانی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور یوں اُس سے سعادت حاصل کرتے ہیں + ہمارا جسم روزمرّہ بھوکھا اور پیاسا ہوتا ہے اور اُسے کھانے پینے کی حاجت ہوتی ہے چنانچہ اگر ہم خدا کو دل سے پیار کرتے ہونگے تو ہماری روحیں اُس کی بھوکھی اور پیاسی ہونگی اور روزمرّہ عبادت کے وسیلے آسودگی کی حاجتمند ہونگی + اگر خدا کا پیار کرنیوالا روزمرّہ عبادت میں اُس سے نہ ملے تو اُس کی روح اپنے معبود کی ایسی نہایت پیاسی ہو جائیگی جیسے گرمی کے موسم میں عرصہ سے پانی کے نہ ملنے سے فاختہ یا کبوتر پیاسا ہو جاتا اور تکلیف اُٹھاتا بلکہ مرنے پر ہوتا ہے + یہہ بھی ایک نشان ہے جس سے خدا کی محبت ظاہر ہوتی ہے +

ضرور ہے کہ انسان خدا کو اپنے عزیزوں اور یگانوں یعنے ماباپ و بھائی بہنوں و لڑکے بالوں سے زیادہ پیار کرے + اور اِس کا سبب بھی ظاہر ہے + خدا اُس کا خالق و حافظ و ہر طرح سے بھلا کرنیوالا ہے لیکن اُس کے عزیز و یگانے اُس کے خالق و مالک نہیں ہیں + عزیزوں اور یگانوں کا پیار کرنا بھی فرض ہے پر چاہئیے کہ محبت اُن کی نسبت خدا کی نسبت سے کم ہو +

اگر لڑکے بالے یا اور عزیز اُسے چوری کرنے یا جھوٹھہ بولنے یا اور کوئی گناہ کرنے کہیں تو اُسے ضرور ہی کہ نہ
کرے کیونکہ خدا نے بڑی تاکید سے اُس کی ممانعت کی ہی ⁘ یوں ہی اگر عزیز اور لوگ نے بتوں کی
پرستش کرنے یا کسی جھوٹھے پیغمبر پر ایمان لانے کہیں تو اُن کی بات نہ ماننا چاہئیے کیونکہ خدا ایسی باتوں
سے کراہیت رکھتا ہی ⁘ اور اگر خدا کی محبت کے واسطے ضرور ہو تو ہر شخص کو ماباپ اور لڑکے
بالوں کو چھوڑنے پر مستعد رہنا چاہئیے ⁘ اگر عزیز اِس محبت کے واسطے ستاویں اور اپنے سے
علیحدہ کرنے اور گھر سے نکال دینے کی دھمکی دیں تو یہہ سب برداشت کرنا اور خدا پر جو سب کچھہ اچھا کرتا
ہی توکل رکھنا فرض ہی ⁘ جو ایسا نہیں کرتا اُس میں خدا کی محبت نہیں اور اُسے سعادت
عاقبت کی اُمید کی جگہہ نہیں ⁘ حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہی کہ وہ جو باپ یا ماں
کو مجھہ سے زیادہ پیار کرتا ہی میرے لایق نہیں اور وہ جو بیٹا بیٹی کو مجھہ سے زیادہ پیار کرتا ہی
میرے لایق نہیں ⁘ دنیا میں ایسے لوگ جو خدا کو پہچانتے اور پیار کرتے نہایت کم ہیں لیکن ایسے
جو اُسے نہیں پہچانتے اور پیار نہیں کرتے بہت ہیں چنانچہ یہہ لوگ اُن سے جو خدا کو پہچانتے اور
پیار کرتے عداوت رکھینگے اور مقدور بھر اُنھیں ستاوینگے ⁘ پس خدا کے پیار کرنیوالوں کو چاہئیے
کہ اِس دنیا میں خدا کی محبت کی خاطر ہر طرح کی تکلیف کے برداشت کو مستعد رہیں ⁘ اگر اِس
محبت کی خاطر مال متاع بھی چھوڑنے ہو تو اِسے بھی منظور کرنا ضرور ہی ⁘ مال متاع کے رکھنے میں
کچھہ گناہ نہیں اور اگر کوئی بغیر خدا کی محبت ترک کئے اُسے رکھہ سکے تو اپنے قبضہ میں رکھے اور خدا
کی راہ پہ خرچ کرے لیکن اگر لوگ دولت کے باعث اُسے خدا کی محبت ترک کرنے کہیں تو دولت کو
خوشی کے ساتھہ چھوڑ دینا چاہئیے ⁘ محبتِ آلہی کی خاطر اُنس کے یگانے اور اور لوگ اُسے

پیٹا کھینچیں گے اور گالی دینگے اور شاید مارینگے بھی اور طرح طرح سے تکلیف دینگے پر ان سب کو صبر سے برداشت کرنا اور خدا کے پیار میں ثابت قدم رہنا چاہئے ۔ خدا قادر مطلق ہے اور ان سب تکلیفوں کو اپنے لوگوں سے دور رکھ سکتا ہے پر وہ دانا بھی تو ہے اور یہ تکلیفیں اپنے لوگوں پر اسی واسطے بھیجتا ہے کہ اُن کے دل پاک ہوں اور اُن کی محبت دُنیا سے اُٹھکر خاص اُسی پر لگ جاوے اور کہ اُن کی محبت جو خدا کی نسبت رکھتے ہیں دُنیا کے لوگوں پر ظاہر ہو ۔ اِس ملک میں اور اَور ملکوں میں بہت سے لوگ موجود ہیں جنھوں نے خدا کی محبت کی خاطر اپنے ماباپ و بال بچوں اور روپی پیسے کو چھوڑدیا ہے اور اُس کے نام کے لئے ہر طرح کی تکلیف اُٹھائی ہے اور اب بھی اُٹھا رہے ہیں اور اِن تکلیفوں کو حقیقت میں خوشی سے برداشت کرتے ہیں اور خوش اِس میں اِس لئے ہیں کہ ہم اِس لایق گنے گئے کہ خدا کی خاطر تکلیف اُٹھاویں ۔ وے جانتے ہیں کہ یہ تکلیفیں صرف چند روز کی ہیں اور کہ بعد اِن کے بہشت میں ہمیشہ کا آرام اور سعادت ہے ۔ ایک خداپرست نے محبتِ الٰہی کا اپنی کتاب میں یوں ذکر کیا ہے کہ مسیح کی محبت سے ہمیں کون جدا کریگا کیا مصیبت یا تنگی یا ستایا جانا یا کال یا ننگا رہنا یا خطرہ یا تلوار ۔ بلکہ ہم اِن سب چیزوں پر اُس کے وسیلے جس نے ہم سے محبت کی نہایت غالب ہوتے ہیں کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ نہ موت نہ زندگی نہ فرشتے نہ حکومتیں نہ قدرتیں نہ حال نہ اِستقبال کی چیزیں نہ بلندی نہ پستی اور نہ کوئی دوسری مخلوق ہم کو خدا کی اُس محبت سے جو ہمارے خداوند مسیح عیسیٰ میں ہے جدا کرسکیگا ۔ پھر ایک اَور خداپرست نے یوں لکھا ہے کہ آسمان میں تیرے سوا میرا کون ہے اور زمین پر بھی سوا تیرے کوئی نہیں جس کا میں مشتاق ہوں ۔ غرض خدا کے سب پیار کرنیوالوں کے دلوں میں ایسے ہی خیال رہتے ہیں ۔

حقیقت میں صرف وہی لوگ عالی درجہ رکھتے ہیں جو خدا کو پیار کرتے ہیں ÷ خدا کی بزرگی اور شان بے پایان ہے چنانچہ ایسی بزرگی اور شان والے واجب الوجود کے محبوں کے سوا اور کن کا درجہ بڑا ہے ÷ اس دنیا کے بڑے بڑے آدمی جن میں خدا کی محبت نہیں میلے کچیلے محتاج فقیروں کی مانند ہیں اُن کی دنیوی شان و بزرگی جو ابھی دیکھنے میں آتی ہے جلد جاتی رہیگی ÷ اس دنیا میں دنیوی مرتبہ کے حق میں کون بڑا ہے بادشاہ کے وزیر اور مصاحب جو اُس کے ہمراہ رہتے ہیں یا کوئی ڈاکو جو اُس کی سلطنت کے کسی دور کے کونے میں ڈاکہ ڈالا کرتا ہے ÷ بیشک بادشاہ کے وزیر اور مصاحب جو اُس کے حضور حاضر رہتے ہیں ÷ چنانچہ اسی طرح خدا کے محبوں کا درجہ بڑا ہے وے عبادت کے وسیلے اُس سے ملتے اور اُس کی بابت خیال و غور کرنے سے اُس کے ساتھہ رہتے ہیں ÷ اس ایسے ہی لوگ حالانکہ اُن میں سے بعضے یہاں فقیر بھی ہوں حقیقت میں بڑے ہیں اور سوا اِن کے اور لوگ اگرچہ بعضے اُن میں سے یہاں بڑے بڑے بادشاہ بھی ہوں نہایت محتاج فقیروں سے جو خدا کو پیار نہیں کرتے کچھہ بھی بہتر نہیں ہیں ÷ پس سب اِنسانوں کو چاہئے کہ خدا سے محبت رکھیں اُس کی محبت ہم پر فرض ہے وہ ہمارا خالق و رازق و حافظ اور ہر طرح سے بھلا کرنیوالا ہے پھر سوا اِس کے اُس نے عاقبت کی نیکبختی کا وعدہ کیا ہے اور وے جو اُس سے محبت کرتے یہاں اطمینانِ خاطر رکھتے اور عاقبت میں سعادت حاصل کرینگے ÷

خدا کے کلام کے پڑھنے کا بیان ÷ کلام الٰہی کا پڑھنا بھی ایک فرض ہے جو خدا کی نسبت ہم پر واجب ہے ÷ خدا نے انسان کو ایک کتاب عنایت کی ہے ÷ یہہ کتاب اُس نے اپنے پیغمبروں اور حواریوں سے لکھوائی جنھیں اُس نے اپنے فضل سے نیک اور پاک کیا اور جو اُس کی راہ کے

سکھلانیوالے تھے ٭ پیغمبروں اور حواریوں نے یہہ پاک کتاب خدا کی روح قدس کی ہدایت سے لکھی چنانچہ جو جو اُنھوں نے اُس میں لکھا سو خاص خدا کی طرف سے ہے اور سب حق ہے ٭ خدا نے یہہ پاک کتاب اِنسان کو اِس لئے دی ہے کہ اُس سے اُس کے ایمان اور اعمال کی ہدایت ہو ٭ سب اِنسان خدا کے نوکر ہیں اور وہ اُن کا مالک ہے چنانچہ یہہ کتاب اِن نوکروں کو بتاتی ہے کہ تمھارا مالک تم سے کیا چاہتا ہے ٭ جب کوئی نوکر رکھا جاتا ہے تو اُسے کام بتلایا جاتا ہے اگر کام نہ بتلایا جائے تو خدمت کیسے کر سکے ٭ پھر خدا سب اِنسانوں کا بادشاہ ہے اور سب اُس کی رعایا ہیں بادشاہ رعایا کے واسطے قانون بناتے ہیں کہ اُنھیں معلوم ہو کیا کرنا چاہئے اور کیا نہ کرنا چاہئے اگر قانون نہ ہوں تو اُنھیں یہہ واقفیت نہ ہو ٭ چنانچہ خدا نے بھی جو ہم سبھوں کا بادشاہ ہے ہدایت کے لئے ہمیں قانون دئے ہیں ٭

یہہ کتاب پاک اِنسان کو بہت ضرور ہے اگر وہ نہ ہو تو ہر بات کی بابت محض ناواقف رہے ٭ اگر کوئی شخص اندھیری رات میں کسی گھنے جنگل کے درمیان جو سیکڑوں کوسوں تک چوگرد چلا گیا ہو گمراہ پھرے تو اُس کی حالت کیسی کمبختی اور مصیبت کی ہوا گر اُس وقت کوئی مشعل لئے ہوئے اُس کے پاس آوے اور کہے کہ میں اِس تمام جنگل سے خوب واقف ہوں اِدھر میرے ساتھ آؤ میں تمھاری ہدایت کرونگا اور تمھیں گھر پہنچا دونگا تو اِس بات سے وہ شخص کیسا خوش ہو ٭ ایسا کہ اُس خوشی کو بیان نہ کر سکے ٭ اگر خدا ہمیں اپنا کلام پاک نہ دیتا تو ہمارا حال ایسے آدمی کے حال سے ہزار درجہ بُرا ہوتا ہم یہاں بھی تکلیف میں

رہتے اور بعد اس کے عذاب ابدی میں پڑتے ✦ خدا کا کلام اِس جہان کے بیابان میں ہمارے لئے روشنی اور ہادی دونوں ہیں ✦

اِس کلام پاک سے ہم خدا کی بابت سیکھتے ہیں ✦ اِس سے ہم پر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات وصفات میں بے پایان اور ابدی اور بے تبدیل ہے کہ وہ نہایت دانا وقادر و پاک و عادل ومہربان وسچا ہے ✦ اگر یہہ کتاب نہ ہوتی تو ہم خدا کے باب میں بہت نہ جان پاتے ✦ وے لوگ جن کے پاس یہہ کلام نہیں ہے خدا کے باب میں بہت بیہودہ خیال رکھتے ہیں وے اچھی طرح نہیں جانتے کہ خدا کی حکمت اور قدرت بے پایان ہیں چنانچہ ہندو کہتے ہیں کہ جب خدا نے دنیا کو پیدا کرنے چاہا تو برس روز سوچا رہا کہ کیسے کروں لیکن یہہ کتاب فرماتی ہے کہ اُس نے حکم کیا اور وہ موجود ہوگئی ✦ وے یہہ بھی نہیں جانتے کہ خدا بالکل پاک ہے اور کہتے ہیں کہ وہ کئی دفعہ اوتار لیکر انسان کی سی بدچالی اور کھیل کود میں مشغول ہوا چنانچہ مہادیو کرشن وغیرہ کے احوال کو دیکھو ✦ لیکن کلامِ آلہی فرماتا ہے کہ وہ ایسا پاک ہے کہ بدی کو دیکھ نہیں سکتا ✦ اِسی طرح خدا کی اَور صفتوں کی بابت بھی بیہودہ خیال رکھتے ہیں ✦ غرض ہم خدا کی بابت سیکھنے کو اُس کے کلام کے حاجتمند ہیں ✦

پھر یہہ کتاب پاک ہماری بابت ہمیں سکھلاتی ہے اگر یہہ نہ ہو تو اپنے حق میں بھی ہم بہت ناواقف رہیں چنانچہ نہ معلوم ہو کہ انسان کس طرح پیدا ہوا اور کس لئے پیدا ہوا اور بعد موت کے اُس کا کیا حال ہوگا ✦ وہ ہمیں سکھلاتی ہے کہ ہم پاک پیدا ہوئے تھے اور اب اُس حالت میں نہیں ہیں بلکہ خدا کی نافرمانی کر کے گنہگار اور غضبِ آلہی کے سزاوار ہو گئے ہیں اور اب

اپنے تئیں پاک نہیں کر سکتے اور اپنی کسی تدبیر سے اُس کے غضب سے بچ نہیں سکتے ✤ ہندو یقین کرتے ہیں کہ برہمن دیوتے ہیں اور شودر بعضے حیوانوں مثلاً گاے و ہاتھی و بندر سے بھی کمتر ہیں پیرو سمجھتے ہیں کہ انسان اپنے تئیں اشنان و تیرتھ و دان وغیرہ سے پاک کر سکتا اور بچا سکتا ہے ✤ یہہ بڑی غلطیاں ہیں اور ان کے دفع کرنے کے واسطے خدا کا کلام ضرور ہے ✤ غرض انسان خدا کے کلام سے اپنا سب احوال دریافت کر سکتا ہے اُسے معلوم ہو سکتا ہے کہ میں آگے کیا تھا اب کیا ہوں اور آیندہ کو کیا ہوونگا لیکن اگر کلام الٰہی نہ ہوتا تو یہہ باتیں معلوم نہ ہو سکتیں ✤

پھر اِس کتاب مقدس سے نجات کی راہ ظاہر ہوتی ہے ✤ انسان کی روح ہمیشہ جیتی رہیگی ✤ وہ اپنے گناہوں کے باعث اب بہت خطرناک حالت میں ہے چنانچہ یہہ دریافت کرنا بہت ضرور ہے کہ جسم کے مرنے کے پیشتر وہ نجات اور سلامتی کی حالت میں کیونکر آ سکتی ہے ✤ غرض یہہ کتاب اِس بات کو ظاہر کرتی ہے ✤ وہ بتلاتی ہے کہ خدا کے حکم ایک نجات دہندہ سے پورے کیے گئے ہیں کہ اُس سے غضب الٰہی دفع ہوا ہے اور اُس کی معرفت گناہوں کی معافی و دل کی پاکیزگی اور بہشت کی سعادت حاصل ہو سکتی ہیں ✤ اگر خدا کا کلام نہ ہوتا تو نجات کی راہ ہرگز معلوم نہ ہو سکتی ✤ اُس کی روشنی نہ پا کر لوگوں نے نجات کی بہت راہیں نکالی ہیں جو کہ نہایت بیہودہ ہیں مثلاً دریاؤں میں نہانا جسم کو دُکھ دینا برہمنوں کا کھلانا اور سیکڑوں اَور ایسی باتیں ✤ پس نجات کی ہدایت کے واسطے خدا کا کلام بہت

ضرور ہی وہ فرماتا ہی کہ بغیر پاکیزگی کے کوئی خدا کو دیکھنہ پاویگا ۔ پھر بتلاتا ہی کہ یہہ پاکیزگی کیونکر حاصل ہو سکتی ہی ۔

غرض یہہ کتاب انسان پر ظاہر کرتی ہی کہ خدا کی عبادت کیونکر کرنی چاہئے ۔ وہ بتلاتی ہی کہ انسان کا دل خاص شی ہی اور خدا کی پرستش دل ہی سے کی چاہئے وہ فرماتی ہی کہ وے لوگ جو دل سے پرستش نہیں کرتے عابد نہیں ہیں اور خدا اُن کی بندگی کو قبول نہیں کرتا ۔ خدا کی عبادت میں کلام الٰہی پڑھنا اور دعا مانگنا ہوتا ہی اور اگر لوگ گا سکیں تو زبوروں اور دینی گیتوں کا گانا بھی فرض ہی ۔ عبادت میں لوگ کھڑے ہوتے و گھٹنے ٹیکتے و بیٹھتے اور سجدہ کرتے ہیں ۔ پر یہہ اِس لئے نہیں کرتے کہ اِن میں کچھ ثواب ہوتا ہی اور خدا خاص اِن کی خاطر عبادت کو منظور کرتا ہی ۔ یہہ صرف تعظیم کے ظاہری نشان ہیں ۔ اگر کوئی ایسا بیمار یا ناطاقت ہو کہ نہ سجدہ کر سکے نہ بیٹھ سکے تو لیٹے لیٹے بھی خدا کا کلام پڑھ یا سُن سکتا اور دعا مانگ سکتا ہی اور خدا اِس عبادت کو بھی قبول کرتا ہی ۔ سنکھوں کے بجانے اور دریاؤں میں نہانے اور مورتوں کے آگے سجدہ کرنے اور اُنھیں پھول وغیرہ چڑھانے اور چندن لگانے و دھوپ جلانے میں عبادت نہیں ہوتی ۔ بعضی پوجاؤں میں لوگ ناچ بھی کرواتے ہیں پر یہہ تو خدا کی عبادت نہیں لیکن حقیقت میں شیطان کی عبادت ہی ۔ خدا تو بالکل پاک ہی اور اُس کی عبادت میں کسبیوں اور بُرے گیتوں کا کیا کام کسبیوں کے ناچ دل کو کیا پاک کرینگے وے تو اُسے اور ناپاک کرتے اور گناہ کا غلبہ زیادہ بڑھاتے ہیں ۔ اگر خدا کا کلام نہ ہو تو لوگ غلطی اور بھول کے تاریک بیابان میں ہمیشہ بھٹکا کریں اور خدا کی عبادت

کی سچّی راہ کبھی نہ جان پاویں ✣ یہہ کلام فرماتا ہے کہ خدا روح ہے اور وے جو اُس کی پرستش کرتے ہیں ضرور ہے کہ روح اور راستی سے کریں ✣

نجات کی راہ اور انسان کے فرایض اِس کلام میں بڑی صفائی سے ظاہر کیئے گئے ہیں اور ہر کسی کو جو اُن کے جاننے کی ذرہ بھی دلی خواہش رکھتا ہو معلوم ہو سکتے ہیں پر سوا اِس کے خدا نے اپنے خادموں کو حکم کیا ہے کہ اوروں کو سمجھا کر اِن کا بیان کیا کریں چنانچہ یہہ بیان بھی سُنتے ہیں وے ہر سبت کو اور ہفتہ کے اور دنوں بھی ہوا کرتے ہیں اور ہر اِنسان کو جس کے پاس کلام اِلٰہی ہو اور جس کے قریب کوئی خادم دین ہو یہہ بیان سُننا فرض ہے ✣ اِن بیانوں کو وعظ کہتے ہیں اور صرف جاہل و عوام اُنھیں نہیں سُنتے بلکہ بڑے بڑے عالم و فاضل بھی اور بڑے بڑے عالم خادم دین بھی اور خادموں کے وعظ سُنتے ہیں ✣ بہت سے لوگ دعا مانگنے اور وعظ سُننے کو جمع ہوتے ہیں اور دعا کے ساتھہ وعظ کو بغور سُننے سے روح کو فایدہ بھی بڑا ہوتا ہے نصیحت پتھر کی لکیر کی طرح دل پر نقش ہو جاتی ہے اور ہم خدا اور اپنے فرایض اور نجات کے باب میں اپنی ناطاقتی اور لاچاری کی بابت زیادہ سیکھتے ہیں اور ہماری توبہ اور ایمان اور محبت اور خوفِ خدا اور پاکیزگی و اور نیکیاں بڑھتی ہیں اور اِن کا علم ہمارے دل میں تازہ رہتا ہے ✣ اگر ہم وعظ کو بدل سُنتے ہیں تو یاد رکھتے ہیں کہ یہاں ہمیں بہت روحانی خطرے گھیرے رہتے ہیں کہ یہہ دُنیا فانی ہے اور گذرتی چلی جاتی ہے اور کہ ہم کو یہاں سے جلد کوچ کرنا ہے اور اِس کوچ کے لئے تیار ہوتے رہتے ہیں یہہ سب باتیں وعظ کے سُننے سے ہمارے دلوں میں یاد رہتی ہیں چنانچہ وعظ کا سُننا بہت مفید اور ضرور ہے ✣

سوا و غلطوں کے سننے کے ضرور ہے کہ ہم کلام پاک کو خود روز پڑھا کریں + وعظ اور ہدایت سنینگے تو ہفتہ میں تین دفعہ سنینگے لیکن یہہ تمام ہفتہ کے واسطے کافی نہ ہوگا + جسم کی طرح روح کو بھی روزمرہ خوراک چاہئے + لوگ جسم کو ہفتہ میں صرف ایک یا دو یا تین دفعہ نہیں کھلاتے بلکہ دو تین دفعہ روز پس ضرور ہے کہ روح کو بھی یوں ہی کھلاویں یعنے کہ کتاب پاک کو روز پڑھیں + سو ہر طرح کی عبادت میں بھی کلام پاک پڑھنا فرض ہے + پیچھے ہم خلوت و گھرانے و مجلس کی دعا کا ذکر کر چکے ہیں گھرانے اور مجلس کی دعا کے ساتھ کتاب پاک ضرور پڑھنا چاہئے لیکن اگر خلوت کی صبح و شام کی دعا کے ساتھ کلام پاک کے پڑھنے کو فرصت اور موقع نہ ہو تو اَور کسی وقت پڑھنا چاہئے + اکثر لوگوں کو خاصکر اُنھیں جو غریب اور سخت محنت کرنیوالے ہیں صبح یا شام سب سے اچھا موقع ہوگا تنہائی میں اُس کے پڑھنے سے کبھی غافل ہونا نہ چاہئے اور پڑھنے سے یہہ مراد نہیں کہ ایک آدھ باب کو جلد جلد دیکھ جائیں بلکہ نہایت غور سے اُس کے مضمون پر خیال کرنا اور اُس سے فایدہ پانے کے لئے خدا سے دعا مانگنا ضرور ہے + خدا کے کلام کو بغور پڑھنے اور بدل دعا مانگنے کو عبادت کہتے ہیں +

خدا کا کلام پڑھنا اور اُس کے سمجھنے اور ماننے کے لئے طاقت کی دعا مانگنا اور فضل الٰہی پر توکل کرکے اُس کی ہدایت کے موافق چلنے کی سعی و کوشش کرنا ایک وسیلہ ہے جس سے ہماری دینداری اور خداپرستی بڑھتی ہے یہہ وہ خوراک ہے جو خدا ہماری روحوں کے لئے دیتا ہے + پس ہمیں چاہئے کہ اُسے اپنی جان کے برابر عزیز جانیں اور روز دعا کے ساتھ بڑے غور سے پڑھیں + وہ جو خوراک نہیں کھاتا بھوکھ کے مارے مرجاتا ہے یوں ہی وہ جو اس طرح

جیسا ابھی ذکر ہوا خدا کے کلام سے اپنی روح کی پرورش نہیں کرتا وہ اسے مار ڈالتا ہے یعنے خدا پرستی
کی راہ میں اُسے نہایت مجہول کر دیتا ہے ✣ وہ جو ہفتہ میں صرف دو یا تین دفعہ خوراک
کھاتا ہے ایسا دُبلا پتلا اور کمزور ہو جاتا ہے کہ کچھ کر نہیں سکتا محنت کے حق میں وہ کسی کام
کا نہیں اور اِس بات میں مُردے کے اور اُس کے درمیان کیا فرق ✣ سو وہ جو ہفتہ میں
صرف دو یا تین دفعہ خدا کا کلام پڑھتا یا سُنتا ہے اُس کی روح ایسی کمزور ہو جاتی ہے کہ اُس سے
کوئی نیکی اچھی طرح نہیں ہو سکتی اُس میں سچّی توبہ و محبت و ایمان نہیں ہو سکتا اور وہ دعا و
خوفِ خدا اور پاکیزگی کی طرف مایل اور رجوع نہیں ہو سکتی ✣ ایسی روح میں خدا پرستی
کہاں سے ہوگی بلکہ کہا چاہئے کہ وہ اب تک گناہوں میں مُردہ اور اُن سے دبی ہے ✣ پھر
جو آدمی کہ بہت بیمار ہے اُسے کھانے کی بھوکھ نہیں مگر تندرست کو بھوکھ ہوتی ہے اور اگر کسی
اتفاق سے ایک دفعہ بھی اُس سے محروم ہو جاے تو دوسری دفعہ نہایت اشتیاق سے کھانے کو
بیٹھتا ہے ✣ چنانچہ اِسی طرح جو روح گناہوں میں بیمار ہے یعنے خدا کو نہیں پہچانتی کلامِ
پاک کی خواہش نہیں رکھتی لیکن وہ جو تندرست ہے یعنے خدا کو پہچانتی اور اُسے پیار کرتی اور
اُس کا خوف رکھتی ہے روزمرّہ اُس کے کلام کی نہایت آرزو رکھتی ہے اور اگر وہ کلام سے بالکل
محروم کی جانے تو اِس سے ایسی رنجیدہ و غمزدہ ہو کہ ویسی بڑی دولت کے چلے جانے سے بھی نہ ہو
وہ بغیر اُس کے رہ نہیں سکتی اور اگر تھوڑے عرصہ کے لئے بھی اُس سے محروم ہو تو پھر بڑے
اشتیاق سے اُس پر گرتی ہے ✣ غرض ہم لوگ روزمرّہ خوراک کیوں کھاتے ہیں ✣ اِسی
لئے کہ جیئیں اور کام کے لئے طاقت بھی حاصل کریں صرف جینے کے لئے نہیں مگر اِس لئے بھی کہ طاقت

پاکر چلیں پھریں اور کام کریں ❖ چنانچہ اِسی طرح چاہئے کہ ہم خدا کا کلام بغور پڑھیں اور اُسے
دل میں یاد رکھیں تاکہ اُس کے وسیلے روحانی طاقت پاکر پاکیزگی کی راہ میں چل سکیں ❖ بوجھ
سا اُتارنے کو اُس کا ایک آدھ باب جلد جلد پڑھ لینا کافی نہیں پر ضرور ہے کہ اُس کے مضمون
پر خیال کریں اور معنے اُس کے ہم آپ سے سمجھ نہیں سکتے لیکن روح قدس کے لئے دعا مانگنا ہے
وہی ہمیں سمجھا دیگی ❖ کلامِ پاک کا وعظ ایک وسیلہ ہے جس سے روح پاک ہمیں اُس کے معنے
سمجھاتی ہے ❖ پس ضرور ہے کہ کتاب پاک کے مضمون کو جانیں اور اُسے یاد رکھیں اور
روزمرہ کی روش میں اُس کی ہدایت کے موافق چلیں ❖ کلام پاک کا صرف پڑھنا کافی نہیں
پر اُسے سمجھنا بھی چاہئے پھر صرف سمجھنا بھی کافی نہیں بلکہ اُس کے مطابق کرنا بھی ضرور ہے ❖
اگر اُس کی ہدایت کے موافق نہ چلیں تو پڑھنے اور سمجھنے اور یاد رکھنے سے کچھ فایدہ نہ ہوگا بلکہ روز
قیامت میں ہماری زیادہ سزا ہوگی ❖ خدا ہم سے کہیگا کہ تم میری مرضی سے خوب واقف تھے
تو بھی اُسے بجا نہ لائے اِس لئے عذابِ ابدی میں جا کر اُن گنہگاروں سے جو میرے کلام سے واقف
نہ تھے زیادہ تکلیف اُٹھاؤ ❖ جب کوئی حاکم عملہ میں سے کسی کے نام پروانہ جاری کرتا ہے تو وہ
شخص صرف پروانہ کو پڑھکے اور اُس کے مضمون کو یاد کرکے چپ چاپ بیٹھ نہیں رہتا بلکہ اُس
کے موافق عمل کرتا ہے اگر فقط پڑھ لیا کرے اور اُس پر عمل نہ کرے اور صرف پڑھنے کے واسطے طلب
چاہے تو پورا دیوانہ ٹھہرے تو کام کے قابل نہیں بلکہ پاگلخانہ کے لایق ٹھہرے ❖ چنانچہ ہمیں
ضرور ہے کہ خدا کے کلام کو نہ صرف پڑھیں بلکہ اُس کے مطابق عمل کریں ❖ پھر اگر کوئی شخص
جو گھر سے دور ہوا اپنے بیٹے کو کسی نہایت ضروری کام کے واسطے خط لکھے اور فرماوے کہ اِس

کلام کو فوراً بجالا مگر بیٹا خط کو پڑھکے رکھہ چھوڑے اور اُس پر عمل نہ کرے لیکن سمجھے کہ صرف پڑھہ لینا اور عمل کرنا ایک ہی بات ہی میں نے پڑھہ تو لیا ہی باباجان اِسی سے بہت خوش ہو جائینگے ۔ تو کیا یہہ بیٹا بھی دیوانہ نہ کہلاوے ۔ بیشک کہلاوے اور باپ پھر کوئی کام اُس کے سپرد نہ کرے ۔ پس ہمیں ضرور ہی کہ روزمرہ خدا کے کلام کی ہدایت کے موفق چلیں ۔ خلوت میں اور گھرانے اور مجلس کی دعا کے ساتھہ خدا کا کلام پڑھنا ہی لیکن سوا اِن کے یہہ بھی ایک اچھی تدبیر ہی کہ ہر روز کوئی آیت یاد کرلیویں اور دن کو جب خیال کام میں یا کسی ضروری یا نیک بات میں مشغول نہ ہوں اُس پر غور کریں ۔ مثلاً اگر ایک روز اِس آیت کو لیویں کہ اے خدا مجھہ گنہگار پر رحم کر تو دن بھر جس جس وقت خیالوں کو فرصت ہو تو خدا اور اُس کے رحم اور اپنے گنہگار ہونے اور ایسی ایسی باتوں کے حق میں سوچیں ۔ پھر اگر دوسرے روز یہہ آیت لیویں کہ خداوند عیسیٰ مسیح پر ایمان لا اور تو نجات پاویگا تو خیال کریں کہ ایمان یا بھروسا کیا شی ہی اور خداوند عیسیٰ مسیح کون ہی اور نجات کیا ہی وغیرہ ۔

اُن غریب لوگوں کو جنھیں اپنی پرورش کے واسطے اوروں کی خدمت کرنی پڑتی ہی خلوت کے مطالعہ کے لئے شاید دن کو فرصت نہ ہوگی لیکن یہہ مطالعہ وے لوگ بڑے تڑکے اُٹھکر کرسکتے ہیں اُس وقت لڑکے بالے نہ اُٹھینگے اور شور و غل نہ ہوگا اور ذرہ تڑکے اُٹھنا تکلیف نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ وہ خدا سے ملنے کے لئے ہی ۔ خداوند عیسیٰ مسیح ذات انسانی میں رات رات بھر ہماری خاطر خدا باپ کی عبادت کیا کرتا تھا تو عبادت کے لئے ذرہ تڑکے اُٹھنے میں کسی کو تکلیف نہ سمجھنا چاہئے ۔ اور عبادت کے لئے اور وقتوں سے صبح کا وقت بہت

اچھا ہوتا ہی کیونکہ اُس وقت ہم لوگ تازہ دم ہوتے ہیں اور دُنیوی خیال بیجا دل سے باہر ہوتے ہیں ❊

غرض کلام پاک ایک بڑی نعمت ہی جو خدا نے اِنسان کو دی ہی اور وے جو خدا سے محبت رکھتے اُس کی بڑی قدر کرتے ہیں اُنھیں یہہ منظور ہی کہ ہمارے ہاتھ سے لاکھوں روپئے جاتے رہیں پر اِس کلام کا جانا منظور نہیں ❊ قدیم زمانے کا ایک خداپرست جو بڑے غور اور نہایت خوشی کے ساتھہ اُس کا مطالعہ کیا کرتا تھا دعا میں خدا سے اُس کے حق میں یوں بولتا تھا کہ تو میری آنکھیں کھول تاکہ میں تیری شریعت کے عجایب مضمونوں کو دیکھوں تیرا کلام میرے قدموں کے لئے چراغ اور میری راہ کے لئے روشنی ہی آہ میں تیری شریعت سے کیا ہی محبت رکھتا ہوں میں دن بھر اُس پر غور کرتا ہوں میں بیہودہ خیالوں سے بیزار ہوں پر تیری شریعت کو عزیز جانتا ہوں میں نے اپنے دل کو مایل کیا ہی کہ ہمیشہ بلکہ آخر تک تیرے قواعد کو بجا لاؤں اَی بدکارو مجھہ سے دور ہو کہ میں اپنے خدا کے حکموں کو حفظ کرونگا تیرے کلام کا دخول روشنی بخشتا ہی وہ سادہ لوگوں کو سمجھہ دیتا ہی میں نے اپنا مُنہہ کھولا اور ہانپا کہ میں تیرے حکموں کا مشتاق ہوں تیرا کلام نہایت پاک ہی اِس لئے تیرا بندہ اُس سے محبت رکھتا ہی میں تیرے کلام سے ایسا خوش ہوں جیسا کوئی بڑی غنیمت کے پا جانے سے ہو میں جھوٹھہ سے نفرت و کراہیت رکھتا ہوں پر تیرے کلام کو عزیز جانتا ہوں میں نے اپنے سارے دل سے تجھے تلاش کیا ہی مجھے اپنے حکموں سے گمراہ نہ ہونے دے تیرے کلام کو میں نے اپنے دل میں پوشیدہ رکھا ہی کہ تیرا گناہ نہ کروں میں تیری شہادتوں کی راہ میں بہت خوش ہوا ہوں جیسے بڑی دولت میں میں

تیرے قواعد پر غور کرونگا اور تیری راہوں کو مانونگا میں تیری تعلیم میں نہایت خوش ہونگا
اور تیرے کلام کو نہ بھولونگا کاشکہ تیرے قواعد کے حفظ کرنے کو میں مایل اور رجوع کیا جاؤں ❊
غرض اِس خداپرست کی کتاب ایسے کلموں سے بھری ہی جن سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ خدا کے
کلام کی بڑی قدر کرتا اور اُس کے بجالانے کی نہایت آرزو رکھتا تھا چنانچہ یوں ہی وے سب جو حقیقت
میں خدا کو پہچانتے اور پیار کرتے ہیں اُسے عزیز جانتے اور اُس کے بجالانے کی خواہش رکھتے ہیں اور یہہ بڑا
پکا نشان ہی جس سے ہم جان سکتے ہیں کہ ہم خدا کو پیار کرتے اور اُس کے سچے عابد ہیں کہ نہیں ❊ ہر دفعہ
جب کہ ہم کلام پاک کو کھولتے ہیں چاہئے کہ اُس محبت اور خوشی کے ساتھہ کھولیں جیسے کوئی لڑکا اپنے
باپ کا خط کھولے جو مدت سے پردیس میں ہی ❊

کلام پاک اُن کو جو اُس سے محبت رکھتے ہیں تسلی و طاقت بخش ہی اُس میں ہزاروں بیش قیمت
وعدے ہیں جو یہاں ہر حال میں ہمیں سنبھال سکتے ہیں ❊ جب شیطان یا دنیا کی عیش و عشرت
یا ہمارے بُرے دل اِمتحانوں کے ساتھہ ہم پر حملہ کریں تو کلام ہمیں فرماتا ہی کہ خداوند عیسیٰ مسیح کو
تاکیں اور اُس پر اعتقاد رکھیں کہ وہ قادر مطلق نجات دہندہ ہی اور ہمیں سارے گناہوں سے بچا سکتا
ہی ❊ خدا کا کلام روح پاک کی تلوار کہلاتا ہی اور چاہئے کہ ہم اپنے روحانی دشمنوں سے لڑنے کو اِس
تلوار کو ہمیشہ تیار رکھیں ❊ ہمیں ضرور ہی کہ ہمیشہ اُسے یاد رکھیں اور جب شیطان ورغلانے تو حق تعالیٰ
کے اِس فرمانے پر خیال کریں جو لکھا ہی کہ تم پاک ہو کہ میں پاک ہوں ❊ بغیر پاکیزگی کے کوئی خداوند
کو دیکھہ نہ پاویگا اور فوراً خداوند عیسیٰ مسیح سے اِمتحان اور گناہ سے رہائی کے لئے دعا مانگیں ❊

اِس کلام پاک سے ہمیں ہر مصیبت میں تسلی مل سکتی ہی خواہ دولت یا لڑکے یا اور عزیز جاتے رہیں

یا ہم بیمار ہوں یا اَور کسی تکلیف میں پڑیں وہ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ سب مصیبتیں جو ہم پر آتی ہیں ہماری بھلائی کے واسطے ہیں وہ ہم کو سکھلاتا ہے کہ کوئی بات آپ سے واقع نہیں ہوتی لیکن کہ ہماری زندگانی کے تمام ماجرے خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے خدا ہی کی مرضی کے موافق ہوتے ہیں اور وہ ہمارا قادر و دانا و مہربان باپ ہے اور صرف ہماری بہتری کے واسطے ہم پر مصیبت بھیجتا ہے جیسا کہ اِس دُنیا میں نیک و دانا و مہربان باپ اپنے لڑکوں کو اُن کی بھلائی کے واسطے تنبیہہ کرتے ہیں ❖ اُس کی بےحد و بےپایان قُدرت و حکمت و رحمت سب ہماری بہتری کے واسطے مشغول ہیں ❖ چنانچہ جب ہم پر کسی طرح کی تکلیف آوے تو لازم ہے کہ اُن تسلّی بخش وعدوں کی طرف جو کلامِ اِلٰہی میں مندرج ہیں متوجہ ہوں ❖ سوا اَور باتوں کے جن سے بڑی دلجمعی حاصل ہوتی ہے اُس میں یہہ بھی لکھا ہے کہ ہماری سب تکلیفیں اور دُکھ درد اور اِمتحان چند روزہ ہیں اور اگر ہم خدا کو پیار کرتے اور خداوند عیسیٰ المسیح پر اِعتقاد رکھتے ہوں تو تھوڑے ہی عرصہ میں اُس سعادتِ ابدی میں داخل ہونگے جہاں گناہ و غم و کسی طرح کی تکلیف کو دخل نہیں ❖ یہہ بات سُنکر دل کو بڑا آرام معلوم ہوتا ہے ❖

آخر میں معلوم کیا چاہئیے کہ حق تعالیٰ نے اِنسان کی ہدایت کے لئے صرف یہی کتاب دی ہے ❖ دُنیا میں بہت کتابیں ہیں جو کلامِ اِلٰہی ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں لیکن وے سب جھوٹھی ہیں اور گمراہ کرتی ہیں فقط یہی سچی اور حقیقی سعادت کو پہنچاتی ہے ❖ یہاں ایک سچی مختصر علامت لکھتے ہیں جس سے لوگ حقیقی کلامِ اِلٰہی کو پہچان لیں اور اگر دل و راستی سے دیکھینگے اور اِس علامت کو کام میں لاوینگے تو کبھی نہ چوکینگے یعنے کلمہ پاکیزگی میں ہر طرح کی نیک صفتیں شامل

ہیں ✣ پس جو کتاب یہہ تعلیم کرتی ہے کہ خدا اپنی ذات اور اپنے سب کاموں میں بالکل پاک ہے اور وہ اپنی پاکیزگی میں کبھی بدلتا نہیں اور جو انسان سے چاہتی ہے کہ دل میں اور اپنی ساری چال چلن میں بالکل پاک ہو وہ خدا کی طرف سے ہے لیکن جو کتاب ایسی تعلیم نہیں کرتی وہ ہرگز خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتی ✣ چنانچہ مسلمان کا قرآن اور ہندوؤں کے بید شاستر ہرگز اس کسوٹی کے سامھنے ٹھہر نہیں سکتے بشرطیکہ لوگ بے تعصب انھیں دیکھیں اور آزماویں ✣ اس کی ثبوت کی یہاں گنجائش نہیں پر اور کتابوں میں یہہ بخوبی ظاہر و آشکارا کیا گیا ہے لیکن کلام الٰہی میں جو مسیحیوں کے پاس ہے یہہ علامت بے نقص پائی جاتی ہے ✣

بیسواں باب

اُن فرضوں کا بیان جو خدا کی نسبت ہم پر واجب ہیں چلا جاتا ہے

خوفِ خدا کا بیان ✣ خوف بھی ایک فرض ہے جو خدا کی نسبت ہم پر واجب ہے ✣ اور اُس سے ڈرنا اِس لئے چاہئیے کہ وہ ہمارا آقا و مطلق خالق و باپ و بادشاہ ہے ✣ چونکہ اُسی کی قدرت سے ہم جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں بہت مناسب اور واجب ہے کہ اُس سے ڈریں اور اگر اُسی کے سچے عابد ہوا چاہیں تو یہہ خوف بہت ضرور بھی ہے ✣ خوف دو طرح کا ہوتا ہے ✣ ایک تو وہ جو بیکس و لاچار غلام تند اور ظالم مالک کی نسبت رکھتے جو ہمیشہ غصہ رہتا اور گالی دیتا اور مارتا رہتا ہے ✣ اِسے خوف ذلیل کہلاتا ہے دوسرا خوف وہ ہے جو اچھے لڑکے اپنے نیک و مہربان باپ کی نسبت رکھتے ہیں ✣ یہہ فرزندی خوف کہلاتا ہے ✣ غلام اِس باعث اپنے آقا سے خوف کھاتا اور تھرتھراتا ہے کہ جانتا ہے کہ اگر میں اُس کا غصہ بھڑکاوں تو تنبیہ

سخت سزا پاؤنگا لیکن لڑکے کا خوف باپ کی نسبت [illegible] کے ساتھہ ہے اور وہ یہہ ڈرتا ہے کہ میں اپنے کسی بات سے اُسے رنجیدہ نہ کروں + غلام اپنے آقا سے صرف سزا اور تکلیف کے باعث ڈرتا ہے لیکن لڑکا جانتا ہے کہ اگر باپ مجھے ماریگا تو قصاب کی طرح ادہ موا نہیں کردیگا سو خاص اِس باعث نہیں ڈرتا مگر چونکہ اُس سے محبت رکھتا اُسے یہہ اندیشہ ہوتا ہے کہ میرا باپ مجھہ سے رنجیدہ اور بیزار نہ ہوجائے غرض اُسے ہر بات میں راضی اور خوش کیا چاہتا ہے + چنانچہ خدا ہم سے اپنی نسبت خوفِ فرزندی چاہتا ہے ہمیں چاہئے کہ غلاموں کی طرح نہیں لیکن فرزندوں کی طرح اُس سے ڈریں اور اُسے تند و ظالم آقا کی مانند نہیں بلکہ مہربان باپ کی طرح سمجھیں اگر ہم اُسے تند و ظالم آقا کی مانند سمجھیں اور غلاموں کی طرح اُس سے ڈریں تو کبھی خوش نہ رہینگے + جو نوکر یا غلام کسی ظالم مالک کے تحت میں ہے کبھی خوش نہیں رہتا لیکن ہمیشہ فکر و اندیشہ میں رہتا ہے کیونکہ نہیں جانتا کہ کب مالک کا غصہ بھڑکے اور وہ عذاب میں پڑے اِسی طرح ہمیں چین و آرام نہ رہیگا اگر ہم خدا سے غلاموں کی طرح ڈریں کیونکہ اِس اندیشہ میں رہینگے کہ نہیں معلوم جب غضب بھڑکے ہمیں کس عذاب میں ڈالے + لیکن اگر اُسے مہربان باپ جانکر فرزندوں کی طرح اُس سے ڈریں تو ڈر کے ساتھہ اُس کے رحم پر اعتقاد بھی رکھینگے اور وے کام کرینگے جو اُس کی مرضی کے مطابق ہیں اور یوں اطمینانِ خاطر رکھینگے اور خوش رہینگے چنانچہ جب کوئی فرزند اپنے باپ سے ڈرتا تو ڈر کے ساتھہ اُس سے محبت بھی رکھتا ہوں اور یوں خوش رہتا ہے +

سلیمان نے جو کہ سب اِنسانوں سے دانا تھا اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ خداوند کا خوف دانائی کا آغاز ہے + یہہ بات بہت سچ ہے سچّی دانائی اور کس لئے ہے مگر اِس لئے کہ اِنسان

ہے وہ کرا دے جو واجب ہی اور اُسے حقیقی سعادت کو پُہنچا دے ❊ جب کوئی اِنسان خدا سے ڈرنے لگتا ہی تب حقیقت میں دانا ہونا شروع کرتا ہی کیونکہ تب سچی سعادت کی راہ میں چلنے لگتا ہی ❊ خدا ہی ہمارا خالق و آسمانی باپ و بادشاہ اور تمام تسکین بخشی کا چشمہ ہی اور جب اِنسان اُس سے سعادت کی تلاش کرتا ہی تو صحیح راہ میں تلاش کرتا ہی اور ضرور پاویگا ❊ جب کوئی خدا سے ڈرتا ہی تو خدا اُس پر مہربان ہوتا اور اُسے برکت دیتا اور یہاں بھی وہ جمعی میں رکھتا اور آخر کو سعادتِ ابدی میں داخل کریگا ❊ اِس مُلک میں بہت لوگ شیطانوں اور بُری روحوں سے ڈرتے ہیں لیکن اِس بات میں دانائی کے بدلے بڑی حماقت پائی جاتی ہی ❊ جس شخص پر کہ بادشاہ خود مہربان ہی اور ہر طرح سے اُس کی بہتری اور سلامتی چاہتا ہی اُسے رعایا سے کیا خوف ❊ چنانچہ خدا قادرِ مطلق ہی اور اگر ہم اُس سے ڈر کے اور اُس کی اِطاعت کر کے اُسے اپنا دوست بنا دیں تو اگرچہ ہزاروں شیطان اور بُری روحیں ہماری مخالف ہوں تو ہمارا کیا کر سکتی ہیں ❊

خوفِ خدا دل میں چاہئے اِس کی جگہہ وہیں ہی یہہ ایسی کوئی شی نہیں کہ جیسے ہم کچھہ کر کے اپنے جسم پر دکھلا سکیں ❊ خوف دل میں ہوتا ہی لیکن اُس کی تاثیر چال چلن میں ظاہر ہوتی ہی ❊ غرض ضرور ہی کہ یہہ خوفِ خدا دل میں ہر دم رہے ایسا کہ اِنسان کسی وقت بغیر اُس کے نہ ہو خواہ گھر میں ہو خواہ باہر خواہ کام کرتا یا باتیں کرتا یا چلتا پھرتا ہو خواہ تنہا ہو یا کسی کے ساتھہ بلکہ آدھی رات کو بھی جب نیند ٹوٹے چاہئے کہ خوفِ خدا ہر دم دل میں موجود ہو ❊ اگر ہم دل میں خوفِ خدا رکھتے ہونگے تو خیال و کلام و فعل ہر طرح کے گناہ سے پرہیز کرینگے ❊

بہت لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم خدا سے ڈرتے ہیں اور اُس سے ڈر کر گناہ سے پرہیز کرتے ہیں پر حقیقت حال تو یہہ ہے کہ وے انسان سے ڈرتے اور شرماتے ہیں اور جب کوئی انسان دیکھنے کو نہیں ہوتا تو ہر طرح کا گناہ کرتے ہیں * یہہ خوفِ خدا نہیں ہے کیونکہ خوفِ خدا کو انسان کے دیکھنے اور نہ دیکھنے سے کچھہ کام نہیں * جس میں خوفِ خدا ہے وہ ہر جگہہ اور ہر وقت گناہ سے پرہیز کرتا ہے خواہ کوئی انسان اُسے دیکھتا ہو یا نہ دیکھتا ہو وہ جانتا ہے کہ خدا مجھے دیکھتا ہے اور چونکہ وہ اُس سے محبت رکھتا اور اُسے خوش کیا چاہتا ہے گناہ سے پرہیز کرتا ہے * ذکر ہے کہ ایک دفعہ کسی بدعورت نے ایک نوجوان سے فعل بد کرنے کو کہا تو اُس وقت اُن دونوں کے سوا وہاں اَور کوئی نہ تھا لیکن وہ نوجوان خدا پرست تھا اور جب اُس بدعورت نے اُسے ایسی حرکت کے کرنے کو کہا تو اُس نے حیرانی سے جواب دیا کہ میں کیونکر ایسی بدی کروں اور خدا کا گنہگار ٹھہروں * یہہ حقیقت میں خوفِ خدا تھا اور اُس نوجوان نے اِس بات سے اپنی راستی ظاہر کی اور ثابت کیا کہ مکار نہ تھا اُس نے یاد کیا کہ اگرچہ کوئی انسان مجھے نہیں دیکھتا پر خدا تو دیکھتا ہے اور اُسی سے میں محبت رکھتا اور ڈرتا اور اُسی کو خوش کیا چاہتا ہوں اور ایسی بات نہ کرونگا جس سے وہ بیزار ہو * پھر اگر ہم میں خوفِ خدا ہوگا تو کوئی گندی بات مُنہہ سے نہ نکالینگے اور کسی کو گالی نہ دینگے * بہت لوگ ایسے ہیں کہ زبان سے کہتے ہیں کہ ہم خوفِ خدا رکھتے ہیں تو بھی گفتگو میں بہت گندی باتیں نکالتے اور لوگوں کو گالی دیتے ہیں پر یہہ لوگ اپنے دعوے میں جھوٹھے ہیں اور حقیقت میں خوفِ خدا نہیں رکھتے * کسی رعایا کی مجال نہیں کہ اپنے بادشاہ کے حضور کوئی گندی بات مُنہہ سے نکالے چنانچہ اگر اِن لوگوں میں حقیقتاً خوفِ خدا ہوتا تو بادشاہوں کے بادشاہ اور خداوندوں

اُس خدا کے حضور جو ہر دم سب کچھ دیکھتا اور سُنتا ہے گندی باتیں منھہ سے نہ نکالتے +

غرض خوفِ خدا کے باعث نیک لوگ صرف بُرے کاموں اور بدفعلوں سے باز نہیں رہتے بلکہ بُرے خیالوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں + بدفعل اور بُرے کام تو انسان کے خوف سے بھی رُک سکتے ہیں مگر بُرے خیال اِس خوف سے رُک نہیں سکتے + چنانچہ اگر کوئی کچھہ دیر تک اپنے آقا یا باپ یا اُستاد کے حضور رہے جو نیک ہو اور جس کی وہ تعظیم کرتا اور جس سے ڈرتا ہو تو جب تک اُس کے حضور رہیگا بُرے فعلوں اور کاموں سے باز رہیگا لیکن دل میں جس طرح کے بُرے خیال چاہے کرتا رہے خواہ چوری کرنے یا جھوٹھہ بولنے یا کسی کو مارنے یا کسی سے لڑنے کی بابت سوچتا رہے اور اُس کا آقا یا باپ یا اُستاد ہرگز اُس کے خیالوں کو جان نہ پاوے + لیکن جو آدمی کہ خوفِ خدا رکھتا ہے وہ بُرے خیالوں سے بھی پرہیز کریگا + وہ جانتا ہے کہ خدا سب انسانوں کے خیالوں سے واقف ہے اور اُسی کے حضور سب کو جوابدہی اور عدالت کے لئے حاضر ہونا ہے اور چونکہ اُسی سے وہ ڈرتا اور محبت رکھتا اور اُسی کو خوش کیا چاہتا ہے وہ بُرے خیالوں سے بھی پرہیز کرتا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ خدا کے نزدیک بُرے خیال بداعمال میں شمار ہیں + بُرے خیالوں کو کچھہ دیر دل میں رکھکر نہیں روکتا لیکن اُن کے شروع ہوتے ہی اُنھیں روکتا ہے + اِنسان کی گنہگار ذات کو بُرے خیالوں سے بھی ایک طرح کا مزہ ملتا ہے چنانچہ کوئی شراب کوئی عورتوں کوئی دولت کوئی دشمنوں کو نقصان پہنچانے [illegible] اور یہی طرح سب اپنی اپنی پسند کی باتوں کے باب میں [illegible] پاتے ہیں + پس وہ جو خوفِ خدا رکھتا ہے ایسے خیالوں کو کچھہ دیر بعد نہیں بلکہ

شروع ہوتے ہی روکتا ہے ✤ غرض وہ جس کے دل میں خوفِ خدا ہے ہر وقت اور ہر کہیں سب بدفعلوں اور بدکلموں اور بُرے خیالوں سے پرہیز کرتا ہے ✤

چونکہ گناہ خدا کی نظر میں نہایت مکروہ ہے اور سچا عابد خدا سے محبت رکھتا اور اُسی کو خوش کیا چاہتا ہے بہت ضرور ہے کہ وہ ہمیشہ بڑی ہوشیاری کے ساتھ گناہ سے پرہیز کرے ✤ اگر وہ روزمرہ بدل خدا سے دعا مانگے اور اُس کے کلام کو پڑھے اور اُس سے ہدایت حاصل کرے تو اِس سے اُس کے دل میں خوفِ خدا ترقی کریگا اور اِس خوف کے باعث وہ ہمیشہ چوکس اور ہوشیار رہیگا ✤ اور ہمیں چوکس و ہوشیار اِس لئے رہنا چاہئے کہ ہمارے بہت سے روحانی دشمن ہیں جو ہمیں گناہ میں پُہنچانے اور ہلاک کرنے چاہتے ہیں ✤ جب دو قومیں آپس میں لڑتیں ہیں تو دونوں ہوشیار رہتی ہیں کہ ایسا نہ ہو مخالف ناگہانی آپڑے اور جب دو شخصوں کے درمیان اِس قدر عداوت ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے کا جانی دشمن ہو جاتا ہے تو دونوں لاٹھی یا تلوار یا اَور کوئی ہتھیار باندھے تیار اور چوکس رہتے ہیں اور اگر دولت ہو تو ہتھیار بند نوکر چاکر ہمراہ رکھتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ دشمن موقع پاکر حملہ کرے چنانچہ اِسی طرح اُن سب کو ہوشیاری اور چوکسی کرنا چاہئے جو بہشت کے آرام اور سعادت کی آرزو رکھتے ہیں ✤ گناہ ہمارا جانی دشمن ہے اور ہر دم طرح طرح کی صورتوں میں ہمارے سامنے حاضر ہوتا ہے بلکہ وہ ہمارے گھر میں موجود ہے یعنے دلوں میں پایا جاتا ہے اور مرنے کے وقت تک ہمراہ رہیگا ✤ اِس دُنیا کے مرتبے و عزت و دولت اور طرح طرح کی عیش و عشرتیں ہمیشہ ہمیں بہکاتی رہینگی ✤ پس ہمیں چاہئے کہ خبردار رہیں اور جب گناہ ہم پر حملہ کیا چاہے تو دل کو فوراً خداوند عیسیٰ مسیح کی طرف رجوع کریں اور مقابلہ کو فضل کے لئے

اُس سے دعا مانگیں اور اگر ہم حقیقت میں ہوشیار رہیں اور بدل اُس سے دعا مانگیں تو وہ ضرور ہ
ہمیں جدائی دیگا ❖ غرض اگر بہشت کی سعادت میں داخل ہوا چاہیں تو ضرور ہے کہ خوفِ خدا
رکھیں اگر خوفِ خدا نہ رکھینگے تو ہمیشہ گناہ کرتے اور ہلاکت کی راہ میں چلتے رہینگے ❖

روزِ سبت کے ماننے کا بیان ❖ روزِ سبت کا ماننا بھی ایک فرض ہے جو خدا کی نسبت
ہم پر واجب ہے ❖ زمانہ ہفتوں میں تقسیم ہے اور ہفتہ تمام جہان میں سات روز کا ہوتا ہے
چھہ دن خدا نے دُنیوی کام کے لئے فرمائے ہیں لیکن ایک دن خاصکر اپنی عبادت کے واسطے مقرر
کیا ہے ❖ عبادت البتہ روزمرّہ کرنی ہے لیکن اَور دنوں دُنیوی کاموں کے کرنے کا بھی حکم ہے
لیکن سات دن میں ایک تمام عبادت میں صرف کرنا فرض ہے اور اُس میں سارے دُنیوی کام
اور کلام و خیال منع ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے روزِ سبت کے ماننے کے باب میں یہہ حکم کیا ہے کہ تو سبت
کے دن کو پاک رکھنے کے لئے یاد کر چھہ دن تک تو محنت کرکے اپنے سارے کام کاج کر لیکن ساتواں
دن یہوواہ تیرے خداوند کا سبت ہے اُس میں کچھہ کام نہ کر نہ تو نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی نہ تیرا غلام
نہ تیری لونڈی نہ تیرے مواشی اور نہ تیرا مسافر جو تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو کیونکہ یہوواہ نے چھہ
دن میں آسمان اور زمین دریا اور سب کچھہ جو اُن میں ہیں بنایا اور ساتویں دن میں آرام کیا
اِس لئے یہوواہ نے سبت کو برکت دی اور اُسے مقدس ٹھہرایا ❖ خدا قادرِ مطلق ہے اور وہ ساری
خلقت کو ایک دم میں پیدا کر سکتا تھا لیکن اُس کی مرضی یوں ہی ہوئی کہ اُنھیں رفتہ رفتہ چھہ
دن میں بناوے ساتویں دن اُس نے پیدا کرنا موقوف کیا اور فرمایا کہ یہہ سارا دن اُسی کی عبادت
میں صرف ہو ❖ خداوند عیسیٰ المسیح کے نہ آنے تک لوگ ہفتہ کے آخری دن کو سبت کرکے

مانتے رہے لیکن جب آپکا تب پہلے دن کو ماننے لگے کیونکہ خداوند اُس روز مُردوں میں سے اُٹھا ✣
غرض منیچر کی رات کو تمام دُنیوی کام موقوف کرکے سبت کا سارا روز خدا ہی کی عبادت
میں بسر کرنا ہے ✣ مجلس کی عبادت عبادتخانہ میں دو دفعہ ہوتی ہے ایک تو دوپہر کے پیشتر اور
ایک تیسرے پہر کو ✣ اُس وقت خدا کا کلام پڑھا جاتا اور اُس کا وعظ کیا جاتا ہے اور جماعت
اور سب اِنسانوں کی بہتری کے واسطے دعا مانگی جاتی اور زبور اور گیت بھی گائے جاتے ہیں
اور اِس عبادت میں خادمِ دین پڑھتے اور وعظ کرتے اور دعا مانگتے ہیں ✣ حق تعالےٰ کا حکم
ہے کہ سب جو اُس کی مرضی کو جانتے ہیں اُس کی عبادت میں حاضر ہوں اور وے جو باز رہتے
ہیں سزا پاوینگے اور جو اِس عبادت میں شریک ہوتے ہیں حکم ہے کہ دل و راستی اور سنجیدگی سے
اُس میں مشغول ہوں ✣ جب لوگ مجلسی عبادتخانہ سے لوٹیں تو اُنھیں گھر میں سُست
رہنا نہ چاہئے لیکن سوا گھرانے کی دعا کے گھرانے کے ہر شخص کو ضرور ہے کہ تنہائی میں خدا کے
کلام کو پڑھے اور اُس پر غور کرے اور دعا مانگے اور اپنے خیالوں کو روحانی باتوں میں مشغول کرے
مثلاً خدا و مسیح و روح پاک اور نجات اور بہشت اور اپنی حالت کی بابت بھی کہ میں خدا سے محبت
رکھتا اور ڈرتا اور سعادت کی راہ میں چلتا ہوں یا نہیں چنانچہ ایسی بہت سی روحانی باتیں
ہیں جن کے باب میں غور کر سکتا ہے ✣ سوا خدا کے کلام کے اَور کسی عیسوی کتاب کو بھی پڑھے
جس میں خدا و مسیح و نجات اور حقیقی دینداری کا بیان ہو ✣ اُسے ضرور ہے کہ نہایت ہوشیار
اور خبردار رہے اور اپنے خیالوں کو دُنیا اور گناہ کی باتوں کی طرف دوڑنے نہ دے ✣ اگر
خبردار نہ رہیگا تو خیال دُنیا اور گناہ کی باتوں میں ہر دم لگتے رہینگے چنانچہ سبت کے باب میں خدا

کا حکم عدول ہوجائیگا اور بڑا گناہ صادر ہوگا ✤ خیال نہایت ہی جلد اِدھر اُدھر دوڑ جاتا ہیں پس اُن کے حق میں بہت ہی ہوشیار رہنا ضرور ہے غرض ہے کہ سبت کو خیال و کلام و فعل ہر طرح سے مانیں ✤ جب سبت کو کسی وقت گھر کے دو یا زیادہ شخص ایک جگہہ ہوں تو خبردار رہیں کہ دُنیوی کاروبار یا اور کسی چیز کی بابت جو حقیقتاً دینداری سے نسبت نہ رکھتی ہو گفتگو نہ کرنے لگیں ایسے وقت بڑا خطرہ ہے جب دو چار شخص باتیں کرنے لگتے ہیں تو گفتگو شروع نہیں اور آخر کہیں ہوتی ہے ✤ پس ہوشیار رہیں کہ دُنیوی کاروبار کی گفتگو درمیان میں نہ آجاوے ✤ خاموش رہنا بھی کچھ ضرور نہیں پر چاہئے کہ دینی باتیں کریں چنانچہ خدا باپ و مسیح و روح پاک و اپنے محض گنہگار ہونے و نجات و توبہ و ایمان و محبتِ الٰہی و پاکیزگی و اُن کی کمبخت حالت جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ایسی ایسی باتوں کے حق میں گفتگو کریں ✤ اگر ایسے مضمونوں کے باب میں گفتگو کرینگے تو اُن کو اور سننے والوں دونوں کو فایدہ ہوگا اور خاصکر لڑکوں کے حق میں بہت اچھا ہوگا ✤ ہمیں حکم ہے کہ آپس میں ایسی گفتگو کیا کریں ✤ اُن لڑکوں کو جو سمجھ سکتے ہیں سبت کا ماننا سکھلانا فرض ہے اور سبت کا کچھ وقت اُن کی دینی تعلیم میں صرف کرنا چاہئے وے لڑکے جن کی ایسی تعلیم کیجاتی ہے جب سن شعور کو پہنچتے اکثر حق تعالیٰ کی برکت سے خدا پرست ہوتے ہیں ✤

پھر حق تعالیٰ کا حکم ہے کہ سبت کے روز نوکروں اور حیوانوں سے بھی دنیوی کام نہ لیں سبت کے روز دُنیوی کام سے آرام کرنا ہے چنانچہ اُنھیں بھی آرام دینا چاہئے ✤ انسانوں اور حیوانوں دونوں کے جسم آرام کے حاجتمند ہیں اور جناب باری نے اپنے رحم و کرم سے ساتوں

دِن سے ایک دن جسم کے آرام کے لئے مقرر فرمایا ہے ✣ سو اِس کے بعد سبت سے یہہ بڑا فائدہ
ہوتا ہے کہ تمام دُنیوی کام موقوف کرنے اور سارا دن یادِ الٰہی میں بسر کرنے سے خدا کے لوگوں کی
دینداری تازی رہتی اور ترقی پاتی ہے ✣ اگر سبت نہ ہو تو روز مرہ دنیوی کام میں مشغول رہ کے
اور اُن کے دل محض دنیدار ہو جائیں اور اُن کی دینداری بھی بہت جاتی رہے اور اُنھیں وہ
خوشحالی نہ ملے جو اب خدا کی عبادت سے حاصل ہوتی ہے ✣ پس خدا نے اپنی کمال حکمت اور رحمت
سے سبت کا روز مقرر فرمایا ہے ✣

اگرچہ سبت کے روز سب دنیوی کام منع ہیں پر ضرورت اور ثواب کے کاموں کے کرنے کی
اجازت ہے ✣ چنانچہ سبت کو کھانا پکانے کی پروانگی ہے مگر وہی اور اُتنا ہے جو پرورش کے لئے
ضرور ہو جیسا اور دنوں اکثر عیش اور خوش مزے کے واسطے پکواتے ہیں ویسا سبت کو لازم نہیں ✣
بعضے ملکوں میں جو بہت سرد ہیں لوگ اکثر سنیچر کی رات ہی کو کھانا پکا رکھتے ہیں اور وہی سبت کو
کھاتے ہیں مگر چھوٹے لڑکوں اور بیماروں کے واسطے سبت کو بھی پکا لیتے ہیں ✣ ہمارا مُلک بہت
گرم ہے اور سنیچر کی رات کا پکا کھانا ہر موسم میں یہاں رہ نہیں سکتا ✣ پس ضرورت کے موافق
سبت کو پکانے کی پروانگی ہے ✣ پھر اجازت بلکہ حکم ہے کہ سبت کے روز بیماروں اور محتاجوں
کی مدد کریں ✣ غرض اگر کوئی بیمار ہو تو چاہئے کہ جاکر اُسے دیکھیں اور اگر وہ شخص کہیں دور
رہتا ہو اور ہمارے پاس سواری ہو تو سواری کو بھی کام میں لاویں اور اگر کوئی مصیبت میں
ہو اور ہم سے اُس کے واسطے کچھہ ہو سکے تو ضرور ہے کہ اُسے کریں ✣ اِسی طرح سبت کو بھوکوں
کو بھی کھلانے اور پلانے کی پروانگی ہے کیونکہ یہہ ضرورت کا کام ہے ✣

سبت کے روز ایسی ایسی باتوں کی اجازت ہے لیکن سوا اِن کے پروانگی نہیں کہ اپنے فایدہ یا خوشی کے واسطے کچھ کریں ۔ اور پھر پورے دن کا ماننا ضرور ہے شام کو یہہ نہ سمجھیں کہ اب سبت تمام ہوا جو چاہیں سو کریں بلکہ فرض ہے کہ آرام کے وقت تک مانیں ۔ سبت سنیچر کی رات کے بارہ بجے سے شروع ہوتا اور اتوار کی رات کے بارہ بجے آخر ہوتا ہے ۔ پس سنیچر کی رات کے بارہ بجے کے پیشتر سب دُنیوی کام موقوف کرنا چاہئے ۔

غرض خدا اُن سے جو اُس کے حکم کے مطابق سبت کو مانتے ہیں بہت خوش ہوتا ہے اور اُنھیں برکت دیتا ہے یہہ بات عیسوی مُلکوں میں جہاں اُس کے ماننیوالے بہت ہیں خوب ظاہر ہے اور اِس کی بہت سی دلیلیں موجود ہیں ۔ لیکن اُن پر جو جان بوجھکر اُسے توڑتے ہیں اُس کی لعنت ہے اِس باب میں بھی بہت سی دلیلیں ہیں ۔ پس اُن سب کو جو اِس حکم سے واقف ہیں ضرور ہے کہ اور سب فرضوں کے ساتھ اِسے بھی بجا لاویں اور خدا اُنھیں برکت بخشیگا ۔

وہ جو خیال و کلام و فعل میں ہوشیاری اور خبرداری سے سبت کو مانتا ہے اِسی ماننے میں ایک خاص دلیل اور ثبوت رکھتا ہے کہ خدا کا سچا عابد ہے ۔

پاکیزگی کا بیان ۔ پاکیزگی بھی ایک فرض ہے جو خدا کی نسبت ہم پر واجب ہے اور حقیقت حال تو یہہ ہے کہ اگر ہم میں وے نیکیاں ہونگی جن کا ذکر پیچھے کر چکے ہیں تو پاکیزگی از خود ہم میں پیدا ہوگی اور ضرور پیدا ہوگی یہی اُن کا نتیجہ ہے ۔ یہہ نیکیاں آپ سے آپ انسان کے دل میں پیدا نہیں ہوتیں مگر روح پاک کی تاثیر سے اور انسان کو اُن کے لئے دعا مانگنا ہے ۔ چنانچہ اگر کوئی راستی سے توبہ کرتا اور خداوند عیسیٰ مسیح پر اعتقاد رکھتا ہوا اور دل سے خدا کو

پیار کرتا اور روزمرہ اُس کی عبادت کرتا اور اُس سے دعا مانگتا اور ہمیشہ دل میں خوفِ خدا رکھتا ہوا ور ہر روز خدا کے کلام کو بغور پڑھتا اور سبت کو مانتا ہو تو ان سب باتوں سے بیشک پاکیزگی پیدا ہوگی ✦ یہہ پاکیزگی انسان اپنے دل میں آپ سے پیدا نہیں کرسکتا پر یہہ روح پاک کا کام ہی اور وہ انسان کے دل میں رہکر اُسے پیدا کرتی ہی اور انسان کو حکم ہی کہ روح پاک کے پانے کو دعا مانگے ✦ خدا کی پاکیزگی بےحد و بےپایان ہی فرشتے اُس کے حضور پکارا کرتے ہیں قدوس قدوس قدوس قادرِ مطلق خداوندوں کا خداوند ✦ چونکہ وہ بےحد پاکیزگی کا رکھنیوالا ہی گناہ اُس کے نزدیک رہ نہیں سکتا ✦ ہو نہیں سکتا کہ کسی شاہنشاہ کے حضور کوئی بھنگی غلیظ کا نوکر الیکر بیٹھے اسی طرح گناہ کا خدا کے حضور رہنا ممکن نہیں ✦ کلام پاک فرماتا ہی کہ خدا ایسا پاک ہی کہ بدی کو دیکھہ نہیں سکتا چنانچہ وے جو سعادت کے لئے اُس کے حضور جایا چاہتے ہیں مع گناہوں کے وہاں پہنچ نہیں سکتے ضرور ہی کہ پاک بنیں ✦ وہ انسانوں کو اپنے کلام پاک میں فرماتا ہی کہ پاک ہو کہ میں پاک ہوں ✦ اور یہہ بھی کہ بغیر پاکیزگی کے کوئی خداوند کو دیکھہ نہ پاویگا ✦ غرض پاکیزگی کس بات میں پائی جاتی ہی ✦ اسی میں کہ انسان دل سے خدا کی عبادت کرے اور اُس سے محبت رکھے اور جو اُس نے فرمایا ہی اُسے بجالاوے اور جو منع کیا ہی اُس سے باز رہے ✦ اِس میں وے سب فرایض شامل ہیں جن کا بیان ہوچکا ہی یعنے توبہ و اعتقاد و محبت و کلامِ الٰہی کا پڑھنا اور بجالانا اور خوفِ خدا رکھنا اور سبت کو ماننا ✦ اگر انسان میں یہہ سب نیکیاں نہوں اور وہ پاک نہو تو خدا کو ہرگز خوش نہیں کرسکتا اور بہشت کو نہیں پہنچ سکتا ✦ اِس جہان میں دیکھتے ہیں کہ جو نوکر اپنے مالک کو خوش کرنے اور اُس کی رضامندی حاصل کرنے

اور اُس کی خدمت میں رہنے چاہتا ہے تو حتی المقدور اُس کے طور طریقہ اختیار کرتا اور اُس کی مرضی پر چلتا ہے ۔ چنانچہ جس بات کو مالک چاہتا وہ بھی چاہتا ہے اور جس سے مالک نفرت رکھتا وہ بھی کراہیت رکھتا ہے اور بیٹا بھی باپ کی نسبت یوں ہی کرتا ہے ۔ جب طور طریقہ اور مزاج آپس میں نہیں ملتا تو نوکر مالک سے اور بیٹا باپ سے جدا ہو جاتا ہے ۔ پس اگر ہم خدا کے پاس پہنچا چاہیں تو اس چیز سے محبت رکھیں جس سے وہ محبت رکھتا ہے یعنے پاکیزگی کو اختیار کریں ۔ لیکن اگر گناہ سے محبت رکھیں تو خدا اور ہم ایک ساتھ رہ نہ سکینگے اور جب اُس سے جدے ہوئے تو سوا جہنم کے ہمارے واسطے اور کون جگہہ ہے ۔ کلام پاک فرماتا ہے کہ مبارک وے ہیں جو پاک دل ہیں کیونکہ وے خدا کو دیکھینگے ۔ اور اُن کی بابت جو پاک نہیں ہیں یہہ فرماتا ہے کہ شریر اور وے سب قومیں جو خدا کو فراموش کرتی ہیں جہنم میں ڈالی جائینگی ۔

غرض خدا ہم سے کامل پاکیزگی چاہتا ہے ۔ اگر ہم کچھہ پاک ہوں اور کچھہ ناپاک تو اس سے کچھہ فایدہ نہ ہوگا جس میں ذرہ بھی گناہ رہیگا وہ پاک نہیں کہلا سکتا اور بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا ۔ اگر کسی کا جسم بہت صاف ہو اور وہ بہت صاف کپڑے پہنے ہو لیکن اگر اس میں کہیں ذرہ سا بھی بدبودار غلیظ لگا ہو تو وہ بھلے آدمیوں کی صحبت میں جانے کے قابل نہ ہوگا بلکہ وہاں جاتے وہ خود شرمائیگا اِسی طرح جب تک انسان میں ذرہ سا بھی گناہ رہے وہ خدا اور اُس کے پاک فرشتوں کی صحبت کے لایق نہیں ہے چنانچہ کامل پاکیزگی کی ضرورت ہے ۔

لوگ پاکیزگی کی اُمید سے دریاؤں میں نہاتے جنھیں پاک سمجھتے و چندن لگاتے و بعضے انسانوں کے نام لیتے جنھیں اوتار سمجھتے و بعضی بعضی کھانے کی چیزوں سے پرہیز کرتے اور کوئی

کوئی بھی اُمید سے سچے خدا کا بھی صرف زبان سے نام لیتے اور نماز بھی پڑھا کرتے ہیں + لیکن
اِن سے پاکیزگی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی یہہ تو سب ظاہری باتیں ہیں اور لوگ چاہیں زندگی
بھر اِنھیں بڑی ہوشیاری سے بجا لایا کریں تو بھی گناہوں سے نہ بچینگے چنانچہ بعضے بعضے بڑے
جھوٹھے و زانی و ظالم و چور اور طرح طرح کے بدمعاش اِن ظاہری باتوں کو کرتے اور اِن کے ساتھ
اپنی اپنی پسند کا گناہ بھی کرتے رہتے ہیں تو کیونکر ثابت ہوتا ہے کہ اِن ظاہری باتوں سے دل
پاک ہو سکتا ہے + دل کی اور چال چلن کی پاکیزگی چاہئے دل یعنے روح سب خیالوں اور کاموں
اور فعلوں کی اصل ہے اور ضرور ہے کہ پاکیزگی بھی وہیں سے شروع ہو اور جس پاکیزگی کی اصل وہاں
نہیں ہے وہ جھوٹھی ہے + ہندو اور مسلمان حقیقی پاکیزگی کی کیفیت کو نہیں جانتے اِسی لئے اُن
کے مذہب کی سب باتیں صرف ظاہری ہیں اور وے سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اِن ظاہری باتوں کو
بجا لاویں تو پاک ہو جائینگے + چنانچہ ہندو سمجھتے ہیں کہ اگر ہم روز اشنان و پوجا کریں اور
اپنے اوتاروں کا نام لیں و برہمنوں کو کھلاویں و تیرتھوں کو مانیں و بعضی بعضی چیزوں کے کھانے
سے پرہیز کریں اور کسی دوسری ذات کا چھوا کچھ نہ کھائیں تو بالکل پاک ہیں اور بیشک بیکنٹھ کو
پہنچینگے + یہہ باتیں کرتے ہیں اور پھر سب طرح کا گناہ بھی قصداً کرتے ہیں یہہ کیسی پاکیزگی
ہے + مثلاً سا نیہہ جو کچہریوں میں نوکر ہیں یا وہاں کسی طرح کا کام کرتے ہیں ہندو مذہب کی یہہ
سب باتیں بجا لاتے ہیں اور پھر بھی یہہ لوگ بڑے بڑے جھوٹھوں و چوروں و ظالموں وغیرہ
کی برابر ہیں جیسے کچہریوں میں ناظر منشی و وکیل و مختار و محرر ہوا کرتے اور سوا اِن کے اور طرح
طرح کے عہدے رکھتے ہیں اور اپنے اپنے کام میں اُن لوگوں سے جنھیں اِن سے کام پڑتا ہے

جہاں تک طلبوالا ہوتا ہی ایک پیسا تک نہیں چھوڑتے ÷ مقدمے بھیڑیوں کی طرح ہیں
سب کو دق کرتے اور خاصکر غریبوں کو نہایت ستاتے ہیں ÷ سچے مقدموں کو جان بوجھکے
اُلٹ دیتے اور روپئے کے واسطے بہت بے قصوروں کو مہینوں اور برسوں کے لئے قید کروا دیتے
بلکہ پھانسی بھی دلوا دیتے ہیں اور زر کے واسطے بڑے بڑے مجرموں اور خونیوں کو بھی چھوڑ
دیتے ہیں ÷ مقدموں کے باب میں حق وناحق کو ذرہ بھی خیال میں نہیں لاتے لیکن صرف
روپئے پر خیال رکھتے ہیں ÷ اور تو بھی یہہ لوگ اپنے تئیں نہایت پاک سمجھتے ہیں کوئی کوئی
ان میں سے تلک بھی لگائے رہتے ہیں جو کہ اُن کی عبادت کی علامت ہی ÷ یہہ لوگ صبح
کو ایک یا دو گھنٹے عبادت میں صرف کرتے اور باقی تمام دن جھوٹھ وچوری وظلم وخون اور ہزاروں
گناہوں میں کاٹتے ہیں تو بھی اپنے تئیں پاک سمجھتے اور عجیب بات یہہ ہی کہ اور ہندو جو اُن کا سا
پیشہ نہیں رکھتے اُنھیں جیسا چاہئے بُرا نہیں کہتے پر وے بھی اُنھیں دیندار سمجھتے ہیں ÷
اور برہمن تو بیشک اُنھیں دیندار اور بڑے پوجیری کہینگے اور اُن کے کہنے کی یہہ وجہہ ہی کہ
وے بھی اُن کے جرموں اور گناہوں میں شریک ہیں وے اُن کے ہادی ہیں اور اچھے آدمی نہیں
ہیں ÷ کائیتھہ برہمنوں کو کھلاتے اور اُنھیں دان دیتے اور پوجا پاٹ کے لئے نوکر رکھتے ہیں تو
یہہ لوگ پھر اُنھیں اچھا کیوں نہ کہینگے ÷ یہہ لوگ بھی اُن کے گناہوں میں شریک ہیں ÷ چور
کی سزا تو بیشک ہوتی ہی پر اُس شخص کی سزا بھی ہوتی ہی جو اپنے گھر میں چور کو چھپاتا اور چوری
کا مال لیتا ہی ÷ یہی حال برہمنوں کا ہی وے کائیتھوں سے نہیں کہتے کہ تم ایسے بُرے کام
نہ کرو پر برعکس اِس کے اُنھیں پوجیری کہتے اور دیندار سمجھتے اور اُن کی تعریف کرتے اور اُن

سے وہ روپیہ لیتے جو انھوں نے حرام سے پیدا کیا ہے اور خوب جانتے ہیں کہ یہہ روپیہ جو ہم لیتے ہیں حرام کا پیدا ہے ✣ پھر وے برہمن بھی جو کچہریوں میں نوکر ہوتے کایتھوں کے موافق ہر طرح کا گناہ کرتے ہیں اور تو بھی یہہ لوگ اپنی اور اور ہندوؤں کی دانست میں نہ صرف پاک بلکہ دیوتے بھی ہیں ✣ سرکار نے بہت سے ان پاک دیوتوں کو جرم میں پکڑ کر قید میں ڈال دیا ہے اور وے اب بیڑیاں پہنے مٹی کاٹتے ہیں ✣ غرض پاکیزگی کو ان لوگوں نے ایک تماشہ سمجھ لیا ہے اسی طرح اور ذاتیں بھی جان بوجھکر اپنے اپنے پیشے کے گناہ کرتے ہیں اور سوا ان کے ہزاروں اور بھی گناہ ہیں تو بھی اگر وے برہمنوں اور کایتھوں کی طرح دو چار ظاہری باتیں مان لیں تو اپنے درجہ کے موافق وے بھی پاک سمجھے جا سکتے ہیں ✣

مسلمان سمجھتے ہیں کہ اگر ہم روز پانچوں وقت کی نماز پڑھیں اور رمضان میں روزہ رکھیں اور قرآن کو پڑھیں یا سنیں اور دو چار اور ایسی ایسی باتیں کریں تو بہت پاک ہوتے ہیں ✣ پاک ہوتے ہیں تو بھی اگر چاہیں تو بڑے بڑے گناہ کر سکتے ہیں ✣ چار جورواں اور اگر پرورش کر سکیں تو سو لونڈیاں بھی رکھ سکتے ہیں ✣ جب کہ ان کا دل نفسانیت پر اس قدر لگا رہتا ہے تو پاک کیونکر ہو سکتے ہیں ✣ پر سوا اس کے اور بھی کچھ کرتے ہیں یعنے کچہریوں میں وے بھی وے سب گناہ کرتے جو ہندو کرتے ہیں چنانچہ وے جھوٹھ بولتے چوری کرتے لوٹتے ظلم کرتے اور بے انصافی کرواتے ہیں ✣ ان مسلمانوں میں سے جو یہہ گناہ کرتے ہیں بہت سے روزمرہ بڑی تاکید سے پانچوں وقت کی نماز پڑھتے ہیں اور اگرچہ وے یہہ سب گناہ کرتے ہیں تو بھی لوگ انھیں نمازی اور پاک سمجھتے اور برا نہیں کہتے ✣ یہہ عجیب طرح کی پاکیزگی ہے ✣ اگر اسی کو پاکیزگی کہتے ہیں تو

یوں تو قیدخانوں کے بڑے بڑے بدمعاش بھی نہایت پاک ہو سکتے ہیں ✤ حقیقت حال تو یہ ہے کہ ہندو و مسلمان دونوں حقیقی پاکیزگی کی کیفیت سے ناواقف ہیں ✤ گناہ اور پاکیزگی دونوں کی ذات ایک دوسرے کے برعکس و برخلاف ہے ✤ وے گناہ کی ذات کو اچھی طرح نہیں پہچانتے تو کیا عجب ہے کہ پاکیزگی کی ذات و کیفیت کو بھی نہ جانتے ہوں ✤ چنانچہ اگر کسی ہندو یا مسلمان سے پوچھیئے کہ آج تم نے کوئی گناہ کیا ہے تو حیرانی کے ساتھ تمہارا مُنہہ دیکھنے لگیگا اور کہیگا نہیں تو ✤ یا مجمل جواب دیگا اور کہیگا کہ ہر کسی سے روزمرہ ہزاروں گناہ ہو جاتے ہیں اور مجھ سے بھی ہوئے ہونگے ✤ لیکن اگر خصوصاً پوچھتے کہ آج تم نے کون کون گناہ کئے ہیں تو صاف جواب دیگا کہ آج میں نے کوئی گناہ نہیں کئے ✤ چنانچہ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ وے گناہ کی ذات اچھی طرح نہیں پہچانتے وے سمجھتے ہیں کہ صرف بعضے بُرے کاموں اور بعضی بُری باتوں کو گناہ کہتے ہیں اور اِن کی بابت بھی اچھی طرح نہیں جانتے اُنھیں یہہ نہیں معلوم کہ بُرے خیالوں میں بھی گناہ پایا جاتا ہے اور نہیں جانتے کہ اگر کوئی اپنے تئیں ایک کوٹھری میں مہینے بھر بند کر رکھے اور ایک بات بھی نہ بولے تو بھی دل میں اُس سے بڑے بڑے گناہ ہو سکتے ہیں ✤

ہندو اور مسلمان شاید کہینگے کہ ہزاروں انگریز و ہندوستانی عیسائی بھی تو سب طرح کے گناہ کرتے ہیں ✤ ہم کہتے ہیں کہ ہاں وے کرتے ہیں ✤ لیکن وے سچے عیسائی نہیں کہلاتے پر صرف نام کے ✤ اور اَور عیسائی خواہ حقیقی ہوں یا نامی اُنھیں پاک نہیں سمجھتے بلکہ ایسے گناہوں کے کرنیوالے حقیقی عیسائیوں کے درمیان بہت بدنام رہتے ہیں اور شرم کے مارے

یہہ گناہ اپنے دینی بھائیوں سے چھپکے بھی کرتے ہیں ÷ پھر سوا اِس کے یہہ لوگ پاکیزگی کا دعویٰ نہیں کرتے ÷ گرجے کو جاتے ہیں اور شاید گھر میں بھی کبھی کبھی دعا مانگتے ہوں لیکن پاکیزگی کا دعویٰ نہیں کرتے ÷ اِن نامی عیسائیوں کے اور دھرمی ہندوؤں اور نمازی مسلمانوں کے درمیان یہی فرق ہے ÷ یعنے ہندو و مسلمان جھوٹھ بولتے اور چوری کرتے و لوٹتے و ظلم کرتے و فریب دیتے اور سوا اِس کے اور سیکڑوں گناہ کرتے ہیں تو بھی کہتے ہیں کہ ہم کچھہ نہیں کرتے ہم پاک ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہہ پاکیزگی اپنے اپنے مذہب کی چند ظاہری رسموں کے بجالانے سے حاصل ہوتی ہے لیکن نامی عیسائی اِن کی طرح پاکیزگی کا دعویٰ نہیں کرتے وے پاکیزگی کے بیان میں اکثر کلام پاک کو اور اُس کے وعظوں کو سنتے اور کبھی کبھی پڑھا بھی کرتے ہیں چنانچہ وے کچھہ کچھہ اُس کی ذات کو جانتے اور اُنھیں یہہ بھی معلوم ہے کہ یہہ شے جیسا کہ اِس کا بیان پڑھتے ہیں ہم میں نہیں ہے اِس لئے اُس کا دعویٰ بھی نہیں کرتے ÷ اُن عیسائیوں کے باب میں جو ہر طرح کا گناہ کرتے ہیں یہہ باتیں کہنے سے ہم کچھہ اُن کی صفائی نہیں کرتے بلکہ برعکس صفائی کے کہتے ہیں کہ روزِ عدالت میں ہندؤں اور مسلمانوں سے اُن کی زیادہ سزا ہوگی کیونکہ اُن کے پاس خدا کا کلام موجود ہے تو بھی اُس کی ہدایت کے موافق نہیں چلتے ÷ حقیقی پاکیزگی کی ذات و کیفیت اچھی طرح فقط سچے عیسائیوں کو معلوم ہے اور ہندو و مسلمان اور جھوٹھے عیسائی اُس کی بابت کچھہ کچھہ اُن کی چال چلن سے دریافت کرسکتے ہیں ÷ اِس ملک میں حقیقی عیسائی بہت کم ہیں چنانچہ ہندوؤں اور مسلمانوں کی واقفیت کے واسطے ہم پھر کہتے ہیں کہ سب جو عیسائی کہلاتے ہیں سچے عیسائی نہیں ہیں ÷ سب انگریز جو اِس ملک میں ہیں اور وے سب جو اُن کے ساتھہ کھانا کھا سکتے ہیں حقیقی عیسائی نہیں ہیں ÷ ہندوؤں

اور مسلمانوں کے مذہب زیادہ تر کھانے پینے اور چند ظاہری رسموں پر موقوف ہیں ہندو مسلمانوں
اور عیسائیوں کے ساتھ نہیں کھا سکتے اور مسلمانوں کو عیسائیوں کے ساتھ کھانے کی اجازت
نہیں اگر کوئی ہندو کسی مسلمان یا عیسائی کے ساتھ کھا لیوے تو بقول ہندوؤں کے اُس کا دھرم
جاتا رہے اور وہ کھانے سے عیسائی یا مسلمان ہو جاوے اسی طرح اگر کوئی مسلمان کبھی عیسائی کے
ساتھ کھالے تو بقول مسلمانوں کے اُس وقت اُس کی ذات جاتی رہے اور وہ عیسائی ہو جا
اور اُسے پیشتر اپنے مذہب میں ملنے کے کچھ کرنا پڑے لیکن مذہب عیسوی کھانے پینے اور ایسی ایسی
باتوں پر موقوف نہیں ہے وہ دل سے متعلق ہے اور صرف وہی لوگ حقیقی عیسائی ہیں جو کلام الٰہی
کی ہدایت کے موافق چلتے ہیں ۔ ایسے عیسائی اس مُلک میں نہایت کم ہیں سیکڑوں کوس
سفر کریئے تو بھی شاید کوئی نہ ملے پانچ سو نامی عیسائیوں میں ایک سچا ملے تو ملے اور جہاں کوئی حقیقی عیسائی
ہے لوگ اُس کی چال چلن سے کچھ کچھ سچی پاکیزگی کی ذات وکیفیت دریافت کریں مثلاً اگر کوئی
انگریزی عیسائی ملے تو دیکھ لیں کہ اُس کا طور طریقہ اور انگریزوں کے طور طریقہ سے کچھ فرق رکھتا
ہے کہ نہیں چنانچہ ایسا شخص روز مرّہ خلوت میں عبادت کریگا لیکن چونکہ یہہ خلوت کی بات ہے
شاید اوروں پر ظاہر نہ ہو سکے پھر اگر اُس کے لڑکے بالے ہوں تو ہر روز صبح و شام دو دفعہ اُن کے
ساتھ عبادت کریگا متوالا نہ ہوگا اور اگر لڑکے بالے نہ بھی رکھتا ہو تو کبھی سبتوں سے کچھ کام نہ
رکھیگا نوکروں کو نہ ماریگا نہ انھیں گالی دیگا انھیں برابر وقت پر تنخواہ دیگا اور غریب لوگوں
کا جنھیں اُس سے کام پڑتا ہے حق باز نہ رکھیگا اور انھیں دق نہ کریگا جلد خفا نہ ہوگا اپنی
حیثیت کے موافق خیرات کریگا سبت کے روز تمام دُنیوی کام موقوف کریگا اور نوکروں سمیت

ایسا کوئی کام نہ کراویگا جو ضرور نہ ہو عبادتخانہ کو بلاناغہ وقت پر جائیگا اور جب وہاں سے
لوٹیگا تو دن کو چپ چاپ خدا کے کلام اور دینی کتابوں کے پڑھنے اور دعا مانگنے میں بسر کریگا اور
اگر کوئی عہدے کے باعث اُسے رشوت دیا چاہے تو اپنی خفگی اُس پر اس طرح ظاہر کریگا کہ وہ شخص
رشوت کا خیال پھر کبھی دل میں نہ لاویگا ؞ غرض ایسی چال چلن کو ایک طرح کی پاکیزگی کہہ سکتے
ہیں تو بھی وہ شخص جس کی ایسی روش ہوگی کبھی ذرہ بھی یہہ خیال دل میں نہ لاویگا کہ میں پاک
ہوں صرف یہی کہیگا کہ میں خدا سے محبت رکھنے اور اُس کی عبادت کرنے چاہتا ہوں اور اِس کے
لئے کوشش کرتا ہوں ؞ یہہ نیک روش اور حلم ہندؤں اور مسلمانوں کے دعوی پاکیزگی
اور بداعمال سے کیسا فرق رکھتے ہیں اور خاصکر اُن کے دعوی اور بداعمال سے جو کچہریوں میں اور طرح
طرح کے کاموں پر سرکار کے نوکر ہیں ؞

چونکہ پاکیزگی ایسی ایک شی ہی جو دل سے متعلق ہی ایسا نہ سمجھا چاہئے کہ وہ صرف خیالی ہی
اور حقیقی نہیں ؞ نہیں وہ حقیقی ہی ؞ ہماری زندگانی ایک حقیقی شی ہی چنانچہ ہم چلتے
پھرتے اور کام کرتے اور باتیں کرتے اور کھانے پینے اور دکھ سکھ وغیرہ معلوم کرتے ہیں اِسی طرح ظاہر
ہی کہ ہماری زندگی ایک حقیقی شی ہی ؞ پھر اِنسان کی باطنی حرکتیں اور دلی باتیں بھی
حقیقی ہیں مثلاً جب کوئی کسی سے محبت رکھتا ہی تو اُس محبت کے باعث اُس کے لئے بہت کچھ
کرتا ہی اور جب کوئی کسی سے عداوت رکھتا ہی تو اُس عداوت کے باعث اُس کے برخلاف
بہت باتیں کرتا ہی ؞ پس محبت و عداوت وغیرہ حقیقی ہیں اگر حقیقی نہ ہوں تو لوگوں پر کچھ
تاثیر نہ کر سکیں اور اُن سے کچھ کروا نہ سکیں پتھروں میں محبت عداوت وغیرہ نہیں ہی

چنانچہ ہم انہیں کبھی چلتے پھرتے اور کچھ کرتے نہیں دیکھتے ۔ غرض پاکیزگی ایک حقیقی شے
ہے اُس کی جگہ دل میں ہوتی ہے اور جب پاکیزگی دل میں موجود ہوتی ہے تو اپنے تئیں ظاہر
کرتی ہے اُسی طرح جیسا کہ انسان کی محبت اور عداوت اپنے تئیں ظاہر کرتی ہیں ۔ اگر
پاکیزگی صرف ایک نامی شے ہوتی تو ہندوؤں اور مسلمانوں کے دعوی سے باوجودیکہ اس کے
ساتھ ایسے جبر بھی ہیں کام نکل جاتا لیکن وہ تو حقیقی ہے ۔ وہ ایسی ایک شے ہے کہ انسان
کے خیالوں اور کلاموں اور فعلوں سے اپنے تئیں ظاہر کر سکتی ہے نہ صرف خیالوں اور نہ صرف
کلاموں اور نہ فقط فعلوں بلکہ تینوں سے ۔ اگر وہ صرف انسان کے فعلوں سے یا کہ فقط فعلوں
اور کلاموں سے متعلق ہوتی تو شاید ممکن تھا کہ بہت لوگ پاک گنے جاتے پر وہ تو انسان کے سب
نیتوں سے بھی متعلق ہے اور پھر ہر بات اور ہر وقت کے خیالوں سے بلکہ اُن خیالوں سے بھی
جو آدھی رات کو انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں جب اُس کی نیند اُچٹ جاتی ہے اور وہ
ذرا سی دیر جاگتا پڑا رہتا ہے ۔ جو انسان پاکیزگی کے لئے سعی و کوشش کرتا ہے اُس میں یہہ باتیں
پائی جاتی ہیں یعنے اُس سے اچھے خیال و اچھے کلام اور اچھے فعل ہوتے ہیں وہ بد خیالوں اور بد
کلاموں اور بد فعلوں سے نفرت رکھتا ہے وہ اُن سب فرضوں کو ادا کرتا ہے جو خدا اور انسان کی
اور اپنی نسبت واجب ہیں وہ خدا کو اپنے سارے دل سے پیار کرتا اور سب کچھ اُس کی حمد و
ثنا کے لئے کرتا ہے اور سب انسانوں کی بہتری چاہتا و حتی المقدور اُن کا بھلا کرتا ہے غرض اُس
میں پاکیزگی کے یہہ نشان پائے جاتے ہیں جو خدا کے کلام میں مذکور ہیں یعنے محبت خوشی صلح
برداشت ملائمیت مہربانی ایمان بُردباری پرہیزگاری دیانتداری انصاف حلم رحم

خیرات وغیرہ + لیکن اُس میں جو پاکیزگی کے لئے سعی و کوشش نہیں کرتا بموجب کلامِ الٰہی کے یہہ علامتیں پائی جاتی ہیں یعنے زناکاری و شہدہ پن گندگی بُت پرستی جادو پر یقین رکھنا عداوت اختلاف حرص وحسد غصہ جھگڑا لڑائی متوالپن خون کرنا مستی ودھوم دھام لالچ چوری بے دیانتی کفر جھوٹھ بیہودہ وگندی باتیں وغیرہ + وہ جو پاک ہے اُن نیک باتوں کو جو مذکور ہوئیں خیال وکلام وفعل تینوں طرح سے بجا لاتا ہے اور بُری باتوں سے بھی اِن تینوں طرح سے نفرت و کراہیت رکھتا ہے + جو شخص ایسا کرتا ہے اُسے البتہ کچھ کچھ پاک کہہ سکتے ہیں + خیال کیا چاہئے کہ یہہ پاکیزگی ہندوؤں اور مسلمانوں کی پاکیزگی سے کیسا نہایت فرق رکھتی ہے + درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے + یہہ پاکیزگی مذہب عیسوی سے حاصل ہوتی ہے چنانچہ خوب ثابت کرتی ہے کہ مذہب مذکور خدا کی طرف سے ہے + وہ پاکیزگی جسکا ہندو اور مسلمان دعویٰ کرتے ہیں اُن کے مذہبوں سے پیدا ہوتی ہے اور کسی کام کی نہیں بلکہ سراسر گناہ سے بھری ہے اور خوب ثابت کرتی ہے کہ یہہ مذہب ہرگز خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ پاک ہے + ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان لوگ چاہیں تو قصداً جھوٹھ بولیں وچوری کریں اور لوٹیں اور ظلم کریں اور بے انصافی کر دیویں بیگناہوں کو سزا دلوادیں اور مجرموں کو چھڑوا دیویں اور کسبیوں کے ناچ دیکھیں وگندے گیت سُنیں ور زنا کریں لیکن اگر روز اشنان اور پوجا پاٹ کریں اور کبھی کبھی برہمنوں کو کھلا دیا کریں اور دو ایک اور ایسی ہی باتیں کریں یا اگر روز پانچ دفعہ نماز پڑھیں اور قرآن کو پڑھیں یا سُنیں اور رمضان میں روزے رکھیں تو بہت پاک ٹھہر سکتے ہیں + افسوس جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں اُن کی عقل ٹھکانے نہیں ہے

[illegible] ذکر کیا جاوے [illegible] نے اُن کی آنکھ [illegible] اس کو اندھا کر دیا ہے ایسی پاکیزگی تو حقیقت میں شیطان کے عابدوں کے لائق ہے نہ کہ خدائے پاک کے پرستاروں کے ✤ لوگ یہہ نہیں کہہ سکتے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان جو عوام ہیں وہی ایسے کام کرتے ہیں ✤ یہاں عوام کی گفتگو نہیں ہے وے بیچارے جاہل ہیں تو بھی اُن لوگوں سے جو اپنے تئیں اُن سے بڑا اور بہتر سمجھتے ہیں ہزار درجے اچھے ہیں ✤ یہاں اُن کی گفتگو ہے جو علم و تربیت رکھتے اور اپنے تئیں شریف کہتے ہیں یہی لوگ یہہ سب طرح کے گناہ کرتے ہیں تو بھی اپنے تئیں بڑے خدا پرست اور پاک جانتے اور اپنی قوم کے درمیان بہت معزز رہتے ہیں ✤ پولسوں اور عدالتوں میں ایسے ہزاروں لوگ ہیں تمام مُلک کی کچہریاں اُن سے بھری ہوئی ہیں یہہ سب اپنے تئیں بڑا دیندار جانتے ہیں اور اگر پاک ہونے کے حق میں اُن سے سوال کریئے تو اپنے تئیں پاک کہنے میں کبھی شک نہ کرینگے ✤ اگر کسی کو اُن کے جرموں کی بابت جن کا ہم نے ذکر کیا ہے شک ہو تو جا کر کچہریوں میں دیکھ لے کہ روزمرہ کیا ہوتا ہے ✤ چونکہ یہہ لوگ ایسے جرم و گناہ کرتے اور تو بھی اپنے تئیں پاک کہتے اور اپنے مُلک کے لوگوں اور بھائی برادروں میں معزز اور بھلے آدمی ٹھہرتے ہیں صاف ظاہر و آشکارا ہے کہ اُن کی پاکیزگی اور وے مذہب جن سے ایسی ناقص پاکیزگی پیدا ہوتی ہے سب جھوٹھے ہیں اور کہ اِن مذہبوں سے وے ہرگز وہ حقیقی پاکیزگی حاصل نہیں کر سکتے جو خدا اُن سے چاہتا ہے ✤

اے کوڑھے اور جاہل ہندوؤ اور مسلمانو ذرہ آنکھ کھولکر اپنی قوم کے شریفوں اور سرداروں کی چال دیکھو کا تیھوں و چھتریوں و برہمنوں و ملّیئوں اور مولویوں کی

روش پر غور کرو وے لوگ علم والے ہیں اور تم سے زیادہ جانتے ہیں اور تم بھی اُنھیں اپنے سے بڑا سمجھتے اور اُن کی تعظیم کرتے ہو اور اُن میں سے بہت لوگ تمھارے دینی ہادی بھی ہیں ٭ تم جانتے ہو کہ ہر ضلع میں ایسے ہزاروں لوگ ہیں اور وے سب خداپرستی اور پاکیزگی کا دعویٰ کرتے ہیں تو جب کہ ایسے جرم اور گناہ جان بوجھکے ہمیشہ کیا کرتے ہیں تو اُن کی خداپرستی اور پاکیزگی کیسی ہے ٭ ذرہ عقل کو کام میں لاؤ اور دریافت تو کرو کہ سچی پاکیزگی ایسی ہی ہوتی ہے اور کیا اِسی کے ساتھ وے خدا کے پاس پہنچینگے ٭ شاید تم نے بھی اُن کے اندھیر اور ظلم اور بے ایمانی سے نقصان اور تکلیف اُٹھائی ہوگی جب کہ تمھارا یہہ حال ہوا تھا تو کیا اُن کے حق میں یہہ نہیں سوچے تھے کہ یہہ لوگ بڑے خراب و سنگدل اور شیطانی ہیں تو پھر ایسے لوگوں کو خداپرست اور پاک کیونکر سمجھ سکتے ہو ٭ یہہ لوگ کہتے ہیں کہ یہہ باتیں جو ہم کرتے ہیں ہماری گذران اور پرورش کا ایک وسیلہ ہے لیکن ذرہ سوچو کیا خدا نے کسی سے یہہ بھی کہہ دیا ہے کہ تم ظلم و بے ایمانی اور اَور گناہ کر کے اپنی گذران کرو ایسے تو چور بھی کہہ سکتا ہے کہ میں اپنی پرورش کے واسطے چوری کرتا ہوں لیکن اِس عذر پر کون اُسے بیگناہ ٹھہراویگا اگر چور کے بیگناہ ٹھہرنے کو یہہ سبب کافی ہے تو حاکم اُس کی سزا کیوں کرتا ہے ٭ اور عجیب بات یہہ ہے کہ یہہ سب لوگ جن کا ذکر ہوتا ہے ایک ہی سانچے کے ہوتے ہیں شاید ہزار میں ایک ملے جو رشوت نہ لیتا اور بے ایمانی نہ کرتا ہو لیکن دریافت کیے سے اکثر ظاہر ہوگا کہ ایسا شخص آگے خوب رشوت لے چکا اور دولت جمع کر چکا ہے چنانچہ خدا کے حضور یہہ گناہ اب تک اُس کے سر لدے ہیں ٭ اِن لوگوں کے درمیان شاید ایسا کوئی نہ ملیگا جو غریب ہے اور رشوت سے یا اَور کسی طرح سے روپیے پیدا کرنے کا موقع و قابو

رکھتا ہے تو بھی پیدا نہیں کرتا پر اپنی ایمانداری کی حفاظت کرتا ہے + اگر اِن لوگوں کی گروہ میں سے فقط تھوڑوں کو بھی حقیقتاً دیانت دار اور نیک پاؤ تو معلوم ہو کہ پاکیزگی اُن کے مذہبوں سے حاصل ہو سکتی ہے پر تھوڑے بھی تو حقیقتاً دیانت دار اور ہر طرح کی بدی سے آزاد نہیں ملتے + تو اگر یہہ ہو کہ جو علم والے ہیں اور تم سے زیادہ جانتے ہیں اور اِتنی خداپرستی کا دعویٰ کرتے ہیں اور جنھیں تم بھی اپنے سے بہتر اور دین کے باب میں اپنا پیشوا سمجھتے ہو ہندوی اور مسلمانی مذہبوں سے پاکیزگی حاصل نہیں کر سکتے تو پھر تم کیسے کر سکو گے + اِن مذہبوں میں تم اِن سے کچھ زیادہ نہیں کر سکتے اور جب اُنھیں کو پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی تو تمھیں کیسے ہوگی + ہرگز نہیں ہوگی اِن مذہبوں سے پاکیزگی کا حاصل کرنا ناممکن ہے + اور اگر بہشت کو پہنچا چاہو تو پاکیزگی حاصل کرنا نہایت ضرور ہے کیونکہ بغیر اُس کے وہاں کوئی داخل نہیں ہو سکتا + پس ضرور ہے کہ پاکیزگی کے حاصل کرنے کی اور کوئی راہ تلاش کرو +

یہ راہ کلام الٰہی میں جسے بیبل پاک کہتے ہیں صاف صاف ظاہر کی گئی ہے + اُن ملکوں میں جہاں مذہب عیسوی صحت کے ساتھ رائج ہے ہزاروں لاکھوں لوگ ہیں جو خداپرستی کی راہ میں سعی و کوشش کر کے کلام و فعل میں اُن بدیوں اور گناہوں سے آزاد ہیں جنھیں ہندو و مسلمان عابد باوجودیکہ خداپرستی کا دعویٰ رکھتے بیدھڑک کیا کرتے ہیں + وے دل و جان سے سب بُری باتوں اور بُرے کاموں سے نفرت رکھتے اور سب نیک باتوں اور نیک کاموں کو بجا لاتے ہیں اور پاکیزگی روز بروز اُن کے دل میں ترقی پاتی ہے یہہ اُس پاک مذہب کی تاثیر ہے جسے وے مانتے ہیں +

پاکیزگی کا کام ہر ایک حقیقی خدا پرست کے دل میں خدا کی روحِ پاک کی تاثیر سے ہوتا رہتا ہے + وہ توبہ کے ساتھ شروع ہوتا اور زندگی بھر طرح طرح کے وسیلوں سے ترقی پاتا رہتا ہے مرنے کے وقت انجام کو پہنچتا ہے خدا کا کلام ایک بڑا وسیلہ ہے جس سے روحِ پاک دل کو پاک کرتی ہے + ہم روحِ قدس کو دیکھ نہیں سکتے تو بھی وہ دل پر تاثیر کرتی ہے اور اُس کی تاثیر انسان کی چال چلن میں دیکھی جاتی ہے + چنانچہ ہم ہوا کو دیکھ نہیں سکتے لیکن اُس کی آواز سُنتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اُس سے درخت ہلتے اور پھر وہ ہمارے جسم پر لگتی ہے اِس سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ ہمارے چوگرد موجود ہے اِسی طرح ہم روحِ قدس کو دیکھ نہیں سکتے لیکن اُس تبدیل سے جو وہ اِنسان کے دل اور روش میں کرتی ہے ہم اُس کی تاثیر کو دیکھتے ہیں +

پاکیزگی کا شروع توبہ کے ساتھ ہے گناہ کے باعث حقیقی غم وہ پہلی شے ہے جو روحِ پاک اِنسان کے دل میں پیدا کرتی ہے + توبہ کے پیشتر اُس کی روح گناہوں میں مُردہ اور اُن میں پھنسی رہتی ہے + توبہ میں روحِ پاک اُسے زندہ کرتی اور اُس کی روحانی آنکھیں کھولتی ہے تب اِنسان اپنا حقیقی حال دیکھتا اور معلوم کرتا ہے کہ میں اپنے گناہوں کے باعث بڑے خطرے میں ہوں جب اُسے یہ معلوم ہوتا وہ خدا کے غضب سے بچنے چاہتا ہے + پس روحِ قدس اُسے خداوند عیسیٰ مسیح کے پاس پہنچاتی اور اُس کی نسبت اُس میں اعتقاد اور بھروسا پیدا کرتی ہے اور یوں وہ سلامتی اور آرام پاتا ہے + توبہ میں روحِ قدس اِنسان کے دل میں گناہ کی نسبت جسے وہ پہلے چاہتا تھا نفرت پیدا کرتی ہے اور خدا کی عبادت کی نسبت جسے وہ پہلے بوجھ سمجھتا اور ناپسند کرتا تھا محبت پیدا کرتی ہے + جب روحِ قدس سے گنہگار کی آنکھیں کھلتی ہیں وہ

دیکھتا ہے کہ گناہ جسے میں اَب ایسی خوشی کے ساتھ کرتا رہا ہوں ایک بہت بُری شے ہے اور خدا کی نظر میں نہایت مکروہ ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے کہ اِس وقت سے میں روح قُدس کی مدد سے گناہ کو چھوڑنے اور خدا کی عبادت کرنے اور نجات کے لئے خداوند عیسیٰ مسیح پر اِعتقاد اور بھروسا رکھنے میں سعی و کوشش کرونگا + غرض روحِ پاک دل میں پاکیزگی کی نسبت محبت اور گناہ کی نسبت نفرت پیدا کرتی ہے اور یہہ محبت اور نفرت مرنے کے وقت تک بڑھتی چلی جاتی ہیں + اِسی طرح پاکیزگی کا کام اِنسان کے دل میں شروع ہوتا ہے + محبت و نفرت مذکورہ کے پیدا کرنے کے بعد روحِ قُدس اِنسان کو تنہا نہیں چھوڑ دیتی بلکہ ہر دم اُس کے ساتھ رہتی ہے اور اُسے پاکیزگی میں ترقی بخشتی ہے + چنانچہ وہی سچّے عابدوں سے وے سب نیک کام کرواتی ہے جنکا کرنا اُن پر فرض ہے وہی اُن کے دل میں گناہ کے باعث حقیقی توبہ اور نجات کے لئے خداوند عیسیٰ مسیح پر سچا بھروسا اور خدا کی نسبت محبت پیدا کرتی ہے وہی اُن سے جیسا چاہئے دعا منگواتی ہے بغیر روحِ پاک کی مدد کے کوئی جیسی چاہئے دعا مانگ نہیں سکتا وہی سچّے پرستاروں کے دلوں میں سکھاتی ہے کہ کس طرح دعا مانگیں وہی اُن کی روحانی آنکھیں کھولتی ہے کہ کلامِ پاک کے عجایب مضمون دیکھیں اور اُس کے معنے سمجھیں اور وہی اُنھیں فضل بخشتی کہ اُسے یاد رکھیں اور عمل میں لاویں + دل کے پاک کرنے کے لئے کلامِ الٰہی روحِ قُدس کا ایک بڑا وسیلہ ہے وہ اِس تاریک جہان میں گنہگاروں کے لئے نور ہے اور اُسی سے روحِ پاک اُن کے دلوں کو منور کرتی اور اُنھیں راہ راست بتلاتی ہے وہی اُن کے دلوں میں خوفِ خدا پیدا کرتی اور یہہ طاقت بھی بخشتی ہے کہ سبت کے روز تمام دُنیوی کام موقوف کریں اور اُسے خدا

کی عبادت میں کاٹیں اور خیال و کلام و فعل سے باز رہیں غرض روحِ قدس ہی سچے پرستاروں سے
سب نیک باتیں کرواتی ہے ✣ گنہگاروں کو حکم ہے کہ روحِ پاک کے پانے کے لئے خدا سے دعا مانگیں
خدا نے روحِ پاک اُن سب کو دینی کہی ہے جو اُس سے مانگتے ہیں ✣ یہہ جانکر کہ روحِ قدس ہی ہمارے
دلوں میں سب نیک اور پاک باتیں پیدا کرتی ہے ہمیں یہہ نہ سمجھنا چاہئیے کہ اب چُپ چاپ بیٹھہ رہیں
اور اپنی نجات کے حق میں کچھہ فکر و سعی نہ کریں ✣ ہمیں نہایت ضرور ہے کہ روز مرّہ روحِ قدس کے
پانے کے لئے دعا مانگیں خدا کا یہی حکم ہے اور جب تک نہ مانگینگے نہ پاوینگے ✣ خوراک و پوشاک و اَور
زندگی کی نعمتیں تو لوگ بغیر مانگے پا جاتے ہیں مگر روحِ قدس کو بغیر مانگے نہ پاوینگے ✣ روحِ پاک
ہمارے دلوں میں توبہ و ایمان و محبت وغیرہ پیدا کرکے اِن باتوں کو ہمارے سپرد چھوڑ نہیں دیتی
لیکن اگر ہم اپنے اقرار کے سچے ہوں تو اپنے فضل سے اُنھیں ترقی بخشتی رہتی ہے چنانچہ سوا روحِ
پاک کے لئے دعا مانگنے کے ہمیں ضرور ہے کہ روز مرّہ اِن سب نیک باتوں کا مشق کریں ✣ ضرور ہے
کہ ہر روز گناہ سے توبہ کریں و خداوند پر بھروسا رکھیں اور اُسے پیار کریں اور دعا مانگیں اور خوفِ
خدا رکھیں اور کلامِ پاک بغور پڑھیں اور گناہ سے نفرت رکھیں اور سب نیک کام کریں ✣ جو
شخص روز مرّہ اِن سب باتوں کا مشق کرتا ہے وہ خدا کا سچا عابد یا سچا عیسائی کہلاتا ہے ✣
سچے عیسائی کے دل میں پاکیزگی کا کام ہر روز ہوتا رہتا ہے وہ ایک دم سے پاک نہیں ہو
جاتا پر یہہ بات زندگی بھر ہوتی رہتی ہے اور مرنے کے وقت اُس کی پاکیزگی کامل ہوتی ہے ✣
اگر خدا چاہتا تو اپنے عابدوں کو ایک دم میں پاک کر سکتا پر اُس کی مرضی ہوئی ہے کہ اِس
بات کو رفتہ رفتہ کرے ✣ دل میں پاکیزگی کا پیدا ہونا لڑکے کی پیدایش کی طرح ہے ✣

جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو ایک دم سے جوان نہیں ہو جاتا پر اس بات کو کئی برس لگتے ہیں اور
جب تک پورا جوان نہیں ہوتا ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے ✦ جب لڑکا پیدا ہوتا ہے اگر خدا چاہے تو اُسے
اُسی دم جوان کر دے لیکن اُس کی مرضی یوں نہیں ہوئی ✦ چنانچہ یوں ہی پاکیزگی بھی رفتہ
رفتہ بکمال کو پہنچتی ہے ✦ جب لڑکا پیدا ہوتا تو اُس کا جسم اگرچہ قد میں چھوٹا پر اعضا میں پورا
ہوتا ہے یعنے اُس کے دو ہاتھ و دو پانوں اور دو آنکھیں اور دو کان اور ایک ناک اور ایک منہ اور
ایک سر لغرض سب اعضا ہوتے ہیں جو سیانے میں ہوتے ہیں کوئی عضو کم نہیں ہوتا اور انھیں اعضا
کے جنھیں اس عمر میں رکھتا ہے رفتہ رفتہ بڑھنے سے وہ آخر کو پورا جوان ہوتا ہے ✦ اسی طرح
وہ شخص جس کے دل میں پاکیزگی شروع ہوئی ہے اُس کے ساتھ وے سب نیک باتیں رکھتا ہے
جن کا ذکر ہو چکا ہے یعنے توبہ و اعتقاد و محبت وغیرہ اُن میں سے کوئی کم نہیں ہوتی جیسے کہ لڑکے
کے جسم میں کوئی عضو کم نہیں ہوتا اور حقیقت حال تو یہہ ہے کہ یہہ سب نیک باتیں ملکر پاکیزگی
کہلاتی ہیں جیسا کہ جسم کے تمام اعضا اور جسے ملکر جسم کہلاتا ہے ✦ وے شروع میں آخر کی نسبت
کم ہوتی ہیں پر روح قدس کی تاثیر سے مرنے کے وقت تک بڑھتی رہتی ہیں ✦ جب لڑکا پیدا
ہوتا ہے اُسے تنہا نہیں چھوڑ دیتے پر اچھی طرح پالتے پوستے اور اُس کی بڑی خبرداری کرتے ہیں اگر
اُسے ایک کونے میں تنہا ڈال رکھیں اور اُس کی خبر نہ لیں تو جلد مر جاے ✦ چنانچہ یوں ہی
پاکیزگی کو جو دل میں شروع ہوتی ہے بڑی خبرداری اور ہوشیاری کے ساتھ پالنا پوسنا
ضرور ہے ✦ روح قدس اُسے پالتی پوستی اور بڑھاتی رہتی ہے مگر وسیلے کے ساتھ اور خاص وسیلہ یہہ
ہے کہ وہ شخص خود جس کے دل میں پاکیزگی شروع ہوئی ہے روزمرہ اُن نیک باتوں کا شوق اور

اِستعمال کرے جو پاکیزگی کی ذات میں شامل ہیں یعنے جن کے ملجانے اور ایک ساتھ بڑھنے کو پاکیزگی کہتے ہیں یعنے توبہ کرنا و مسیح پر اعتقاد رکھنا و خدا سے محبت رکھنا و دعا مانگنا و کلام الٰہی کو بغور پڑھنا و اُس کی ہدایت کے موافق چلنا و خوفِ خدا رکھنا اور سبت کو ماننا ÷ اگر روحِ قُدس کے پانے کے لئے خدا سے دعا نہ مانگیں اور اُس کی مدد سے ہر روز اِن نیک باتوں کا مشق اور اِستعمال نہ کریں تو پاکیزگی جلد نیست ہو جائیگی اور مٹ جائیگی اُس بچہ کی مانند جسے پیدا ہوتے ہی لوگ ایک کونے میں ڈال دیں اور پھر اُس کی خبر نہ لیں ÷

چونکہ کوئی عابد کیسا ہی سرگرم کیوں نہ ہو اِس زندگی میں کامل پاکیزگی حاصل نہیں کر سکتا پر کچھ نہ کچھ گناہ اُس کے اندر بنا رہتا ہے اور بہت سے اِمتحان اُس کے چوگرد رہتے ہیں ضرور ہے کہ وہ گناہ سے ہمیشہ لڑا کرے اِس جہان میں اُس کا ایک جانی دشمن ہے اور وہ دشمن گناہ ہے وہ ہر طرح سے اُس کی ہلاکت پر مستعد رہتا ہے ÷ پس بہت ضرور ہے کہ وہ نہایت ہوشیار اور خبردار رہے اُس مسافر کی مانند جو کسی دشمن کے مُلک سے گذرتا ہو ÷ اُسے گناہ سے ہر روز لڑنا یعنے خیال و کلام و فعل میں اُس سے پرہیز کرنا ہے ÷ اِس سے پیشتر چند بُرے کاموں کا ذکر ہو چکا ہے جو خدا کے کلام میں بھی مذکور ہیں ضرور ہے کہ وہ اِن سے خیال و کلام و فعل میں ہر طرح سے پرہیز کرے ÷ لیکن گناہ اُس کے دل میں بڑا زبردست ہے اور وہ اپنی طاقت سے اُس سے پرہیز نہیں کر سکتا غرض ضرور ہے کہ طاقت کے لئے خداوند عیسیٰ مسیح پر نگاہ رکھے ÷ روحِ قُدس گنہگار کو بتلاتی ہے کہ پناہ کے لئے مسیح کے پاس بھاگے اور یہہ بھی اُس پر ظاہر کرتی ہے کہ مسیح گناہ کی سزا اور قبضہ دونوں سے رہائی دے سکتا ہے ÷ چنانچہ وہ ہمارے گناہوں کو بخشتا اور اُن کے غلبہ اور اختیار سے بھی

ہمیں چھڑاتا ہے ÷ پس ضرور ہے کہ ہماری نگاہ ہر دم اُسی پر لگی رہے اور جب گناہ ہم پر غلبہ کرے تو رہائی کے لئے اُسی سے فریاد کریں ÷

معلوم کیا چاہئے کہ رنج و مصیبت اور تکلیف ایک بڑا وسیلہ ہے جس سے روحِ پاک ایمانداروں کے دل کو پاک کرتی ہے ÷ لوگ سونے و چاندی اور دوسری دھاتوں کو آگ سے صاف کرتے ہیں آگ دھات کو گلا دیتی اور میل کو اُس سے جدا کرتی ہے اِسی طرح روحِ پاک اکثر رنج و مصیبت کے وسیلے گناہ کو ہماری روحوں سے جدا کرتی ہے یعنے دنیا اور گناہ کی محبت کو مٹاتی ہے ÷ جب کسی پر کوئی بھاری مصیبت آجاتی ہے تب اُس کا دل اُس وقت کسی بُرے کام کی طرف مائل نہیں ہوتا پر اُس کے تمام خیال اپنی تکلیف ہی پر لگے رہتے ہیں ÷ اِس جہان میں رنج و مصیبت سب ہی کو ہوتے ہیں لیکن وے جو بد ہیں نہیں جانتے کہ یہہ کس لئے آتے ہیں اور اِن سے کیا فایدہ ہو سکتا ہے پر خدا کے عابد کلامِ پاک سے معلوم کرتے ہیں کہ مصیبت ہم پر ہماری بہتری کے واسطے آتی ہے اِس لئے خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ اُس سے فایدہ ہو کہ اُن کے دل گناہ اور دُنیا کی محبت سے اُٹھ جائیں اور خدا ہی پر لگ جائیں ÷ غرض اپنی اور لڑکے بالوں کی بیماری اور دُکھ درد اور فکر و اندیشے اور لڑکوں اور عزیزوں کا مر جانا اور دولت کا چلا جانا اور مفلسی اور دینداری کی خاطر ستایا جانا اور ہر طرح کی تکلیفیں سب رنج و مصیبت ہیں ÷ خدا کے لوگوں کو اِن سے بڑا فایدہ ہوتا ہے اگر یہہ نہ آیا کریں تو اُن کے دل دُنیا پر لگ جائیں اور وے دُنیا دار ہو جائیں ÷ اگر وے ہمیشہ تندرست اور دولتمند رہیں اور بڑے آرام میں زندگی بسر کریں اور اُن کے سب لڑکے اور عزیز بڑھاپے تک جیتے رہیں تو اُن کی محبتِ الٰہی بہت کم ہو جائے بلکہ وے خدا کو بالکل بھول

جائیں ÷ اگر کوئی شخص اپنے ایک سیانے لڑکے کو دو چار منزل پر کہیں کسی کام کو بھیجے اور باہر کے لوگ اُس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں اور کہیں کہ ہم سے جتنا روپیہ پیسا چاہو لیو ہمارے درمیان بسو اور بڑے عیش و عشرت میں زندگی بسر کرو تو ایسی مہربانی دیکھکر وہ لڑکا جب تک باہر رہیگا اپنے باپ اور گھر کو بہت یاد نکریگا لیکن اُس کے خیال لوگوں کی باتوں پہ لگے رہینگے پر اگر باہر کے لوگ اُس سے بُرا بُرا سلوک کریں اور ہر طرح سے ستاویں اور وہ سردی یا گرمی اور بھوک پیاس سے نہایت تکلیف پاوے تو ہردم اپنے گھر کو یاد کیا کریگا اور کہیگا کب کام تمام ہو اور گھر کو لوٹکر ان تکلیفوں سے رہائی پاؤں اور جب گھر کو لوٹے تو حقیقت میں بڑا خوش ہو ÷ چنانچہ یوا ہی رنج و مصیبت روح قدس کی برکت سے سچے عابدوں کے دل خدا پر اور اُس سعادت پر جس کا اُس نے وعدہ کیا ہی لگائے رہتے ہیں مصیبت ایک چھڑی ہی جس سے وے راہِ راست پر ثابت قدم رہتے ہیں ÷ سلیمان کے باپ داؤد نے طرح طرح کی بڑی تکلیفیں پائی تھیں اور اُن سے فایدہ اُٹھا کر دعا میں خدا کا شکر یوں بجا لایا کہ پیشتر تکلیف پانے کے میں گمراہ ہو گیا تھا لیکن اب میں تیرے حکموں پر چلتا ہوں ÷ اسی طرح ہر زمانے میں خدا کے پرستاروں نے رنج و مصیبت اور تکلیف سے بڑا فایدہ اُٹھایا ہی اور بدل و جان اُس کا شکر کیا ہی ÷ جب ہم پر مصیبت آتی ہی چاہئے کہ خدا سے دعا مانگیں کہ اُس سے ہم کو فایدہ حاصل ہو اور ہمارے دل پاک ہوں اگر یہہ دعا نہ مانگیں اور اُس کو خیال میں نہ لاویں تو ہمارے دل اُس سے اَور سخت ہو جاینگے ÷ جب کوئی لڑکا کسی قصور کے واسطے سزا پاتا ہی تو اگر اپنے قصور اور سزا پر خیال کرتا ہی درست ہو جاتا ہی لیکن اگر قصور کے واسطے رنجیدہ نہ ہو اور سزا کو خیال میں نہ لاوے تو شرارت میں اَور بھی سخت

اور بے خوف ہو جاتا ہے اور آخر کو بڑا خراب ہوتا ہے ÷ چنانچہ ہمیں بھی چاہئے کہ جب مصیبت آوے اُس پر غور کریں خدا اُس سے ہماری بھلائی چاہتا ہے پس دعا مانگیں کہ وہ مصیبت کے وسیلے ہمارے دلوں کو پاک کرے اور اُن سے دُنیا اور گناہ کی محبت چھڑا کر اُنہیں اپنے ہی اوپر لگاوے ÷

سوا گناہ سے پرہیز کرنے کے سچے عیسائی اُن سب نیک کاموں کو کرینگے جن کا حکم خدا نے اپنے کلام پاک میں کیا ہے پاکیزگی میں یہہ دونوں باتیں شامل ہیں یعنے گناہ سے پرہیز کرنا اور سب نیک کاموں کا کرنا ÷ یہہ نیک کام کوئی اپنی طاقت سے نہیں کر سکتا مگر صرف روحِ قدس کے فضل سے اور خوب یاد رکھنا چاہئے کہ نجات کے لئے نیک کاموں پر بھروسا نہیں رکھنا ہے کوئی اُنہیں اپنی طاقت سے نہیں کر سکتا کہ اُن پر تکیہ کرے ÷ نجات کے لئے صرف خداوند عیسیٰ المسیح پر اعتقاد رکھنا ہے ÷ جو نیک کام سچے عابد کرتے ہیں وے اُس تبدیل کے پھل اور نتیجہ ہیں جو روحِ قدس اُن کے دل میں کرتی ہے ÷ جیسا کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے ویسا اِن نیک کاموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِن کے کرنیوالے کا دل روحِ قدس کی تاثیر سے پاک و صاف ہو رہا ہے ÷ یہہ سب نیکیاں سچے عیسائیوں کے خیالوں اور کلاموں اور فعلوں سب سے متعلق ہیں اور اقرار و ایمان کی سچائی کی ثبوت کے واسطے نہایت ضرور ہیں ÷ پہلے درخت کے پھل کو دیکھ لیتے ہیں کہ اچھا ہے تب اُسے اچھا کہتے ہیں ÷ چنانچہ عابدوں کے لئے یہی کافی نہیں کہ صرف گناہ سے پرہیز کریں پر ضرور ہے کہ وے اچھے کام بھی کریں ÷ فقط گناہ سے پرہیز کے باعث کسی کو پاک نہیں کہہ سکتے لیکن ضرور ہے کہ وہ سب نیک کام بھی کرے تب پاک کہلاویگا ÷

جو شخص سمجھتا ہے کہ میں پاکیزگی کی راہ میں چلتا ہوں اور نیک کاموں سے غافل رہتا ہے وہ اپنے تئیں فریب دیتا ہے ✣ ہم پھر کہتے ہیں کہ نجات کے لئے نیک کاموں پر بھروسا رکھنا نہ چاہئے لوگ اِس خیال پر بہت مایل رہتے ہیں چنانچہ جب کوئی کسی محتاج کی مدد کرتا یا خدا کی خاطر کچھ نقصان یا تکلیف اُٹھاتا ہے تب اُس کے دل میں یہہ خیال آجاتا ہے کہ اِس کے باعث خدا مجھے مقبول و منظور کریگا لیکن اِس میں بڑی بھول ہے ✣ سچے عیسائیوں کو معلوم ہے کہ جو نیک کام اُن سے ہوتے ہیں سو صرف روح پاک کے فضل او تاثیر سے ہوتے ہیں جو اُن کے دل میں بستی اور اُن کی ہدایت کرتی ہے اور اِس کی تعریف اُن کو نہیں بلکہ روح پاک کو چاہئے ✣ پس وے اپنے نیک کاموں پر نہیں پر صرف خداوند عیسیٰ المسیح کے ثواب پر تکیہ کرتے اور بھروسا رکھتے ہیں جسے حق تعالیٰ نے اپنے بڑے رحم و کرم سے گنہگاروں کی نجات کے لئے مقرر فرمایا اور اِس جہان میں بھیجا ✣

اکیسواں باب

اُن فرضوں کا بیان جو اپنی نسبت ہم پر واجب ہیں

چند فرض ایسے بھی ہیں جو اپنی نسبت ہم پر واجب ہیں ✣ وے یہہ ہیں یعنے حلم و ملایمت و پرہیزگاری و پاکدامنی و اپنے کاروبار میں ہوشیاری و قناعت و خوشدلی و نفس کُشی جس میں اپنی خواہشوں اور مرضی کا روکنا بھی شامل ہے اور تحصیل دانائی ✣ خدا تعالیٰ نے اِن سب کا بھی حکم کیا ہے اور اِن کا بھی ادا کرنا بہت ضرور ہے ✣

حلم کا بیان ۔ غرض خدا کے سچے عابد میں حلم و فروتنی ایک بڑی بات ہے اور ایسی ضرور کہ بغیر اُس کے اُس کا عابد نہیں ہو سکتا ۔ خدا حلم سے بہت خوش ہوتا ہے حلم کے ضد میں غرور ہے اور خدا غرور سے نہایت نفرت رکھتا ہے ۔ شیطان جو انسان کا بڑا دشمن ہے آگے ایک بڑا فرشتہ تھا وہ اپنے بڑے درجہ کے باعث بہت مغرور ہوا اور خدا نے اُسے بہشت سے نکال دیا ۔ اگر غرور اُس کی نظر میں ایسا مکروہ نہ ہوتا تو اُسے بہشت سے نہ نکالتا اور جہنم اُس کے لئے مقرر نہ کرتا ۔ اِسی طرح خدا اُن سب انسانوں سے بیزار ہوتا ہے جو کسی باعث مغرور ہوتے ہیں ۔ جو شخص مغرور ہے خدا سے نہیں ڈرتا اور چونکہ اُس سے نہیں ڈرتا اُس کا دشمن ہے اور اُس کا غضب اپنے اوپر رکھتا ہے ۔ حق تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ میں اُس اِنسان کے دل میں بستا ہوں جو فروتن ہے اور میری بات سے کانپ جاتا ہے ۔ غرض ہمارے پاس کیا ہے جس کے باعث غرور کریں اپنے گناہوں کے سبب تو ہم نہایت پلید اور کمبخت ہیں اور اِس لائق نہیں کہ خدا کے پاک حضور میں ٹھہر سکیں تو پھر کیوں غرور کریں ۔ ایسے فقیر کو جس کا تمام بدن سر سے پانوں تک بدبودار پھوڑوں اور کوڑھ سے بھرا اور جو بڑے گندے چیتھڑوں سے لدا ہو کونسا باعث ہے جس سے کسی بڑے بادشاہ کے حضور جا کر غرور کرے کچھ بھی نہیں ۔ اِسی طرح ہم بھی خدا کے حضور بہت مکروہ اور گھنونے ہیں اور اُس کے حضور غرور کا کوئی باعث نہیں رکھتے ۔ اِنسان کا دل غرور کی طرف بہت مایل رہتا ہے اور شاید بہت کم لوگ ہیں جو اُس سے بالکل آزاد ہیں اپنے میں اُس کا پہچاننا بہت مشکل ہے کیونکہ یہہ بڑا فریبی گناہ ہے ۔ اوروں میں تو جلد دیکھ لیتے ہیں پر اپنے میں نہیں دیکھ پاتے اِس واسطے ضرور ہے کہ اپنے دلوں کو

بڑی ہوشیاری سے دیکھتے رہیں ✣ ہر کوئی اِس خیال پر رجوع رہتا ہے کہ اپنے تئیں اَوروں سے بہتر سمجھے یہہ بھی ایک قسم کا غرور ہے ✣ جو شخص اوروں کی بدگوئی کرتا اپنے تئیں مغرور ظاہر کرتا ہے بدگوئی لوگوں میں بہت رایج ہے اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ غرور بھی اُن میں بہت پایا جاتا ہے ✣ جب کوئی عادتاً اور خوشی کے ساتھہ کسی کی بدگوئی کیا کرتا ہے کہ فلانہ بڑا لالچی یا جھوٹھا یا چور یا شرابی ہے یا اَور کوئی بدی اُس کے حق میں بیان کرتا ہے تو اِس سے اُس کی یہہ مراد ہے کہ میں اِن باتوں سے بالکل پاک ہوں چنانچہ یہہ غرور ہے ✣ اِنسان کا دل بڑا فریبی ہے اور اُسے بتلاتا ہے کہ تو اَوروں سے بہتر ہے ✣ غرور اَور کئی طرح سے بھی ظاہر ہوتا ہے پر یہاں صرف اِسی کا ذکر کیا ہے کیونکہ اِس راہ سے اُس کا اپنے میں دیکھنا نہایت مشکل ہے ✣ ہم پر بہت فرض ہے کہ اِس مغرور طبیعت کو ماریں ✣ خدا نے فروتنی کا تاکید سے حکم کیا ہے اور اگر ہم اِس باب میں سعی و کوشش نہ کرینگے تو شیطان کی مانند ٹھہرینگے جو کہ نہایت مغرور ہے ✣ لوگ کئی باتوں کے سبب سے پھولتے اور مغرور ہوتے ہیں چنانچہ کوئی دولت پر پھولتے کوئی مرتبہ پر کوئی بڑے خاندان یا بڑی ذات پر کوئی جسم کی طاقت پر کوئی علم پر اور اِسی طرح کوئی کسی پر کوئی کسی پر لیکن اِن میں سے کوئی فخر و غرور کا باعث نہیں ہو سکتا کیونکہ گناہ کے سبب سے ہم مکروہ اور گھنونے ہیں اور اگر کسی ایک اِنسان میں بھی یہہ سب باتیں پائی جائیں تو بھی اُسے گناہ کی گندگی اور ناپاکی سے چھٹرا نہ سکیں تو بھی وہ خدا کی نظر میں مکروہ اور پلید رہے پھر یہہ سب باتیں کسی کو گناہ کے انجام سے بھی بچا نہیں سکتیں ✣ اِنکار رکھنے والا اِس جہان میں بیماری اور دُکھ درد اور غم و فکر اُٹھاوے پھر تھوڑے دنوں میں موت

اُس سے یہہ سب چھین لیوے اور تب اُسے جہنم کے عذاب میں پڑنا ہوا اور وہاں اُس کی حالت اور وں کے حال سے کچھہ بہتر نہ ہو ❊

خدا نے فروتنی کا تاکید سے حکم کیا ہے اور اگر ہم خوشی حاصل کیا چاہیں تو ضرور ہے کہ فروتن ہوں ❊ حق تعالیٰ مغروروں سے ایسا بیزار رہتا ہے کہ اُنھیں دیکھہ نہیں سکتا پر حلیموں سے بہت خوش رہتا ہے اور اُنھیں اپنی برکت بخشتا اور اطمینان خاطر سے رکھتا ہے ❊ حقیقت حال تو یہہ ہے کہ مغرور انسان کبھی آرام و چین سے نہیں رہ سکتا جب کوئی ذرہ بھی اُس کے برخلاف کچھہ کہے تو وہ بہت ہی دق اور غصہ ہوتا اور سوچتا رہتا ہے کہ میں کیسے اِس کا کچھہ نقصان کروں ❊ لیکن جب کوئی کسی حلیم شخص کے برخلاف کچھہ کہتا ہے تو وہ اُس کو اِتنا خیال میں نہیں لاتا البتہ اُس وقت اُسے کچھہ تھوڑا سا رنج ہو جاتا ہے لیکن وہ اُس بات کو دل میں نہیں رکھتا چنانچہ دیکھتے ہیں کہ مغرور کو اُس کے غرور سے آپ سزا مل جاتی ہے لیکن حلیم اِنسان کو بہت رنج اور دلی بے چینی سے بچائے رہتا ہے ❊ پھر سوا اِس کے مغرور کو کسی نہ کسی وقت گرنا ہے سلیمان نے کہا ہے کہ غرور کے آگے ہلاکت اور مغرور مزاج کے آگے گرنا ہے ❊

غرض حلم سے اِنسان کو بڑے فایدے ہوتے ہیں ❊ اُس کے باعث اُس کے ہمسایہ اور چوگرد کے لوگ اُس کے دوست رہتے ❊ جو حقیقتاً حلیم ہے لوگ اُسے اکثر بُرا نہیں کہتے بلکہ پیٹھہ پیچھے بھی اُس کی تعریف کرتے ہیں اور اُس کا نقصان نہیں کیا چاہتے بلکہ جب وہ کسی تکلیف میں پڑتا ہے اُس کی مدد کیا چاہتے ہیں ❊ لیکن اِس سے بھی بڑا فایدہ یہہ ہے کہ خدا اُس پر مہربان رہتا اور اُسے اپنی برکت عنایت کرتا ہے ❊ جیسا ایک مصنف نے ایک جگہ لکھا

میں نہیں ٹھہرتا پر وہاں سے بہکر نیچی جگہوں میں قیام پکڑتا ہی ویسا ہی خدا کی برکت مغروروں اور اپنے تئیں بلند سمجھنیوالوں پر نہیں بلکہ حلیموں اور فروتنوں پر ٹھہرتی ہی ✤ پھر جب طوفاں چلتا ہی تو بلند اور سخت درخت اکثر گرجاتے ہیں لیکن وے جو چھوٹے اور نرم ہیں جھک جاتے اور جھککر بچ جاتے ہیں یوں ہی مصیبتوں اور آفتوں کے وقت مغرور اپنے تئیں پست نہ کرکے ہلاک ہوجاتے ہیں لیکن حلیم اپنے تئیں خدا کے حضور اور بھی فروتن کرتے اور اِس طرح بچ جاتے ہیں ✤ قصہ کوتاہ حلیموں کو بہت فایدے ہوتے ہیں جن سے مغرور محروم رہتے ہیں اور یہہ فایدے یہاں بھی حاصل ہوتے اور عاقبت میں بھی ✤ پس ہمیں ضرور ہی کہ ہمیشہ بدل وجان خدا سے دعا مانگیں کہ اپنے فضل سے ہمیں حلیم وفروتن رکھے کیونکہ یہہ بات ہماری طاقت سے باہر ہی ✤ حلم اور سب نیکیوں کی بنیاد ہی جب کوئی گنہگار خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہی تب اُس میں پہلے حلم پیدا ہوتا ہی غرض چاہئے کہ حلم کے واسطے ہمیشہ سعی وکوشش کریں اِس مقدمہ میں یہہ بات بہت مفید ہی کہ اپنی اصلی حالت یاد رکھیں کہ گناہ کے مارے ہم اُس شخص کی مانند جس کا تمام بدن سر سے پانوں تک کوڑھ سے گلا جاتا ہو گھنونے اور پلید ہیں اگر اِس بات کو یاد رکھیں تو فضلِ الٰہی سے حلیم وفروتن رہینگے ✤

بردباری کا بیان ✤ سوا حلم کے بردباری بھی چاہئے اور سب فرضوں کی طرح یہہ بھی ضرور ہی اور بغیر اِس کے کوئی خدا کا سچا عابد نہیں ہوسکتا خدا کے سچے عابدوں کا یہہ بھی ایک نشان ہی ✤ بردباری خدا کو بہت پسند ہی اور وہ اُس شخص کو جس میں ملایمت ہی بہت چاہتا ہی لیکن برعکس اس کے غصہ ور مزاج اُس کی نظر میں بہت بُرا ہی اور وہ ایسے مزاج کے لوگوں سے بیزار رہتا ہی ✤ پس سب

سو جو خدا کے سچے پرستار ہوا چاہتے ہیں ضرور ہے کہ غصّہ کو ماریں ۔ جب کوئی کچھ بُرا کام کرتا ہے تو چاہئے کہ اُس بُرے کام کے سبب اپنی بیزاری ظاہر کریں تاکہ اُس شخص کو معلوم ہو کہ اُس سے بُرا کام صادر ہوا ہے اور اُس سے باز آوے لیکن اُس شخص کا کسی طرح بُرا نہ چاہیں اور جب اُس کی بُرائی کی خواہش دل میں پیدا ہو تو اُسے فوراً روکیں اور اگر ایسا نہ کرینگے تو بڑا گناہ صادر ہوگا مثلاً اگر کسی کا کوئی جانور کسی کے کھیت میں چلا جاوے اور نقصان کرے تو کھیت والے کو چاہئے کہ جانور والے کی غفلت کے واسطے ایک طرح سے کچھ بیزاری ظاہر کرے اور دوستانہ اِس مقدمہ میں اُس سے کچھ کہہ دے کہ یہ حرکت آیندہ کو اُس سے نہ ہو لیکن کھیت والے کو لازم نہیں ہے کہ غصّہ کو اپنے دل میں رکھ چھوڑے اور جانور والے سے عداوت رکھے اور اُس کا نقصان چاہے اگر ایسا کریگا تو اُس سے بڑا گناہ صادر ہوگا ۔ سلیمان نے جو کہ فضلِ الٰہی سے نہایت دانا تھا کہا ہے کہ غصّہ احمقوں کے دل میں رہتا ہے ۔ واعظ ۷ باب ۹ آیت ۔

غرض غصّہ ور مزاج شخص ہرگز آرام سے رہ نہیں سکتا ۔ ہمارے چوگرد انسان بستے ہیں اور وے کبھی جانکر اور کبھی بغیر جانے بھی ایسی باتیں کرتے ہیں جو رنج دینے کے قابل ہیں چنانچہ ایسی حالت میں غصّہ ور مزاج شخص کو کب آرام ملیگا وہ ہر بات سے جو اُس کے دیکھنے یا سننے میں آویگی غصّہ ہوتا رہیگا اور اُس کا غصّہ آگ کی طرح اُس میں جلتا اور اُسے جلاتا رہیگا چنانچہ اِس سے ظاہر ہے کہ غصّہ ور شخص آپ سزا پاتا ہے ۔ لیکن جو اپنے غصّہ کو مارتا اور اُسے مار کر بُردبار ہو جاتا ہے وہ بہت دل بے چینی اور رنج سے محفوظ رہتا ہے اگر کوئی اُس کی بدگوئی کرے یا اُس سے کچھ کہے تو وہ اُس کا کچھ خیال نہیں کرتا لیکن ہوا کی موافق اُس بات کو چلی

جانے دیتا ہے ÷ گتھتے بھونکتے رہتے ہیں اور راہی چُپ چاپ چلا جاتا ہے یہہ کہاوت بُردبار شخص کے حق میں خوب راست ٹھہرتی ہے لوگ جو چاہیں اُس کو کہیں وہ اُن کی باتوں پر خیال نہیں کرتا ÷ وہ کسی سے جھگڑتا بھی نہیں پر جب کوئی غصّہ کے ساتھ اُس سے بات کرتا ہے تو وہ ملائمیت کے ساتھ جواب دیتا ہے پس وہ آدمی جو اُس سے جھگڑنے چاہتا جلد خاموش ہو جاتا ہے چنانچہ سلیمان نے پھر کہا ہے کہ ملائم جواب غصّہ کو پھیر دیتا ہے ÷ امثال ۱۵ باب ۱ آیت ÷

حاصل کلام بُردباری اور ملائمیت سے بڑے فایدے ہوتے ہیں خدا اِس بات سے بہت خوش رہتا ہے پھر اِس سے اِنسان اِس جہان میں بھی بہت دلی آرام پاتا ہے ÷ غصّہ ور لوگ بُردباری اور ملائمیت کو پسند نہیں کرتے اور اگر کوئی گالیاں کھا کر گالی نہ دے اور نقصان اُٹھا کر اُس کا بدلہ نہ لے تو ایسے لوگ اُسے بُزدل اور ڈرپوکنا کہتے ہیں لیکن اُس شخص کو اِن کی باتیں خیال میں لانا نہ چاہئے یہہ لوگ جو چاہیں سو کہیں خدا اُسے ایسا نہیں سمجھتا وہ بُردباری اور ملائمیت سے بہت خوش رہتا ہے اور سب اِنسان بھی حالانکہ خود بُردبار نہ ہوں اِس بات کو بہت پسند کرتے ہیں اِسی واسطے اُن کے درمیان یہہ مثل مشہور ہے کہ غم کھاؤ اور کم کھاؤ ÷ سوا اِن فایدوں کے خدا نے تاکید سے بُردباری کا حکم کیا ہے پس ہمیں ضرور ہے کہ اِس بات کے لئے اُس سے دعا مانگیں اور ہمیشہ اُس میں سعی و کوشش کریں ÷

پرہیزگاری کا بیان ÷ اِس سے یہہ مراد ہے کہ ہم کوئی نشہ کی چیز

نہ کھائیں نہ پئیں اور خوراک بھی ایسی اور اِس قدر نہ کھائیں جس سے بیمار ہو جائیں یا
جسم کو قابو میں نہ رکھ سکیں اور خدا کو بھول جائیں و گناہ کریں ÷ اکثر ذاتوں
کے درمیان اِس مُلک میں شراب کا بڑا دستور ہی لوگ سمجھتے ہیں کہ اِس میں
کچھ نقصان نہیں پر حقیقت میں اِس میں بڑا گناہ پایا جاتا ہی ÷ شراب
کے پینے سے عقل و جسم دونوں برباد ہوتے ہیں ÷ جب شادی یا اَور کسی باعث سے جماعت ہوا
کرتی ہی تب لوگ زیادہ پیا کرتے ہیں ایسا کہ بیہوش ہو کر اِدھر اُدھر مارے پھرتے ہیں بلکہ گلی کوچوں
اور نابدانوں میں بھی پڑے رہتے ہیں ÷ پس اِس میں بڑا گناہ اور نہایت ذلت ہی ÷ شاید
کوئی کہے کہ تھوڑی سی شراب پینے میں کچھ نقصان اور گناہ نہیں ÷ لیکن جو شخص پہلے تھوڑی سی
بھی پئیگا اُسے اچھی معلوم ہونے لگیگی اور جب مزے دار معلوم ہونے لگی تو اُسے رفتہ رفتہ بڑھاتا
جائیگا اور آخر کو پورا شرابی ہو جائیگا ÷ پھر اگر کوئی ہمیشہ نہیں پر صرف کبھی کبھی متوالا ہوا کرے
تو اِس میں بھی نقصان اور گناہ ہی ÷ جب حکیم علاج کے طور بتلاویں تو ذرہ سی لینا چاہیئے لیکن
اَور کسی حالت میں نہیں یہ زہردار سانپ کی طرح اُس سے پرہیز کرنا اور بھاگنا چاہیئے ÷ یوں ہی
افیون و گانجہ و بھانگ وغیرہ سے دور رہنا ضرور ہی یہ چیزیں اِس مُلک کے لوگوں کے درمیان
بہت رواج ہیں لیکن اِس میں بڑا گناہ ہوتا ہی ÷ بہت لوگ شراب کے پینے اور نشوں کے کھانے
کو ہلکی بات سمجھتے ہیں لیکن اُن کی ہلکی بات سمجھنے سے اُس کا گناہ جاتا نہیں رہتا ÷ جو لوگ
اِن چیزوں کا استعمال کرتے ہیں اُن کا ہوش جاتا رہتا ہی اور عقل کے باب میں وے حیوانوں کی
طرح ہو جاتے ہیں ÷ خدا اپنے عابدوں کے درمیان حیوانوں کو نہیں چاہتا ÷ پس وہ انھیں

جو اُس کے عابد ہوا چاہتے ہیں ضرور ہے کہ ایسی خراب چیزوں سے دور رہیں +

پھر پرہیزگاری سے یہہ مراد ہے کہ ایسی قوت والی خوراک نہ کھایا کریں جس سے جسم بے قابو ہو جائے اور ہم خدا کو بھول جائیں + عقل کے باعث اِنسان کو بڑا درجہ ہے + پس چاہئے کہ ہمیشہ عقل کی ترقی پر رجوع رہے جس سے خدا اور فرایض کو زیادہ پہچانے اور معلوم کرے اِسی لئے وہ اِس جہان میں بھیجا گیا ہے نہ کہ بدن کو چکنانے اور موٹا کرنے اور نفسانی لذتوں میں رہنے کو + قصاب حیوانوں کو ذبح کیا کرتے ہیں اور ذبح کے لئے اُنھیں موٹا کرتے ہیں لیکن کسان وغیرہ جو حیوانوں سے کام لیا چاہتے ہیں اُنھیں ایسا موٹا نہیں کرتے اگر ایسا موٹا کریں تو وے اچھی طرح کام نہ کر سکیں + اِنسان کو نجہ فانی روح اور عقل عنایت ہوئی ہیں + پس اُنھیں نہ چاہئے کہ طرح طرح کے بیجا مزے دار کھانوں کے کھانے سے جسم کے چکنانے اور موٹا کرنے میں مشغول رہیں کیونکہ وے ذبح کے لئے نہیں پر خدا کی عبادت کے لئے پیدا ہوئے ہیں + اگر جسم ہی کے پالنے میں مشغول رہینگے تو جیسا چاہئے خدا کی عبادت اور فرماں برداری نہ کر سکینگے وے اُن حیوانوں کی مانند ہونگے جو موٹائی کے باعث کام نہیں کر سکتے چنانچہ اگر اِس باعث حق تعالیٰ کی عبادت میں قصور کرینگے تو عذاب جہنم میں ڈالے جائینگے تب جسم کی موٹائی اور خدمت سے کچھ فایدہ نہ ہوگا لیکن اُن سے ویسا ہی سلوک ہوگا جیسا قصاب اُن حیوانوں سے کرتے جنھیں ذبح کے لئے تیار کرتے ہیں + جب جسم بہت موٹا ہو جاتا ہے تو عقل کو دباتا ہے اور عقل سے بخوبی کام نہیں ہو سکتا اور اُسے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا اُس کے اوپر ایک بڑا بوجھہ رکھا ہے اُس کا حال اُس شخص کی حالت کی مانند ہوتا ہے جس کے سر پر ایسا بھاری بوجھہ ہو کہ اُسے دبا ڈالے اور وہ اُس بوجھہ کے مارے کچھہ غور نہ کر سکے + پھر

اُس شخص کی عقل جو مقوی خوراکوں سے جسم کی پرورش اور خدمت میں رہتا ہے ایک تخم پودے کی مانند ہے جو کانٹوں اور جھاڑیوں کے درمیان اُگا ہوا اور اُن کے مارے اچھی طرح بڑھ اور پھیل نہ سکے ۔ چنانچہ یوں ہی موٹا اور تیار جسم عقل کو دبائے رہتا ہے اور اُسے بڑھنے نہیں دیتا ۔ یہی باعث ہے کہ موٹے اور بھاری جسم کے لوگ اکثر بڑا علم اور بڑی دانائی نہیں رکھتے اور لوگ جو علم و ذہن و دانائی کے لئے مشہور ہو گئے ہیں اکثر دُبلے پتلے ہوئے ہیں ۔ غرض ظاہر ہے کہ جو شخص مقوی خوراکوں سے جسم کے پالنے میں مشغول رہتا ہے اپنا بڑا نقصان کرتا ہے کیونکہ عقل کو دبائے رہتا اور اپنے تئیں گویا آدھا دیوانہ کرتا ہے اور اِس میں بڑا گناہ بھی صادر ہوتا ہے ۔ جب کہ جسم کی موٹائی سے عقل دبی رہتی ہے تو دل بخوبی خدا پر نہیں لگ سکتا حالانکہ ہر وقت ہمارا یہی خاص کام ہے پس چاہئے کہ کھانے پینے میں پرہیزگار رہیں ۔

ہم یہہ نہیں کہتے کہ سب چکنے اور مقوی کھانوں کے کھانیوالے موٹے ہو جاتے ہیں بہت لوگ ایسے ہیں کہ اِن کھانوں کو کھاتے ہیں تو بھی موٹے نہیں ہوتے لیکن اگرچہ جسم موٹا نہیں ہوتا نفس زبردست اور بے قابو ہو جاتا اور بہت دق کرتا ہے چنانچہ جب نفس زور کرتا اور ہم اُسے دبا نہیں سکتے بڑا گناہ ہوتا ہے ۔ پس اِس لحاظ سے پرہیزگاری میں ہوشیاری کرنی چاہئے ۔

پھر بہت چکنے اور مقوی کھانے کے کھانے سے معدہ خراب ہوتا اور تندرستی میں فرق آتا ہے معدہ ہر طرح کی خوراک کے ہاضمہ کے واسطے بنا ہے جو نہ تو بھوسی کی مانند موٹی اور نہ گھی کی طرح چکنی ہو ۔ پس جب لوگ وہ خوراک کھاتے جس میں بے حساب گھی یا ایسی اَور کوئی چیز پڑی ہے تو اپنے معدہ کو ایسا ایک کام دیتے ہیں جس کے لئے وہ نہیں بنا اور جسے کر نہیں سکتا ۔

چنانچہ بدہضمی ہوتی اور اِس باعث تندرستی جاتی رہتی ہے ✢ ہاضمہ تندرستی کی بنیاد ہے اور
جب ہاضمہ بیمار ہا تو تندرستی کیسے رہیگی ✢ جو صاحب مقدور ہیں غریبوں کی نسبت اچھی اور
مقوی غذا کھایا کرتے ہیں اِس لئے وے اُن کی نسبت تندرست بھی اکثر کم رہتے ہیں ✢ سوا
اِن باتوں کے پرہیزگاری کے لئے خدا کا حکم ہے اور اُس کے حکم کے سبب تما مکر اُس کی پاسداری
کی چاہئے ✢

پھر پرہیزگاری کے معنے یہہ بھی ہیں کہ ہم ضرورت سے زیادہ نکھائیں ✢ جب کہ واجب طرح
کی خوراک بھی کھائیں تو اُتنی ہی کھائیں جتنی پرورش کے لئے ضرور ہو ✢ چنانچہ حیوان بھی حالانکہ
اِنسان کی سی عقل نہیں رکھتے حاجت کے موافق کھا کر ٹھہر جاتے ہیں مثلاً جب کوئی گائے یا بیل
پیٹ بھر کے کھالے اگر اُس کے کھانے کے لایق کیسی ہی اچھی چیز دی جاسے وہ ایک یا دو مُنہہ مار کے
پھر اُسے نچھویگا اور اگر کبھی کبھی حیوان زیادہ کھا کر اپنے تئیں بیمار بھی کرلیں تو یہہ کچھہ عجب
نہیں کیونکہ اُنھیں اِنسان کی سی عقل عنایت نہیں ہوئی اور صرف کھانے ہی سے اُنھیں
خوشی حاصل ہوتی ہے ✢ لیکن اِنسان کو عقل دی گئی ہے اور اُس کے لئے بڑی شرم کی بات
ہے اگر وہ ضرورت سے زیادہ کھاجائے ✢ وہ صرف کھانے پینے اور مرجانے کو پیدا نہیں ہوا لیکن
خدا کو جاننے اور اُس کی عبادت کرنے کو ✢ پس جب وہ ایسا زیادہ کھاجاتا ہے کہ اچھی طرح
سانس نہیں لے سکتا اور چل پھر اور کچھہ کر نہیں سکتا تو اپنے تئیں حیوان سے بدتر کرتا ہے ✢ زیادہ
کھایا کرنے سے اِنسان پیٹو ہو جاتا ہے اور پیٹو ہونا ایک بڑی مکروہ بات ہے ✢ لوگ کثرت
شادیوں اور دعوتوں میں بہت کھاتے ہیں ایسا کہ اُن کے پیٹ نکل آتے ہیں بلکہ کبھی کبھی بہت

بھی جاتے ہیں ✚ پھر زیادہ کھانے سے بہت لوگ بیمار ہو جاتے اور جب بیمار ہو جاتے تو مر بھی جاتے ہیں پس زیادہ کھانے میں بڑا گناہ ہوتا ہے ✚ غرض یہہ مثل کہ غم کھاؤ اور کم کھاؤ بہت اچھی ہے غم کھانے سے تو انسان بہت لڑائی دنگے اور دقت سے بچا رہیگا اور کم کھانے سے بہت بیماریوں سے محفوظ رہیگا اور اسی واسطے لوگ یہہ بھی کہا کرتے ہیں کہ تندرستی کے لئے بہتر ہے کہ انسان آدھا پیٹ کھائے ✚

غرض ان سب باتوں سے ظاہر ہے کہ ہمیں پرہیزگار ہونا چاہئے بغیر اس کے کوئی خدا کا سچا عابد نہیں ہو سکتا اور جو اس کے برخلاف کرتا ہے شیطانی ہے ✚ ہمیں ضرور ہے کہ شراب و گانجہ و بھانگ و افیون و اور کسی نشہ کی چیز کو نہ چھوئیں اور پھر ایسی غذا نہ کھائیں جس سے جسم بے قابو ہو جائے اور واجب طرح کی خوراک بھی حاجت سے زیادہ نہ کھائیں کیونکہ ان دونوں باتوں سے انسان حیوان سا ہو جاتا ہے اور خدا کی محبت اور عبادت کے قابل نہیں رہتا ✚

پاکدامنی کا بیان ✚ اس سے یہہ مراد ہے کہ انسان سوا اپنی جورو کے کسبیوں یا اور عورتوں سے کام نہ رکھے اور اُن کی بابت نہ سوچے نہ گندی گفتگو کرے جس سے نفس زور کرے اور نہ ناپاک خیالوں کو دل میں جگہ دے ✚ جب شہوت زور کرتی اور کسی بیگانی عورت کے لئے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے تو انسان بہت ناپاک ہو جاتا ہے اور اس ناپاکی کی حالت میں خدا کی عبادت کے قابل نہیں رہتا ✚ جو آدمی سوا اپنی جورو کے اور کسی عورت سے کام رکھتا ہے خواہ وہ کسبی ہو یا اور کوئی پاکدامنی کی شریعت کو عدول کرتا ہے یہہ بات ایسی ظاہر ہے کہ اس کا اور بیان کرنا کچھ ضرور نہیں ✚ جب تک کوئی انسان ایسی حالت میں رہتا ہے خدا کی عبادت نہیں

سکتا اور اگر اسی طرح مریگا تو بہشت کو نہ پہنچیگا خدا کا غضب اُس پر رہتا ہے ✢

غرض پاکدامنی سے یہہ بھی مراد ہے کہ ہم گندی گفتگو سے پرہیز کریں ✢ بہت لوگ ہیں جو فعل سے زنا نہیں کر سکتے اُن کے یگانوں و دوستوں اور ہمسایوں کی نگاہ اُن پر رہتی ہے اور انھیں قابو نہیں ملتا یا کہ اُن کے پاس اس فعل کے لئے روپیہ پیسا نہیں ہے چنانچہ یہہ لوگ عورتوں وغیرہ کی بابت گندی گفتگو کرنے اور اسی طرح اپنے دل کو راضی کرنے ہیں لیکن اس سے بھی بڑا گناہ صادر ہوتا ہے ہمیں حکم ہے کہ زنا کی طرح ناپاک اور گندی گفتگو سے بھی پرہیز کریں ✢ لوگوں کو شاید معلوم نہیں کہ گندی گفتگو میں کس طرح گناہ ہوتا ہے ✢ اُس میں گناہ اس باعث ہوتا ہے کہ اُس سے دل ناپاک ہوتا اور شہوت زور کرتی ہے ایسا کہ ایسی گفتگو کے کرنے اور سُننیوالے جب قابو پاویں یہہ فعل بد کر بیٹھیں چنانچہ اس حالت میں اُن سے خدا کی محبت اور عبادت نہیں ہوسکتی ✢ بہت لوگوں کو گندی گفتگو کی عادت ہوتی ہے جب دو چار لوگ اکٹھے بیٹھتے ہیں تو اکثر ایسی باتیں کیا کرتے ہیں چنانچہ جب کوئی خوشی کے ساتھ کسی شخص کی زناکاری یا کسی لڑکی یا عورت کے بگڑنے یا بے کام کسی کی جورو یا بیٹی یا بہو یا بہن وغیرہ کے حُسن و خوبصورتی کی بابت گفتگو کرتا تو پاکدامنی کی شریعت کو عدول کرتا اور گناہ کرتا ہے کیونکہ ایسی گفتگو سے شہوت پیدا ہوتی اور دل ناپاک ہوتا ہے ✢ تو اُن کو جو دل و راستی سے خدا کی عبادت کیا چاہتے ہیں ضرور ہے کہ گندی گفتگو سے دور رہیں ✢

پھر خواہ نخواہ عورتوں پر نگاہ بھی نہ کرنا چاہئے یہہ بھی پاکدامنی کے خلاف ہے اور گندی گفتگو اور زنا کی طرح اس میں بھی گناہ پایا جاتا ہے کیونکہ اس سے بھی ناپاک خیال پیدا ہوتے

اور لوگ اکثر فعل بد میں بھی گرفتار ہو جاتے ہیں + سوا اس کے ماں بیٹی بہو بہن کی گالی دینا بھی پاکدامنی کے خلاف ہے لوگوں میں یہہ گناہ بہت پایا جاتا ہے خاص و عام جاہل و عالم سب ہی کے مُنہہ سے گالیاں نکلتی ہیں یہہ بات بہت بُری ہے اور یہہ لوگ پاکدامنی کی شریعت کو عدول کرتے ہیں + غرض خدا کا حکم ہے کہ ہم اپنے خیالوں کو بھی نہایت پاک رکھیں اور کسی طرح کے ناپاک خیالوں کو دل میں جگہہ نہ دیں + انسان کا دل خدا نے اپنے ہی رہنے کے لئے بنایا ہے لیکن جب اُس میں ناپاک خیال بھرے ہوتے ہیں تو وہ ایسی گندی جگہہ میں رہنے نہیں چاہتا + پس ہمیں ضرور ہے کہ اُسے پاک رکھیں اور جب کہ ذرہ بھی ناپاک خیال پیدا ہو تو اُسے فوراً روکیں اور دل کی صفائی اور پاکیزگی کے لئے خدا سے دعا مانگیں + پھر اس پاکیزگی کے لئے جس کا اب بیان ہوتا ہے ضرور ہے کہ انسان اپنی پوشاک پر بھی خیال رکھے یعنے ایسی پہنے جو حجاب کے لئے کافی ہو + وے لوگ جو جالی کی ٹوپی پہنتے اور ٹوپی بانکی رکھتے اور پوشاکیں بھی بہت باریک کپڑوں کی پہنتے ہیں اس پاکیزگی سے خالی ہیں اور عورتیں بھی اس کے برخلاف کرتی ہیں جب دکھانے کو بہت رنگیلے بھڑکیلے کپڑے پہنتی ہیں + غرض اگر ہم خدا کے سچے عابد ہوا چاہیں تو ضرور ہے کہ ہر طرح سے پاکدامنی کا خیال رکھیں اور اس میں سعی و کوشش کریں +

بائیسواں باب

اُن فرضوں کا بیان جو اپنی نسبت ہم پر واجب ہیں چلا جاتا ہے +

دُنیوی کاروبار میں خبرداری اور ہوشیاری کا بیان + جب تک اس جہان میں رہینگے اپنی اور بال بچوں کی پرورش کرنا ہے اس کے لئے ضرور ہے کہ محنت کریں + یہہ بات ایسی ضرور اور واجب

ہے کہ ہر کوئی اُسے مان لیگا ٭ خدا نے ہمیں ہاتھ پانوں آنکھیں اور تندرستی کام کرنے کو دئے ہیں ٭ ہمارے سب کاروبار کا جو اِس جہان میں کرتے ہیں چاہئے کہ اول مقصد یہہ ہو کہ خدا کی حمد و ثنا جلال ہو اور دویم اپنی اور بال بچوں کی پرورش ٭ پس ہر ایک کو چاہئے کہ خبرداری اور ہوشیاری سے اپنے دُنیوی کاروبار کو انجام دے تاکہ بال بچوں کی پرورش کرے اور اپنی حیثیت کے موافق کچھ غریبوں کو بھی دے سکے ٭ جو ہاتھ پانوں اور تندرستی رکھکر بھیک مانگے اور اُس کے لڑکے بالے بھوکھوں مریں اور چیتھڑے لادے پھریں یہ اُن کو بڑی شرم کی بات ہے ٭ جس شخص کا ایسا حال ہوتا ہے وہ لوگوں میں بھی بہت بدنام رہتا ہے ٭ سوا اِس کے ایک اَور فرض ہے کہ وہ بھی بہت واجب ہے یعنے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی کمائی میں سے کچھ رکھتا جائے کہ وہ اُس کے لڑکوں کی تعلیم اور تربیت میں کام آوے ٭ لوگ اِس بات پر بہت خیال نہیں کرتے لیکن یہہ بڑا گناہ ہے ٭ ہم یہہ نہیں کہتے کہ ہر شخص اپنے لڑکوں کو عالم و فاضل کرنے کی کوشش کرے پر ہر ایک کو چاہئے کہ اُن کو کچھ تعلیم کرے جس سے وے خدا کو پہچانیں اور اپنے فرائض کو معلوم کریں اور زندگی عزت اور دیانت داری کے ساتھ بسر کریں ٭

بعضے لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی خدا کا سچا عابد ہوا چاہے تو ضرور ہے کہ وہ شادی بیاہ نہ کرے دُنیوی کاروبار میں مشغول نہ ہو اور کچھ کام نہ کرے اِسی لئے بہت لوگ فقیر ہو کر بھیک مانگتے پھرتے اور مُلک مُلک گھوما کرتے ہیں اور کوئی کوئی جنگلوں میں جا بیٹھتے ہیں ٭ لیکن یہہ اِن لوگوں کی ایک بڑی بھول ہے ٭ خدا نے کبھی یہہ حکم نہیں کیا کہ اُنھیں جو میری عبادت کیا چاہتے ہیں ضرور ہے کہ دُنیوی کاروبار میں مشغول نہ ہوں اور محنت نہ کریں پر اپنے عزیزوں اور لوگوں

تو چھوڑ کر جنگلوں میں جا بیٹھیں ٭ جب خدا نے انسان کو خلق کیا تو اُنھیں نر و مادہ پیدا کیا اور حکم کیا کہ ایک ساتھ رہیں اور اپنی پرورش کے واسطے محنت کریں یہہ حکم نہ کیا کہ مرد و عورت علیحدہ رہیں اور جنگلوں میں جا بیٹھیں ٭ خدا کی عبادت جوگیوں اور فقیروں کی طرح صرف تھوڑے ہی لوگوں پر واجب نہیں پر جہان بھر کے تمام انسانوں پر ٭ لیکن اگر فقیروں کی طرح کی عبادت کے لئے لوگ تمام دُنیوی کاروبار چھوڑ دیں تو دنیا خود جلد تمام ہو جائے چنانچہ انسان کی بڑھتی نہ ہو اور جو موجود ہوں جلد بھوکھ کے مارے مر جائیں اور تھوڑے عرصہ جب تک زندہ بھی رہیں مارے بھوکھ کے خدا پر دھیان نہ لگا سکیں اور اُس کی عبادت نہ کر سکیں ٭ چنانچہ فقیروں کی تدبیر کے موافق تھوڑے ہی دنوں میں ایک عابد بھی نہ رہے ٭ پس وہی تدبیر سب سے بہتر ہے جو خدا نے ٹھہرائی ہے ٭ اِس تدبیر سے انسان کی پرورش اور خدا کی عبادت دونوں ہو سکتی ہیں ٭ رات دن میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں اور اگر انسان اپنا دُنیوی کاروبار خبرداری اور ہوشیاری سے کریگا تو خدا کی عبادت کے واسطے بہت فرصت پاویگا ٭ خدا کی عبادت اور دُنیوی کاروبار آپس میں ایک دوسرے کا خلل نہ کرینگے ٭ لوگ کھانے پینے اور آرام کے لئے بہت فرصت پا سکتے ہیں چنانچہ اِس طرح عبادت کے لئے بھی پا سکتے ہیں ٭ سوا عبادت کے معیّن وقتوں کے وے کام کرتے وقت بھی دن بھر خدا کی بابت خیال کر سکتے ہیں اور یہہ اُسی طرح ہے گویا دن بھر اُس کی عبادت کرتے رہے ٭ یہہ بات ممکن ہے بلکہ بہت آسان بھی ہے اور وے جو حقیقتاً خدا کو پیار کرتے اِسی طرح کرتے ہیں وے دُنیوی کام کرتے وقت بھی خوشی کے ساتھ خدا کی بابت غور کرتے ہیں ٭ جب کسی کا

باپ یا بیٹا یا اَور کوئی لگیا نہ جسے وہ بہت پیار کرتا ہی کہیں پردیس میں ہوتا ہی تو وہ شخص حالانکہ کام میں مشغول رہتا ہی اُسے ہر دم یاد کرتا رہتا ہی یوں جب کوئی تھوڑے عرصہ میں کچھ بڑی چیز مثلاً بہت سا روپیہ یا زمین یا کوئی بڑی نوکری پانے پر ہوتا ہی تو کام کے ساتھہ اِس کی بابت بھی ہر دم سوچتا رہتا ہی ✣ پس ہم بھی معیّن وقتوں پر خدا کی عبادت کر سکتے اور دُنیوی کام کرتے وقت بھی اُس کی بابت خیال کر سکتے ہیں ✣

غرض جو خدا کا سچّا عابد ہوا چاہے اُسے ضرور ہی کہ اپنی اور بال بچوں کی پرورش کے لئے محنت کرے اور محنت میں خبرداری اور ہوشیاری ظاہر کرے ✣ وے لوگ جو اِس سے غافل ہو کر بھیکھ مانگتے پھرتے اور جنگلوں میں بیٹھتے ہیں بڑا گناہ کرتے ہیں حق تعالیٰ نے کبھی اِس کا حکم نہیں کیا وہ ہاتھہ پانوں اور تندرستی کام کے لئے دیتا ہی اور وے جو بال بچوں کی پرورش اور خدا کے جلال اور بزرگی کے لئے اُنھیں کام میں نہیں لاتے بڑی ناشکری ظاہر کرتے ہیں ✣ کاہلی خدا کی نظر میں بہت مکروہ ہی اور وہ کاہلوں سے بہت بیزار رہتا ہی اُس نے فرمایا ہی کہ جو کام نہیں کرتا اُسے کھانا بھی نہیں چاہئے اِنسان کی عقل بھی یہی بات کہتی ہی اور جو کاہل ہو کر اپنے تئیں خراب کرتے اور بال بچوں کو بھوکھوں مارتے اِنسانوں کے درمیان بھی بدنام رہتے ہیں ✣

قناعت کا بیان ✣ اِس سے یہہ مراد ہی کہ ہم اُن چیزوں سے راضی ہیں جو خدا نے ہمیں عنایت کی ہیں اور بیقراری کے ساتھہ اَور چیزوں کی خواہش نہ رکھیں نہ اُن کی نسبت حسد کریں جو ہم سے زیادہ مال و اسباب رکھتے ہیں ✣ مثلاً اگر کوئی صرف موٹا کھانا کھاتا اور موٹے کپڑے پہنتا اور چھوٹے مکان میں رہتا ہو اور اپنی کمائی سے روپیہ جمع کرنے کے لئے بہت بچا نہ سکتا ہو تو وہ ایسے

شخص کی حالت کی طمع نہ رکھے جو اچھی خوراک و پوشاک کا مقدور رکھتا اور بڑے مکان میں بستا اور بڑی دولت کا بھی مالک ہو ✤ اور اُس سے حسد کبھی نہ کرے ✤ ہر شخص کی حالت خدا کی طرف سے ہے اور کچھہ آپ سے نہیں ہوتا دولت و تنگدستی و بال بچوں کا ہونا اور نہ ہونا سب اُسی کی طرف سے ہے بادشاہوں سے لے نہایت محتاج فقیروں تک سب کی حالت اُسی کی مقرر کی ہوئی ہے ✤ وہ قدرت و دانائی و مہربانی میں بے پایان ہے اور جو کرتا ہے سب اپنے مخلوقوں کی بہتری کے لیے کرتا ہے پس یہی سمجھکر سب انسانوں کو اپنی اپنی حالت سے راضی رہنا چاہئے ✤ ماباپ چاہتے ہیں کہ ہمارے لڑکے خوش رہیں لیکن اُن میں وے لیاقتیں نہیں جن سے اُنھیں خوش کر سکیں چنانچہ وے ہر بات پر قادر نہیں ہیں اور اپنے لڑکوں کے واسطے جو چاہیں کر نہیں سکتے اور اُنھیں بیماری و دکھہ درد اور ہر طرح کی تکلیف سے محفوظ نہیں رکھہ سکتے پھر وے بہت دانا بھی نہیں ہوتے اور اکثر نہیں جانتے کہ ہمارے لڑکوں کے واسطے کونسی بات اچھی ہے پھر اُن کی محبت بھی اگرچہ زیادہ ہے پر بے حد نہیں اور جب وے خود تکلیف میں پڑتے ہیں تو یہہ محبت لڑکوں کی نسبت بہت کم ہو جاتی ہے غرض اِن سب باعثوں سے وے ہمیشہ اپنے لڑکوں کی بہتری نہیں کر سکتے لیکن خدا میں تو یہہ باتیں نہیں پائی جاتیں ✤ وہ قدرت و حکمت اور محبت میں بے پایان ہے اور ہمیشہ اپنے مخلوقوں کی بہتری کر سکتا ہے اور کوئی اُس کے مقابلہ کے قابل نہیں ہے ✤ پس ہر ایک کو چاہئے کہ اُس حالت کو جس میں خدا نے اُسے رکھا ہے اپنے حق میں بہتر سمجھے اور اُس سے راضی رہے اور اُن نعمتوں کے لئے جنھیں روز مرہ خدا سے پاتا ہے شکر ادا کرے ✤ اگر وہ صرف خوراک و پوشاک رکھتا ہو اور اُس کے پاس دولت نہ ہو

تو معلوم کرے کہ اگر خدا مناسب جانتا تو اُسے بڑی دولت بھی دیتا اُس میں یہہ قدرت ہے کہ اگر چاہے تو دم بھر میں فقیر کو شاہنشاہ کر سکتا ہے اور وہ کسی مخلوق سے غافل نہیں ہے پر سب کی خبر رکھتا ہے اُس نے اپنی حکمتِ بے پایان سے دیکھا کہ فلانے شخص کو دولت کچھہ فایدہ نہیں بلکہ نقصان کریگی چنانچہ دولت کو اُس سے باز رکھا ❖ ہمیں چاہئے کہ خدا کی محبت اور حکمت پر اعتبار رکھیں اُس کی یہہ صفتیں ہمیشہ ہماری بہتری کے واسطے مشغول رہتی ہیں ❖ پس چاہئے کہ خاطر جمع رکھیں اور اپنی حالت سے راضی رہیں ❖ اگر راضی نہ رہینگے تو ناراضگی سے کچھہ فایدہ نہ ہوگا پر اوروں کی حالت دیکھکر حسد کرتے رہینگے اور یہہ حسد آگ کی طرح ہمیں کھا جائیگی چنانچہ اس طرح اُن چیزوں سے بھی فایدہ اور خوشی حاصل نہ کرینگے جنھیں رکھتے ہیں ہمارا حال اُن ناراض لڑکوں کی مانند ہوگا جو اپنے بھائیوں یا بہنوں کے پاس اپنی چیز سے کوئی بہتر چیز دیکھکر غصّہ اور حسد کے مارے اپنی بھی پھینک دیتے ہیں اور اُس سے خوشی نہیں حاصل کرتے ❖ غرض اس طرح اُن چیزوں کے لئے جنھیں رکھتے ہیں خدا کا شکر بھی ادا نہ کر سکینگے کیونکہ جس چیز سے ناراض ہیں اُس کے لئے دل سے شکر کیا ادا کرینگے اور جب شکر ادا نہ کرینگے تو ناشکر گذار ٹھہرینگے اور بڑا گناہ صادر ہوگا ❖ پس چاہئے کہ خدا کی مہربانی اور حکمت کا یقین کریں اور جانیں کہ جس حالت میں اُس نے ہمیں رکھا ہے وہی ہمارے لئے سب سے بہتر ہے ❖ اگر وہ ہمیں دولت دیتا تو اُس سے شاید ہمارا نقصان ہوتا ہزاروں دولت و عیش و عشرت سے خدا کو بھول جاتے اور اپنے تئیں جہنم کے لایق کرتے ہیں ❖ اگر ہمیں دولت ملتی تو شاید ہم بھی اُسے بھول جاتے ❖ اور حقیقت میں دولت سے خطرہ بڑا ہوتا ہے اسی لئے قدیم زمانے کے ایک

خدا پرست نے حق تعالیٰ سے یہہ بہت خوب دعا مانگی تھی کہ دو باتوں کے لئے میں تجھ سے عرض کرتا ہوں اُنہیں مرنے کے پیشتر اُن کا مجھ سے انکار نہ کر یعنی بیہودہ اور جھوٹھ کو مجھ سے دور کر اور نہ مجھے دولت دے نہ افلاس پر میرے لایق خوراک مجھے عنایت کر ایسا نہ ہو کہ دولت کے رکھنے سے میں تیرا انکار کروں اور کہوں کہ خداوند کون ہے یا کہ محتاج ہوؤں اور چوری کروں اور تیرا نام بیفایدہ لوں ٭ شاید کوئی دولت نہ چاہے تو بھی اور کسی کی حالت میں جو اُس کے سے بہتر ہے ہونے کی خواہش رکھے مثلاً ایسا کوئی شخص جس کی آمد فی ماہ پانچ روپے کی ہے اُس کی حالت میں ہونے چاہے جس کی دس روپے کی ہے ٭ چنانچہ یہہ بھی ناراضگی اور گناہ ہے اور اس سے بھی بہت پرہیز کیا چاہئے ٭ البتہ انسان پر فرض ہے کہ اپنے دنیوی کاروبار میں ہوشیاری اور خبرداری کرے اور اگر خدا کی مرضی ہوگی تو اُس پر اپنی برکت بخشیگا اور اُسی کے وسیلے اُسے بڑھاویگا چنانچہ وہ اکثر ایسا کرتا ہے لیکن اوروں کی حالت دیکھکر اپنے سے ناراض کبھی نہ ہونا چاہئے ٭ اس جہان میں ہمیں خوراک و پوشاک چاہئے زندگی کی یہی ضروری باتیں کہلاتی ہیں اور جس کے پاس یہہ ہیں اور اُس کی بآرام گذرتی ہے اُسے بڑے بادشاہوں کی طرح راضی اور خوش رہنا چاہئے ٭ بادشاہوں اور امیروں کو فضول دولت اور اسباب سے کونسا حقیقی فایدہ ہوتا ہے ٭ غریب اپنا موٹا کھانا کھاتے ہیں اور جیتے ہیں بادشاہ نفیس غذا کھاتے پر وے بھی صرف جیتے ہیں جینے سے زیادہ اور تو نہیں کچھ کر لیتے نفیس خوراک سے اُنھیں کونسا زیادہ حقیقی فایدہ ہوتا ہے بلکہ فایدے کے بدلے بدپرہیزی سے اکثر نقصان ہوتا ہے اس کا بیان ہو چکا ہے ٭ اسی طرح پوشاک کی بابت بھی دیکھو غریب اپنے موٹے کپڑے پہنتے ہیں اور بادشاہ بڑی عمدہ پوشاک

پر دونوں کے بدن چھپ جاتے اور جینے میں عمدہ پوشاک سے بادشاہوں کو کونسا حقیقی فایدہ ہوجاتا ہے
پھر چند روز میں امیروں اور بادشاہوں سے یہہ نفیس کھانے اور عمدہ پوشاکیں چھن جاینگی اور
اُن کی روحوں کو تنہا خدائے تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہوگا وہاں وے اپنے اپنے اعمال کے موافق
پاوینگے اور اِس دُنیا کی چیزیں نجات کے حق میں کچھہ کام نہ آوینگی ✣ غریب بھی اپنے اعمال کے موافق
پاوینگے اور روزِ عدالت میں اُن کے اور بادشاہوں کے درمیان کچھہ فرق نہ رہیگا تو پھر اُن کے لئے
ناراضگی کا کونسا باعث ہے ✣ کوئی بھی نہیں ✣ یہہ زندگی چند روزہ ہے اور یہہ حالتیں جلد تمام
ہو جاینگی ✣ پس ہر ایک کو جو خدا کا سچا عابد ہوا چاہتا ہے ضرور ہے کہ ناراضگی سے پرہیز کرے
اور ہمیشہ قناعت پر خیال رکھے ✣

خوشدلی کا بیان ✣ اِس سے یہہ مراد ہے کہ ہمیشہ دل میں خوش رہیں اور اوروں کو بھی
خوش معلوم ہوں ✣ اِس خوشدلی میں اُن تمام فرضوں کے جو ہم پر خدا اور اِنسان کی اور اپنی
نسبت واجب ہیں بجالانے کی طرف اِشارہ ہے کیونکہ اگر اُن فرضوں کو بجا نہ لاویں تو خوش رہنے
کا باعث نہیں بلکہ برعکس اِس کے نہایت کمبخت رہنے کا ✣ سب جو اِن فرضوں کو ادا نہیں
کرتے خدا کے دشمن ہیں اور اُس کا غضب اُن پر رہتا ہے ✣ پس وے نہایت خطرناک حالت
میں ہیں اور جب تک ایسے حال میں رہتے ہیں خوشدل نہیں ہو سکتے اور اُن کو خوشدلی کا حکم بھی
نہیں برعکس اِس کے اِس خطرناک حالت کے باعث اُن کو حکم ہے کہ غم کریں اور رو دیں ✣ خوشدلی
کا اِنسان کے لئے اُس حالت میں حکم ہے جب وہ گناہوں سے توبہ کرے اور اُنھیں چھوڑے اور
خدا کی محبت اور عبادت کی طرف متوجہ ہو ✣ جب اِنسان ایسا کرتا ہے تو خدا کا دشمن نہیں

رہتا بلکہ فرزند ہو جاتا ہے اور اُس کا غضب اُس پر نہیں رہتا لیکن خداوند عیسیٰ مسیح پر اعتقاد
رکھنے کے باعث اُس کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں ✤ غضب کے بدلے خدا کی محبت اور مہربانی
اُس پر رہتی ہے یوں اُس کی حالت سلامتی کی ہوتی ہے جب تک اِس جہان میں رہتا ہر بات
کے لئے خدا پر اعتقاد رکھتا ہے اور مرنے کے بعد بہشت کے آرام میں داخل ہوتا ہے ✤ پس اُسے ہر
طرح سے خوشی کا باعث ہے ✤ غرض خدا کے سب سچے عابدوں کو چاہئے کہ اِن باعثوں سے خوش رہیں
اور اگر خوش نہ رہینگے تو دو باتوں کے حق میں گنہگار ہونگے پہلے تو خدا کی نسبت ناشکری ظاہر ہوگی اور
دوسرے اُن کی اُداس صورت سے دُنیا کے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ خدا کی بندگی ایک بڑا بوجھ ہے
اور اُس سے کچھ خوشی حاصل نہیں ہوتی ✤ جب لوگ ایسے کسی آقا کی خدمت کرتے ہیں جو اُن پر
بہت مہربان رہتا اور ہمیشہ اُن کی پرورش اور آرام کا خیال رکھتا ہے تو وے بہت خوش رہتے ایسا
کہ اُن کی خوشدلی اوروں پر بھی ظاہر ہوتی ہے اور جب کوئی اُن کے مالک کی بابت اُن سے کچھ پوچھتا ہو
تو محبت سے اُس کی تعریف کرنے لگتے اور تعریف کے موقع سے بہت خوش بھی ہوتے ہیں چنانچہ خوشدلی اور تعریف
دونوں سے ظاہر کرتے کہ مالک کے بڑے احسانمند ہیں ✤ غرض خدا ایسا آقا ہے کہ اُس کی مہربانی بے
پایان ہے وہ ہمیشہ اپنے عابدوں کی بہتری پر متوجہ رہتا ہے ✤ پس اُنھیں چاہئے کہ ہمیشہ خوش
رہیں اِس طرح وے اُس کی نسبت شکرگذاری ظاہر کرینگے اور اُس کے دشمنوں پر آشکار ہوگا کہ
وہ نہایت مہربان آقا ہے اور کہ اُس کے عابد اُس کی بندگی کو دل و جان سے پسند کرتے ہیں ✤
وے نوکر جن کا مالک سنگدل و ظالم ہے بہت کمبخت رہتے اور اپنی کمبخت حالت رنجیدہ و اُداس چہرے
سے ظاہر کرتے اور ہمیشہ ایسے مالک کو بُرا کہتے رہتے ہیں اور جب تک اُس کی خدمت کریں کبھی خوش نہیں

رہ سکتے لیکن خدا تو ایسا مالک نہیں ہے ۔ شاید کوئی سمجھتے ہوں کہ اُن لوگوں کو جو خدا پرست ہوا چاہتے ہیں ضرور ہے کہ ہمیشہ غم کیا کریں اور اُداس رہیں اور خوشدل نہ ہوں لیکن یہہ بڑی غلطی ہے ۔ سچے خدا پرستوں کو حکم ہے کہ خوشدل رہیں اور اگر نہ رہینگے تو گناہ صادر ہوگا ۔ اِس مُلک کے جوگی اور فقیر جو اپنے تئیں بڑے خدا پرست کہتے چہرے کو اُداس اور بھاری اور غمزدہ سا رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ خدا پرستی کا یہہ ایک بڑا نشان ہے لیکن یہہ اُن کی بڑی بھول ہے ۔ اِس سے ظاہر ہے کہ وے نہ حقیقی خدا پرستی رکھتے نہ اُس کی کیفیت کو جانتے ہیں وے خدا کی عبادت کرنے نہیں جانتے پس اُس خوشی سے بھی ناواقف ہیں جو اُس کی پرستش اور محبت سے حاصل ہوتی ہے ۔ غرض خدا کے سب سچے عابدوں کو معلوم ہو کہ اُنھیں خوشدلی کا حکم ہے اور اِس کی وجہہ بھی ہے یعنے قادر مطلق اُن کا آسمانی باپ وحامی و حافظ ہے جب تک اِس جہان میں رہینگے وہ ہر طرح سے اُن کی خبر لیگا اور جب یہاں سے رخصت ہونگے سعادتِ ابدی میں پہنچا دیگا تو اُداس کیا چاہئے ۔ پس لازم ہے کہ خوشدلی سے ہمیشہ اپنی شکرگذاری ظاہر کریں ۔

نفس کشی اور اپنی خواہشوں اور مرضی کے روکنے کا بیان ۔ بعضے فرائض مثلاً پرہیزگاری کا پاکدامنی وغیرہ اِس فرض میں شامل ہیں ۔ اِس سے یہہ مراد ہے کہ اپنی خواہشوں کے موافق نہ کریں اور اپنی مرضی پر نہ چلیں بلکہ ہر بات میں خدا کی مرضی کے موافق کریں حالانکہ اِس میں جسم کو کچھہ تکلیف بھی ہو ۔ جب تک اِنسان اِس دُنیا میں رہتا ہے اُس کے دل میں کچھہ نہ کچھہ گناہ بار رہتا ہے اور یہہ گناہ اُسے بیجا کاموں کی طرف جس سے جسم کو کچھہ خوشی اور مزہ حاصل ہوتا ہے رجوع کرتا رہتا ہے لیکن اُسے حکم ہے کہ اِن بُری خواہشوں کو مارے اور وہی کام کرے جو خدا کی مرضی کے موافق ہیں ۔

جب لڑکے کھیل کود میں جنگلوں اور اور خطرناک جگہوں میں خوشی سے دوڑتے پھرتے اور اس وقت روکے جاتے تو اُن کے دل میں ایک طرح کا رنج اور تکلیف معلوم ہوتی ہے کیونکہ اُن کی وہ خوشی روکی گئی جو کھیل کود سے حاصل ہوتی تھی اسی طرح جب خدا پرست کسی ایسی راہ سے روکے جاتے جس میں انھیں کچھ دنیوی فایدہ یا مزہ مل سکتا ہے تو اُن کو ایک طرح کی تکلیف اور درد معلوم ہوتا ہے انھیں حکم ہے کہ اس تکلیف کو برداشت کریں اور دنیوی فایدہ اور مزہ کو چھوڑیں انھیں اپنے فرضوں کے ادا کرنے سے کام ہے حالانکہ اس میں جسم کو تکلیف بھی ہو چنانچہ چاہئے کہ انسان سب نشہ کی چیزوں اور بد پرہیزی اور ناپاکی اور غرور اور سب بُری باتوں سے پرہیز کرے + ان سب باتوں کے کرنے سے جسم کو ایک طرح کی خوشی ملتی اور پرہیز کرنے سے دل کو درد ہوتا ہے پر حکم ہے کہ اس درد کو برداشت کریں اور گناہ سے دور رہیں + غرض اسی طرح طمع سے بھی پرہیز کرنا ہے + انسان کے دل میں دولت پیدا کرنے کی بہت خواہش رہتی ہے لیکن جب تک بغیر گناہ کے صادر ہونے کے دولت پیدا نہیں ہو سکتی تو اس خواہش کو روکنا اور مارنا چاہئے + مثلاً اگر کسی کو تھوڑے ہی عرصہ میں دغا یا فریب سے بہت سا روپیہ مل سکتا ہو تو اُسے ضرور ہے کہ اُس روپے کو جانے دے اور گناہ نہ کرے + جس دل میں لالچ بھرا ہے اُس میں خدا کی محبت کی جگہ نہیں ہے جیسا کہ جس برتن میں لبالب پانی بھرا ہے اُس میں بغیر پانی گرائے دودھ کی جگہ نہیں + پس ضرور ہے کہ لالچ دل سے نکالا جائے تب خدا کے واسطے جگہ ہوگی + لالچ کے مارنے میں دل کو بڑی چوٹ لگیگی لیکن چوٹ کا سہنا اور لالچ کا مارنا ضرور ہے + غرض چاہئے کہ عزیزوں اور بیگانوں کی محبت بھی حد سے باہر نہ جائے ہمیں حکم ہے کہ خدا کو سب سے زیادہ پیار کریں اگر کسی طرح کے گناہ سے عزیزوں کا فایدہ ہو سکتا ہو تو اُن کی خاطر

وہ گناہ ہرگز نہ کریں پھر اگر کسی زمانہ میں دشمن بہت زبردست ہو جائیں اور ہمیں ستاویں اور کہیں خدا کی محبت چھوڑ دو تو چھوڑو نہیں تو تمہارے لڑکے بالوں کو ابھی تمہارے سامنے قتل کرتے ہیں تو ضرور ہی کہ انھیں قتل ہو جانے دیں اور خدا کی محبت نہ چھوڑیں ✣ پھر نفس کشی اور اپنی مرضی کے مارنے کے فرض میں یہہ بھی شامل ہی کہ ہمیشہ حق پر رہیں اور انسان کی رضامندی اور تعریف حاصل کرنے کو کبھی اُس سے نظر یں لوگ انسان کی تعریف بہت چاہتے ہیں اور اس واسطے بہت باتیں بیجا کرتے ہیں لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ دُنیا میں گناہ بھرا ہوا ہی اور انسان کی رائے اور سمجھہ اکثر باتوں میں غلط ہی اور ہلاکت کو پہنچاتی ہی ✣ پس خدا کے عابدوں کو لازم ہی کہ کبھی انسان کی رائے اور سمجھہ کی ہدایت پر نہ چلیں پر ہمیشہ کلام پاک پر خیال رکھیں اور اُس کے فرمانوں کے موافق چلیں کیونکہ وہ ہمیشہ صحیح ہی اور سلامتی کی راہ میں پہنچاتا ہی ✣ پھر جیسا کہ انسان سے تعریف نہیں چاہنا ہی ویسا ہی حق اور نیکی کی راہ میں اُن سے شرمانا بھی نہیں ہی ✣ جھوٹھی شرم جہان میں بہت غالب ہی اور اسی کے باعث لوگ بہت واجب باتوں سے باز رہتے ہیں چنانچہ اس مُلک کے بہت لوگ جانتے ہیں کہ مذہب عیسوی برحق ہی اور سوا اس کے اور سب جھوٹھے ہیں تو بھی لوگوں کی شرم کے مارے اُسے قبول نہیں کرتے ڈرتے ہیں کہ لوگ ہمیں کافر و بیدین کہینگے یہہ جھوٹھی شرم ہی اور لوگوں کو حکم ہی کہ ایسی شرم کو دل سے نکال پھینکیں ہمیشہ حق پر چلنا چاہیئے اور اگر عیسوی مذہب کے اختیار کرنے سے لوگ ہمیں نہایت ستاویں بلکہ ہاتھہ پانوں کاٹ ڈالیں اور مار بھی ڈالیں تو بھی سب برداشت کرنا چاہیئے ہمیشہ حق پر ثابت قدم رہنا اور خدا کی مرضی کے موافق کرنا فرض ہی ✣

پھر اس فرض میں یہہ بھی شامل ہی کہ ہم ہمیشہ اپنے تئیں محض گنہگار اور نالایق سمجھیں ✣

اپنے تئیں اچھا سمجھنا لوگوں کی عادت ہوتی ہے لیکن ہمیں ضرور ہے کہ اِس عادت پر غالب آویں اور اگر ہمیں لوگ نیک اور بھلا بھی کہیں تو بھی اُن کی باتوں پر خیال نہ کریں ہم تو اپنے گناہوں کے سبب عذاب ابدی کے سزاوار ہیں ہم میں نیکی اور بھلائی کا کیا ذکر ٭

تحصیلِ دانائی کا بیان ٭ اِس سے یہہ مراد ہے کہ ہم ہمیشہ سچی دانش میں ترقی کریں اور سچی دانش وہ ہے جس سے اِنسان خدا کو زیادہ پہچانتا اور زیادہ اُس کی مرضی کے موافق چلنا سیکھتا ہے ٭ سچ ہے کہ خدا نے اِنسان کو عقل عنایت کی ہے پر اِس عقل سے دانائی ایک دم سے آ نہیں سکتی ضرور ہے کہ اِنسان سیکھے اور رفتہ رفتہ اُسے حاصل کرے ٭ اگر گناہ نہ بھی کرتا تو بھی اُسے ضرور ہوتا کہ رفتہ رفتہ سیکھ کر دانائی کو حاصل کرے اور ابدالآباد سیکھتا اور اُسے حاصل کرتا رہتا پر اب جو گناہ کیا ہے اور اُس کی عقل گناہ کے باعث تاریک ہو گئی ہے زیادہ اُس کی تحصیل کے لیے سعی و کوشش کرنا ہے ٭ جب خدا نے اُسے خلق کیا تو سچی دانائی دی تھی لیکن اُس نے گناہ کر کے وہ کھو دی چنانچہ اب اُسے ضرور ہے کہ پہلے اُسے حاصل کرے جو کھو گئی ہے تب بعد اُس کے ہمیشہ اور سیکھتا اور اُسے بڑھاتا رہے ٭ یہہ سب پر بہت فرض ہے ضرور ہے کہ ہم ہمیشہ خدا کی بابت زیادہ علم حاصل کرتے جائیں اور زیادہ اُس کی مرضی کے موافق چلنا سیکھیں اور جو اِس میں غفلت کرتا بڑا گناہ کرتا ہے ٭ چونکہ خدا اپنی سب صفتوں میں بے حد اور بے پایاں ہے اور اِنسان صرف مخلوق ہے اور عقل و طاقت کی حد رکھتا ہے یعنے عقل و طاقت اُس میں بہت تھوڑی ہیں کیونکر ممکن ہے کہ بغیر محنت و سعی کے کچھہ اُس کی بابت جان سکے ٭ پس ضرور ہے کہ ہر وسیلے سے جو ہمارے قابوں میں ہیں ہم خدا کی بابت زیادہ سیکھیں اور اُس کی پاک مرضی بجا لاویں ٭ اِس مقصد سے چاہئے کہ ہم اُس کے کلامِ پاک کو پڑھا کریں اور

اگر اب تک پڑھ نہ سکتے ہوں تو پڑھنا جلد سیکھنا چاہئے اپنی زبان کا سیکھنا بہت ہی آسان ہے اور کلامِ الٰہی کا ترجمہ ہر زبان میں ہوا ہے اور کسی کو یہہ عذر نہ رہیگا کہ میں نے کلامِ پاک کو اپنی زبان میں نہ پایا اِس لئے اُسے پڑھ نہ سکا + اُن لوگوں کو جو نہایت بوڑھے ہو گئے ہیں اور اب پڑھنا سیکھہ نہیں سکتے چاہئے کہ کسی سے پڑھوا لیا کریں اور اگر دعا کے ساتھہ سُنینگے تو خدا برکت بخشیگا اور اِس طرح بھی وے خدا کی پہچان اور فرماں برداری میں ترقی کرینگے + پھر سوا اِس کے ہر ایک کو چاہئے کہ کلامِ پاک کے وعظ کو بھی سُنا کرے تحصیلِ دانائی کا یہہ بھی ایک بڑا وسیلہ ہے + اور صرف سُننا کافی نہیں ضرور ہے کہ جو سنیں اُس پر عمل کریں + مریض حکیم کی باتوں کو کان سے سُنتا ہے پر صرف سُن ہی کے نہیں رہ جاتا بلکہ اُس کے کہے کے موافق کرتا ہے تب فایدہ اُٹھاتا ہے + اِسی طرح ہمیں چاہئے کہ خدا کے کلام کی ہدایت پر چلیں تب اُس سے فایدہ ہوگا + پھر اَور وسیلوں سے بھی جو خدا نے ہمیں دئے ہیں دانائی حاصل کی چاہئے سیکڑوں اچھی کتابیں بنتی اور چھپتی ہیں ہمیں فرض ہے کہ اُنھیں پڑھیں اور اُن سے دانائی کو بڑھا دیں + خدا نے اپنے رحم و کرم سے چھاپا بھی ایجاد کروایا ہے جس سے کتابوں کی بڑی کثرت ہوئی ہے اور ہر کوئی اُن سے فایدہ اُٹھا سکتا ہے + اگر چھاپہ نہ ہوتا تو کتابیں ہاتھہ سے لکھی جاتیں شمار میں نہایت تھوڑی ہوتیں اور اُن کی قیمت بھی بہت زیادہ ہوتی اور وے ہزاروں میں کہیں صرف ایک یا دو کو میسر ہوتیں چنانچہ تمام مُلک جہالت میں ڈوبا رہتا اور لوگ خدا کو اور سعادت کی راہ کو پہچان نہ سکتے + لیکن خدا اپنے فضل سے لوگوں کی بہتری کے واسطے ہزاروں کتابیں تیار کرواتا ہے + بس چاہئے کہ اُنھیں پڑھیں اور دانائی حاصل کریں + لوگوں کو لازم نہیں کہ اِن

کتابوں کو حقیر جانیں اور انھیں کسی طرح سے خراب کریں کیونکہ اُن کی تیاری میں بڑا روپیہ صرف ہوتا ہے اور اتنا روپیہ صرف اُن کے فایدے کے واسطے خرچ ہوتا ہے ✣ غرض تحصیل دانائی ہر انسان پر فرض ہے گناہ نے ہماری عقل و روح دونوں کو تاریک کر دیا ہے اور اِس تاریکی کے باعث ہم سلامتی کی راہ جان نہیں سکتے ہمیں روحانی روشنی کی حاجت ہے اور یہہ روشنی اِن وسیلوں سے حاصل ہوتی ہے جن کا ابھی ذکر کیا ہے پس ہمیشہ انھیں عمل میں لانا چاہئے ✣ جن فرایض کی طرح جو خدا کی نسبت واجب ہیں اِن فرضوں کو بھی جن کا اپنی نسبت حکم ہے ہم آپ سے ادا نہیں کر سکتے تو چاہئے کہ ان کے ادا کرنے کے لئے ہمیشہ روح پاک کے فضل کے لئے دعا و مناجات کریں ✣

تیئسواں باب

اُن فرضوں کا بیان جو اپنے ہمجنسوں کی نسبت ہم پر واجب ہیں

سوا اُن فرضوں کے جو خدا کی اور اپنی نسبت واجب ہیں چند ایسے بھی ہیں جو اپنے ہمجنسوں کی نسبت ہم پر واجب ہیں اور اِن کے بجا لانے کے باب میں بھی خدا نے تاکید سے حکم کیا ہے ✣ یہہ فرایض خصم و جورو اور ماباپ و لڑکوں اور مالکوں و نوکروں اور حاکموں و رعایا کے ہیں اور سوا اِن رشتوں اور درجوں کے فرایض کے ہمیں حکم ہے کہ سب پر مہربانی کریں اور سب سے ایمانداری اور راستی کے ساتھ پیش آویں ✣

خصم و جورو کے فرایض کا بیان ✣ جورو کی نسبت خصم میں وفائی و محبت و

پرورش اور حکومت چاہئے ÷ وفائی سے مراد ہے کہ خصم سوا اپنی جورو کے اور کسی عورت سے کام نہ رکھے کہ اُس کے ساتھ سچا رہے اور بے ایمانی نہ کرے ÷ وے خصم جو اُس کے خلاف کرتے بڑا گناہ کرتے ہیں اور خدا اُن کی سزا کریگا ÷ اِس مُلک کے اکثر لوگ اِس بات کو اچھی طرح نہیں سمجھتے اور شاید خیال کرتے ہیں کہ اِس میں ایسا کونسا بڑا گناہ ہے ÷ یہہ تو سب کہتے ہیں کہ کسی لڑکی یا خصم والی جورو کو بہکانا اور بگاڑنا بڑا گناہ ہے لیکن کسبیوں کی صحبت کو ہر کوئی بُرا نہیں سمجھتا ÷ اِس بات کا بیان پیچھے ہو چکا ہے اور اُس کا یہاں دوہرانا کچھ ضرور نہیں ÷ ہر کسی کو معلوم کیا چاہئے کہ جو کسبیوں سے صحبت رکھتا بڑا گناہ کرتا اور اپنی جورو سے بڑی بیوفائی اور بے ایمانی کرتا ہے ÷ اگر جورو بھی ایسی بیوفائی کرے تو اُسے کیسی چوٹ لگے ایسا رنجیدہ ہو کہ اُسے قتل کرنے پر مستعد ہو پھر اپنی جورو کی نسبت کیوں بیوفائی کرتا ہے جیسا جورو پر اُس کی نسبت وفاداری فرض ہے ویسا ہی جورو کی نسبت اُس پر بھی فرض ہے ÷ خدا نے کبھی کسی عورت کو بہت سے مردوں کے لئے مقرر نہیں کیا ÷ پس وے عورتیں جنھوں نے اپنے تئیں کسبی کر لیا ہے بڑا گناہ کرتی ہیں اور وے مرد بھی بڑا گناہ کرتے جو اُن سے صحبت رکھتے ہیں ÷ شروع میں خدا نے ایک مرد کے لئے ایک ہی عورت کو پیدا کیا اور وہ عورت اُس کی جورو ہوئی ÷ پس وے لوگ جو سوا اپنی جورو کے اور عورتوں سے کام رکھتے ہیں اپنی جوروؤں کی نسبت بڑی بے محبتی اور بے وفائی ظاہر کرتے ہیں اُن سے بُرا سلوک کرتے اور گویا سمجھتے ہیں کہ یہہ ہماری برابر انسان نہیں ہیں پر صرف نفسانیت کے لئے ہمیں دی گئی ہیں ÷ پھر اِس وفائی سے یہہ بھی مراد ہے کہ خصم اور جوروؤں کے ساتھ ٹھٹھا نہ کرے اِس طرح بھی لوگ اپنی ناپاک خواہشوں کو جو اور عورتوں کی

نسبت رکھتے پورا کرتے ہیں وے سمجھتے ہیں کہ یہہ تو صرف بات چیت ہی اور اِس میں کچھ گناہ نہیں ✦ لیکن
اِس میں بھی گناہ اور جورو کی نسبت بیوفائی پائی جاتی ہی کیونکہ ٹھٹھے کے وقت اُس عورت کی نسبت جس سے
بات چیت ہوتی ہی دل میں ناپاک خواہش پیدا ہوتی ہی اور جب اُس کی نسبت ناپاک خواہش پیدا ہوتی ہی
جورو اُس وقت کم قدر ہو جاتی اور اُس کا حق یاد نہیں رہتا ✦ پس یہہ اُس سے بیوفائی ہوتی ہی
کیونکہ وہ شخص اُس عورت کے ساتھہ جس سے ٹھٹھا کرتا ہی دل میں زنا کر چکا اور اگر قابو پاوے تو حقیقت
میں اُس کے ساتھہ فعل بد بھی کر بیٹھے غرض وہ شخص خدا اور بندہ دونوں کا گنہگار ہو چکا ✦ اگر
کوئی یہہ بات معلوم کرے کہ میری جورو کسی اَور مرد کی خواہش رکھتی ہی تو اُسے کیسی بیوفا سمجھے اور کیسا رنج کہائے
ایسی خواہش کو پورے زنا کی برابر سمجھے اِسی طرح چاہئے کہ اپنے تئیں بھی بیوفا سمجھے جب کسی اَور عورت کی نسبت
خواہش رکھتا ہی ✦ پھر مرد جورو سے بیوفائی اُس وقت بھی کرتا ہی جب کسی سے کسی عورت کی بابت
گفتگو کر کے اُس کی نسبت دل میں ناپاک آرزو پیدا کرتا ہی ✦ غرض کسبیوں کا ناچ دیکھنا بھی جورو سے
بیوفائی کرنا ہی اُن کا ناچ دیکھکر دل جورو کو چھوڑ کر اُن کے پیچھے جاتا ہی بلکہ اِسی باعث بہت لوگ
اُن سے محبت بھی رکھتے ہیں ✦ اِس ملک میں ناچ کا بڑا دستور ہی چنانچہ وے لوگ جو ناچ دیکھتے ہیں اپنی
جورووں سے بڑی بےمحبتی اور بیوفائی کرتے ہیں ✦ مرد بڑے سیانے ہوتے ہیں جورووں کی بے
وفائی تو بہت جلد پکڑ لیتے ہیں اگر اُسے ذرہ سی بھی بات میں دیکھہ پاویں تو بڑا رنج کھاتے اور فکرمند
ہوتے بلکہ اکثر جورووں کو قتل بھی کر ڈالتے ہیں اور اپنی جان کے واسطے کچھہ خوف نہیں کہاتے لیکن
آپ ہزاروں طرح سے بیوفائی کرتے ہیں اور تو بھی سمجھتے ہیں ہم نے کچھہ نہیں کیا ✦ غرض ہر مرد کو
چاہئے کہ اِس سے پرہیز کرے اور اپنی جورو کے ساتھہ سچّا اور وفادار رہے ✦

پھر خصم پر فرض ہے کہ جورو کو پیار کرے ✣ اِس مُلک میں لوگ اِس بات کو بہت خیال
میں نہیں لاتے سمجھتے ہیں کہ عورت صرف نفسانیت کے لئے پیدا ہوئی ہے اور انسانوں کے درمیان اُس
کا درجہ ایسا نہایت کم ہے کہ وہ لائق بہت لحاظ کے نہیں ہے ✣ لیکن جو ایسا سمجھتے ہیں گناہ
کرتے ہیں ✣ خصموں کو چاہئے کہ ہر بات میں اپنی طرح جوروؤں کی بھی عزت سمجھیں اور اُن
سے محبت رکھیں ✣ عورتیں صرف نفسانیت کے لئے خلق نہیں ہوئیں لیکن اُن کی بھی روحیں
ہیں جو ابدالآباد جیتی رہینگی ✣ خدا اُنھیں مردوں کی طرح سمجھتا ہے اور روزِ عدالت میں اُن
سے بھی حساب لیگا ✣ پس مردوں کو چاہئے کہ اُنھیں اپنی طرح سمجھیں ✣ خدا نے اپنی دانائی
سے کئی باتوں کے لئے اِس جہان میں عورت کو مرد کے تابع رکھا ہے لیکن روحانی باتوں میں وہ
اُس کے برابر ہے ✣ جب خدا نے عورت کو پیدا کیا تو اُسے اِنسان کی پسلی سے بنایا جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ اصلاً مرد کے برابر ہے اور کہ اُس کی مدد اور سنگت کے لئے خلق ہوئی ہے اور مرد کو چاہئے
کہ اُس کی عزت کرے اور اُس سے محبت رکھے ✣ اگر مرد کے سر سے پیدا ہوتی تو شاید معلوم ہوتا
کہ اُس سے بڑی ہے اور اگر پیر سے خلق ہوتی تو لوگ سمجھتے کہ اُس سے کمتر ہے لیکن وہ جسم کے بیچ کے
حصہ سے پیدا ہوئی ہے جس سے دریافت ہوتا ہے کہ وہ اُس کے برابر ہے اِس سے چاہئے کہ اُس
کی عزت کریں اور چونکہ مرد کی مدد کے واسطے پیدا ہوئی ہے لازم ہے کہ اُس سے محبت رکھیں ✣
خدا نے ایسا ٹھہرا دیا ہے کہ جب اِنسان شادی کرلے تو ماں باپ اور اور عزیزوں کو چھوڑے اور زندگی
بھر اپنی جورو کے ساتھ بنا رہے خواہ دولت کے ساتھ ہو یا افلاس میں خواہ تندرست ہو یا بیمار
خواہ خوش ہو یا مصیبت میں ایسی کوئی حالت نہیں جس میں اُسے جورو کے چھوڑنے کا حکم ہے اِس

بات سے ہر ایک مرد پر جس میں ذرہ بھی عقل ہے ظاہر ہوگا کہ جورو کو دل و جان سے پیار کرنا فرض ہے کیونکہ سوا جورو کے کون انسان کے ساتھ ہر دکھ اور تکلیف میں رہتا ہے اور رشتہ دار کیسے ہی عزیز کیوں نہ ہوں جلد دق ہو جاتے اور اُسے چھوڑ دیتے ہیں لیکن جورو ہرگز نہیں چھوڑتی پس وہ بیشک محبت کے لائق ہے ÷ پھر جورو سے نوکر یا لونڈی کی طرح سلوک نہیں کیا چاہئے کیونکہ جورو خصم کے لئے وہ کام کرتی ہے جو نوکروں سے نہیں ہو سکتا ÷ سوا اِس کے جورو کے پیار کے حق میں خدا کا حکم ہے اور اگر وہ خصم کے لئے کچھ بھی نہ کرتی تو بھی حکم الٰہی کے باعث اُس کی محبت خصم پر واجب ہوتی ÷ اس ملک میں لوگ جورو کو مارا کرتے ہیں لیکن یہہ بڑی بُری بات ہے اس سے ظاہر ہے کہ انہیں پیار نہیں کرتے ÷ بعد شادی کے خصم و جورو گویا ایک تن ہو جاتے ہیں خدا کا حکم ہے کہ انسان جورو کو اپنی طرح پیار کرے کسی نے آج تک اپنے بدن کو نہیں مارا ÷ پس جورو کو مارنا بھی لازم نہیں کیونکہ خصم و جورو گویا ایک تن ہیں ÷ اِس ملک میں یہہ برا دستور ہے کہ لوگ لڑکیوں کی تعلیم نہیں کرتے اِسی لئے عورتوں میں ویسی عقل نہیں ہوتی جیسے چاہئے ÷ پس جب وے ایسی کوئی بات کریں جو خصم کی مرضی کے برخلاف ہے تو خصم کو چاہئے کہ اُسے سمجھاوے ÷ غرض ہر مرد کو چاہئے کہ اپنی جورو کو اپنی طرح پیار کرے اور وہ جو پیار نہیں کرتا خدا کے حضور بڑا گناہ کرتا ہے اور سزا پاویگا ÷

سوا وفاداری اور محبت کے خصم پر یہہ بھی فرض ہے کہ جورو پر حکومت کرے اور اُسے دباؤ میں رکھے ÷ خدا نے دُنیا کے اِنتظام کے لئے کئی طرح کے درجے مقرر کئے ہیں اور کسی کو حاکم کیا ہے کسی کو محکوم اگر ایسا نہ کرتا تو کون کس کو مانتا اور بندوبست کیونکر رہتا چنانچہ اِسی لئے اُمت

نے گھرانے میں بھی درجے کئے ہیں یعنے خصم کو مالک و حاکم بنایا ہے اور جورو و لڑکوں کو محکوم ☙
لیکن معلوم کیا چاہئے کہ جورو کی یہہ تابعداری صرف اِسی جہان کی ہے روحانی باتوں میں وہ خصم
کے برابر ہے اور عاقبت میں درجہ کا یہہ فرق نہ رہیگا اُس کی بھی روح غیر فانی ہے اور اُسے بھی حکم
ہے کہ نجات کے وسیلوں کو کام میں لاوے اور عاقبت کی تیاری کرے ☙ پھر ضرور ہے کہ خصم
کی یہہ حکومت اُس محبت کے ساتھہ ہو جس کا ابھی ذکر ہوا ہے جب اُس کے ساتھہ ہوگی تو وہ ادا
ہوگی لیکن جب بغیر اُس کے ہوگی تو اُس کے ساتھہ گناہ ملا ہوگا یہہ حکومت ویسی نہیں ہے جیسی
ظالم مالک غلاموں پر رکھتے ہیں اور خصم کو حکم نہیں کہ اِس حکومت کے باعث مغرور ہو اور بڑے
زور و شور کے ساتھہ اپنا اختیار جتاوے بلکہ یہہ گھرانے کے فایدے کے واسطے اُسے دی گئی ہے ☙
پس چاہئے کہ ایسی ہوشیاری و دانائی و ملایمت و قایم فراجی کے ساتھہ حکومت کرے کہ گھر کے
سب لوگوں کی بھلائی اور بہتری ہو ☙ پھر خصم کو یاد رکھنا چاہئے کہ جورو کو ایسا کوئی حکم
نہ کرے جو خدا کے کسی حکم کے برخلاف ہو اِس جہان میں دیکھتے ہیں کہ کوئی چھوٹے درجے کا حاکم اپنے
تحت کے لوگوں کو ایسا کوئی حکم نہیں دیتا جو کسی عالی درجے کے حاکم کے حکم کے برخلاف ہو کیونکہ
جانتا ہے کہ میرا یہہ درجہ اور اختیار نہیں کہ اپنے سے بڑے حاکم کے حکم کو منسوخ کروں چنانچہ اِسی
طرح خصم کو اختیار نہیں کہ جورو کو ایسا کوئی حکم کرے جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو ☙
پھر خصم پر یہہ بھی فرض ہے کہ جورو کی پرورش کرے ☙ جورو گھر کے کام کے لئے پیدا ہوئی
ہے اور باہر بہت نہیں جا سکتی اور آپ اپنی پرورش نہیں کر سکتی پس خدا کا حکم ہے کہ خصم محنت
کر کے جورو کو خوراک و پوشاک دے اور اُس آرام سے رکھے جس میں آپ رہتا ہے ☙ اوقات کے

موافق دینا فرض ہے نہ کہ اوقات سے بڑھکے مثلاً اگر کسی کی آمد دس روپئے کی ہو تو اُس پر فرض نہیں کہ اپنی جورو کی خاطر بیس روپئے کا خرچ رکھے کیونکہ اس میں قرض اور تکلیف اور گناہ ہوگا پھر یہہ بھی نہ چاہئے کہ بخیلی کے سبب اوقات سے کم پرورش اور آرام دے مثلاً اگر کسی کی آمد دس روپئے کی ہو اور یہہ آمد باآسانی ہو تو اُس کو لازم نہیں کہ جورو سے دو ہی تین روپئے سے گھر کا کام نکلوایا چاہے ✤ اگر کوئی ایمانداری سے اپنے اور بال بچوں کے آرام و دُنیوی خوشحالی کو بڑھا سکے تو چاہئے کہ اس کے لئے محنت کرے ✤ مرد سخت محنت کے لئے پیدا ہوتے ہیں پس اُنہیں چاہئے کہ دل و جان سے سخت محنت کریں اور بال بچوں کو آرام سے رکھیں اور اپنی کمائی سے تھوڑا بہت آیندہ کے لئے رکھتے بھی جائیں کیونکہ معلوم نہیں آگے کیا ہونیوالا ہے دن یکساں نہیں جاتے ✤ یہہ بھی جورو اور لڑکوں کی پرورش کے واسطے ہے ✤ سب جو انسان کماتا ہے اُس کے لڑکے بالوں کا حق ہے پس اُسے نہ چاہئے کہ اس کمائی میں سے کچھہ بھی کسی بیہودہ بات مثلاً بیفایدہ پوشاکوں و نشہ کی چیزوں وغیرہ میں صرف کرے ✤ پھر اُسے کاہل بھی نہ ہوا چاہئے کاہل ہوگا تو بال بچوں کی پرورش نہ کرسکیگا ✤ کاہلی بڑا گناہ ہے اور کاہل شخص جب کہ اس کے لڑکے بالے بھوکھوں مرتے اور آپ خراب پھرتا ہے اپنے ہمجنسوں کی نظر میں بھی بدنام ہوتا ہے اور خدا تو بیشک اُس سے بیزار ہوتا ہے اُس نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ جو اپنے بال بچوں کی پرورش کے واسطے محنت نہیں کرتا وہ کافر سے بھی بدتر ہے چنانچہ اُس کا گناہ ایسا بڑا ہے کہ وہ اُن کے درمیان جو خدا کو نہیں پہچانتے اور اُسے نہیں مانتے نہایت ہی خراب لوگوں میں شمار کیا گیا ہے ✤ پس ہر ایک پر فرض ہے کہ اپنی جورو اور لڑکوں کی پرورش اور آرام کے لئے محنت کرے ✤

اب اُن فرضوں کا ذکر کرتے ہیں جو خصم کی نسبت جورو پر واجب ہیں ✣ غرض پہلے چاہیئے
کہ جورو خصم سے وفادار رہے ✣ ہر عورت کو جس میں ذرہ بھی عقل ہو معلوم ہوگا کہ یہہ بہت ضرور
ہے ✣ پر بیوفائی کئی طرح کی ہوتی ہے اور شاید سب کو معلوم نہیں کہ اِن سب راہوں سے
بیوفائی کیونکر صادر ہوسکتی ہے ✣ جب کوئی عورت کسی مرد کے ساتھہ فعلِ بد کرتی ہے تو یہہ کھلا
کھُل گناہ اور خدا کی شریعت کے برخلاف ہے یہہ بات سب پر ایسی ظاہر ہے کہ اُس کا بیان کچھ
ضرور نہیں ✣ پھر جورو کا کسی مرد کے ساتھہ صرف باتوں بات ٹھٹھا کرنا بھی خصم کی نسبت بیوفائی
ہے کوئی عورت اپنے خصم کے سامھنے کسی سے ٹھٹھا نہیں کرتی کیونکہ جانتی ہے کہ یہہ بات بہت
بُری ہے اور میرا خصم اِس سے نہایت رنجیدہ اور غصّہ ہوگا وے عورتیں جو اَور مردوں سے ٹھٹھے
بازی کرتی ہیں اپنے خصموں کے پیٹھہ پیچھے کرتی ہیں چنانچہ وے مقدور بھر بیوفائی اور دل
میں زنا کر چکیں اور اگر قابو پاویں تو اُن کے ساتھہ فعلِ بد بھی کریں ✣ پھر جورو سے بیوفائی
اِس طرح بھی ہوتی ہے جب وہ اپنے خصم کے سوا اَور کسی مرد پر دل لگاتی ہے اُس کا خصم شاید خوبصورت
نہ ہو ✣ پس جب وہ کسی مرد کو دیکھتی جو اُس کے خصم سے خوبصورت ہے اور اُس کی خواہش
رکھتی ہے تو اپنے خصم سے بیوفائی کرتی ہے اگر قابو پاوے تو خواہش کو پورا بھی کرے چنانچہ عورتوں
کو چاہیئے کہ خبردار رہیں اور خواہ نخواہ پرائے مردوں کو نہ دیکھا کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کی نسبت
خواہش پیدا ہو اور خصم کی طرف بیوفائی صادر ہو ✣ پھر جورو سے بیوفائی اُس وقت ہوتی
ہے جب وہ ایسی باریک پوشاک پہنتی کہ اُس کا جسم اچھی طرح نہیں چھپتا اور یہہ یہہ لوگوں کے
دکھانے کو ✣ رنگیلی بھڑکیلی پوشاکوں اور زیوروں کی پہننیوالی عورتیں بھی بیوفائی کرتی

ہیں جب ان کے پہننے سے اُن کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہم بہت خوبصورت معلوم ہوں اور کہ لوگ ہمیں دیکھیں اور ہماری تعریف کریں ٭ اگر ایسی عورتوں کو کسی طرح کا خوف اور مزاحمت نہ ہو تو رفتہ رفتہ فعلِ بد کرنے لگیں ٭ بعضی عورتوں کی یہہ خواہش کہ لوگ ہمیں رنگیلی بھڑکیلی پوشاکیں اور زیور پہنے دیکھیں اور ہم سے خوش ہوں بہت بُری ہے جب عورت کا خصم ہو تو اُسے چاہئے کہ اپنے ہی خصم کو راضی اور خوش رکھے اور اَور مردوں کی تعریف اور پسند سے اُسے کچھ کام نہیں ٭ عورت کی پاکدامنی کا مقدمہ بہت ہی نازک ہے مٹّی کے سے برتن کا حال ہے اگر مٹّی کا کوئی برتن ذرہ بھی ترق جاے تو اُس کی کتنی ہی مرمت کیجائے وہ ترق نہیں مٹیگی چنانچہ اگر عورت ایک دفعہ بھی بیوفائی کرے تو زندگی بھر کے لئے داغ لگ جاتا ہے اور یہہ داغ بے علاج ہے ٭ پس عورتوں کو چاہئے کہ اپنی وفاداری کی حفاظت میں نہایت ہوشیار رہیں ٭ سوا اُن فایدوں کے جو اِس سے حاصل ہوتے ہیں خدا کا یہہ حکم ہے اور اگر کوئی عورت اِس سے غافل رہیگی تو یہاں بھی تکلیف پاویگی اور عاقبت میں بھی عذاب میں گرفتار ہوگی ٭ خصم ہمیشہ جورو کو دیکھتا نہیں رہتا اور اُس کی بیوفائی کو معلوم نہیں کر سکتا لیکن خدا تو سب کچھ دیکھتا اور جانتا اور یاد رکھتا ہے اور روزِ عدالت میں ہر طرح کی بیوفائی کو ظاہر کریگا اور اُس کی سزا دیگا ٭

پھر جورو پر فرض ہے کہ اپنے خصم کو پیار کرے ٭ جب خصم کی نسبت جورو کے دل میں پیار ہوتا تو اِن باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ اُسے خوش کیا چاہتی ہر واجب بات میں اُس کا حکم مانتی اور اُس کی مرضی کے موافق کرتی گھر کا ایسا بندوبست کرتی کہ اُس کو آرام

ملتا اور لڑکوں کی خبرداری کرتی اور گھربار کا کام ایسی ہوشیاری اور دانائی کے ساتھہ کرتی ہی کہ اُسمیں کا کُچھہ نقصان نہیں ہونے پاتا ✦ مرد کا کام باہر رہتا ہی اور شام کو دن بھر کی محنت سے گھر کو تھکا ماندہ لوٹتا ہی جورو کو چاہئے کہ گھر کا ایسا بندوبست رکھے کہ اِس وقت اُسے کسی طرح کی دقت اور رنج و تکلیف نہ ہو بلکہ اُسے ہر طرح کا آرام دے تاکہ اُس کا دل بہلے دن بھر کی تھکائی و ماندگی دفع ہو اور وہ تازہ دم ہو ✦ جب وہ بیمار ہو یا کسی طرح کی تکلیف میں پڑے تو جورو کو چاہئے کہ اُس کے ساتھہ ہمدرد ہو اُسے تسلّی دے اور مقدور بھر اُن وسیلوں کو کام میں لاوے جس سے اُس کی بیماری یا تکلیف دفع ہو ✦ اگر خصم کا مزاج کڑوا اور غصّہ ور ہوگا تو اِس ہمدردی اور خدمت سے مہربانی اور ملائمت کی طرف بہت مایل ہو جائیگا ✦ جورو کو چاہئے کہ خصم کو اِس لئے بھی پیار کرے کہ خدا نے اُس کو اُس کی پرورش اور حفاظت کا وسیلہ بنایا ہی ✦ اور پھر یہہ بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اِس محبت کے لئے خدا کا حکم ہی ✦ لازم ہی کہ یہہ حکم الٰہی اِس محبت کی بنیاد اور اصل ہو نہ کہ خصم کی خوبصورتی یا لیاقت کیونکہ خوبصورتی ہمیشہ نبی نہیں رہتی اور خدا لیاقت سے محروم کر سکتا ہی اور اگر نبی بھی رہے تو شاید ایسا کوئی وقت آوے جب اُس سے بہت کام نہ نکلے ✦ سب مرد حسین اور لیاقت والے نہیں ہوتے تو کیا عجب کہ بعضی عورتوں کے خاوند بدصورت یا جاہل یا کم نام ہوں لیکن اِن عورتوں کو لازم نہیں کہ اِن باعثوں سے اپنے خصموں کو حقیر جانیں بلکہ ضرور ہی کہ خدا کا حکم یاد کر کے اُنھیں دل سے پیار کریں ✦ غرض اگر جورو خصم میں محبت ہوگی تو دونوں خوش رہینگے لیکن اگر محبت نہ ہوگی تو زندگی بمشکل کٹیگی ✦

پھر جورو کو چاہئے کہ خصم کی فرماں برداری کرے ✦ گھرانے کے بندوبست کے واسطے خدا

نے خصم کو گھر کا مالک کیا ہے اور جورو کو فرض ہے کہ خصم کی تابعداری کرے خدا کا یہہ حکم ہے اور جو
ایسا نہ کریگی اُس سے گناہ صادر ہوگا لیکن یاد رکھنا چاہئیے کہ اگر خصم اُسے ایسا کوئی حکم کرے
جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو تو اُسے بجا لانا لازم نہیں مثلاً اگر خصم جورو سے کہے کہ جھوٹھہ بول یا چوری
کر تو وہ ایسا کام نہ کرے کیونکہ خدا نے اِن باتوں کو منع فرمایا ہے اور اُس کا حکم خصم کے حکم سے بے
نہایت درجہ بڑا ہے ÷ لیکن اور سب باتوں میں جن میں گناہ نہیں پایا جاتا اُسے فرض
ہے کہ خاوند کی اِطاعت کرے حالانکہ خاوند کا حکم اُس کی دانست میں بےفایدہ بھی معلوم ہو ÷
فرماں برداری اُسے واجب اور ضرور ہے ÷

غرض جورو پر فرض ہے کہ گھر بار کے بندوبست اور کام میں اپنے خاوند کی مدد کرے یعنے
گھر کا کام ایسی دانائی اور واجب کفایت کے ساتھہ کرے کہ خصم کا کچھہ نقصان نہ ہو ÷ مرد
کا کام باہر رہتا ہے اور اُسے گھر کے کام کے دیکھنے اور کرنے کی فرصت نہیں رہتی یہہ جورو کے سپرد
رہتا ہے ÷ پس اُس پر فرض ہے کہ اُسے ہوشیاری سے بجا لاوے کہ خصم کی محنت کا روپیہ پیسا
ضایع نہ ہو ÷ اگر یہہ ہوشیار اور خبردار رہیگی تو سب باتیں جیسی چاہئیے ویسی ہی ہونگی لیکن اگر
غافل رہیگی تو کچھہ بندوبست نہ رہیگا اور بڑا نقصان ہوگا ÷ گھر کا کام دیکھنا اور اُس کا
بندوبست کرنا سب عورتوں پر فرض ہے ÷ شاید بڑے امیروں اور دولتمندوں کی عورتیں
سمجھیں کہ یہہ کام تو غریبوں کی عورتوں کو چاہئیے ہم پر فرض نہیں ہے لیکن یہہ بڑی غلطی
ہے کیسی امیر کیوں نہ ہوں یہہ سب پر بلکہ بادشاہوں کی بیگموں پر بھی واجب ہے اگر روز مرّہ
خوراک کھاتی اور پوشاک پہنتی ہیوں تو یہہ کام بھی واجب ہے اگر خوراک و پوشاک چھوڑیں

تو اس کام سے بھی انکار کریں + غرض سب عورتوں کو چاہئے کہ واجب کفایت اور دانائی کے ساتھ اپنے اپنے گھر کا کام دیکھیں + لیکن آخر میں یاد رکھنا چاہئے کہ بندوبست اور کفایت کے معنے بخیلی نہیں ہیں کھانے پینے کے حق میں لڑکوں یا گھر کے اور لوگوں کو تکلیف دینی نہ چاہئے اور خاصکر حقیقی محتاجوں کی جو دروازے پر بھیکھ مانگنے آویں حیثیت کے موافق خبر لینی بہت ضرور ہے +

چوبیسواں باب

اُن فرضوں کا بیان جو اپنے ہمجنسوں کی نسبت ہم پر واجب ہیں چلا جاتا ہے

والدین کے فرایض کا بیان + پہلے والدین کو چاہئے کہ لڑکوں کی خبرداری کریں + جب تک وے چھوٹے رہتے بہت لاچار رہتے ہیں پس اُن کی خبرداری اور پرورش یہ والدین پر فرض ہے یہہ بات ایسی ظاہر ہے کہ اِس کا بہت بیان نہ کرینگے + تاکہ والدین اِس بات سے غافل نہ رہیں حق تعالیٰ نے اپنی حکمت بے پایان سے لڑکوں کی نسبت اُن کے دل میں محبت پیدا کی ہے اِس محبت سے نہایت بد والدین بھی اپنے لڑکوں کو پالتے پوستے ہیں + اگر یہہ محبت نہ ہوتی تو انسان اور فرضوں کی طرح اِس سے بھی غافل رہتے چنانچہ سب لڑکے مرجاتے اور تھوڑے ہی عرصے میں انسانوں کی نسل دُنیا سے مٹ جاتی + لیکن سوا اِس محبت کے سب والدین کو معلوم کیا چاہئے کہ لڑکوں کے پالنے اور اُن کی خبرداری کرنے کے لئے خدا کا حکم ہے + کہیں کہیں والدین ایسے سنگدل بھی ہوتے ہیں کہ لڑکوں کو طرح طرح سے تکلیف دیتے ہیں اور انہیں دل سے پیار نہیں کرتے ایسے

خالق نیک انسان کا ہے یہ وہ شیطان ہیں عاقبت میں اُن کا بُرا حال ہوگا + انھیں لازم ہے کہ خدا کے دس حکم پر عمل کریں +

پھر ماباپ پر یہ فرض ہے کہ لڑکوں کو کوئی کاریاپیشہ سکھلادیں جس سے وے آیندہ کو عزت اور آرام کے ساتھ اوقات بسر کر سکیں + یہہ بہت ضرور ہے کیونکہ اگر نہ سکھلاوینگے تو لڑکوں کو آخر کو بھیکھ مانگنا پڑیگا اِس سے اُنھیں بھی تکلیف ہوگی اور والدین کو بھی رنج ہوگا + جب تک لڑکے سیانے اور بال بچہ والے ہونگے والدین اگر جیتے رہے بہت ضعیف ہوجاینگے چنانچہ ضعیفی کی حالت میں لڑکوں اور اُن کے بال بچوں کی پرورش کیونکر کر سکینگے + پس سوا بھیکھ مانگنے کے لڑکوں کے واسطے اَور کیا باقی رہیگا + بعضے والدین لڑکوں کی نسبت اِس مقدمہ میں کہتے ہیں کہ ابھی سے اُنھیں تکلیف دینی کیا ضرور ہے سیانے ہونگے تب دیکھ لینگے + لیکن یہہ اندھی محبت ہے ایسے ماباپ نہایت بیوقوف ہیں اور اپنے لڑکوں کی بہتری کو نہیں سمجھتے ایسی محبت سے اُنھیں بھی آخر کو بڑا رنج ہوگا اور لڑکوں کو بھی نہایت تکلیف ہوگی اور اُن کا یہہ خیال کہ جب لڑکے سیانے ہونگے اپنی پرورش کے واسطے کچھ سیکھ لینگے بہت غلط ہے + جو عادتیں بچپن اور کم سنی میں ہوتی ہیں خواہ نیک ہوں یا بد بہت قوی ہوتی ہیں اور وے لڑکے جو کم سنی میں کاہلی کی عادت پکڑتے ہیں آخر کو کچھ بہت نہ سیکھ پاوینگے + جب کوئی درخت چھوٹا اور نرم ہوتا ہے اُسے جس طرح چاہو جھکالو لیکن جب بڑھ گیا تو ٹوٹ جائیگا پر جھکیگا کبھی نہیں یوں ہی نیک عادتوں کی نسبت لڑکوں کا حال ہوتا ہے نیک عادتوں کے حاصل کرنے کا سب سے بہتر وقت لڑکپن ہی ہے اور اُن والدین کو جو اپنے لڑکوں کی بہتری چاہتے ہیں چاہیے کہ کم سنی میں لڑکوں کو محنت کی عادت ڈالیں اور ایسا کوئی کاریاپیشہ سکھلادیں جس سے وے آیندہ کو عزت

اور آرام کے ساتھہ اوقات بسر کر سکیں ✣ وے والدین جو ایسا نہیں کرتے اپنے لڑکوں پر بڑی بے
رحمی اور ظلم کرتے ہیں ✣ ایک مثل سنو اگر کسی کا کوئی سیانا بیٹا کہیں آرام سے بسا اور محنت
کرکے ایمانداری کے ساتھہ اپنی اور بال بچوں کی پرورش کرتا ہو اور اُس کا باپ رات کو ایک ٹھگ
لیکر آوے اور اُسے بالکل لوٹ لے اور آنکھیں پھوڑکر اور ہاتھہ کاٹکر کہ محنت نہ کر سکے مع بال بچوں کے
گلی میں چھوڑ جاوے کہ وہاں پڑے پڑے بھیکھہ مانگا کرے تو لوگ ایسے والد کو کیا کہینگے یہی نہ کہ والد
کیا انسان بھی نہیں بلکہ پورا شیطان ہی ✣ چنانچہ وے والدین جو فکر کرکے آیندہ کی پرورش کے واسطے
اپنے لڑکوں کو کوئی پیشہ نہیں سکھلاتے اُن پر اِسی طرح کی بے رحمی اور ظلم کرتے ہیں خدا نے یہہ کام اُن
کے سپرد کیا ہی اور لڑکوں کا اپنے والدین سے یہہ حق ہی پر وے اُسے ادا نہیں کرتے ✣ غرض سب
والدین کو چاہئے کہ اِس بات کی فکر رکھیں ✣ سوا اِس کے ماباپ پر فرض ہی کہ اپنی کمائی میں سے تھوڑا
بہت رکھتے جاویں تاکہ وہ روپیہ جب لڑکے سیانے ہوں اُن کے روزگار کے شروع کرنے میں کام آوے ✣
اِس ملک میں لوگ لڑکوں کے شادی بیاہ میں بہت روپیہ صرف کرتے ہیں لیکن یہہ بڑا بیہودہ دستور
ہی خدا نے اِس کا حکم کبھی نہیں کیا اور ملکوں میں شادی بیاہ کے لئے اِتنا روپیہ صرف نہیں ہوتا
چنانچہ یہاں بھی کچھہ ضرور نہیں ✣ یہہ روپیہ جو یوں بیفایدہ صرف ہوتا ہی لڑکوں کے روزگار میں
بہت کام آسکتا ہی ✣

پھر والدین کو نہایت فرض ہی کہ اپنے لڑکوں کو خوفِ خدا سکھلاویں ✣ جو والدین اِس
فرض سے غافل رہتے ہیں اپنے لڑکوں کو عذابِ ابدی کا سزاوار کرتے ہیں ✣ دُنیوی پیشے کے نہ سکھلانے
سے تو لڑکے صرف اِسی جہان کی تکلیف پاتے ہیں لیکن اِس سے غافل رہنے سے عاقبت میں ہمیشہ کے

اسمیں گرفتار ہوتے ہیں ✣ ماباپ چاہتے ہیں کہ ہمارے لڑکے ہوں اور جب ہوتے ہیں تو انھیں پیار
کرتے اور چاہتے ہیں کہ جب تک جیئیں خوش رہیں لیکن اگر وے یہہ سمجھتے کہ لڑکے اسی لئے پیدا ہوتے کہ ہم انھیں
پیار کریں اور کہ وے اسی زندگی میں خوش رہیں تو بڑی غلطی کرتے ہیں ✣ سب والدین کو یاد رکھنا
چاہئے کہ ہمارے لڑکوں کی غیر فانی روحیں ہیں اور کہ وے اس دُنیا میں صرف تھوڑے دنوں کے
لئے ہیں اور کہ یہاں سے کوچ کرنے کے بعد یا تو ہمیشہ کی سعادت میں رہینگے یا سدا کے عذاب میں اور
انھیں یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے لڑکوں کی عاقبت کی حالت ہمارے ہی اوپر موقوف ہے
یعنے جیسی چال چلاوینگے ویسی چال چلینگے اور ویسا ہی عاقبت میں اُن کا حال ہوگا ✣ ہم پیچھے
کہہ چکے ہیں کہ سب قوی عادتوں کے لئے خواہ نیک ہوں یا بد لڑکپن ہی کا وقت ہے چنانچہ اگر
بچپن میں خوفِ خدا سکھلائے جائینگے تو وہ اُن کے دل پر نقش ہو جائیگا اور زندگی بھر یاد رہیگا لیکن
اگر اس مقدمہ میں ماباپ غافل رہینگے تو لڑکے خدا کی بابت بڑی جہالت اور تاریکی میں پڑینگے اور آخر
کو خراب ہونگے ✣ سب والدین اپنی دانست کے موافق لڑکوں کو پیار تو کرتے ہیں لیکن اگر انھیں
خوفِ خدا نہ سکھلاوینگے تو اُن کی محبت سے کچھ فایدہ نہ ہوگا ✣ اگر کسی وزہ سے بچہ کو دیکھو کہ سکتا
ہوا ماباپ کے سامھنے ایک زہردار سانپ کو پکڑنے جاتا ہے اور ماباپ اُسے دیکھتے ہیں اور نہیں روکتے
تو لوگ ایسے والدین کو کیا کہینگے محبت کے نہ ہونے کا کیا ذکر وے صاف کہینگے کہ ماباپ دیوانے ہیں اور
لڑکے کے پالنے اور خبرداری کے قابل نہیں ✣ چنانچہ وے والدین جو اپنے لڑکوں کو خوفِ خدا سکھلانے
سے غافل رہتے ہیں ایسے دیوانے ماباپ کی مانند ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر کیونکہ اگر والدین کی غفلت
سے کوئی زہردار سانپ ایک وزہ سے بچہ کو کاٹ کھائے اور وہ مر جائے تو صرف اُس کا جسم مرے

پر روح فضلِ الٰہی سے سلامت رہے کیونکہ وہ ہوش کو پہنچا تھا کہ اُس سے کچھ حساب لیا جائے ٭
لیکن جب لڑکے سے خوفِ خدا کے سکھلانے کے حق میں غفلت ہوتی ہے تو گناہوں میں بڑھتا اور
گناہوں میں مرتا ہے اور آخر کو عذابِ ابدی میں پڑتا ہے یوں جسم و روح دونوں ہلاک ہوتے ہیں ٭

خوفِ خدا سے یہہ مراد ہے کہ والدین لڑکوں کو خدا اور اُس کے حکموں کی بابت جو اُس نے
اِنسان کی ہدایت کے واسطے دیئے ہیں سکھلاویں اور یہہ بھی کہ سب اِنسانوں پہ فرض ہے کہ اِن
حکموں کو بجا لاویں اور کہ اُن کا ماننا لڑکوں پر بھی واجب ہے اور اگر نہ مانینگے تو آخر کو بڑی سزا پاوینگے
جب لڑکے بچپن میں خدا کی بابت تعلیم پاتے ہیں تو اُن کے دل پر بہت اچھی تاثیر ہوتی ہے یہہ تعلیم پتھر کی لکیر
کی طرح اُن کے دل پر نقش ہو جاتی ہے اور اگرچہ بعضے لڑکے اُس وقت اُسے خیال میں بہت نہ بھی
لاویں لیکن وہ بات اُن کے دل سے جاتی نہیں رہتی سِن شعور کو پہنچکر اکثر اُس پر غور کرتے جب کہ
شاید ماباپ سمجھتے ہیں کہ یہہ ہماری سب تعلیم بھول گئے ہیں ٭ بعضے دفعہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ لوگ
جنھوں نے بچپن میں بہت اچھی دینی تعلیم پائی تھی بیس بیس و تیس تیس و چالیس چالیس برس خدا
کی فراموشی میں زندگی بسر کرتے رہے ہیں آخر کو اُنھوں نے فضلِ الٰہی کی تاثیر سے یکایک اُن نصیحتوں
پہ بہت دھیان و غور کیا ہے اور گناہوں کو چھوڑ کر خدا کی محبت و عبادت کی طرف متوجہ ہوئے
ہیں چنانچہ والدین کی تعلیم بیفایدہ نہیں ہوتی ہے اُس سے اُن کے لڑکوں کی نجات ہوتی ہے ٭
جب ماباپ لڑکوں کو خوفِ خدا سکھلاتے اور فضلِ اِلٰہی کے واسطے دعا بھی مانگتے ہیں تو خدا بہت
خوش ہوتا ہے اور اُن کی تعلیم پر اپنی برکت بخشتا ہے اور اُن کے لڑکے بہت گناہوں سے محفوظ
رہتے جن جب غافل والدین کے لڑکے گرفتار ہو جاتے ہیں ٭ غرض بچپن میں خوفِ خدا

سکھلانے سے نہایت بڑے فایدے ہوتے ہیں اور اکثر وہی لوگ خداپرستی کے حق میں بہت مشہور ہوئے ہیں جنھوں نے بچپن میں یہ تعلیم پائی ہے + البتہ بہت لوگ ایسے بھی ہوئے ہیں جنھوں نے آدھی عمر بلکہ بڑھاپے میں بھی خدا کو پہچانا ہے لیکن ایسے لوگوں کو گذرے گناہوں کے واسطے بڑی تکلیف اور نہایت رنج ہوا ہے پر وے لوگ جو لڑکپن میں خوفِ خدا سکھلائے گئے ہیں دینی تعلیم اور والدین واور عزیزوں کی خبرداری اور نگہبانی اور فضلِ الٰہی سے بہت بھاری گناہوں سے بچے رہے ہیں چنانچہ انھیں بہ از حد تکلیف اور رنج نہیں ہوا جو اوروں کو گناہ کے باعث ہوا ہے + ایک مثال لو فرض کرو کہ چالیس برس کی عمر کے دو شخص ہیں اور اس عمر میں دونوں لوگوں کی نظر میں نیک اور ایماندار ہیں لیکن ایک تو بچپن سے نیک اور ایماندار رہا ہے پر دوسرا تیس برس کی عمر تک بڑا ہی بدمعاش تھا ایسا کہ بدمعاشی کے باعث بہت بدنام رہا ہے اور طرح طرح سے بہت تکلیف اٹھائی ہے بلکہ دس برس قید میں بھی رہ آیا اور بیڑیاں پہن کر مٹی کاٹ آیا ہے لیکن پیچھے سے اُس نے بدمعاشی سے توبہ کی اور سب طرح کے بُرے کاموں کو چھوڑ دیا چنانچہ چالیس برس کی عمر میں دونوں نیک اور ایماندار ہیں + اب غور کیا چاہئے کہ دونوں میں سے بہتر حالت کس کی رہی اور کون زیادہ آرام اور عزت سے رہا + بیشک وہی جو لڑکپن سے نیک اور ایماندار رہا ہے + یوں ہی اگرچہ ممکن ہے کہ لوگ آدھی عمر اور بڑھاپے میں خدا کو پہچانیں لیکن انھیں کی حالت سب سے اچھی ہے جنھوں نے بچپن میں خوفِ خدا کی تعلیم پائی ہے اور لڑکپن ہی سے اُسے مانتے آئے ہیں + لیکن جب والدین اس فرض سے غافل رہتے ہیں تو لڑکے شرارت میں بڑھتے جاتے اور اپنے فرایض سے ناواقف رہتے ہیں جب کہ فرایض سے ناواقف رہتے تو بداندیشی میں

طرح کا گناہ کرتے اور نہیں سوچتے کہ اِس کا انجام کیا ہوگا چنانچہ اسی طرح اپنے اوپر بڑی تکلیف لاتے ہیں + جب بچپن میں ڈانٹتے نہیں جاتے تو شرابی و چور و زانی و جھوٹھے و جواری وغیرہ ہو جاتے اپنے ہمسایوں اور جان پہچانوں میں بدنام رہتے اور نیک لوگ اُن سے پرہیز کرتے ہیں اور وے بُرے انجام کو پہنچتے ہیں اور سوا اِس دُنیا کی تکلیفوں کے اُن کے لئے عاقبت کا عذاب بھی دھرا ہے + پس لڑکوں کو خوفِ خدا سکھلانا بہت ضرور ہے + اِس مُلک کے لوگ اِس مقدمہ میں بڑی غفلت کرتے ہیں وے آپ ہی خدا اور سچی سعادت کی راہ سے ناواقف ہیں اِس باعث لڑکوں کو بھی خوفِ خدا سکھا نہیں سکتے + والدین پر نہایت فرض ہے کہ خود خدا کے حکموں اور سعادت کی راہ کو پہچانیں اور تب لڑکوں کو بھی سکھلاویں + لیکن بڑی عجیب بات ہے کہ والدین تو اُتنا بھی لڑکوں کو نہیں سکھاتے جتنا آپ جانتے ہیں + مثلاً سب جانتے ہیں کہ جھوٹھ بولنا و چوری کرنا و کسی سے عداوت رکھنا و لالچ کرنا و گالی دینا وغیرہ بُرا ہے کہ خدا نے اِن باتوں کو منع کیا ہے اور کہ جو اُنھیں کرتے ہیں اُس کے غضب کے سزاوار ہیں اور وے یہہ بھی جانتے ہیں کہ ایک جگہہ ہے جسے جہنم کہتے ہیں جہاں اِن سب بُرے کاموں کے کرنیوالے ڈالے جائینگے اور وے یہہ بھی خوب جانتے ہیں کہ خدا کی محبت اور عبادت اور خوف سب پر واجب ہیں اور کہ یہہ بہت اچھی باتیں ہیں اور جو اُنھیں کرتے ہیں ہمیشہ بہشت میں خوش رہینگے تو بھی اپنے لڑکوں کو یہہ باتیں نہیں بتلاتے اور نہیں سکھاتے کہ خدا کو مانیں اور گناہ سے پرہیز کریں + دُنیا کی باتوں میں تو اُن کی نسبت بڑی محبت دکھاتے ہیں یعنے سونے و چاندی کے زیور بنا دیتے اچھے اچھے کپڑے پہناتے طرح طرح کے کھلونے اور مٹھائیاں لے دیتے اور مقدور بھر بڑے آرام سے رکھتے ہیں لیکن روحانی

باتوں میں ذرہ بھی محبت نہیں دکھاتے اِس مقدمہ میں اُنھیں حیوانوں کی طرح رکھتے ہیں ٭ جو لوگ حیوان پالتے صرف اُن کے جسم کی فکر رکھتے یعنے کھلاتے پلاتے کہ اُن سے اِس دُنیا میں کام نکالیں لیکن کبھی اُن کے دل میں یہہ خیال نہیں گذرتا کہ عاقبت کے باب میں بھی اُن کے لئے کچھ فکر کریں اِسی طرح والدین بھی صرف اِسی جہان کی بابت اپنے لڑکوں کے لئے فکر رکھتے ہیں لیکن عاقبت کے باب میں اُن کے لئے کچھ کرنے کا خیال کبھی اُن کے دل میں نہیں گذرتا ٭ اگرچہ ظاہر میں لڑکوں کو گو سالوں میں گائے بیل کے ساتھ نہیں رکھتے پر روحانی باتوں میں کچھ بہتر سلوک نہیں کرتے لیکن اِس مقدمہ میں اُن سے ایسے غافل رہتے ہیں گویا وے حیوان ہوں اور حیوانوں کے ساتھ اُنھیں باندھتے ہوں ٭ لڑکوں کے حق میں تمام اُن کی فکریں اِسی لئے ہیں کہ اِس دُنیا میں خوش رہیں اور ذرہ نہیں سوچتے کہ ایسا بھی کچھ کیا چاہئے جس سے عاقبت میں بھی سعادتمند رہیں ٭ معلوم ہوتا ہے کہ ماباپ اِس بات کا یقین نہیں کرتے کہ ہمارے لڑکے گو کہ بوڑھے بھی ہو جائیں یہاں صرف تھوڑے عرصے کے لئے ہیں کہ یہاں سے کوچ کرنا ہے اور کہ اگر یہاں کچھ تیاری نہ ہوگی تو آیندہ کو عذاب میں رہینگے ٭ کیونکہ اگر یقین کرتے تو عاقبت کی نسبت بھلا کچھ بھی تو اُن کے حق میں کوشش کرتے ٭ چنانچہ جب لڑکے چلنے پھرنے اور بولنے اور سمجھنے لگتے اور کچھ بیجا کرتے مثلاً کسی لڑکے کو مارتے یا جھوٹھ بولتے یا چوری کرتے تو ماباپ اِس بات کو ذرہ بھی خیال میں نہیں لاتے اور اُنھیں ذرہ بھی نہیں سمجھاتے کہتے ہیں کہ ابھی بچہ ہیں بڑے ہونگے تب سمجھینگے اور اگر کوئی لڑکے کے قصور کی بابت کچھ کہے بھی تو اُس سے لڑنے کو مستعد ہوتے ہیں ٭ چھوٹے چھوٹے بلکہ چار چار و پانچ پانچ برس کے لڑکے گالیاں بکنے لگتے ہیں اور سبب اِس کا یہی کہ

ماباپ اور اور گھر کے لوگوں سے سیکھتے ہیں ✦ والدین گالیاں سنکر نہیں ڈانٹتے بلکہ اکثر لڑکوں کی گالیاں سنکے ہنستے بھی ہیں اور انھیں بڑا چالاک سمجھتے اور خیال کرتے کہ آگے کو یہہ بڑے کھرے اور کچھ جوانمرد ہونگے ✦ غرض ایسی بے رحمی والدین لڑکوں پر کرتے ہیں اور یہہ بے رحمی اس باعث کہلاتی کہ لڑکوں کو جہنم کی راہ میں دوڑتے دیکھتے ہیں اور انھیں نہیں روکتے ✦

اس ملک میں لڑکوں کی نسبت لوگوں کی ایسی اندھی محبت ہی کہ قصوروں کے لئے ذرہ بھی اُن کی سزا نہیں کرتے ✦ سزا سے ذرہ چوٹ لگتی ہی اسی لئے انھیں تنبیہہ نہیں کرتے لیکن یہہ بڑی حماقت ہی بہتر ہی کہ یہیں ذرہ سی چوٹ کھالیں نہ کہ عذاب ابدی میں پڑیں ✦ جب لڑکوں کا جسم بیمار پڑتا ہی تب تو والدین ایسی حماقت نہیں کرتے جانتے ہیں کہ اگر غافل رہیں تو لڑکے بیماری سے شاید مرجائیں اس لئے کیسی ہی کڑوی دوا علاج ہو زبردستی سے پلا دیتے ہیں چنانچہ یوں ہی روحانی مقدمہ میں کیوں نہیں کرتے ✦ گناہ روح کے حق میں بڑی بیماری ہی وہ بڑا خراب کوڑھ ہی جو اُسے ناپاک کرتا ہی اگرچہ لڑکوں کے جسم بہت صاف و نرم و ہر نقص سے خالی ہوتے اور بہت پیارے لگتے ہیں تو بھی ہر بچہ کے دل میں اس کوڑھ کی اصل ہی اور جب ہی وہ بولنے اور چلنے پھرنے لگتا ہی تب وہ ظاہر ہوتا ہی چنانچہ لڑکے ایک دوسرے کو مارتے اوروں کے کھلونے لیا چاہتے اور اگر اُن کے کھلونے کسی نے لے لئے ہوں تو جھپٹکر اُن سے چھین لیتے اور غصہ ہوتے و مزاج بگاڑتے یہہ سب گناہ میں شمار ہی اور جیوں جیوں لڑکے بڑھتے جاتے ہیں گناہ زیادہ ظاہر ہوتا جاتا ہی ✦ پس والدین کو لازم ہی کہ جب کسی طرح کا قصور اپنے لڑکوں میں دیکھیں تو انھیں سمجھا دیں اور جب دو چار دفعہ سمجھانے سے نہ مانیں تو اُن کی کچھ سزا کریں ✦ اس ملک کے لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا لڑکوں کی باتوں اور کاموں کی جب تک کہ وے بارہ یا پندرہ برس کے نہ ہولیں خبر نہیں رکھتا لیکن یہہ اُن کی

بڑی غلطی ہے وہ اُن کی سب باتوں کی خبر اُسی وقت سے رکھنا اور اُن کو جوابدہ سمجھتا ہے جبسے
سے اُنمیں کچھ ہوش ہوتا اور وے نیک و بد کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں ٭ پس جب وے نشو و
نما کریں اُنھیں اچھی طرح سمجھانا چاہئے اور جب سمجھانے سے نہ مانیں تو اُن کی سزا دینی چاہئے اِس سے
غافل رہنا ہرگز لازم نہیں ٭ وے انگریز جو حقیقتاً خداپرست ہیں اِس بات کو اچھی طرح سمجھتے اور
اِس کا بہت خیال رکھتے ہیں اور بہت جلد بلکہ دو برس کی عمر سے بھی لڑکوں کو نصیحت اور تادیب
کرنے لگتے ہیں چنانچہ اِس میں بڑی دانائی ظاہر کرتے اور لڑکوں کی نسبت حقیقی محبت دکھاتے ہیں جیسا
کہ جسم کی شفا کے واسطے اُنھیں علاج دیتے ویسا ہی روح کی صحت کے لئے اُن کی تادیب کرتے ہیں ٭
سلیمان سب انسانوں سے دانا تھا سب مسلمان اور وے ہندو بھی جنھوں نے اُس کی بابت سُنا
ہے دانائی کے لئے اُس کی بڑی تعظیم کرتے ہیں پس اُنھیں چاہئے کہ جو اُس نے اِس مقدمہ میں کہا ہے
اُسے بسر و چشم قبول کریں ٭ اُس نے اپنی ایک کتاب میں صاف صاف کہا ہے (امثال ۲۲
باب ۱۵ آیت) کہ جہالت لڑکے کے دل میں جڑی بندھی ہے پر تربیت کی چھڑی اُسے اُس میں سے
اُکھاڑ پھینکتی ہے ٭ پھر دوسری جگہہ کہا ہے (امثال ۲۳ باب ۱۳ آیت) کہ لڑکے کی تربیت
سے دست بردار مت ہو کہ اگر تو اُسے چھڑی ماریگا تو وہ مر نہ جائیگا تو اُسے چھڑی ماریگا اور پاتال سے
اُس کی جان کو نجات دیگا ٭ اور پھر یہہ بھی لکھا ہے (امثال ۱۳ باب ۲۴ آیت) کہ
وہ جو اپنی چھڑی کو باز رکھتا ہے اپنے بیٹے سے کینہ رکھتا ہے پر وہ جو اُسے پیار کرتا ہے جلد اُس کی تادیب
کرتا ہے ٭ سلیمان نہایت دانا شخص تھا پر سوا اِس کے جو اُس نے کہا ہے خدا کی ہدایت سے
کہا ہے پس اُس کی باتیں بہت واجب اور درست ہیں اور والدین کو لازم ہے کہ اُنھیں نہ

اُن پہ بڑی جوابدہی ہے۔ لڑکوں کی نجات ایک طرح سے اُنھیں کے ذمہ ہے یعنے اگر خوفِ خدا سکھلاینگے
اور تادیب کرینگے تو عاقبت میں اُن کا بھلا ہوگا اور اگر اِس بات سے غافل رہینگے تو اُنھیں عذاب
میں ڈالینگے اور روے ہی اُن کی ہلاکت کے باعث ہونگے ۔ لڑکوں کی نجات کے حق میں والدین
کو یہ نہ کہنا چاہئے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں جو خدا کی مرضی ہوگی سو ہی ہوگا ۔ خدا لڑکوں کی نجات
کے باب میں والدین کو کچھ کرنے کو فرماتا ہے اور ضرور ہے کہ پہلے اِن حکموں کو بجا لاویں تب ایسا کہیں ۔
جسمانی باتوں میں تو ایسا نہیں کرتے مثلاً جب لڑکا پیدا ہوتا ہے اُسے ایک کونے میں تو نہیں ڈال رکھتے
اور نہیں کہتے کہ اِس کی زندگی ہمارے اختیار میں نہیں ہے ہم اِس کے لئے کیا کریں جو خدا کی مرضی ہوگی
سو ہوگا پر اُسے پالتے پوستے اور اُس کی بڑی خبرداری کرتے ہیں ۔ جانتے ہیں کہ کھلانا پلانا اور خبرداری
کرنا وہ وسیلہ ہے جو خدا نے لڑکوں کی زندگی کے واسطے ٹھہرایا ہے اور بلاناغہ اِن وسیلوں کو کام میں لاتے
ہیں چنانچہ چاہئے کہ اِسی طرح کا ہوش اور عقل روحانی باتوں میں بھی ظاہر کریں خوفِ خدا سکھلانا وہ وسیلہ
ہے جو خدا نے روحانی زندگی یعنے نجات کے لئے مقرر کیا ہے پس والدین کو ضرور ہے کہ اسے کام میں لاویں ۔

اِس مُلک کے لوگ سعادت کے باب میں بہت بیہودہ خیال رکھتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اِسی جہان
کی چیزوں سے حقیقی سعادت حاصل ہوتی ہے اور لڑکے بھی اُن کا طور طریقہ دیکھکر اور گفتگو سُنکر
یہی خیال کرتے ہیں ۔ لڑکوں کی شادی کے باب میں لوگ بہت فکرمند رہتے ہیں اور جب
لڑکے ذرہ بڑے ہوئے اور سمجھنے بوجھنے لگے تو چاروں طرف سے شادی بیاہ کی آواز اُن کے کان میں
پڑتی ہے والدین پہلے اَور کچھ گفتگو نہیں کرتے تعلیم کرنے و کسی پیشے و خوفِ خدا کے سکھلانے کے باب
میں کچھ نہیں کہتے لیکن سب سے پہلے شادی کی بات چیت کرتے ہیں ۔ اِس مُلک میں یہ خراب

دستور ہے کہ لڑکپن میں لڑکوں کی شادی کرتے ہیں والدین کو یہہ خوف بنتا ہے کہ معلوم نہیں آگے
ہمیں مقدور ہو کہ نہیں تو ابھی کچھہ پاس ہے ابھی کر دیں ÷ لیکن یہہ خوف و اندیشہ بے بنیاد و واہی
ہے خدا نے کبھی حکم نہیں کیا کہ شادی بیاہ میں سیکڑوں و ہزاروں روپئے خرچ کرد ÷ اگر کسی کے
پاس کچھہ ہو تو شادی کے وقت اپنے دوستوں کو کھانا کھلا دے اور اگر مقدور نہ رکھتا ہو تو یہہ بھی
ضرور نہیں ÷ جب لڑکے والدین اور اوروں سے شادی کی ایسی از حد چرچا اور گفتگو سنتے ہیں
تو سمجھتے ہیں کہ جو خوشحالی اور سعادت شادی بیاہ میں ہے سوا اَور کسی بات میں نہیں پس اُن کے
خیالات بھی اُسی پر لگے رہتے ہیں ÷ بچپن میں خوفِ خدا کی تعلیم بخوبی ہو سکتی ہے لیکن اس عمر
میں والدین اُن کے دلوں کو نفسانی اور دنیوی باتوں سے بھر دیتے ہیں اس سے اُن کا بڑا نقصان
ہوتا ہے وے اپنے درجہ کو کہ خدا نے ہمیں حیوانوں سے بڑھکر کس لئے پیدا کیا ہے نہیں پہچانتے اور نہیں
جانتے کہ ہم عقل اور غیر فانی روحوں کے رکھنیوالے ہیں اور کہ خدا نے ہمیں اپنی حمد و ثنا اور عبادت کے
لئے پیدا کیا ہے کہ ہم اس سے سعادت حاصل کر سکتے ہیں اور ہم اس جہان میں اسی لئے بھیجے گئے
ہیں کہ عاقبت کی تیاری کریں ÷ وے سمجھتے ہیں کہ ہمیں عاقبت سے کچھہ کام نہیں اور ہم صرف
اسی دُنیا کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور ہمیں صرف اسی جہان میں خوشحالی حاصل ہو سکتی ہے ÷ جب
اُن کے دل شادی بیاہ اور دنیوی خوشحالی کے خیالوں سے بھرے رہتے ہیں تو اُن میں بہتر باتوں
کے لئے جگہہ نہیں رہتی اور جب بچپن سے اُن کے دل شادی بیاہ اور دنیوی باتوں پر لگ جاتے
ہیں تو زیادہ عمر میں خوفِ خدا اکثر بخوبی نہیں سیکھہ سکتے ÷ خاصکر لڑکیوں کے باب میں لوگ اکثر بھی واہی
خیال رکھتے ہیں سمجھتے ہیں کہ لڑکیاں تو صرف شادی ہی کے واسطے پیدا ہوتی ہیں اور یہہ بات اُن کے کان

میں بہت ہی جلد ڈال دیتے ہیں ۔ پیشتر اُس کے کہ وے چلنے پھرنے اور بولنے بھی سکیں عورتیں
کھلانے میں اُن سے کہتی ہیں کہ تیرا بیاہ کر دینگے تیرا بیاہ اچھی طرح کرینگے وغیرہ ۔ اور جب ذرہ
سمجھنے لگتیں یہہ بات اُن سے بار بار کہی جاتی ہے اور نگینوں اور عمدہ کپڑوں اور گھنگھرو وغیرہ
وغیرہ کا شوق اُن میں بڑھایا جاتا ہے غرض لڑکیاں اپنے والدین کی گفتگو اور فکرِ شادی سے
معلوم کرتی ہیں کہ سوا بیاہ کے ہمارے لئے اور کوئی حالت خوشحالی کی نہیں ہے نہ اِس جہان میں
عاقبت میں اور ہم خاص شادی ہی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں ۔ لیکن والدین کو معلوم کیا
چاہئے کہ لڑکیوں کی بھی غیر فانی روحیں ہیں اور وے بھی خدا کی حمد و ثنا و پرستش کے لئے خلق
ہوئی ہیں اور حقیقی سعادت اُنھیں بھی صرف حق تعالیٰ کی محبت اور عبادت سے حاصل ہو
سکتی ہے ۔

جیسا کہ والدین پر فرض ہے کہ لڑکوں کو خوفِ خدا سکھلاویں ویسا ہی اُنھیں ضرور ہے کہ
اُن کے سامھنے نیک اور واجب چال بھی چلیں تاکہ اِس طرح بھی وے سیکھیں اور اِس طرح کے
سکھلانے میں زیادہ تاثیر بھی ہوتی ہے ۔ اگر کوئی اُستاد زندگی بھر اپنے شاگردوں کو سکھاتا
رہے کہ فلانے فلانے اچھے کام کرو اور فلانی فلانی باتوں سے پرہیز کرو اور خود اپنی نصیحتوں کو عمل میں نہ
لاوے اور اُس کے شاگردوں کو یہہ بات معلوم ہو تو اُس کی نصیحتوں سے کچھ فایدہ نہ ہوگا مثلاً وہ اپنے
شاگردوں کو کتنا ہی سمجھاوے کہ جھوٹھ نہ بولا کرو جھوٹھ بولنا بڑا گناہ ہوتا ہے اور خود جھوٹھ بولا
کرے اور اُس کے شاگردوں کو یہہ معلوم ہو تو وے ہرگز اُس کی نصیحت کو خیال میں نہ لاوینگے ۔
لیکن اگر وہ پاکیزگی سے زندگی بسر کرتا اور ہر طرح کے گناہ سے پرہیز کرتا ہو تو اُس کی نصیحتوں سے

شاگردوں کے دل پر بڑی تاثیر ہوگی گو کہ وہ بڑے طول کے ساتھ وعظ نہ بھی کیا کرے ✦ جب کہ معلم میں نصیحت کے ساتھ نیک چال بھی ہوتی ہے تب سیکھنے والوں کو اُس سے بڑا فایدہ ہوتا ہے کیونکہ وے جانتے ہیں کہ جو معلم کہتا ہے دل سے کہتا ہے اور اُس کا یقین کرتا ہے لیکن جب اُس میں نیک چال پائی نہیں جاتی تو کہتے ہیں کہ یہہ مکار ہے اور جو کہتا ہے دل سے نہیں کہتا کیونکہ خود اُس پر عمل نہیں کرتا ✦ پس والدین کو ضرور ہے کہ لڑکوں کو خوفِ خدا سکھلانے کے ساتھ اُن کے سامھنے نیک اور واجب چال بھی چلیں اُنھیں ضرور ہے کہ اُن کے سامھنے اپنی نجات کی فکر ظاہر کریں کہ خدا سے محبت رکھیں اور اُس سے ڈریں اور روزمرّہ بلا ناغہ اُس کی عبادت کریں اور ہر طرح کے گناہ سے بہت پرہیز کریں ✦ یہہ دیکھکر لڑکے بھی ایسا کرینگے لیکن اگر وے اِن باتوں سے غافل رہینگے تو اُن کی نصیحت سے کچھہ فایدہ نہ ہوگا مثلاً اگر والدین لڑکوں کو سکھاویں کہ خدا سے روزمرّہ دعا مانگو اور اُس سے ڈرو اور محبت رکھو اور جھوٹھہ و چوری و لڑائی و لالچ و بدگوئی وغیرہ سے پرہیز کرو لیکن خود حق تعالیٰ کے خوف و محبت و عبادت سے غافل رہیں اور جھوٹھہ بولیں و چوری و لالچ و بدگوئی وغیرہ کریں تو لڑکے اُن کی نصیحتوں کو کب خیال میں لاوینگے بلکہ اُن پر ہنسینگے ✦ پس والدین کو ضرور ہے کہ نصیحت کے ساتھہ نیک اور واجب چال چلن سے بھی لڑکوں کو خوفِ خدا سکھاویں ✦

پھر مثل مشہور ہے کہ کو اَن پڑھا آدمی بیل کی طرح ہوتا ہے اور البتہ اُس میں بڑی جہالت پائی جاتی ہے تو ماں باپ پر فرض ہے کہ لڑکوں کو پڑھنا لکھنا بھی سکھلاویں ✦ کتابوں میں بہت علم مندرج ہے لیکن وہ سب ناخواندہ کی نظر سے پوشیدہ ہے جیسا کہ اندھا اِس

خلقت کی عجیب چیزوں کو دیکھ نہیں سکتا ویسا ناخواندہ اُس ذخیرہ سے محروم ہی جو کتابوں
میں پایا جاتا ہی ❊ خدا نے اِنسان کو عقل دی ہی اِس عقل کو کثرت و مشق سے بڑھانا ہی
اور پڑھنا اور غور کرنا اُس کی کثرت ہی ❊ جسم کی طرح عقل کو بھی کثرت چاہئے چنانچہ اگر کسی لڑکے
کو ایک پلنگ پر لٹا یا رکھو اور اُسے وہاں باندھ دو کہ ہل نہ سکے اور اُسے کتنا ہی کھلاؤ پلاؤ لیکن ہلنے
اور چلنے پھرنے نہ دو تو وہ لڑکا تھوڑے دنوں میں مر جائیگا اور اگر جیتا بھی رہا تو لُنجا سا ہو جائیگا
اور اُس کا جسم اور ہاتھ پانوں کسی کام کے نہ رہینگے یوں ہی اگر کتابوں کے مطالعہ اور اُن کے مضمون
پر غور کرنے سے عقل کی کثرت نہ کیجائے تو وہ گویا لنج سی رہ جائیگی ❊ یہہ بات آزمائش سے بھی جلد معلوم ہو سکتی
ہی اگر کسی پڑھے لکھے کو حالانکہ وہ صرف اپنی ہی زبان پڑھا اور کچھ حساب سیکھا ہو ایک کوڑھ مغز سے جس
نے عاقلوں کی صحبت نہ پائی ہو مقابلہ کرو تو دونوں کے درمیان بڑا فرق پاؤگے خواندہ بہت ایسی باتوں سے واقف
ہوگا جو ناخواندے کے نزدیک عجوبہ ہونگی ❊ خواندہ جس بات کو سُنیگا اُس پر غور کریگا اور اُسے سمجھیگا
لیکن ناخواندہ اُن باتوں کو جو اُس کے پیشے سے باہر ہیں نہیں سمجھیگا اور اُن کی غور کی ہمت بھی نہ
کریگا عقل کی نسبت خواندہ اپنے تئیں پہلوان کی طرح جانیگا لیکن ناخواندہ لُنج کی مانند ہوگا ❊
ناخواندے کی عقل اُس زمین کی طرح ہوتی ہی جس میں کشتکاری نہیں ہوتی اگر اُس پر کچھہ اُگتا بھی
ہی تو صرف گھاس جمتی ہی سو بھی جنگلی پودھوں اور اکثر کانٹوں کے ساتھہ ❊ یوں ہی ناخواندے
میں خام خیالی بہت پائی جاتی ہی اُس کے خیال تھوڑے ہی مضمونوں کے ہوتے ہیں سو بھی صرف
اُنھیں باتوں کے حق میں جن سے اُسے کام رہتا اور جنھیں روزمرہ دیکھتا ہی مثلاً کھانا کپڑا جورو
لڑکے وا دُر عزیز گھر زمین ہمسائے وغیرہ ❊ لیکن خواندے کی عقل جیسے مطالعہ اور غور سے ترقی

سوہتی ہی کھاتی ہوئی زمین کی مانند ہی جس سے مال پیدا ہوتا ہی + پس ایسا شخص سوا اُن
چیزوں کے جن سے اُسے کام رہتا اور جنھیں روزمرہ دیکھتا ہی اور باتوں کے حق میں بھی خیال کر
سکتا ہی چنانچہ وہ خدا اور اُس کی عبادت اور پاکیزگی اور بہشت کی بابت غور کر سکتا اور گناہ
اور دوزخ سے پرہیز کرنا سیکھتا ہی یعنے اگر اُس نے خوفِ خدا کی تعلیم پائی ہو + پھر سوا اِن کے اِس
دُنیا کی باتوں کے حق میں بھی سوچ سکتا ہی یعنے کہ اِس میں کیسے کیسے مُلک ہیں اُن میں کون قومیں
بستی ہیں اور اُن کی کیسی عملداریاں و قانون اور دستور ہیں اور اُن میں کیا کیا پیدا ہوتا ہی وغیرہ +
سب والدین پر یہہ فرض نہیں کہ اپنے لڑکوں کو عالم و فاضل کریں یہہ ناممکن ہی ہر کسی سے
یہہ نہیں ہو سکتا پر سب والدین کو ضرور ہی کہ اپنے لڑکوں کو اِتنا پڑھا دیں لکھا دیں کہ وے
اپنی زبان کی کتابوں کو پڑھ سکیں اور یہہ کچھ مشکل نہیں بہت نہایت آسان ہی اگر لڑکے صرف
اپنی ہی زبان کی کتابوں کو پڑھیں اور اُن کے مضمون پر غور کرنے کا ربط حاصل کریں تو اِس
طرح بھی اُنھیں بہت باتوں سے وقفیت ہو اور اُن کو علم ہو + اگر والدین لڑکوں کو اُس
وقت سے جب سے کہ سیکھنے کے قابل ہوں مکتب کو بھیجیں تو اِس سے دونوں کو فایدہ ہو یعنے
والدین کا ایک فرض ادا ہو اور لڑکے عمر میں حیوانوں کی طرح نہیں بلکہ ذی عقل مخلوقوں کے مانند بڑھتے
جائیں جب تک کم سن رہیں والدین کی فرمانبرداری کریں اور جب سیانے ہوں اکثر لڑائی چوری
اور اَور بدیوں سے جن کے باعث اِس مُلک کے قیدخانے ایسے بھرے رہتے ہیں پرہیز کریں اگر خوفِ
خدا کی تعلیم اچھی طرح پائی ہو تو خدا سے ڈریں اور جب ماں باپ بوڑھے اور ضعیف ہوتے ہیں
اُن سے ایسا بُرا سلوک نہ کریں جیسا کہ اکثر جہالت میں کرتے ہیں + جہالت سے بہت بُرا ایمان

پیدا ہوتی ہیں لیکن جب انسان میں علم ہوتا اور وہ اُس کی قدر کرتا اور اُسے مانتا ہے تو بہت باتوں سے بچا رہتا ہے ✦ اِس مُلک پر جہالت کی تاریکی چھائی ہوئی ہے اِسی لئے قیدخانے مجرموں سے بھرے رہتے ہیں فرنگستان کے مُلکوں میں ایسی جہالت نہیں ہے چنانچہ یہاں کی بہ نسبت وہاں آدھے قیدی بھی نہیں ہیں ✦

غرض والدین کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ فرض اُن پر لڑکیوں کی نسبت بھی واجب ہے خدا کی نظر میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں برابر ہیں لڑکیوں کی بھی غیرفانی روحیں ہیں اور دے بھی حقیقی سعادت کی حاجتمند ہیں ✦ لڑکیاں صرف شادی بیاہ اور گھر بار کے کام کے لئے پیدا نہیں ہوئیں بلکہ اُسی بڑے مطلب کے لئے جس کے واسطے لڑکے پیدا ہوئے ہیں یعنے خدا کی محبت اور عبادت کے ✦ پس والدین کو لازم ہے کہ اُنھیں بھی پیار کریں اور لڑکوں کی طرح ہر بات میں اُن کی بھی خبر رکھیں ✦ اِس مُلک میں کہیں کہیں لوگ لڑکیوں کو مار ڈالا کرتے تھے یہہ بڑا شیطانی کام تھا اور ایسے والدین کی حق تعالیٰ سخت سزا کریگا ✦ اگرچہ ہر کہیں کے والدین اپنی لڑکیوں کو قتل نہیں کرتے تھے پر سب اُن سے غافل رہے ہیں اور اب بھی رہتے ہیں ✦ اُنھیں لڑکوں کی برابر نہیں سمجھتے اِسی باعث اُن کی پیدایش سے ایسے خوش نہیں ہوتے جیسا کہ لڑکوں کی پیدایش سے ہوتے ہیں اور جب لڑکی ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں تو بہت بیزار ہوتے اور شادی بیاہ کے خرچ کے مارے اُنھیں بڑا بوجھ سمجھتے ہیں ✦ اِس خرچ کی حماقت کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے ✦ پھر والدین لڑکیوں کی قدر اِسی لئے بھی اَور کم کرتے ہیں کہ وے پرائے گھر کو جانیوالی ہیں اور اُن سے نام اور آیندہ کی پرورش کی کچھ اُمید نہیں رہتی ✦ لیکن ماباپ اِس میں بڑا گناہ کرتے ہیں ✦

انہیں فرض ہی کہ لڑکیوں کو بھی پیار کریں اور وے سب باتیں سکھاویں جو آیندہ کو اُن کے کام آویں اور خصوصاً خوفِ خدا کی تعلیم ضرور ہی اور وے باتیں جن سے یہہ خوف بڑھے چنانچہ اِس مطلب سے اُنہیں پڑھنا بھی سکھانا چاہیئے ❊ کوئی یہہ نہ سمجھے کہ لڑکیوں کو پڑھنا سکھانا کچھ ضرور نہیں اگر اُن کے جسم کو خوراک کی حاجت ہی تو عقل کو بھی یہی حاجت ہی ❊ پھر یہہ بھی نہ سمجھنا چاہیئے کہ عورتیں ایسی کُند ذہن ہوتی ہیں کہ پڑھنا سیکھہ نہیں سکتیں ❊ اگر قابو پاویں تو وے بھی مردوں کی طرح عالم و فاضل ہوسکتی ہیں فرنگستان کی عورتیں جن کو مردوں کی طرح علم کی تحصیل کا موقع اور قابو ہی جب خوب محنت کرتیں اُن کی مانند علم میں ترقی کر لیتی ہیں بلکہ کوئی کوئی اُن میں سے کتابیں بھی تصنیف کرتی ہیں جن سے بڑے بڑے عالم مرد بھی فایدہ اُٹھاتے ہیں ❊ البتہ عورتوں کا جسم مردوں کے جسم کی برابر طاقت نہیں رکھتا لیکن ذہن میں کچھہ فرق نہیں چنانچہ والدین پر فرض ہی کہ اگر ذرہ بھی موقع اور قابو ہو لڑکیوں کو پڑھنا سکھاویں اور جب سب والدین اِس بات پر مستعد ہونگے تو موقع بھی بخوبی ہو جائیگا کیونکہ سب مِلکر اِس کا بندوبست کرینگے یوں وے اِس طرح خوفِ خدا بھی سیکھینگی اور سب مفید باتوں کا علم حاصل کرینگی ❊

غرض پڑھنے لکھنے سے محروم رہنے کے باعث عورتیں بڑی جہالت میں رہتی ہیں ❊ ناخواندے مرد تو بھلا نکل سکتے ہیں ہر طرح کی صحبت میں پڑکے اور سب طرح کی گفتگو سُنکے کچھہ وقفیت حاصل کر بھی لیتے ہیں پر عورتوں کو تو یہہ بھی میسر نہیں ہوتا ❊ پس اُن کی عقل نہایت تاریک اور لڑکوں کی سی بنی رہتی ہی ❊ اِس مُلک میں اُن کی کم عقلی مشہور ہی چنانچہ جب کوئی عورت کی صلاح پر چلکے کسی آفت میں پڑتا یا کچھہ نقصان اُٹھاتا ہی تو لوگ اُس پر ہنستے اور کہتے بُرا

احمق کہتے ہیں ✤ لوگ عورتوں کو کم عقلی کے باعث حقیر جانتے ہیں لیکن اس کم عقلی میں قصور مردوں ہی کا ہے اُنھیں کیوں نہیں پڑھاتے اگر پڑھاویں تو ایسی نہ رہیں ✤ جہالت کے باعث اُن کے خیال صرف کھانے و اچھے اچھے کپڑوں و طرح طرح کے زیوروں و لڑکوں وغیرہ پر لگے رہتے ہیں جب کوئی رنگیلی بھڑکیلی پوشاک اور پیروں میں چھپا کڑے اور بازو و کلائی و گلے و پیشانی و کان و ناک وغیرہ میں طرح طرح کے زیور پہنتی ہیں تو نہایت خوش ہوتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ اب اس سے بھی زیادہ خوشی کی کونسی حالت ہوگی جہالت کے مارے سمجھتی ہیں کہ اس سے زیادہ خوشحالی اور کسی بات میں ممکن نہیں ✤ جب دو چار اکٹھی ہوتی ہیں تو اُن کی بات چیت بھی اکثر پوچ ہوتی ہے چنانچہ یہی گفتگو کرتیں کہ فلانی لڑکی کا بیاہ کب ہوگا فلانی کے بیاہ کو کتنے دن ہوئے فلانی کے کئی لڑکے ہیں فلانی کے کب لڑکا ہوگا فلانی ایسی ہے و فلانی ویسی ہے غرض ایسی باتیں ہوا کرتی ہیں ✤ لڑکیاں بھی اُن کی صحبت میں رہکر ہردم یہہ باتیں سُنا کرتی ہیں اور اُن کے خیال بھی اُن پر لگے رہتے ہیں اور وے آٹھ نو برس کی عمر میں سب باتوں میں پکی ہو جاتی ہیں اور آرزو رکھتی ہیں کہ وہ دن کب آوے کہ ہمارے بھی گھر بار ہو اور ہم بھی مزے میں رہیں ✤ اگر عورتوں کی تعلیم ہو تو ایسی پوچ گفتگو نہ کیا کریں اور لڑکیاں بھی اُن سے ایسی باتیں نہ سُنیں اور اُن کے دل ایسا جلد اُن پر نہ لگیں ✤

جہالت کے باعث عورتیں اکثر ذرہ ذرہ سی بات کے لئے لڑنے بھی لگتی ہیں لڑائی میں بُری بُری گالیاں دیتیں اور کوسنے ایسے شیطانی کلمے نکالتیں کہ تیرے لڑکے مر جائیں تو رانڈ ہو جاے تیرے لڑکوں کی ہڈی چباؤں وغیرہ ✤ اگر تعلیم پاویں تو اس قدر کوسا اور لڑائی نہ کریں ✤ مرد گو ناخواندے بھی ہوں ایسے شور کے ساتھ بہت کم لڑتے ہیں کیونکہ اُن میں عورتوں کی نسبت زیادہ

عقل ہے ۔ خواہ اندر سے باہر گلیوں میں نہیں لڑتے اور شور نہیں مچاتے اُن کے نزدیک یہہ بڑی شرم
کی بات ہے اور حقیقت میں یوں ہی ہے تربیت و تعلیم سے وے ایسی بات سے باز رہتے ہیں ۔ اگر
عورتیں تربیت اور تعلیم پاویں تو ایسا گالی دیا اور کوسا نہ کریں ۔ پھر سوا اس کے تربیت اور تعلیم
سے اُن کی ایک اور بڑی عادت بھی جاتی رہے وے ایک دوسرے کی بدگوئی بھی بہت کیا کرتی ہیں
اپنے ہمسائیوں کی چال چلن اور گھر بار کی باتوں اور پہناوے اور زیوروں اور لڑکے بالوں وغیرہ میں
برائیاں نکالتی ہیں ۔ ان بدگوئیوں سے بہت جھگڑے بھی پیدا ہوتے کوئی شخص اُس سے جا کر کہہ
دیتی جس کی بدگوئی ہوئی یا بدگوئی کرنیوالی کی کوئی دوست اپنے کسی دوست سے کہتی اور وہ اور
کسی سے یا بدگوئی کرنیوالی کی دوست خود کسی اتفاق سے کسی نہ کسی وقت اُس سے لڑ بیٹھی اور جا کر تمام
گفتگو اُس سے جس کی بدگوئی ہوئی کہہ دیتی ہے اس طرح آپس میں فساد اور دشمنی پیدا ہوتی ہے بلکہ
اسی باعث کبھی کبھی مردوں کے درمیان بھی بگاڑ اور عداوت ہو جاتی ہے ۔ اگر عورتیں پڑھائی
جائیں اور تعلیم پاویں تو اُن سے ایسی خرابیاں پیدا نہ ہوں ۔ پھر اگر ایسی کتابیں پڑھائی جائیں
جن میں صفائی اور تاکید سے خدا کے خوف اور ہر طرح کی اچھی باتوں کا بیان ہے تو نیکی میں بھی مضبوط
ہوں اور جب عقل بڑھے اور نیکی میں مضبوط ہوں تو امتحان سے بھی محفوظ رہیں کیونکہ جب امتحان درپیش
ہو تو اُس کے آخر کو غور کریں اور غور کر کے اُس گناہ سے بچ جائیں جس میں جاہل و کم عقل عورتیں اکثر
پھنس جاتی ہیں ۔ البتہ بہت عورتیں ایسی نیک اور پاکدامن بھی ہوتی ہیں کہ کیسا ہی قوی
امتحان کیوں نہ ہووے ہرگز گناہ نہ کریں لیکن یہہ بھی سچ ہے کہ بہت عورتیں تربیت و تعلیم نہ پانے
اور خوف خدا نہ سکھائے جانے کے باعث نیکی میں ایسی کمزور ہوتی ہیں کہ اگر امتحان غلبہ کے ساتھ

بار بار درپیش ہو اور اُنھیں یقین ہو کہ ہمیں کوئی دیکھ نہ پاویگا تو ضرور گناہ کر بیٹھیں + جو شخص کہ خوراک سے اپنے جسم کی طاقت کو برقرار رکھتا ہی ہر ایک صدمہ سے نہیں گر سکتا اِسی طرح جو شخص تربیت اور تعلیم سے عقل کی مضبوطی حاصل کرتا اور اِس کے ساتھ خوف خدا بھی اچھی طرح سکھایا جاتا ہی ہر بات سے گمراہ نہیں ہوسکتا + غرض تربیت اور تعلیم سے عورتوں کو بڑا فایدہ ہوسکتا ہی اور والدین پر نہایت فرض ہی کہ لڑکیوں کو بھی پڑھنا سکھادیں + اِس سے یہہ مراد نہیں کہ سب والدین اُنھیں عالم و فاضل کریں نہیں بلکہ یہہ کہ ایسا سکھاویں کہ وے اپنی زبان میں آسان و مفید کتابیں پڑھ لیا کریں یہہ بھی بہت ہی + پھر ساتھ اِس کے چاہئیے کہ کھانا پکانا و سلائی کرنا اور اَور باتیں بھی سکھائی جائیں جو آیندہ کو اُن کے کام آویں + پس اِس طرح اُن کی عقل کو بھی ترقی ہوگی دُنیا میں اپنے فرایض ادا کرینگی اور عاقبت کی سعادت بھی حاصل کرینگی +

لڑکوں کے فرایض کا بیان + چنانچہ والدین کی نسبت لڑکوں پر محبت و تعظیم و فرماں برداری اور وقت ضعیفی پرورش واجب ہی +

غرض لڑکوں کو ضرور ہی کہ اپنے ماباپ کو پیار کریں یہہ بہت واجب بھی ہی اُنھوں نے بچپن کی حالت میں اُن کی خبرداری کی ہی اور اُن کے واسطے بڑی تکلیف اُٹھائی ہی جب اُن کو کچھ بھی ہوش نہ تھا تب اُنھیں بڑی محبت سے پالا پوسا اور اگرچہ رات دن اُنھوں نے دق کیا تو بھی اُن کی خدمت سے نہ تھکے + جب اُن کے جسم میلے ہوئے تو گھنا کے اُنھیں اپنے پاس سے دور نہیں کیا پر اُنھیں صاف کیا اور آرام سے رکھا جب بہت چھوٹے تھے دودھ سے پالا جب ذرہ بڑے ہوئے تو اَور چیزیں کھلائیں اُن کے واسطے پیسے خرچ کئے اور شیرینی اور کھلونے لے دئے سردی

میں گرم کپڑے پہنائے اور گرمی میں اُن پر پنکھا کیا تاکہ کسی طرح تکلیف نہ ہو اُن کی تندرستی سے بہت خوش ہوئے بلکہ اُنھیں تندرست دیکھکر اپنی بیماری کو بہت خیال میں نہ لائے اور جب وے بیمار پڑے تو اُن کو بڑا رنج و غم ہوا اُنھیں رات دن چین نہ ہوا دن کو کام نہ کر سکے اور رات کو سو نہ سکے اُن کے پاس رنج میں بیٹھے رات رات بھر جاگیں اور جب کچھ سونے کا قصد کیا تو بُرے خوابوں سے نیند اُچٹ اُچٹ پڑی اُنھوں نے علاج کے لئے بڑی دوڑ دھوپ کی اور منتیں مانیں بلکہ اُن کی خاطر وہم کو دل میں جگہہ دی اور بہت باطل پرستی بھی کی اور یہہ بھی سوچے کہ اگر لڑکے صحت پا جائیں اور ہم اُن کی عوض بیمار رہوں تو یہہ بھی ہمیں ہزار درجہ منظور ہے ÷ قصہ کوتاہ والدین نے دُنیوی باتوں میں لڑکوں کو حتی المقدور پیار کیا تو کیا لڑکوں کو لازم نہیں کہ اُن سے بدل و جان محبت رکھیں بیشک لازم ہے اُن کے دل اور عقل دونوں اِس بات پر گواہی دیتی ہیں ÷ اگر کوئی شخص اُس خدمت اور محبت کا جو والدین نے ظاہر کی ہے ایک دسواں حصہ بھی اُن کی نسبت ظاہر کرے تو اُسے بڑا نیک اور مہربان سمجھیں اور یقین ہے کہ زندگی بھر اُس کا احسان مانیں ÷ پس لڑکوں کو لازم ہے کہ ہمیشہ اپنے والدین کی مہربانی اور خدمت و محبت کو یاد رکھیں اور اُنھیں دل و جان سے پیار کریں ÷

پھر لڑکوں پر یہہ بھی فرض ہے کہ ماباپ کی تعظیم کریں ÷ اُنھیں کے وسیلے خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے وے ہمارے بزرگ ہیں بچپن کی لاچاری میں ہم اُنھیں کے وسیلے پرورش اور آرام پاتے اور بہت خطروں سے محفوظ رہتے ہیں اِن باعثوں سے نوکر آقاؤں کی اور رعایا حاکموں کی تعظیم کرتے ہیں چنانچہ لڑکوں پر بھی فرض ہے کہ ہمیشہ بدل و جان والدین کی تعظیم کیا کریں ÷

چاہیئے کہ جب اُن سے بولیں تو ادب کے ساتھ بولیں نہ اُس طرح جیسا کہ ہمجولیوں اور ہم سنوں
سے بولتے ہیں اور جب کہ اُن کی بابت کسی سے کچھ کہتے ہیں تو ضرور ہے کہ ادب سے اُن کا ذکر کریں
اگر دل میں اُن کی نسبت تعظیم ہوگی تو گفتگو اور طور طریقہ سے بھی ظاہر ہوگی ۔ جب کسی بابت لڑکوں
کا مزاج بگڑ جاتا ہے تو دل میں اُن کی نسبت کچھ بھی تعظیم نہیں کرتے اور اُن سے گستاخی سے بولتے
ہیں اور جب کہ اوروں سے اُن کا ذکر کرتے تب بھی اُن کے حق میں گستاخی سے گفتگو کرتے ہیں لیکن
یہہ بڑا گناہ ہے اور چاہیئے کہ ہمیشہ اِس سے پرہیز کریں ۔ پھر جب لڑکے کچھ مانگتے ہیں اور ماباپ
نہیں دیتے تب بھی اُن کے دل میں اُن کی نسبت تعظیم نہیں رہتی اِس میں بھی گناہ صادر ہوتا ہے
والدین کی عقل لڑکوں کی عقل سے زیادہ ہے اور وے جانتے ہیں کہ لڑکوں کے حق میں کیا بہتر
ہے ۔ پس چاہیئے کہ ماباپ کی مرضی پر راضی رہیں ۔ سوا گناہ کے اور سب باتوں میں والدین
کی تعظیم فرض ہے خدا نے تاکید سے اِس کا حکم کیا ہے اُن حکموں میں سے جو خدا نے اِنسان کی
ہدایت کے لئے دئے ہیں ایک یہہ بھی ہے کہ اپنے ماباپ کی عزت کر ۔ خدا اُن لڑکوں سے جو ما
باپ کی تعظیم کرتے ہیں بہت خوش ہوتا ہے لیکن اُن سے جو تعظیم نہیں کرتے بہت بیزار رہتا ہے
اور اُس کی لعنت اُن پر رہتی ہے ۔ پس سب لڑکوں کو چاہیئے کہ اِس حکم کو یاد رکھیں
اور اُسے بجا لاویں ۔

لڑکوں پر واجب ہے کہ والدین کی فرماں برداری بھی کریں ۔ یہہ نتیجہ خود بخود اُن دو
فرضوں سے پیدا ہوگا جن کا ابھی ذکر کر چکے ہیں یعنے اگر لڑکوں میں والدین کی نسبت دلی محبت
اور سچی تعظیم ہوگی تو ضرور اُن کی فرماں برداری بھی کرینگے ۔ ہم لوگ اِس دُنیا میں لاچاری

اور نادانی کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں پس آرام اور تحصیلِ وتقویت کے لئے چاہئیے کہ والدین کی ہدایت پر چلیں ✣ اگر لڑکے والدین کی نافرمانی کرینگے تو انھیں گمراہی کی عادت ہو جائیگی یہہ بڑی خراب عادت ہی اور اِس کے باعث زندگی بھر تکلیف پاوینگے ✣ پس اگر آرام اور خوشحالی سے رہا چاہیں تو ضرور ہی کہ والدین کی فرماں برداری کریں ✣ لیکن ایک بات ہی جس میں اُن کا حکم ماننا لازم نہیں یعنے اگر وے گناہ کرنے کو فرماویں تو ہرگز نہ کیا چاہئے مثلاً اگر کہیں کہ چوری کرو یا جھوٹھہ بولو یا لڑو یا کسی کو مار دو یا بتوں کو پوجو یا کسی جھوٹھے پیغمبر پر ایمان لاؤ تو ایسی باتیں ہرگز نہ ماننا چاہئے کیونکہ خدا نے انھیں منع فرمایا ہی اور اُس کا حکم والدین کے حکم سے بے حد درجہ بڑا ہی لیکن اور سب باتوں میں جن میں گناہ نہیں ہی اُن کی فرماں برداری ضرور ہی ✣ یہہ حکم بھی خدا نے بڑی تاکید سے دیا ہی وہ اُن سے خوش رہتا جو والدین کی اطاعت کرتے ہیں اور اُن سے بیزار جو نافرمانی کرتے ہیں ✣ خدا نے اگلے زمانوں میں یہود نامے ایک قوم کو حکم کیا تھا کہ وے لڑکے جو گمراہی کرتے اور ہمیشہ والدین کی نافرمانی میں قدم دھرتے ہیں ایک جماعت کے سامھنے قتل کئے جائیں ✣ گمراہی اور نافرمانی لڑکوں میں بہت بُری باتیں ہوتی ہیں اور آیندہ کو انھیں بہت خراب کرتی ہیں ✣

غرض نافرمانی کا گناہ اِس مُلک میں بہت پایا جاتا ہی ✣ لڑکے جیوں جیوں عمر میں بڑھتے ہیں زیادہ نافرمانی کرتے جاتے ہیں ماں کی بات تو بالکل نہیں مانتے اور باپ کے فرمانے کو بھی بہت ہی کم خیال میں لاتے ہیں ✣ جب سنِ شعور کے قریب پہنچتے تو سمجھتے ہیں کہ اب تو ہم کو آپ ہوش ہوا ہی جو چاہیں سو کریں اب ماباپ کی بات ماننا کیا ضرور ✣ لیکن یہہ بڑا گناہ ہی ✣ جب ماباپ سے علیحدہ رہیں اور اپنا کمائیں کھائیں تب جو چاہیں سو کریں اگرچہ تب بھی والدین کی نصیحت اور صلاح کو قبول

کیا چاہئے لیکن جب تک اُن کے ساتھ رہتے ہیں ضرور ہے کہ بلا عذر اُن کی فرماں برداری کریں ÷ پس سب لڑکوں کو چاہئے کہ اِس بات کو یاد رکھیں اور اُس پر عمل کریں ÷ حق تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ اے لڑکو تم ہر بات میں اپنے ماباپ کے فرماں بردار ہو کہ خداوند کو یہی پسند ہے ÷

پھر لڑکوں پر فرض ہے کہ بڑھاپے میں والدین کی پرورش کریں ÷ بہت لوگ اِس سے غافل رہتے ہیں لیکن یہہ بڑا گناہ ہے ÷ جب ماباپ بڈھے اور ضعیف ہو جاتے اور کچھ محنت نہیں کر سکتے تو لڑکے اکثر اُنھیں بڑا بوجھ سمجھتے ہیں ÷ شادی کے بعد بہت لوگ والدین کی نسبت اپنی جوروؤں کے کہنے پر چلتے ہیں اور اکثر جوروواں اپنی ساسوں کی نسبت بڑی بدمزاج ہوتی ہیں چنانچہ اُن سے لڑتیں اور اُنھیں گالیاں دیتیں اور بیٹھے بیٹھے کھانے کے لئے اُنھیں ملامت کرتیں اور کبھی کبھی بال پکڑ کے گھسیٹتی اور مارتی بھی ہیں خصم یعنے بوڑھیوں کے لڑکے دیکھتے ہیں پر کچھ نہیں کہتے بلکہ اکثر جورو کی طرفداری بھی کرتے ہیں ÷ اگر باپ ایسا ضعیف ہو گیا ہو کہ اُس کے ہوش میں کچھ فرق آیا ہو تو وہ سڑی دیوانے وحیوان بلکہ ایک فضول چیز کی طرح سمجھا جاتا ہے اور جب وہ ایسی کوئی بات کہتا ہے جسے اُس کا لڑکا اور بہو پسند نہیں کرتے تو کہتے ہیں کہ تم چپکے بیٹھے رہو تمھاری عقل جاتی رہی ہے تم سٹھیا گئے ہو ÷ غرض جب ماباپ بہت بوڑھے اور ضعیف ہو جاتے تو خصم وجورو دونوں چاہتے ہیں تو یہہ مر جائیں تو اچھا ہو ان کا پنڈ چھوٹے ÷ لیکن یہہ بہت بڑا گناہ ہے اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے لڑکوں میں والدین کی نسبت ذرہ بھی تعظیم ومحبت نہیں ہے اِسی واسطے اُن کی پرورش بھی نہیں کیا چاہتے ÷ ایسے والدین کتنے دن اور جئینگے چاہئے کہ لڑکے اُس محبت اور خدمت کو یاد

کریں جو بچپن میں اُن کے واسطے ہوئی ہے اور پیار اور تعظیم سے اُن کی خدمت اور پرورش کریں اور اُنھیں آرام سے رکھیں ۔ اگر والدین بچپن میں اُن کی خدمت نہ کرتے اور اُنھیں نہ پالتے پوستے تو اُن کا کیا حال ہوتا اِس عمر تک کا ہے کو پہنچتے پھر اُنھیں سوچنا چاہئے کہ اگر جیتے رہے تو کسی زمانے میں ہم بھی اِسی طرح نہایت بوڑھے و ضعیف و لاچار ہو جائینگے تب اپنی نسبت کیسا سلوک چاہینگے ۔ غرض چاہئے کہ باخوشی اُن کی خدمت اور پرورش کریں اگر ایسا کرینگے تو ایک فرض ادا ہوگا اور خدا اُن سے خوش ہوگا اور اگر نہ کرینگے تو غضب الٰہی اُن پر رہیگا ۔

پچیسواں باب

اُن فرضوں کا بیان جو اپنے محسنوں کی نسبت ہم پر واجب ہیں چلا جاتا ہے

حق تعالیٰ نے دنیا کے انتظام کے واسطے انسانوں کے درمیان کئی درجے مقرر کئے ہیں کوئی خادم ہے کوئی مخدوم اور کوئی حاکم کوئی محکوم ان کے طرح طرح کے فرائض ہیں ۔

پہلے نوکروں کے فرائض کا ذکر کرتے ہیں ۔ چنانچہ نوکروں کو معلوم کیا چاہئے کہ خدا ہی نے اُنھیں اِس حالت اور درجہ میں رکھا ہے اور اُنھیں ضرور ہے کہ خوف خدا میں اپنے آقاؤں کی خدمت کریں یہ جانکر کہ ہم خدا کی خدمت بجا لاتے ہیں نہ کہ انسان کی ۔ جب کوئی خاوند اپنے کسی نوکر کو چند روز کے لئے کسی دوست کے یہاں بھیجتا ہے تو وہ نوکر اپنے خاوند کی خاطر اُس دوست کی خدمت اچھی طرح کرتا ہے اور جب کوئی ذرا آتا تو یوں سمجھتا ہے وہاں بھی جو کام کرتا ہو گویا اپنے خاوند کی خدمت کرتا ہے ۔ یوں ہی سب نوکروں کو معلوم کیا چاہئے کہ حقیقت میں

خدا اُن کا مالک ہے اور اُس نے انھیں حکم کیا ہے کہ چند روز کے لئے اس جہان میں اپنے بعضے ہمجنسوں کی خدمت کریں پس انھیں چاہئیے کہ خدا کے خوف میں اور اُسی کی خاطر اُن کی خدمت کریں اپنے تئیں اُسی کا خادم سمجھیں اور اُسی کے حکم کی ہدایت سے اپنے ہمجنسوں کے لئے کام کریں ❖

غرض نوکری میں دیانتداری خاص بات ہے اسی میں اُس کے سب فرائض شامل ہیں اگر دیانتدار ہوگا تو وہ پیسے پیسے کے حق میں ایمانداری کریگا اور اپنی طلب کے لائق پورا کام بھی کریگا اور اُسے اچھی طرح انجام دیگا ❖ پس اگر کوئی نوکر خدا کو خوش کیا چاہتا ہے تو اُسے ضرور ہے کہ ہر طرح سے دیانتدار ہو ❖

اِس ملک کے نوکروں میں دیانتداری بہت کم پائی جاتی ہے نیکی کے باب میں اُن کے دل ایسے تاریک ہیں کہ جب قابو پاتے بے ایمانی سے بھی کچھ پیدا کر لیتے ہیں اور اسے گناہ نہیں سمجھتے پر کہتے ہیں کہ سب کوئی اپنے اپنے کام میں کھاتے ہیں وے سمجھتے ہیں کہ بے دیانتی اور چوری اسی کو کہتے ہیں کہ کوئی نوکر اپنے آقا کے گھر سے کچھ چرا لیجائے یا خزانہ کا صندوق توڑ کر اُس میں سے روپئے نکال لے پر انھیں معلوم کیا چاہئیے کہ اِس کے سوا اور بھی کئی راہوں سے بے دیانتی صادر ہوتی ہے چنانچہ وے سب راہیں جن سے نوکر کچھ پیدا کرتے ہیں اور جنھیں اپنے مالک سے چھپاتے ہیں بے دیانتی اور گناہ سے خالی نہیں ہیں کیونکہ اگر خالی ہوتیں تو چھپاتے کیوں ❖

غرض جب نوکر بازار کو سودا لینے جاتے ہیں تو اُس میں کچھ پیدا کرتے ہیں پھر جب اُن کا مالک کسی سے کچھ لیتا ہے تو اکثر بیچنیوالوں سے مل جاتے ہیں اور یوں ہی اور کوئی طرح سے بھی بے دیانتی کرتے ہیں یہہ بڑا گناہ ہے اور خدا اس باعث بہت بیزار ہوتا ہے انھیں چاہئیے کہ اپنی طلب پر قناعت کریں جب انھوں نے نوکری اُٹھائی تھی تو مالک سے صرف طلب کی ٹھہری تھی اور بے دیانتی کی نہیں ❖

اگر طلب میں اوقات بسری نہ ہو سکتی ہو تو اُنھیں اختیار ہے کہ یہہ نوکری چھوڑ دیں اور کہیں تلاش
کریں خدا نے کبھی کسی کو یہہ اجازت نہیں دی کہ بے دیانتی سے اوقات بسری کرے ✣

پھر لوگوں پر فرض ہے کہ طلب کے لائق پورے کام کرنے میں اور اُسے اچھی طرح بجا لانے میں دیانتدار ہوں ✣ یہاں
اُن لوگوں سے بھی مُراد ہے جو روزینہ دار ہیں کام کرتے ہیں وے بھی ایک طرح سے نوکر ہیں کیونکہ خدمت کرتے ہیں ✣ سب کو
چاہیئے کہ دل و جان سے وہ خدمت بجا لاویں جس کا اُنھوں نے عہد کیا ہے لوگ اکثر مالک کے سامنے جلد کام
کرتے اور اُسے اچھی طرح بھی کرتے ہیں لیکن پیٹھ پیچھے سُستی اور غفلت کرتے یہہ بڑا گناہ ہے جو ایسا کرتے
کچھ حرام کے پیسے بھی لیتے ہیں اُنھیں یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگرچہ انسان نہیں دیکھتا پر خدا تو دیکھتا ہے ✣
پس لازم ہے کہ خدا کے خوف میں جو کہ اُن کا آسمانی مالک ہے کام کریں اور اپنے قول و قرار کو پورا
کریں ✣ یہہ باتیں جو دیانتداری کے باب میں کہی گئیں سب نوکروں کے حق میں واجب
ہیں خواہ بنج کے ہوں یا سرکاری خواہ دو یا تین روپیئے مہینا پاتے ہوں یا سیکڑوں و ہزاروں ✣
روپیئے پیسے و کام دونوں طرح کی دیانتداری سب پر فرض ہے ✣

پھر نوکروں کو یہہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ہمارے مالک کو ہماری بے پروائی یا غفلت سے کچھ
نقصان نہ ہو اگر کسی سبب سے اُسے نقصان ہوتا ہو تو ضرور ہے کہ اِس بات کی اُس کو اطلاع
کیجائے ✣ اگر کوئی نوکر بے دیانتی کرتا ہو اور کسی دوسرے نوکر کو یہہ بات معلوم ہو تو اُسے چاہیئے کہ اِس
امر کو اپنے مالک پر ظاہر کرے ✣ سوا دیانتداری کے نوکروں کو لازم ہے کہ خوشی کے ساتھہ کام
کیا کریں اور جب مالک اُنھیں کسی بات کے لئے ڈانٹے تو پھر جواب نہ دیں ✣ اگر ایسا اتفاق
ہو کہ کسی بات میں بے سبب گھڑکے گئے ہوں اور اُس میں سراسر مالک کی غلطی ہو تو کسی وقت

جب کہ اُس کا مزاج درست ہو جا کر ادب و ملایمت کے ساتھ اُس سے عرض کریں ۔ اور یہہ فرایض سب مالکوں کی نسبت چاہیئے خواہ نیک ہوں یا بد ۔ اگر کوئی مالک بڑا تند و ظالم ہو یا وقت پر طلب نہ دیتا ہو تو نوکر کو اجازت ہے کہ اُس کی نوکری چھوڑ دے لیکن معلوم کیا چاہیئے کہ ذرہ ذرہ سے باعثوں کے لئے نوکری چھوڑنا مناسب نہیں ۔ اگر نوکر دیانتداری اور صبر کے ساتھ اپنے آقاؤں کی خدمت کرینگے اور خوفِ خدا میں کام بجا لا دینگے تو خدا اُنھیں برکت بخشیگا وے اصل میں اُسی کے نوکر ہیں اور چاہیئے کہ اُسی سے اجر کی اُمید رکھیں ۔

خاوندوں کے فرایض کا بیان ۔ خاوندوں کا پہلا فرض یہہ ہے کہ نوکروں سے مہربانی کے ساتھ سلوک کریں ۔ اُنھیں معلوم کیا چاہیئے کہ اِس میں ہم اپنے نوکروں سے ذرہ بھی بڑے نہیں ہیں اور ہمارے اور اُن کے درمیان کچھ بھی فرق نہیں ہے دونوں کے جسم اُسی مٹی سے بنے ہیں اور دونوں کی روحیں بھی اُسی خالق بزرگ سے پیدا ہوئی ہیں ۔ خدا ہی نے دونوں کے درمیان چند روز کے لئے یہہ ظاہری فرق کر دیا ہے ۔ اگر وہ چاہتا تو خاوندوں کو نوکر بناتا اور نوکروں کو خاوند ۔ وہ اب بھی یہہ کر سکتا ہے بلکہ اکثر کرتا بھی ہے ۔ اِس دُنیا کے کوئی کوئی دولتمند اور امیر کسی نہ کسی طرح سے ایسے محتاج ہو جاتے ہیں کہ اُن کو اور اُن کی اولاد کو گذران کے لئے اَوروں کی نوکری اور خدمت کرنی پڑتی ہے پھر بہت سے غریب جو آگے اَوروں کی نوکری کیا کرتے تھے دولت پا کر اَوروں کو نوکر رکھتے ہیں ۔ بادشاہ کو اختیار ہوتا ہے کہ اپنی رعایا میں سے جسے چاہے سرفراز کرے اور جسے چاہے پست کرے چنانچہ خدا بھی جو سب اِنسانوں کا حاکم اور بادشاہ ہے اُن کے ساتھ یوں ہی کر سکتا ہے ۔ خاوندوں کو چاہیئے کہ اِس بات کو یاد رکھیں اور یہہ

نہ سمجھیں کہ ہم اِس لئے خاوند ہیں کہ ہم میں بذاتہٖ کوئی لیاقت یا خوبی ہے ٭ اُنھیں لازم ہے کہ ہمیشہ مہربانی کے ساتھ نوکروں سے سلوک کریں اور کبھی اُن کے اصنف وجہ کے باعث اُنھیں حقیر نہ جانیں نوکر خاوند کو ماں باپ کہتے ہیں ٭ پس خاوندوں کو لازم ہے کہ اُن پر بڑی مہربانی رکھیں ٭ اور اُن پر فرض ہے کہ کھانے کپڑے و مکان اور مہربانی کے حق میں اُنھیں آرام سے رکھیں ٭ نوکر حیوان نہیں ہونے پر انسان پس لازم ہے کہ خاوند انسانوں کی طرح اُنھیں آرام سے رکھیں ٭

سوا اِس کے خاوندوں کو فرض ہے کہ نوکروں کو واجب تنخواہ دیں ٭ جب کہ نوکر دن بھر ایک ہی مالک کی خدمت میں حاضر رہتا ہے تو چاہئے کہ اُس کی تنخواہ ایسی ہو کہ اُس کی اور اُس کے بال بچوں دونوں کی پرورش اُس میں ہو سکے ٭ نوکروں کی خدمت میں فرق ہوتا ہے پس اگر خاوند کو مقدور ہو تو چاہئے کہ اُن کی تنخواہ میں بھی فرق کرے مثلاً باورچی اور گھسیارے کی خدمت میں فرق ہوتا ہے اگر مالک سے ہو سکے تو گھسیارے کی نسبت باورچی کو زیادہ دے ٭ پھر خاوندوں پر فرض ہے کہ وقت پر نوکروں کو تنخواہ دیا کریں ٭ جب خاوند کو کسی کو روپیہ ادا کرنا ہوتا یا کچھ خریدنا پڑتا یا روپیے کا اور کچھ کام آ پڑتا ہے اور روپیہ گھر میں نہیں ہوتا تو کیسا دق ہوتا ہے چنانچہ اُسے یاد رکھنا چاہئے کہ نوکروں کو بھی جب اُنھیں وقت پر تنخواہ نہیں ملتی اِسی طرح کی بلکہ اِس سے بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور اُنھیں قرض لینا پڑتا ہے ٭ پس خاوندوں کو چاہئے کہ وقت پر نوکروں کی تنخواہ دیا کریں ٭

آخر الامر خاوندوں پر فرض ہے کہ نوکروں کو خوف خدا بھی سکھا دیں ٭ خدا کی محبت اور عبادت کے لئے اُنھیں بھی عقل اور غیر فانی روحیں عنایت ہوئی ہیں ٭ پس اُنھیں سکھایا

چاہئیے کہ کس طرح ان فرضوں کو ادا کریں ❖ جن خاوندوں کے پاس کلام پاک ہے انھیں لازم ہے کہ اپنے نوکروں کو بھی راہ نجات سے جو اس میں آشکارا ہوتی ہے آگاہ کریں اور اگر نوکر پڑھ سکتے ہوں تو انھیں کلام الٰہی سنادیں یا سنوائیں ❖ اس تعلیم کے ساتھ نہایت ضروری ہے کہ ان کے سامھنے نیک اور واجب چال بھی چلیں نہیں تو صرف تعلیم سے کچھ فایدہ نہ ہوگا ❖

رعایا کے فرایض کا بیان ❖ رعایا کا پہلا فرض یہ ہے کہ حاکموں کی عزت کریں ❖ خدا نے انھیں ہمارے اوپر مقرر کیا ہے اور انھیں کے انتظام کے وسیلے ہماری جان و مال اور عزت کو محفوظ رکھتا ہے ❖ پس سب رعایا کو خواہ اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ خواہ غنی ہوں یا غریب خواہ عالم ہوں یا جاہل ضرور ہے کہ حاکموں کی عزت کریں اگر چند لوگ اپنے مرتبہ یا دولت یا علم کے باعث اُن کی عزت نہ کریں تو اور لوگ بھی نہ کرینگے چنانچہ انتظام اور بندوبست نہ رہیگا تو ضرور ہے کہ سب حاکموں کی عزت کریں ❖

پھر رعایا پر فرض ہے کہ حاکموں کے قانونوں کو مانیں کوئی دولت یا اور کسی باعث سے یہ نہ سمجھے کہ مجھ پر قانونوں کا ماننا فرض نہیں ہے اگر دو چار نہ مانینگے تو سب نہ مانینگے چنانچہ تمام ملک میں ابتری ہو جائیگی ❖ کوئی قانونوں کے تحت سے باہر نہیں ہے اسی لئے بڑے بڑے آدمی بھی جب جرم کرتے اور جرم اُن پر ثابت ہوتا ہے سزا پاتے ہیں ❖ اگر کوئی راجہ یا نواب خون کرے تو سرکار اُسے بھی ضرور پھانسی دے یا اگر اور کوئی بھاری جرم کرے تو برسوں قید رہے چنانچہ سب پر بلکہ حاکموں کے عزیزوں اور یگانوں پر بھی قانونوں کا ماننا فرض ہے ❖ ایک

بات ہے جس میں اُن کے حکم ماننا نہ چاہئے یعنے اگر وے کسی طرح کا گناہ کرنے کہیں تو اُسے نہ کرنا چاہئے اگر جان تک بھی جاتی ہو تو بھی گناہ ہرگز نہ کیجئے ۔

سوا اِس کے حاکموں کو مُلک کے بندوبست و انتظام اور حفاظت کے واسطے فوج اور پولس رکھنی پڑتی ہے ۔ سپاہ اور عملہ پولس کو پرورش چاہئے حاکم بھی خود اِسی بات کے حاجتمند ہیں پھر انھیں ضرور ہے کہ عزت و کچھ شان کے ساتھ بھی رہیں تاکہ لوگ اُن سے دبیں اور اُن کی تعظیم کریں پس ان سب باتوں کے واسطے روپیہ چاہئے ۔ بغیر اُس کے کچھ نہیں ہو سکتا ۔ اِسی لئے سرکار نے طرح طرح کے محصول مقرر کئے ہیں مثلاً زمین و نمک و افیون اور بہت سی اور جنسوں پر تو انھیں جو اِن چیزوں کا کام کرتے ہیں ضرور ہے کہ اِس محصول کو ادا کریا ۔ اکثر ملکوں میں زیادہ مالگذاری زمین ہی سے پیدا ہوتی ہے اور کاشتکاروں پر واجب ہے کہ بلا ناغہ اُسے سرکار میں داخل کیا کریں جو اِس مالگذاری اور محصول سے جو طرح طرح سے جمع کیا جاتا ہے مُلک کے سب باشندوں کا فائدہ ہوتا ہے کیونکہ سب کی جان و مال و عزت حفاظت سے رہتی ہیں ۔ اگر رعایا مالگذاری اور محصول ادا نہ کیا کریں تو پولس اور فوج کہاں سے رکھی جائیں حاکم بھی نہ ہوں چنانچہ تمام مُلک میں بے انتظامی اور غدر مچ جائے ۔ وے لوگ جو محصول کا مال چُرا کر لیجاتے ہیں اور محصول ادا نہیں کرتے بڑا جُرم کرتے ہیں اور خدا کے نزدیک بھی گنہگار ہیں ایسی بات سے پرہیز کیا چاہئے ۔

نیک و عادل حاکم بدکاروں کے لئے خوف کے باعث ہوتے ہیں ۔ پس اُن لوگوں کو جو امن و امان سے رہا چاہتے ہیں ضرور ہے کہ سب جرموں مثلاً چوری و جھوٹھی گواہی و جعلسازی و بلوائی

وکسی کی عورت کو بہکانے اور محصولی مال بے ادا ے محصول چُرا کے لیجانے اور اپنے نفع کے لئے زمین کی حدیں مٹا دینے اور وقت پر مالگذاری کے ادا نہ کرنے سے اور اسی طرح کے اَور سب جرموں سے پرہیز کریں اور دور رہیں ❊

پھر رعایا کو چاہئے کہ عدل کے کام میں حاکموں کی مدد کیا کریں اِس سے یہہ مراد ہے کہ جب اُنھیں کسی جُرم یا مجرم کی بابت معلوم ہو حاکموں کو اطلاع کریں اور اُس کے باب میں جہاں تک اُنھیں معلوم ہو اُن کو بتلا دیں ❊ حاکم بھی اَوروں کی طرح اِنسان ہوتے ہیں اور ہر بات سے خود بخود واقفیت نہیں رکھتے پس اُنھیں کیا معلوم کہ تمام مُلک میں کیا ہو رہا ہے ❊ جب کہیں چوری یا خون یا لڑائی یا اَور کوئی جرم ہوتا ہے تو اُنھیں وہاں کے لوگوں سے تحقیقات کرنی پڑتی ہے چنانچہ اِسی طرح جرم کا تمام احوال دریافت ہو سکتا اور مجرم گرفتار ہو کر سزا کو پہنچ سکتا ہے ❊ لیکن اگر رعایا حاکموں سے جرم کا احوال چھپا دیں تو اُنھیں کیونکر معلوم ہوگا ❊ اگر رعایا جرموں کے احوال کو نہ چھپایا کریں تو کوئی بیگناہ گرفتار نہ ہوں اور ناحق عذاب میں نہ پڑیں اور مجرم بھی اکثر چھپ سکیں پر اپنی سزا کو پہنچیں ❊ وے رعایا جو جرم کے احوال کو چھپاتے اور بے اِنصافی ہونے دیتے ہیں بڑا گناہ کرتے ہیں ❊ اگر ظاہر میں کیفیت بتلانے سے ڈرتے ہوں تو چاہئے کہ پردہ اور پوشیدگی میں بتلا دیں ❊ وے لوگ جو مجرموں کو گھر میں چھپاتے ہیں صریح قصوروار اور گنہگار ہیں یہہ بہت بڑی بات ہے اور سب کو چاہئے کہ اِس سے دور رہیں ❊

حاکموں کے فرائض کا بیان ❊ غرض حاکموں کو پہلے یہہ معلوم کیا چاہئے کہ ہم کس لئے اِس عالی درجہ کو پہنچائے گئے ہیں ❊ اِسی لئے نہیں کہ اَوروں پر اپنا اختیار جتاویں اور اِس

باعث بھی نہیں کہ اصل میں وے اوروں سے بڑے یا دانا یا بہتر ہیں ÷ اُن حاکموں کو مثلاً بادشاہوں وغیرہ کو جن کے خاندان میں حکومت موروثی چلی آئی ہے یہہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ہم اسی لئے حاکم ہیں کہ ہمارے باپ دادے حاکم تھے ÷ حاکموں کو اپنی سرفرازی کا کچھ بھی اختیار اور قدرت نہیں ÷ حق تعالیٰ تمام جہان کا حاکم ہے اور سب انسان اُس کے حضور برابر ہیں وہ جسے چاہتا سرفراز کرتا اور جسے چاہتا پست کرتا ہے ÷ تواریخ میں لکھا ہے کہ اُس نے اکثر بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی جب کہ اُن کی شرارت نہایت ہوئی ہے تخت سے اُتار کر بڑی افلاس اور ذلت کو پہنچایا اور قید کروایا ہے اور اکثر غلاموں کو تخت نشین کیا ہے ÷ جب حاکم اپنی شان و شوکت کو اور سیکڑوں و ہزاروں کو اپنے سامنے تعظیم کے لئے جھکتے دیکھتے ہیں تو انہیں یہہ نہ بھولنا چاہئے کہ ہم بھی اوروں کی طرح فانی اور گنہگار اور کمبخت انسان ہیں اور ہم بھی دکھ درد اور بیماری اور رنج و غم کے عذاب میں گرفتار ہوتے ہیں اور چند روز میں ہمیں بھی سب شان و شوکت چھوڑ کر جوابدہی کے لئے خدا کے حضور حاضر ہونا ہے ÷ رعایا میں سے ہر کہیں اکثر لوگ غریب اور بہت ادنیٰ درجے کے ہوتے ہیں ایسا کہ حاکم اپنی اور اِن لوگوں کی حالت کے درمیان بڑا فرق پاوینگے لیکن حاکموں کو مناسب نہیں کہ اِن بیچاروں کو اِن کے ادنیٰ درجے کے باعث حقیر جانیں کیونکہ خدا کے حضور حاکم و رعایا دونوں برابر ہیں ÷ حاکموں کو چاہئے کہ رعایا کو اپنے لڑکوں کی طرح سمجھیں اور ہر طرح سے مقدور بھر اُن کی بہتری کریں ÷ اِس بات کے لئے نہایت ضرور ہے کہ وے اپنے دل میں خوف خدا رکھیں اُن کے لئے یہی پہلی بات ہے اگر خوف خدا ہوگا تو سب

فرائض اچھی طرح ادا کر سکینگے لیکن اگر یہہ نہ ہوگا تو اُن سے نہ رعایا کی بھلائی بخوبی ہوگی نہ خدا خوش ہوگا *

حق تعالی نے حاکموں کو اسی لئے مقرر کیا ہی کہ انسانوں کے درمیان انتظام و بندوبست رکھیں تاکہ سب کی جان و مال و عزت سلامت رہیں اور سب بے خوف و اندیشہ خدا کی بندگی اور عبادت کر سکیں * پس ایسا بندوبست و انتظام کرنا جس سے یہہ نتیجے نکلیں حاکموں کا خاص کام ہی اور وے قانون اچھے ہیں جن سے یہہ نتیجے پیدا ہوتے ہیں لیکن وے جن سے نہیں ہوتے کسی کام کے نہیں بلکہ محض خراب ہیں * حاکموں کو چاہئے کہ بغور رعایا کے احوال کو دیکھا کریں اگر اُن کے بندوبست اور قانونوں سے رعایا اقبالمند اور خوش ہو تو صاف ثابت ہوگا کہ بندوبست اور قانون اچھے ہیں لیکن اگر اُنھیں تکلیف ہوتی ہو اور وے تباہ حال ہوں تو معلوم ہوگا کہ بیشک اُن میں کچھ نقص ہی * لازم ہی کہ نقص کو دریافت کر کے رفع کریں *

حاکموں پر فرض ہی کہ زمین کی مالگذاری اور جنسوں پر محصول مقرر کرنے میں رعایا کی پرورش اور آرام پر خیال رکھیں جو واجب ہو وہی لیں اور ایسا نہ کریں کہ رعایا تباہ ہو جائے * کاشتکاروں کو ستانا نہ چاہئے وے بہت محنت کش ہوتے ہیں اور اُن کی محنت سے تمام ملک کے باشندوں کو فایدہ پہنچتا ہی اگر کاشتکاری نہ ہو تو رعایا و حاکم دونوں بھوکھ کے مارے فنا ہو جائیں سلیمان نے اپنی ایک کتاب میں کہا ہی کہ زمین کا حاصل سب کے لئے ہی بادشاہ بھی خود اسی سے پرورش پاتا ہی * چنانچہ ضرور ہی کہ زمین کی پیدایش کا ایک واجبی حصہ خود کاشتکاروں کی پرورش کے لئے چھوڑا جائے * یوں ہی تجارت کی جنسوں پر بھی از حد محصول نہ مقرر کیا چاہئے نہیں تو لوگ اُن سے کچھ فایدہ نہ اُٹھا کر

اُن کا بنانا اور پیدا کرنا چھوڑ دینگے اِس طرح سرکار کو بھی نقصان ہوگا ۔

قانونوں کے بنانے میں چاہئیے کہ سزا اور جرم کے درمیان مناسبت رہے ہلکے جرموں کے واسطے تھوڑی سزا اور بھاری جرموں کے لئے بڑی سزا لازم ہے ۔ مجرموں کی سزا سے ایک مراد یہہ ہے کہ اور لوگ جرم سے باز رہیں ۔ پس بڑے مجرموں کو سخت سزا چاہئیے تاکہ اور لوگ اُسے دیکھکر ڈریں اور ویسا نہ کریں ۔

غرض سوا خوفِ خدا کے حاکم میں عدل بھی چاہئیے ۔ بعد خوفِ خدا کے عدل بھی اُس میں ایک خاص بات ہے ۔ اگر اُس میں خوفِ خدا ہوگا تو وہ عادل بھی ہوگا ۔ قدیم زمانے کے جو نیک حاکم مشہور ہیں عدل کے واسطے مشہور ہیں جب حاکم عادل ہوتا ہے رعایا بھی خوش رہتی ہے لیکن جب عدل سے خالی ہوتا ہے تباہ رہتی ہے ۔ خدا عادل حاکموں سے خوش رہتا ہے لیکن اُن سے جن میں یہہ صفت پائی نہیں جاتی بیزار رہتا ہے اور اُن کو سخت سزا دیگا ۔ خدا اپنے کلام پاک میں بار بار حاکموں کو فرماتا ہے کہ رعایا کے درمیان عدل کریں یہی اُن کا خاص کام ہے اُن پر فرض ہے کہ ادنیٰ و اعلیٰ غریب و غنی دشمن و دوست اور اجنبیوں سب کا ٹھیک انصاف کریں اور طرفداری کو ذرہ بھی دل میں جگہ نہ دیں ۔ اگر کوئی رشوت دینے چاہے تو ہرگز نہ لیں بلکہ اِس بات کے لئے اُس شخص کی سزا کریں ۔ اگر مدعی یا مدعا علیہ دولتمند یا عزت والا ہو تو اِس باعث اُس کی طرفداری نہ کریں بلکہ اگر وہ قصوروار ہو تو اُسے واجب سزا پہنچاویں ۔ اگر مدعی یا مدعا علیہ کسی طرح سے زبردست ہو تو حاکم اُس سے نہ ڈرے مگر اُس کے جرم کے لایق اُس کی سزا کرے اگر اُن میں سے کوئی اُس کا دوست بھی ہو تو دوستی کو خیال میں نہ لاوے پر جو واجب ہے وہی کرے البتہ اُس کے لئے یہہ نازک مقدمہ ہوگا اور اگر دوست قصوروار ہوگا اور سزا پاویگا تو بہت ناراض

ہوگا اور دوستی ترک کریگا لیکن وہ ایسی باتوں کو ہرگز خیال میں نہ لاوے پر ہمیشہ حق پر قایم رہے انسان ناراض ہوگا تو کیا ہوگا خدا تو نہیں ناراض ہوگا اُس کی رضامندی ہر طرح سے منظور ہے کیونکہ اگر وہ ناراض ہوگا تو قہر اور عذاب ابدی ہے ÷ یوں ہی اگر اُس کے دشمن کا مقدمہ اُس کے پاس آوے تو اُس کی عداوت کے باعث بےانصافی نہ کرے پر جو حق ہے وہی کرے ÷

پھر حاکموں پر واجب ہے کہ لاچاروں اور غریبوں کی حمایت کریں یعنے کہ اُنھیں سلامت رکھیں ÷ انسان کا دل گناہ کے سبب سے بہت بگڑ گیا ہے اور وے درندوں کی طرح ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے کو پھاڑ کھانے کو مستعد رہتے ہیں ÷ زبردست چاہتے ہیں کہ ہم ہی دُنیا میں رہیں اور لاچاروں اور غریبوں کی اُن کے سامھنے کچھہ نہیں چلتی پس حاکموں پر فرض ہے کہ اُنھیں اُن درندوں کے پنجوں سے بچا دیں ÷ حاکموں کے سوا اِس جہان میں اُن کا اور کوئی نہیں اور حق تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بار بار تاکید فرماتا ہے کہ اِس فرض کو ادا کریں اور خصوصاً بیوؤں اور یتیموں کا بہت ذکر کیا ہے کیونکہ یہہ اوروں کی نسبت زیادہ لاچار اور بیکس ہوتے ہیں ÷ غریبوں کی حمایت اور پناہ کا فرض سب حاکموں بلکہ سب انسانوں پر خوب ظاہر ہے چنانچہ یہاں کے لوگ عرضیوں میں جو حاکموں کو دیا کرتے یہی لکھتے ہیں کہ غریب پرور سلامت ÷ خدا اُن حاکموں سے جو غریبوں کو سلامت رکھتے بہت خوش ہوتا ہے اور رعایا بھی امن و آمان میں رہتی ہے اور اُن کے درمیان یہہ مثل کہ شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے پوری ہوتی ہے لیکن حق تعالیٰ اُن سے جو غریبوں کی پناہ سے غافل رہتے ہیں بہت بیزار رہتا ہے اور اُن کی بڑی سزا کریگا ÷

غرض سوا اِن فرضوں کے جو خصم و جورو اور والدین و لڑکوں اور خاوندوں و نوکروں

اور حاکموں و رعایا کی نسبت بیان ہوئے ہیں چند اور ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کی نسبت سب پر واجب ہیں اِن فرضوں کا خلاصہ یہہ ہی کہ سب سے حق اور راستی کے ساتھہ پیش آویں ۔ شاید ہر کوئی نہ سمجھے کہ اِس خلاصہ کے کیا معنے ہیں اور اِس میں کون کونسے فرض شامل ہیں اِس لئے ایک اور لکھتے ہیں جو خود خداوند عیسیٰ مسیح نے فرمایا ہی اور وہ ایسا صاف ہی کہ ہر کوئی اُسے سمجھ سکتا ہی یعنے اوروں کے ساتھہ ایسا سلوک کرو جیسا تم چاہتے ہو کہ وے تم سے کریں ۔ اُن کے سوا جن کا بیان ہو چکا ہی اور سب فرائض جو ہم پر سب انسانوں کی نسبت واجب ہیں اِسی خلاصہ میں شامل ہیں جیسا ہم اپنے لئے چاہتے ہیں ویسا ضرور ہی کہ اوروں سے کریں چنانچہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی خیال یا کلام یا فعل سے ہمارا کچھہ نقصان کرے پس ہمیں بھی لازم نہیں کہ کسی طرح اوروں کا نقصان کریں ۔ پھر ہم چاہتے ہیں کہ سب ہمارے ساتھہ نیکی کریں پس ہمیں بھی ضرور ہی کہ اوروں کے ساتھہ نیکی کریں ۔ اُن فرائض میں سے جو اِس حکم یعنے خلاصے میں شامل ہیں دو چار کا ذکر کرتے ہیں ۔

غرض ہمیں نہ چاہئے کہ کسی کی جان و مال و عزت کو نقصان پہنچاویں ۔ اِس سے یہہ مراد ہی کہ نہ کسی کو ماریں نہ زخمی کریں نہ قتل کریں نہ اور کوئی بات کریں جس سے اُس کے جسم کی صحت و سلامتی میں فرق آوے نہ کسی کی چیز چُراویں نہ زبردستی اُس سے لے لیں نہ کلام و فعل سے ایسی کوئی بات کریں جس سے اُس کی ہتک عزت ہو ۔

پھر چاہئے کہ اپنی تمام گفتگو اور سب کاموں میں سچے اور صاف دل ہوں ۔ چاہئے کہ صرف وہی کام کریں جو حقیقتاً نیک ہیں اور اُنھیں دل سے کریں ۔ اور پھر جو نیکی اوروں کے ساتھہ کریں اچھے مقصد سے کریں خود غرضی سے نہیں یا اِس طرح نہیں کہ باطن میں کچھہ ہو اور ظاہر

میں کچھ مثلاً جب کوئی کسی محتاج کو کچھ دے تو اس مقصد سے نہ دے کہ اور لوگ دیکھیں یا سنکر اُسے نیک سمجھیں
اور اُس کی تعریف کریں پر صرف اُس غریب کی احتیاج کے رفع کے واسطے ہو ✦ یوں ہی چاہیئے کہ
اپنی سب گفتگو میں صاف و سچے ہوں اور مکاری سے دور رہیں جب کسی مقدمہ میں کچھ کہتے ہیں تو
لازم ہے کہ وہی کہیں جو دل میں ہے اور جب کچھ کر رہے ہیں یا کسی بات کا ارادہ ہے تب بھی وہی
کہیں جو حقیقتاً کرتے ہیں یا جسے کیا چاہتے ہیں مثلاً جب کوئی اپنے مطلب کے لئے کسی کے یہاں جائے
تو یہہ نہ کہے کہ میں آپ کی ملاقات یا سلام کو آیا ہوں پر اپنا مطلب بیان کرے اور صاف کہے کہ میں اسی
لئے آیا ہوں ✦ ہمیشہ چاہیئے کہ سچ بولیں گو کہ اُس سے ہمارا نقصان بھی ہوتا ہو ✦ اگر دو چار
شخص کسی کے حق میں گفتگو کرتے ہوں اور اُن میں سے کوئی پیچھے سے پوچھا جائے کہ فلانے کے حق میں
کیا گفتگو ہوتی تھی تو اگر وہ بولنا مناسب جانے تو سچ سچ کہہ دے اگرچہ اُس کا نقصان بھی ہوتا ہو ✦
اسی طرح جب لوگ کچہریوں میں گواہی دیتے ہیں ضرور ہے کہ جو راست ہے وہی کہیں ✦ اس ملک میں
جھوٹھی گواہی بہت رائج ہے اُس کے دینیوالوں کی عاقبت میں سخت سزا ہوگی ✦ جب کچہریوں میں
گواہی دیتے ہیں لازم ہے کہ جیسا دیکھا ہے یا جیسا جانتے ہیں ویسا صاف صاف کہہ دیں اگر ذرہ بھی قصداً
فرق کریں گناہ صادر ہوتا ہے ✦ پھر لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے وعدوں کو وفا کریں گو کہ اس سے اُن کا
نقصان بھی ہوتا ہو ✦ مثلاً اگر کوئی سمجھے کہ فلانے سے فلانی بات نہیں ہو سکتی اور اُس سے کہے
کہ اگر تم یہہ کر لو تو میں تمھیں سو روپئے دوں اور وہ شخص اُس بات کو کر لے تو وعدہ کرنیوالے کو لازم
ہے کہ روپئے با خوشی اُسے دے ✦ وعدوں کے ادا کرنے کا فرض سب پر بخوبی ظاہر ہے اسی لئے

لوگ اِس مقدمہ میں کہا کرتے ہیں کہ بھلے آدمی کی بات بہت ہی اور وے لوگ جو مقدور رکھکر وعدے کو وفا نہیں کرتے بدنام ہوتے ہیں ٭

پھر سب کو چاہئے کہ اپنے لین دین میں ایماندار رہیں ٭ سوداگر وغیرہ اپنے پیشے میں بڑی بے ایمانی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اِس میں کچھ گناہ نہیں ہی ٭ لیکن اِس میں بڑا گناہ ہوتا ہی ٭ وے اپنے اسباب کی اصلی قیمت کو جانتے ہیں پس انھیں مناسب ہی کہ اُس پر واجب نفع رکھکر اُتنے ہی کو بیچا کریں ٭ جو واجب نفع سے زیادہ لیتے ہیں اُسے گویا چُراتے ہیں ٭ وے ہر ایک سودے میں جھوٹھ بھی بہت بولتے ہیں یہہ بھی بڑا گناہ ہی ٭ سوا سوداگروں کے اور سب کو بھی چاہئے کہ اپنے تمام سروکار میں ایمانداری کو خیال میں رکھیں اور اُس کا پاس کریں ٭

پھر چاہئے کہ کسی سے بے اِنصافی اور جبر کے ساتھہ پیش نہ آویں ٭ ضرور ہی کہ ہر ایک کو اُس کا حق ادا کریں ٭ کسی کا حق ادا نہ کرنا ویسا ہی ہی گویا اُتنا اُس کے گھر سے چُرا لائے ٭ مثلاً اگر ہمیں کسی غریب آدمی کو پانچ روپئے دینے ہیں اور ہم اُسے چار ہی دیں تو یہہ بڑی بے اِنصافی ہی اور وہ ایک روپیہ اُس کا گویا ہم نے چُرا لیا ہی ٭ پھر اگر کسی سے کچھ مول لیں اور اُسے صرف آدھی قیمت دیں یا پوری نہ دیں تو یہہ بھی بڑا گناہ ہی ٭ سرکاری نوکر خاصکر عملہ پولس اکثر بے انصافی اور جبر کرتے ہیں کبھی کبھی دن بھر لوگوں سے کام کروا لیتے ہیں اور مزدوری نہیں دیتے اور اگر دیتے بھی ہیں تو ایک یا دو پیسے پکڑا دیتے ہیں اور جب دیہات میں کسی غریب آدمی سے کچھ لیتے تو کبھی کبھی قیمت بھی پوری نہیں دیتے مثلاً اگر اُن میں سے کوئی ٹٹو پالتا ہو تو دیکھتے ہیں کہ شام کو کوئی گھسیارہ گھاس کا گٹھا لائے چلا جاتا ہی اُسے بڑے اختیار کے ساتھہ بلاتے اور گھرک کے گٹھا دھروا لیتے اور پانچ

جلد جہاں تک ہو سکے اُسے دفع کریں ✣ اگر مزاج بذاتہٖ غصہ ور ہو تو غصہ کو مارنا چاہئیے سلیمان نے کہا ہے (امثال ۲۲ باب ۲۴ آیت) کہ غصہ ور آدمی سے دوستی مت کر اور تُند مزاج کے ساتھ نہ جا ✣ پھر ذرہ ذرہ سی باتوں کے لئے غصہ ہونا نہ چاہئیے اور جلد غصہ ہونا بھی بُرا ہے سلیمان نے کہا ہے (امثال ۱۴ باب ۱۷ آیت) کہ جو انسان جلد غصہ ہوتا ہے احمق ہے ✣ غصہ بھی آتش کی مانند ہے جو جان کو کھاتا رہتا ہے اور تند مزاج آدمی کبھی چین سے نہیں رہتا پس سب کو چاہئیے کہ غصہ سے پرہیز کریں ✣

پھر یہہ بھی منع ہے کہ کسی کی بدگوئی نہ کریں ✣ بہت لوگوں کی یہہ عادت ہوتی ہے جب دو چار اکٹھے بیٹھتے ہیں اور کچھ کام کرنے کو نہیں ہوتا تو اکثر اپنے ہمسایوں کی بدگوئی کرنے لگتے ہیں یہہ بڑا گناہ ہے ✣ اور ہمیں یہہ بھی مناسب نہیں کہ کسی کی بدگوئی سُنکر اُسے پھیلاویں ✣ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کوئی کسی کے حق میں کچھ سُنتا ہے اُسے جا کر اپنے دوست سے کہتا ہے پھر وہ دوست اور کسی سے کہتا ہے اسی طرح وہ بات پھیلتی جاتی ہے یہہ بات بہت بیجا ہے بلکہ ہمیں کسی کی بدگوئی سُننا بھی نہیں چاہئیے اگر لوگ اُس کے سُننے سے انکار کریں تو اتنی چرچا نہ ہوا کرے ✣

غرض ہمیں ضرور ہے کہ محتاجوں اور مصیبت زدوں کی مدد کریں ✣ سنڈے فقیروں اور برہمنوں کو جو کہ محنت کر سکتے ہیں کھلانا یا کچھ دینا فرض نہیں پر اُنھیں دینا ہے جو حقیقت میں محتاج اور بیکس ہیں ✣ حکم ہے کہ حیثیت کے موافق دیں نہ کہ حیثیت سے بڑھکے مثلاً اگر کوئی صرف ایک پیسا دے سکتا ہے تو اُسے ضرور نہیں کہ دو پیسے دے ✣ اور ایسے لوگوں کو دینا چاہئیے

یعنے اندھوں و لنگڑوں و لنجوں و کوڑھیوں و بیوؤں و یتیموں کو اور اُن لوگوں کو جو مدت سے بیمار رہنے کے باعث یا اور کسی سبب سے تنگ حال ہو گئے ہوں اور اُن مسافروں کو جن کا خرچ چُک گیا ہو یا جو لُٹ گئے ہوں غرض ایسے ایسے لوگوں کو دینا چاہئے ۔ جو حقیقت میں مصیبت زدہ اور محتاج ہوگا آپ علوم ہو جایگا ۔ جو آدمی زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا پرست ہوں اور اپنی حیثیت کے موافق محتاجوں کو نہیں دیتا جھوٹھا و مکار ہے اگر دل سے خدا پرست ہوتا تو خدا کے حکموں کو مانتا محتاجوں کی مدد کرنا بھی اُس کا ایک حکم ہے ۔ بہت لوگ ہیں جو کہ بڑی سرگرمی سے روز اشنان و پوجا کرتے اور چندن لگاتے اور تیوہاروں کے دن اور بھی بڑی پوجا کرتے اور اکثر برہمنوں کو کھلاتے اور بہت لوگ ایسے بھی ہیں کہ روز پانچوں وقت کی نماز پڑھتے اور رمضان میں روزہ رکھتے غرض ایسی ایسی بہت باتیں کرتے لیکن جب کوئی محتاج اُن کے سامنے بھیکھ مانگتا ہے ایک پیسا تک نہیں دیتے اگرچہ چاہیں تو کئی آنے بلکہ کئی روپئے باآسانی دے سکتے ہیں ۔ ایسے لوگ بڑے مکار ہیں اور اُن کی خدا پرستی سب جھوٹھی ہے ۔ ہر انسان پر جو تندرستی رکھتا ہے فرض ہے کہ اپنی حیثیت کے موافق خیرات کرے ۔ تندرستی سے جو خدا نے عنایت کی ہے اپنی پرورش کے لئے محنت کر سکتا ہے اور جو کماتا ہے اُس میں سے تھوڑا بہت خیرات بھی کر سکتا ہے ۔ مثلاً اگر کوئی چھ پیسے روز کماتا ہو تو ہفتہ میں دو یا تین پیسے دے سکتا ہے اور اگر کوئی سو روپیہ روز کماتا ہو تو مہینے میں دو یا تین سو روپیہ باآسانی دے سکتا ہے ۔ خدا نے قدیم زمانوں میں قوم یہود کو حکم کیا تھا کہ خیرات اور دینی باتوں کے لئے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ خرچ کیا کریں مثلاً اگر کوئی دس روپیہ کماتا ہو تو ایک روپیہ دے اور اگر پچاس کماتا ہو

تو پانچ دے + پس وے اِس سے کم نہیں بلکہ زیادہ خرچ کرتے تھے + اب سب انسانوں کو حکم ہے کہ اپنی حیثیت کے موافق دیں + جب کوئی کسی محتاج کو کچھ دیتا ہے تو چاہئے کہ ناموری کے لئے نہ دے یہہ خواہش اِس مُلک میں بہت غالب ہے اور خدا ایسی خیرات کو منظور نہیں کرتا خیرات پوشیدگی کے ساتھ دینی چاہئے ایسا کہ اگر ممکن ہو تو گھر کے لوگ بھی نہ جان پاویں + خداوند عیسیٰ مسیح نے فرمایا ہے کہ جب تو خیرات کرے تو تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے جو تیرا دہنا ہاتھ کرتا ہے یعنے اگر ہو سکے تو تیرے گھر کے لوگ بھی نہ جان پاویں +

پھر جب کوئی لڑکوں یا اَور عزیزوں کے مرجانے سے یا اور کسی باعث سے رنج و غم میں پڑے تو ہم پر فرض ہے کہ اُس کے ساتھ ہمدرد ہوں + ہم سب گناہوں کے باعث رنج و غم میں گرفتار ہوتے ہیں اور سب دردمندی کے حاجتمند ہیں + جب کوئی غم میں پڑتا ہے اور کوئی ماتم پرسی کے لئے اُس کے یہاں حاضر نہیں ہوتا تو اُس کا حال بہت ہی بُرا ہوتا ہے دُنیا اُس کے نزدیک تاریک ہو جاتی ہے اور اُسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا خدا اور انسان دونوں نے مجھے ترک کر دیا ہے لیکن جب کوئی اُس کے پاس جاتا اور اُسے سمجھاتا ہے کہ خدا نے تمہاری بہتری کے واسطے تم پر مصیبت بھیجی ہے اور تم پر مہربانی کی نگاہ رکھتا ہے اسی لئے یہہ غم تم پر بھیجا ہے تو اُسے کچھ تسلی اور خاطر جمعی ہوتی ہے اور معلوم کیا چاہئے کہ دردمندی صرف عزیزوں اور یگانوں کی نسبت فرض نہیں ہے بلکہ سب کی نسبت اور ایسوں کے لئے دعا بھی مانگنا ضرور ہے +

پھر سب انسانوں پر فرض ہے کہ اپنے دشمنوں کو پیار کریں + اور لوگ شاید

ہم سے عداوت رکھینگے پر ہمیں نہ چاہئے کہ اس کینہ کے لئے اُن سے عداوت رکھیں بلکہ برعکس
عداوت کے ہمیں حکم ہی کہ اُنھیں پیار کریں اور اُن کی بھلائی کریں ✣ دشمنوں کو پیار
کرنا بہت مشکل معلوم ہوگا دل بنا تیرا اس بات پر مایل نہیں ہی لیکن خدا سے دعا مانگنا چاہئے
کہ وہ ہمیں اس کی طاقت بخشے ✣ جب دشمن کسی مصیبت یا آفت میں پڑیں تو اُن کی اُسی
طرح مدد کرنا چاہئے جیسے دوستوں کی کیجاتی ہی ✣ اگر سب لوگ دشمنوں سے ایسا نیک سلوک
کیا کریں تو دشمن کا ہے کو رہیں سب دوست ہو جائیں ✣ ہمیں فرض ہی کہ دعا میں دشمنوں
کی بہتری کے واسطے بھی عرض کیا کریں جو دشمنوں کو حقیقتاً پیار کرتا اور اُن کی بھلائی کے لئے دعا
مانگتا ہی یہہ ایک بڑی ثبوت رکھتا ہی کہ میں خدا کا سچا عابد ہوں ✣ شاید بعضے لوگ دشمنوں
کے پیار کے حکم سے تعجب کرینگے لیکن تعجب کی جگہہ نہیں ہی یاد رکھنا چاہئے کہ ہم لوگ یہاں
صرف تھوڑے دنوں کے لئے ہیں خدا سب کا حاکم ہی اور عاقبت میں سب کی عدالت ہوگی اور وہاں
ہر کوئی اپنے اعمال کے موافق پاویگا اور اُن لوگوں کی جو یہاں اَوروں سے عداوت اور کینہ رکھتے ہیں
وہاں سزا ہوگی ✣ حق تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہی کہ بدلہ لینا میرا کام ہی میں ہی بدلہ لونگا پس اگر
تیرا دشمن بھوکھا ہو اُس کو کھلا اور اگر پیاسا ہو تو اُسے پانی دے ✣

الغرض ہمیں چاہئے کہ مقدور بھر سب کے ساتھہ روحانی و جسمانی دونوں طرح کی نیکی کریں اور
ہر حالت اور ہر درجہ کے لوگوں کے واسطے حق تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ سب کا بھلا کرے اور سب کو سعادت
ابدی کی راہ میں پہنچا دے ✣ یہہ سب فرائض جن کا ابھی ذکر ہوا اس خلاصہ میں شامل ہیں کہ

جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تم سے کریں تم بھی اُن سے ویسا ہی کرو + اور اگر ہم خدا کے حضور سعادت اور نیکبختی حاصل
کیا چاہتے ہیں تو ان کا بجا لانا اور ادا کرنا نہایت ضرور ہے +
اِن فرضوں میں سے جو شروع سے آخر تک بیان ہوئے ہم کسی کو اپنی طاقت سے ادا نہیں کر سکتے
اِس کے لئے روحِ پاک کا فضل ضرور ہے + پس سدا اِس فضل کے لئے دعا مانگنا چاہئے اور یہہ بھی پھر
معلوم کیا چاہئے کہ کسی کو لازم نہیں کہ اِن فرضوں کے بجا لانے پر نجات کا بھروسا رکھے + مغفرت
اور سعادتِ ابدی صرف خداوند عیسیٰ مسیح کے ثواب سے ہے اور ہمیشہ اُسی پر قوی اعتقاد رکھنا واجب
و ضرور ہے +

چھبیسواں باب

نیکوں کی آیندہ سعادت اور بدوں کے آیندہ عذاب کا بیان

ایک زمانہ ایسا آویگا جب یہہ دُنیا باقی نہ رہیگی + سب اِنسان جو اب اِس میں موجود ہیں اور
آیندہ کو موجود ہونگے گذر جاینگے اور یہہ دُنیا آخر ہو جایگی + دُنیا کے آخر میں سب اِنسان جو شروع سے
پیدا ہو گئے ہیں اور آخر تک پیدا ہونگے زندہ کئے جاینگے اِس کو قیامت کہتے ہیں + مرنے کے وقت روح
اور بدن دونوں جدے ہوتے ہیں لیکن قیامت میں وے پھر ملینگے + ہر اِنسان کا جسم اُٹھایا جایگا
بعد ہر ایک روح اپنے جسم میں داخل ہوگی + ہندو اپنے مُردوں کو جلا دیتے اور مسلمان و عیسائی
اُنھیں دفن کرتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب اِن کی مٹی زمین کی مٹی میں ملگئی تو اُس کا پتا
نہیں لگ سکتا لیکن خدا اُس مٹی کو پھر زندہ کریگا اُس کے نزدیک کچھ غیر ممکن نہیں ہے اُس نے

اپنی قدرتِ کاملہ سے کروڑہا عالم پیدا کیے ہیں + پس وہ سب اِنسانوں کے جسموں کو بھی پھر زندہ کر سکتا ہے بہت لوگ کوؤں میں ڈوب کر مر گئے ہیں بہتوں کی لاشیں دریاؤں اور سمندر میں ڈالی گئی ہیں بہتوں کو شیروں و بھیڑیوں و گیدڑوں و گِدھوں اور دریائی جانوروں نے کھا لیا ہے لیکن یہہ سب پھر زندہ ہونگے خدا ایک کو بھی نہ بھولیگا بلکہ ذرہ ذرہ سے بچوں کے جسم بھی جو ایک ایک یا دو دو روز کے ہو کر مر گئے ہیں پھر زندہ کیے جائینگے اور اپنی روحوں سے ملینگے +

غرض بعد قیامت کے عدالت ہوگی اور ہر کوئی اپنے اپنے اعمال کے موافق پاویگا + ہمارے سب خیال و کلام و فعل وہاں ہمیں یاد آوینگے اور خدا اُنھیں سب اِنسانوں اور فرشتوں کے آگے جو اُس وقت حاضر ہونگے ظاہر کریگا اور جیسے جس کے خیال و کلام و فعل ہوئے ہونگے ویسا وہ پاویگا + ادنیٰ و اعلیٰ غریب و غنی جاہل و عالم سب وہاں حاضر ہونگے اور سب کی عدالت اُن کے اعمال کے موافق ہوگی + اِس دُنیا میں ہم لوگوں کے کئی درجے دیکھنے میں آتے ہیں لیکن روزِ عدالت میں صرف دو ہی طرح کے لوگ ہونگے یعنے نیک و بد + خداوند عیسیٰ مسیح لوگوں کی عدالت کریگا + نیکوں کے جسم بعد قیامت کے نورانی ہونگے اور جب عدالت ہو چکیگی نیک بہشت کی سعادت میں داخل ہونگے اور بد عذابِ ابدی میں ڈالے جائینگے +

بہشت وہ سعادت اور نیکبختی کی جگہہ ہے جو حق تعالیٰ نے اپنے محبوں اور عابدوں کے لیے تیار کی ہے اور خدا عدالت میں نیکوں کے ایمان و محبت و عبادت کو سبھوں پر ظاہر کر کے اُنھیں اِس آرام میں پہنچاویگا وہاں وے اپنے خالق و نجات دہندہ کو دیکھکر نہایت خوش و محظوظ ہونگے + جب تک ہم اِس جہان میں ہیں سمجھ نہیں سکتے کہ بہشت کی سعادت کیا شے ہے اگر

جہاں بھر کے تمام عالم جمع ہوں اور اُس کا بیان کیا چاہیں تو بھی نہ کر سکیں جیسا کہ جنم کا اندھا روشنی کی کیفیت کو معلوم نہیں کر سکتا اور طرح طرح کے رنگوں کو دریافت نہیں کر سکتا کہ کیسے ہوتے ✤ ویسا ہی ہم اِس حالت میں معلوم نہیں کر سکتے کہ بہشت کی سعادت کیا ہے اِسی لئے خدا نے اُس کی بابت اپنے کلام میں ظاہر نہیں کیا صرف یہی کہا ہے کہ اِس دنیا کی تکلیفیں وہاں نہیں ہیں اور بالفعل اِتنا ہی جاننا ہمارے لئے کافی ہے ✤ جب اِس پر غور کرتے ہیں کہ اِس دُنیا کی تکلیفوں میں سے وہاں کوئی نہیں ہے تو کچھ کچھ معلوم ہو سکتا ہے کہ بہشت بڑے آرام کی جگہہ ہوگی ✤ اِنسان کی روح حقیقی نیکبختی کی بھوکھی اور پیاسی ہے چنانچہ جب نیکوں کی روحیں بہشت کو پہنچینگی تو خاص اُسی حالت میں ہونگی جس میں ہوا چاہتی ہیں ✤ خدا پرستوں کی یہی آرزو رہتی ہے کہ گناہ کے غلبہ اور ناپاکی سے رہائی پاویں اور خدا کے حضور پہنچیں پس اُن کی یہہ آرزو وہاں بخوبی پوری ہوگی ✤ اگر کسی مچھلی کو لیکر دوپہر یہ کو تپتی زمین پر ڈال دو تو کیسی تکلیف میں ہوگی اور چھٹپٹا یگی پھر اگر اُس وقت اُسے ٹھنڈے پانی کے تالاب یا دریا میں ڈال دو تو اُس کی جان میں جان آجائیگی اور اُس کی خوشحالی کامل ہوگی اِسی طرح نیکوں کی سعادت کامل ہوگی جب وے گناہ سے رہائی پاکر بہشت میں داخل ہونگے اور خدا کے حضور پہنچینگے ✤ جو شخص کہ برسوں بڑی مشکلوں اور خطروں اور بھوکھ پیاس میں غیر ملکوں کے درمیان گھوما کرتا ہے گھر پہنچکر جہاں کہ اُس کے عزیز و یگانے ہیں اور سب چیزیں اُس کے آرام کے لئے موجود ہیں نہایت خوش ہوتا ہے لیکن نیکوں کی خوشی جب کہ بہشت کو پہنچینگے اِس سے بے حد درجہ زیادہ ہوگی ✤ غرض بہشت میں بھوکھ اور پیاس نہ ہوگی ✤ جب اِنسان پیدا ہوا تھا وہ پاک

تھا اور بھوکھ و پیاس اُس کے واسطے تکلیف نہ تھیں لیکن جب سے گنہگار ہوا یہ سب تکلیف کی باعث ہوئیں ✤ اُس کے بہت سے خیال اور فکریں پرورشس کے حاصل کرنے پر لگی رہتی ہیں اور چونکہ وہ ہوشیار و چوکس نہیں رہتا خدا کو بھول جاتا ہے چنانچہ دیکھو کہ تمام جہان اِسی دوڑ دھوپ میں ہے اور خدا کے پہچاننیوالے نہایت کم ہیں ✤ پھر پرورش کی خاطر لوگوں کو ایک دوسرے کی تابعداری کرنی پڑتی ہے اور نیکوں کو اکثر ضرور ہوتا ہے کہ بدوں کی خدمت کریں اور بھوکھ ایسی تکلیف دینیوالی شے ہے کہ جب کوئی دو چار روز کھانے کو نہیں پاتا تو جسم میں ذرہ بھی طاقت نہیں رہتی آنکھیں بیٹھ جاتی ہیں ہاتھ پانوں ڈھیلے پڑجاتے ہیں الغرض وہ مُردہ سا ہو جاتا ہے ✤ لیکن بہشت میں ایسی تکلیفاں نہیں ہیں وہاں لوگ خدا کی قدرت سے جیتے ہیں اور بلاناغہ اُس کی حمد و ثنا کرتے ہیں ✤ پھر اِس جہان میں اگر جب ایسی جگہہ پڑتے ہیں جہاں پانی نہیں ملتا تو پیاس سے بھی نہایت تکلیف ہوتی ہے بھوکھ تو کچھ دیر برداشت بھی ہو سکتی ہے پر پیاس برداشت نہیں ہو سکتی اُس میں ایسی زیادہ تکلیف ہے چنانچہ بہشت میں پیاس بھی نہیں ہے ✤ پس بھوکھ و پیاس کے نہ رہنے سے بہت سی تکلیفیں رفع ہو گئیں ✤

پھر بہشت میں دُکھہ درد اور بیماری نہیں ہے اور نیک کبھی اُس سے بھی تکلیف نہ پاوینگے ✤ اِس جہان میں تو ایسا کوئی نہیں جس کو دُکھہ درد اور بیماری نہ ہوتی ہو دو دو چار چار روز کے بچے بھی اِس سے تکلیف پاتے ہیں اور پھر دُکھہ درد بھی ہزاروں طرح کے ہیں اور سب سے بڑی تکلیف ہوتی ہے مثلاً جب کوئی شدت کے بخار میں پڑا بستر پر اِدھر اُدھر لوٹتا ہے تو کیسے عذاب میں ہوتا ہے یوں ہی سر و آنکھہ و کلیجے و پیٹ کے درد اور اور درد سب بہت بُرے ہوتے ہیں بہت

بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ جسم کو اندر ہی اندر گلا دیتی ہیں غرض گناہ کے سبب ہر طرح کے دُکھ درد اور بیماریاں اِس جہان میں پائی جاتی ہیں لیکن بہشت میں ایک بھی نہیں نیک وہاں اِن سب سے سلامت رہینگے اور فرشتوں کی طرح ابدالآباد تندرست رہینگے + پس جب دُکھ درد اور بیماریاں نہ رہیں تو بہت طرح کی تکلیفیں رفع ہوئیں +

غرض بہشت میں رنج و غم بھی نہیں ہے اور اِس سے بھی نیکوں کو تکلیف نہ ہوگی + اِس دُنیا میں لوگوں کو طرح طرح سے رنج و غم ہوتا ہے کبھی کبھی دنیوی نقصان سے لیکن اکثر لڑکوں واور عزیزوں کے مر جانے سے لیکن بہشت میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے غم پیدا ہو وہاں چور نہیں کہ کچھ چُرا لیجائیں دشمن نہیں کہ ستاویں اور موت بھی نہیں پس وے دوست و عزیز جو وہاں پہنچینگے کبھی نہ مرینگے چنانچہ اِس باعث بھی رنج و غم نہ ہوگا + اِس جہان میں سوا ظاہری غم کے بہت باطنی غم بھی ہے + یہہ باطنی غم اور رنج اَوروں کو معلوم نہیں ہو سکتا اور گھُن کی طرح جسم کو کھایا کرتا ہے سب اِنسان اُس سے تکلیف پاتے ہیں اگر کوئی تمام جہان کے باشندوں کے دل ایک دم سے دیکھہ سکے تو اِس قدر رنج و غم پاوے کہ نہایت حیران بلکہ بیخود ہو جاوے + لیکن بڑی تسلی کی بات ہے کہ بہشت میں رنج و غم نہیں ہے اور وہاں نیک اِس سے سلامت رہینگے + اِس دنیا میں لوگ خدا پرستی کے باعث اُنھیں بُرا کہتے اور اُن کی ہنسی کرتے اور جب قابو پاتے ستاتے بھی ہیں پھر شیطان اُنھیں ورغلاتا رہتا اور ہلاک کیا چاہتا ہے اور اُن کے بُرے دل بھی اُنھیں بہکاتے ہیں سوا اِن کے اَور لوگوں کی طرح اُن پر بھی اِس دُنیا کے دُکھہ درد اور تکلیفیں آتی ہیں اِن جسمانی و روحانی تکلیفوں سے اُن کو بڑا رنج و غم پیدا ہوتا اور یہہ رنج و غم

واسطے ایک بڑے طوفان کے ہے جس کے درمیان سے وے سفر کرتے ہیں سفر کرتے وقت اکثر تُسرد سانسیں بھرتے اور رہائی کے واسطے دعا مانگتے ہیں ✤ بہشت میں تمام رنج و غم سے نجات پاوینگے وہاں سرد سانسیں بھرنا اور رونا نہیں ہے ✤ کلام پاک میں لکھا ہے کہ خدا اُن کی آنکھوں سے سب آنسو پونچھ ڈالیگا یعنے اُنھیں وہاں پوری سعادت بخشیگا غم کا کوئی باعث نہ رہیگا وے تمام رنج و غم بھول جاوینگے ✤ رنج و غم کے ساتھہ سب فکر و اندیشے بھی دفع ہونگے اور وے ابد الآباد پوری نیکبختی میں رہینگے ✤ پس جب کہ بھوکھہ پیاس دُکھہ درد و بیماری اور فکر و اندیشے اور رنج و غم سب دفع ہوئے تو کُچھہ کُچھہ معلوم ہو سکتا ہے کہ بہشت کی سعادت اور نیکبختی کیسی ہوگی ✤

غرض بہشت میں رات نہ ہوگی اور چونکہ رات نہ ہوگی تاریکی بھی نہ ہوگی اور صادق ہمیشہ کی روشنی میں خوش رہینگے ✤ تاریکی اچھی نہیں لگتی اور رات کو لوگ خوف کھاکر دروازوں کو بند کر لیتے تاکہ چوروں و ڈاکوؤں اور جنگلی حیوانوں سے محفوظ رہیں دن کو جب کہ چوگرد اچھی طرح دیکھہ سکتے اپنے تئیں زیادہ سلامت سمجھتے اور روشنی کو پسند کرتے ہیں ✤ پس بہشت میں نیکوں کو وہ بے چینی نہ ہوگی جو تاریکی سے پیدا ہوتی ہے کیونکہ وے ہر دم روشنی میں رہینگے ✤

لیکن اگرچہ روشنی ہوگی پر اس آفتاب کی روشنی نہیں جسے یہاں دیکھتے ہیں ✤ اگر یہہ آفتاب وہاں ہوتا تو کامل آرام نہیں بلکہ گرمی کے باعث کُچھہ تکلیف رہتی ✤ اس دنیا میں گرمی کے باعث لوگوں کو تکلیف ہوا کرتی ہے اور خصوصاً اُنھیں جن کو پرورش کے لئے دوکانوں یا کھیتوں میں سخت محنت کرنی پڑتی ہے ✤ گرمی سے جسم و عقل دونوں کمزور ہوتے اور بہت

بیماریاں پیدا ہوتی ہیں لیکن بہشت کی روشنی میں گرمی نہیں ہے۔ چنانچہ صادقوں کو اُس سے کچھ تکلیف نہ ہوگی ÷ چاند کی روشنی میں گرمی نہیں ہوتی جب چاند پورا ہو کر خوب چمکتا ہے اور اپنی روشنی پھیلاتا ہے تو لوگ نہایت خوش ہوتے ایسا کہ اِدھر اُدھر چلتے پھرتے مارے خوشی کے بے اختیار گانے بھی لگتے ہیں ÷ چنانچہ گرمی کے نہ رکھنے کے باب میں بہشت کا نور کچھ کچھ چاند کی روشنی کے موافق ہوگا لیکن تیزی اور چمک میں بہشت کی روشنی چاند کی روشنی سے ایسی زیادہ ہوگی کہ دونوں کے درمیان کچھ نسبت نہیں ÷ چاند کیسا ہی صاف چمکتا ہو لوگ دور کی چیزوں کو دیکھ نہیں سکتے لیکن بہشت کی روشنی سے صادق دور تک بڑی صفائی کے ساتھ دیکھ سکینگے ÷ تیزی اور چمک میں بہشت کا نور آفتاب کی روشنی سے بھی بہت زیادہ ہوگا ÷ یہاں انسان کی نظر بڑی تیز روشنی کی برداشت نہیں کر سکتی مثلاً ہم آفتاب پر اچھی طرح نگاہ نہیں کر سکتے لیکن بعد قیامت کے نیکوں کی آنکھیں قدرتِ الٰہی سے ایسی ہونگی کہ نہایت ہی تیز روشنی کی بھی برداشت کر سکینگی ÷ بہشت کو روشن کرنے کے لئے خدا نے وہاں کسی طرح کا آفتاب نہیں رکھا پر وہ خود اُسے روشن کرتا اور اپنے جلال سے اُسے نور بخشتا ہے ÷

پھر بہشت میں موت کا دخل نہیں اور وے جو وہاں پہنچینگے ہرگز نہ مرینگے پر ابدالآباد سعادت میں رہینگے ÷ اِس سے اُن کی خوشحالی اور بڑھ جائیگی کیونکہ اُن کو یہہ فکر اور اندیشہ نہ رہیگا کہ ہم کسی وقت اِس سعادت سے محروم ہو جائینگے ÷ اگر کسی دانا و عاقل شخص کو بہت دولت و مرتبہ دیا جاوے اور اُس سے کہا جائے کہ ہر طرح کے واجب عیش و آرام میں زندگی بسر کر اور اُس کے لڑکے بالے اور دوست اور بہت سے عزیز و یگانے بھی ہوں مگر اُس سے یہہ کہہ دیا جاوے کہ کسی [illegible]

وقت یہہ سب نعمتیں دیکایک تجھہ سے لیجائینگی اور بعد اُس کے تیرا حال اورطرح ہو جائیگا تو اتنا سنکر اُس کی خوشی اِن نعمتوں کے باب میں پوری نہ ہوگی پر فکر و اندیشے بھی درپیش رہینگے کہ معلوم نہیں کس وقت یہہ سب چھین جائیں ✣ لیکن بہشت میں موت کا دخل نہیں ہے اور صادقوں کو یہہ فکر و اندیشہ نہ ستاویگا اور اُن کی خوشی کامل ہوگی ✣ پھر اِس دُنیا میں لوگوں کی عمر رفتہ رفتہ بڑھتی جاتی ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ تب سے ضعیف اور کمزور ہونے لگتے ہیں اور اگر سب آفتوں سے اُن کی جان بچی بھی رہے تو بھی آخر کو بُڑھاپے سے مرجاتے ہیں لیکن بہشت میں بُڑھاپا اور ضعیفی نہیں ہے اور نیک وہاں ہمیشہ تندرست و توانا رہینگے ایسا کہ اِس دُنیا کے خاصے نوجوان بھی ویسے نہیں رہتے ✣ غرض وے ابدالآباد پوری سعادت اور نیکبختی میں رہینگے ✣

اِس جہان میں تمام دُکھہ درد و بیماری اور موت کا باعث گناہ ہے چنانچہ بہشت میں گناہ نہ ہوگا اِس بات کے خیال سے نیکوں کو اب بھی نہایت خوشی حاصل ہوتی ہے ✣ گناہ بڑی خراب شے ہے وہ اُن کا بڑا دشمن ہے اُس سے اُن کو بہت رنج رہتا ہے اور اگر تکلیف اُٹھانے سے اُس سے رہائی پاسکیں تو ہر طرح کی تکلیف اُٹھاویں ✣ اُن کی یہہ خواہش اور آرزو بہشت میں بخوبی پوری ہوگی اگرچہ ابدالآباد وہاں رہینگے تو بھی ہرگز فدہ سا بیجا خیال بھی اُن کے دل میں نہ گذریگا ✣ یہہ بات شاید ہمیں نہایت مشکل معلوم ہو لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ خدا قادرِ مطلق ہے اور وہ گنہگاروں کے دل کو بالکل پاک کرسکتا ہے چنانچہ پیچھے کہہ بھی آئے ہیں کہ پاکیزگی کا کام خداپرستوں کے دلوں میں روحِ پاک سے

زندگی بھر ہوتا رہتا ہے اور وے موت کے وقت بالکل پاک ہو کر بہشت کو پہنچتے ہیں ÷ جب کہ وے ایک دفعہ گناہ سے رہائی پائیں تو وہ پھر کبھی اُن پر غلبہ نہیں کر سکتا پر وے ابد الآباد اُس سے محفوظ رہینگے ÷

پھر نیکوں کو بہشت میں اس سے بھی بڑی خوشی حاصل ہو گی کہ وے وہاں بلا ناغہ خدا کی عبادت اور حمد و ثنا کر سکینگے ÷ اس دُنیا میں کئی باتیں اس سے روکتی ہیں مثلاً ہمیں اپنی پرورش کے واسطے محنت کرنی پڑتی ہے پھر جب ہم عبادت کیا چاہتے ہیں ہمارے بُرے دل اِدھر اُدھر دوڑتے ہیں سوا اس کے ہمارے جسم تھک جاتے ہیں اور ہم ہر دم اُس پر دھیان لگا نہیں سکتے لیکن بہشت میں ان روکنیوالے باعثوں میں سے کوئی نہ ہوگا اور نیک ہر دم خدا سے محبت رکھینگے اور اُس کی عبادت کرینگے ÷

نجات کے باب میں ہندوؤں کا گمان بہت غلط ہے وے سمجھتے ہیں کہ جب کوئی بالکل پاک ہو جاتا اور نجات پاتا ہے تو خدا میں مل جاتا ہے جیسا کہ ندیاں سمندر میں مل جاتی ہیں ÷ ندیاں اور سمندر اور سوا ان کے اس دُنیا کی اور بہت سی چیزیں آپس میں اس لئے مل جاتی ہیں کہ وے مخلوق ہیں اور پھر ایک ہی ذات کے مخلوق ہیں ÷ لیکن خدا اور اُس کے عابد ایک ذات کے تو نہیں ہیں کہ مل جائیں ÷ خدا خالق ہے اور عابد مخلوق ÷ دونوں کی ذات کے درمیان بے حد و بے پایاں فرق پایا جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ دونوں مل جائیں ÷ چنانچہ دُنیوی باتوں میں دیکھو کیا کاریگر اور اُس کا کام دونوں ملکر ایک ہو سکتے ہیں مثلاً کیا ہو سکتا ہے کہ کوئی بڑھئی ایک صندوق بنا دے اور پھر آپ صندوق بنا

میں ملکر صندوق اور وہ ایک ہو جائے یا کہ کوئی لُہار ایک چھُری بنادے اور پھر چھُری اور باپ ملکر ایک ہو جائے نہیں یہہ ممکن نہیں اُن کی ذات میں ہمیشہ فرق رہیگا اور وے ہمیشہ علیحدہ رہینگے ✣ یوں ہی نیک خدا کی ذات میں مل نہیں سکتے کیونکہ اُن کی ذات کے درمیان بے حد فرق پایا جاتا ہی ✣ حق تعالیٰ خود بخود درجِ کامل ہی اور اُس میں اَور کسی کے مِل جانے سے بڑھتی کا ہونا ناممکن ہے پھر اُس کی ذات غیر تبدیل بھی ہی لیکن اگر کوئی اُس میں مل جائے تو اُس کی بے تبدیلی کہاں رہی ✣ اِنسان کے حق میں یہہ ہی کہ آج دُبلا ہی اور دو چار روز میں کھانے پینے سے موٹا ہو سکتا ہی لیکن خدا کے باب میں تو ایسا نہیں ہو سکتا وہ ہمیشہ یکساں رہتا ہی ✣ چنانچہ نیک اُس میں مل نہیں جائینگے پر اُس کے حضور رہکر سعادت حاصل کرینگے ✣ سعادت حاصل کرنے کے لئے اُس کی ذات میں مل جانا ضرور نہیں ہی پر اُس کے حضور رہنا اور اُس سے محبت رکھنا اور اُس کی عبادت کرنا کافی ہی ✣ اِس جہان میں جب کوئی محبوب رعیت اپنے مہربان بادشاہ سے یا کوئی لڑکا اپنے باپ سے خوشی حاصل کرتا ہی تو کس طرح کرتا ہی کیا اُس کا بدن باپ کے بدن میں سلائی سے جوڑا جاتا یا لئی سے چپٹایا جاتا ہی ✣ نہیں بلکہ اُس کی صحبت اور مہربانی میں رہتا ہی اِسی طرح اُس سے خوشی حاصل کرتا ہی ✣ اِسی طرح نیکوں کو سعادت حاصل کرنے کے لئے یہہ ضرور نہیں ہی کہ خدا کی ذات میں مِل جائیں پر وہ اُس کے حضور اُس کی صحبت و عبادت اور محبت میں رہنے سے حاصل ہوگی ✣

غرض بہشت میں نیکوں کی سعادت روحانی ہوگی ✣ اِس دُنیا کی خوشی لوگوں

کو دولت وجگہہ زمین اور عزت و مرتبہ اور نوکر چاکر و پالکیوں ناکگیوں اور ہاتھی گھوڑوں اور بڑے بڑے محلوں اور لڑکے بالوں اور اقربا و عزیزوں سے پیدا ہوتی ہے ٭ یہہ ساری خوشی جو چند روز کے لئے پیدا ہوتی ہے نفسانی اور جسمانی کہلاتی ہے لیکن نیکوں کی خوشی ایسی باتوں سے پیدا نہیں ہوتی کیونکہ یہہ بہشت میں کہاں ہیں اُن کی سعادت روحانی ہے اور اُس طرفین کی محبت سے پیدا ہوتی ہے جو خدا اُن کی نسبت اور وے خدا کی نسبت رکھتے ہیں وہ اُسی طرح کی ہوگی جو خداپرستوں کو یہاں کلام الٰہی پڑھنے و دعا مانگنے اور بہشت و پاکیزگی اور خدا کے باب میں غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے ٭ پھر یہہ سعادت کامل ہوگی ٭ اِس دُنیا میں کامل سعادت کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے پر وہ انھیں جو بہشت میں پہنچینگے بخوبی حاصل ہوگی غرض وے سعادت سے ایسے آسودہ ہونگے جیسے کوئی شگلا پانی سے لبالب بھرا ہو اور اُس میں اور ایک قطرے کی گنجایش نہ ہو ٭

آخر الامر بہشت میں نیکوں کی سعادت ابدی ہوگی وے ہمیشہ وہاں رہینگے اور کبھی وہاں سے نکالے نہ جاینگے ٭ یہہ بڑی تسلی کی بات ہے اور حقیقت میں اِسے یقین سے بہشت کی اور سب باتوں سے خوشی حاصل ہوگی اگر یہی نہ ہو تو کیا بڑی خوشی حاصل ہو ٭ اگر نیکوں سے کہا جاے کہ تم ہزاروں بلکہ لاکھوں و کروڑوں برس یہاں رہو لیکن بعد اِس کے تمھیں دُنیا کو لوٹ جانا اور وہاں پھر گناہ اور ہر طرح کی تکلیف میں رہنا ہوگا ٭ تو یہہ سُنتے ہی یہہ خبر سُنکر اُنھیں وہاں بھی از حد رنج پیدا ہو اور بہشت تب اُن کے حق میں بہشت کا ہے کو ہو گویا مہلت ٹھہرے وہاں بھی بڑے خوف میں رہا کریں اور گویا دن سے گناہ کریں کہ اب ہماری مہلت کے دن تھوڑے ہی رہے افسوس اب ہمیں پھر گناہ اور تکلیف میں پڑنا ہوگا ٭ پر شکر خدا کا کہ ایسا نہیں ہے نیکوں کی سعادت

ابدی ہے خدا نے یہ فیصلہ دیا ہے اور چونکہ وہ صادق القول ہے اپنی بات کو پورا کریگا اور جنھیں وہ اپنے فضل سے نیک اور پاک کر کے بہشت کو پہنچاتا ہے اُنھیں ہمیشہ وہاں رکھیگا اور کبھی وہاں سے دور نہ کریگا ۔ اس دُنیا میں دیکھتے ہیں کہ جب کوئی نیک اور مہربان آقا اپنے نوکر کا قصور معاف کرتا ہے اور وہ نوکر پھر قصور نہیں کرتا پر ہمیشہ اُس کی مرضی پر چلتا ہے تو وہ آقا پھر اُس قصور کو جو اُس نے معاف کیا یاد نہیں کرتا اور خواہ نخواہ اُس نوکر کو نکال نہیں دیتا پر اُسے اپنی خدمت میں رکھتا ہے اور ہمیشہ اُس پر مہربان رہتا ہے ۔ تو پھر خدا تو تمام رحمت اور نیکی کا چشمہ ہے اور انسان پر کیونکر بے حد درجہ زیادہ مہربانی نہ کریگا ۔ غرض خدا نیکوں کو جنھیں وہ معاف کرتا اور ایسا پاک کرتا اور اپنا فضل بخشتا ہے کہ اُن سے پھر گناہ نہیں ہو سکتا بہشت میں ہمیشہ رہنے دیگا اور اُن کی سعادت ابدی ہوگی ۔

ہندو کہتے ہیں کہ ایک چھوٹا بہشت بھی ہے جہاں وے لوگ جاتے ہیں جنھوں نے تھوڑی نیکی کی ہے اور جو بالکل پاک نہیں ہیں ۔ لیکن اُن کا یہہ گمان غلط ہے ۔ فقط ایک ہی سچا بہشت ہے جہاں کہ خدا پرست پہنچائے جاتے ہیں ۔ اگر انسان اپنے نیک اعمال کے باعث نجات پاتا تو ایک نہیں بلکہ سیکڑوں بہشت ہوتے اور لوگ اپنے اپنے اعمال کے موافق وہاں پہنچائے جاتے لیکن نجات تو صرف خدا کے فضل سے ہے اسی لئے ہندوؤں کا یہہ گمان غلط ٹھہرتا ہے ۔

غرض نیکوں کی آیندہ سعادت بہت دلپسند بات ہے اور اُنھیں چاہئے کہ جب تک گناہ اور تکلیف کے اس بیابان میں سفر کرتے ہیں بار بار اُس پر غور کریں اور اپنے دلوں کو خاطر جمعی اور تسلی دیں ۔

بندوں کی آیندہ سزا کا بیان ٭ روزِ عدالت میں شریر بڑے خوف میں ہونگے کیونکہ جانینگے کہ اب ہماری سزا کا وقت آپہنچا ٭ وے بہت چاہینگے کہ کہیں چھپ رہیں اور عدالت کے لئے خدا کے حضور نہ جائیں پر کہیں چھپ نہ سکینگے اُس وقت اُن کے تمام گناہ اُنھیں یاد آوینگے اور وے کوئی عذر پیش نہ کر سکینگے پر اُن کا منہہ بند ہو جائیگا ٭ پس خدا اُن پر سزا کا حکم کریگا اور وے آپ اقرار کرینگے کہ اُس کا حکم واجب اور درست ہے ٭

بعد عدالت کے بد یعنے وے جو خدا سے محبت نہیں رکھتے اور اُس کی عبادت نہیں کرتے بلکہ جان بوجھکر نافرمانی کرتے جاتے ہیں اُس ابدی عذاب میں ڈالے جائینگے جسے جہنم کہتے ہیں ٭ بہت لوگ سمجھتے ہیں کہ یہی دنیا جہنم ہے اور کہ لوگ یہیں اپنے گناہوں کے واسطے سزا پاتے ہیں لیکن اُن کا یہہ گمان غلط ہے ٭ لوگ یہاں اسی واسطے پیدا ہوتے ہیں کہ ایک آیندہ وقت یعنے عاقبت کے لئے تیاری کریں ٭ اگر یہہ دنیا جہنم ہوتی تو سب بد عذاب میں رہتے لیکن عذاب کے عوض اکثر اُن میں سے تو بڑے چین و آرام سے رہتے ہیں ٭ پھر اگر یہہ جہنم ہوتا تو وہاں نیک لوگ نہ ہوتے کیونکہ خدا ایسا بے انصاف نہیں کہ نیکوں یعنے اپنے عابدوں کو جہنم میں ڈالے ٭ دوزخ میں سوا از حد تکلیف اور عذاب کے اور کچھ نہیں ہے اور اگرچہ اس دنیا میں بڑی تکلیف ہے تو بھی دوزخ کے عذاب کا یہاں آدھا بھی نہیں اس سے ظاہر ہے کہ یہہ دنیا جہنم نہیں ہے اور کہ لوگ عاقبت کی تیاری کے لئے یہاں پیدا ہوتے ہیں نہ کہ سزا کے واسطے ٭

پس سب کو معلوم کیا چاہئے کہ ایک جہنم ہے جہاں عدالت کے بعد سب بد ڈالے جائینگے یہہ خواب خیال نہیں ہے پر ایک حقیقت ہے جو حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں صاف صاف فرمایا ہے

جیسا کہ انسان اس جہان میں گناہ کے باعث تکلیف اٹھاتا ہے اسی طرح عقل سے دریافت ہوتا ہے اور اسے خوب یقین کیا چاہئے کہ اگر بغیر توبہ کے مریگا تو اس کے باعث عاقبت میں بھی تکلیف پاویگا ٭ خدا نے فرمایا ہے کہ اگر گنہگار توبہ نہ کریں اور مغفرت اور نجات اس راہ سے جو اس نے خود ٹھہرائی ہے قبول نہ کریں تو ضرور دوزخ میں ڈالے جاوینگے ٭ اور اگر گنہگار دوزخ میں ڈالے جائیں تو اس سے خدا میں کچھ بے انصافی نہ ٹھہریگی پر برعکس اس کے اس میں پورا انصاف ٹھہریگا کیونکہ اس کو اپنے عدل کے باعث گناہ کی سزا کرنی ضرور ہے ٭ اور اس سے اس میں کچھ بے رحمی بھی نہیں ٹھہرتی کیونکہ اس نے اپنے رحم سے گنہگاروں کی نجات کے لئے ایک آسان راہ نکالی ہے اور گنہگار اس راہ سے نجات قبول نہ کریں تو انھیں کا قصور ہے ٭ اگر کوئی بادشاہ کسی مجرم سے کہے کہ اپنے گناہ سے توبہ کر اور ایک آسان راہ سے جو میں تجھے بتاتا ہوں معافی اور رہائی قبول کر مگر مجرم اپنی گمراہی سے اسے قبول نہ کرے اور کہے کہ میں سزا ہی اٹھاؤنگا تو اس میں بادشاہ کا کیا قصور ہے ٭ یوں ہی گنہگاروں کی سزا میں خدا بے رحم نہیں ٹھہرتا کیونکہ گنہگار خود مغفرت اور نجات اس راہ سے جو خدا نے مقرر کی ہے قبول نہیں کرتے ٭

غرض دوزخ میں بے نہایت عذاب اور تکلیف ہے کوئی اس کا بیان نہیں کر سکتا انسان اور شیطان بھی جو وہاں کے عذاب سے واقف ہیں اس کا بیان نہیں کر سکتے کلام الٰہی کے طور اس کے باب میں فرماتا ہے کہ وہاں ایسی آگ ہے جو ہرگز نہیں بجھتی چنانچہ اسی میں ہمیشہ تڑپا کرینگے ٭ یہاں تو لوگ جب ایسی کسی تکلیف میں پڑتے ہیں جسے برداشت نہیں کر سکتے تو اپنے تئیں طرح طرح سے مار ڈالتے ہیں چنانچہ کوؤں میں گر پڑتے زہر کھا لیتے گلا کاٹ لیتے

اور کسی اور طرح سے اپنی جان لے لیتے ہیں کہ تکلیف سے رہائی پاویں لیکن
تمنا ہی چاہینگے کہ مرکے مٹ جائیں پر اُن کی یہہ آرزو کبھی پوری نہ ہوگی
ہونگے ✣ جب لاکھوں کروڑوں برس عذاب اُٹھا چکینگے تب بھی رہائی
اگر اُتنی مدت بعد بھی رہائی کی اُمید ہوتی تو بڑی تسلی ہوتی ✣ اُمید بڑی
قایم ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ جب تک سانس تب تک آس ✣ جس شخص
یعنے جو بڑی تکلیف یا آفت میں پڑکر رہائی سے مایوس ہوجاتا ہے اُس کے جسم
ہاتھ پانوں ڈھیلے پڑجاتے اور عقل بھی کام نہیں کرتی ہے یہہ نا اُمیدی کی
جس شخص کو کسی بڑی بات مثلاً بہت سے روپئے یا مرتبہ کی اُمید ہوتی ہے
خوش رہتا ہے بلکہ کبھی کبھی لوگ بیماری کی حالت میں کوئی اچھی خبر سنکر
اُمید پاکر یکایک صحت بھی پاجاتے ہیں اُمید ایسی شے ہے ✣ لیکن جہنم میں
وہاں کے جانیوالے اِس سے ہاتھ دھوکر وہاں داخل ہوتے ہیں جب ایک دفعہ
نکلنے کے نہیں ✣

جب جہنم کی گفتگو ہوتی بعضے لوگ کہتے ہیں کہ جو اَوروں کا حال ہوگا سو
سمجھتے ہیں کہ جب اَوروں کو بھی اُسی حالت میں دیکھینگے تو دل کو کچھ تسلی
دُنیا میں بعضی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جب بہت سے آدمی ایک سانحہ کی
ایک دوسرے کی حالت دیکھکر اپنے دل کو سمجھا لیتے ہیں کہ تو ہی اکیلا نہیں
بلا میں گرفتار ہیں ✣ پر جہنم میں اِس طرح دل کا سمجھانا نہ ہوگا ✣

جنکے باعث یہاں حاکموں سے قید ہوتے ہیں ایک دوسرے کی صحبت سے آرام پاتے ہیں چنانچہ وے
ایک ساتھ رہتے اور ایک ساتھ کام کرتے ہیں ✤ پھر دن بھر کام نہیں کرتے پر کھانے اور آرام
کے لئے کچھ فرصت پاتے ہیں سوا اس کے تمام رات آرام کے لئے ہے اور جب کام بھی کرتے آپس میں
ہنستے بولتے اور دل بہلاتے ہیں ✤ لیکن جہنم کی سزا ایسی نہیں ہے وہاں کا عذاب ایسی شدت
کا ہے کہ کسی گنہگار کو سوا اُس تکلیف کے اور کسی بات کے سوچنے اور اور گنہگاروں سے ہنسنے بولنے
کی فرصت نہیں رہتی ✤ اس دُنیا کی تکلیف اور دوزخ کے عذاب کے درمیان کچھ نسبت نہیں
جب یہاں لوگ تکلیف میں پڑتے ہیں تو گفتگو سے اور اور کئی طرح سے اپنے دل کو بہلا لیتے ہیں اور
کچھ دیر کے لئے دُکھ بھول جاتے ہیں لیکن جہنم کا عذاب ایسی شدت کا ہوگا کہ کوئی کسی طرح اپنے
تئیں بہلا نہ سکیگا ✤ جہنم میں کوئی کسی کا دوست نہ ہوگا پر سب آپس میں دشمن ہونگے اور
بڑی تند مزاجی کے ساتھ دیوانوں کی طرح چلاتے اور بکتے رہینگے یوں اُن کی حالت اور بھی
خوفناک ہوگی ✤ جب میدانِ جنگ پر زخمی اور ادھموئے لوگ پڑے ہوتے ہیں اور پیاس
اور درد کے مارے چلاتے اور دیکھتے ہیں کہ ہم سب کے بدنوں کو گدھ اور گیدڑ نوچتے ہیں تو اُس وقت
اپنے ساتھ اور لوگوں کو اُسی حالت میں دیکھکر اُنھیں کونسی تسلّی حاصل ہوتی ہے ✤ غرض یہی حال
جہنم میں ہوگا لوگ اپنی طرح اوروں کو عذاب میں دیکھکر کچھ تسلّی نہ پاوینگے ✤

دوزخیوں کو ایک بڑا باعث تکلیف کا یہہ بھی ہوگا کہ وے اپنے سیانے لڑکوں لڑکیوں اور عزیزوں
کو وہاں دیکھینگے اور جانینگے کہ ہماری ہی غفلت سے یہہ یہاں پہنچے ہیں اور لڑکے وغیرہ بھی اُن کو ملامت
کرینگے اور کہینگے کہ تم نے ہمیں خدا کی محبت و عبادت کے باب میں تعلیم نہ کی اور تمھاری ہی غفلت

اور بے دینی سے ہم اس عذاب کو پہنچے ہیں ۔ اس دُنیا میں جب کوئی کسی کی غلطی [illegible]
کسی تکلیف یا آفت میں پڑتا ہے اور اُس آفت کا سبب سب سے [illegible]
کو ملامت بھی کرتا جس سے غلطی یا غفلت ہوئی تو اُسے کیا رنج ہوتا ہے [illegible]
بیان نہیں ہو سکتا ۔ غرض یہی حال دوزخ میں اُن لوگوں کا ہوگا [illegible]
غفلت کے باعث وہاں پہنچینگے ابدالآباد اُن کو ملامت ہوا کریگی ۔

پھر دوزخیوں کو اس خیال سے بھی بڑا رنج ہوگا کہ ایک زمانہ ایسا تھا جب [illegible]
خدا کی محبت اور عبادت کی فرصت تھی اگر اُس موقع کو قبول کرتے [illegible]
تو اس نوبت کو کاہے کو پہنچتے ۔ جب کوئی لڑکا بدچالی کی طرف [illegible]
اُسے سمجھاتا ہے پروہ نہیں مانتا اور آخر کو تکلیف اور آفت میں پڑتا ہے تو [illegible]
کی نصیحت یاد کرکے کیسا رنج کھاتا ہے کہتا ہے کہ ہائے باپ کا کہا مانتا تو [illegible]
پس جب جب اس بات کو یاد کرتا زیادہ رنج کھاتا ہے ۔ یوں ہی اُن لوگوں کو [illegible] رنج ہوگا جو
بوجھ کے گناہ کرتے جاتے ہیں اور اب جب کہ موقع اور فرصت ہے خدا کی محبت و عبادت [illegible]
کرتے ۔

الغرض معلوم ہوا کہ جہنم ایسے عذاب کی جگہہ ہے کہ اُس کا بیان نہیں ہو سکتا [illegible]
کی بات یہہ ہے کہ ہم سب اپنے اعمال پر غور کریں اور گناہوں سے توبہ کرکے خدا کی طرف [illegible]
عذاب [illegible] مسیح پر ایمان لاویں [illegible]

تمام شد ◆